دیوانِ حسن سجزی دہلوی

پیدائش سنہ ۶۵۳ ہجری　　　وفات سنہ ۷۳۸ ہجری

(بسرپرستی)

عالیجناب راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت
کے۔سی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای۔ صدراعظم باب حکومت
سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن

(باہتمام)

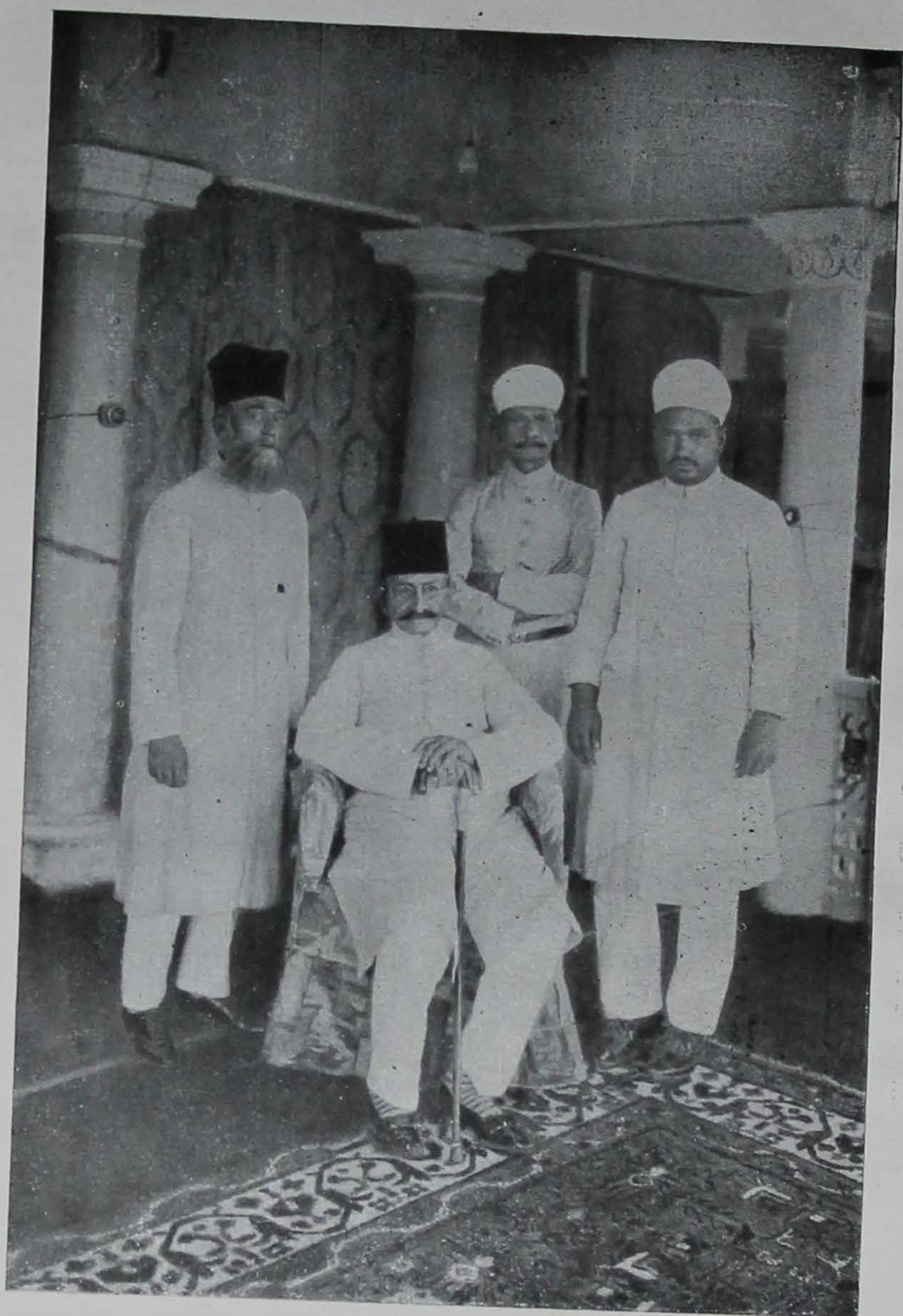
اقل العباد مسعود علی محوی بی۔اے (علیگ) سابق سشن جج سرکار آصفیہ

بمکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

طبع سنہ ۱۳۵۲ھ شد

فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجزی دہلوی



راجہ راجایان سر مہاراجہ بہادر کشن پرشاد یمین آسا طفتہ
سید یعقوب بزمی بی-اے مسعود علی محوی بی-اے
مرزا نظام شاہ لبیب تیموری
ملاحظہ ہو ضمیمہ دیباچہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

تمہید چکیدۂ خامۂ فیض شمامۂ عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنتہ سر کشن پرشاد بہادر کے۔سی۔آئی۔ای۔جی۔سی۔آئی۔ای صدر اعظم سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن دام اقبالہٗ و اجلالہٗ

مست توام ازبادہ و جام آزادم صید توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

بندہ آزاد شاؔد نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار ہمت افزا داستانیں سُنی ہیں، اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے مملو تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ ابتداء سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور فریفتہ رہا ہے، اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت دارین کا ذریعہ تصور کرتا ہی حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف، اُن کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص اُنس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے دیوان جو امتداد زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانے کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہً منگائے اور بعض نسخے خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور ناتمام ہیں۔ ابتک کوئی ایسا نسخہ نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے جتنے نسخے دیکھے گیے ان میں سے اکثر چند روز کے مہمان نظر آئے، بعضوں کی سیاہی اُڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نامآور شاعر کا کلام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپوا دیا جائے تاکہ وہ ایک مزید مدت کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے مصارف، اور تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ) سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمدللہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علمی یادگاروں
میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت قدر قدرت
نواب میر عثمان علی خاں ادام اللہ سلطنتہٗ کی مسیحا دمی سے از سر نو زندہ
ہورہی ہیں، اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سرزمین
دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محویؔ صاحب نے خوب کہا ہے۔

از نیر توجہ گیتی فروز او — شمع علوم زندگی از سر گرفتہ است
آراست ہم معاش ازاں ہم معاد ملک — بنگر بیک کرشمہ دو کشور گرفتہ است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ
حیدر آباد دکن
۱۳۴۲ف

امیر حسن

اور

اُن کا زمانہ

امیر حسن علا سجزی کے حالاتِ زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں، اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیا کے مؤلفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے، اور بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے اُن معتبر مولفین کے اقتباسات جنھوں نے اِس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود اُن کے الفاظ میں پیش کردیں اور بعدہ جو کچھ ہمیں امیر حسن اور اُن کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو ۷۵۸ھ ہجری میں ختم ہوئی)

نہ صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ اُن کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتداء کرتے ہیں، مولانا موصوف سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) "در عصر علائی شعرائے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از "ایشاں چشم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لاسیما۔ امیر خسرو......" "دوم شاعرے از شعرائے یگانہ در عصر علائی امیر حسن سنجری بودہ است" "و اورا تالیفات نظم و نثر بسیار است و بسلامتی ترکیب و روانی سخن" "آیت بودہ است۔ و ازبسکہ غزلہائے وجدانی در غایت روانی بیا" "گفتہ است اورا سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور" "باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ و بعزت خداوندان" "مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف و مجلسہا و استحضار اخبار" "سلاطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل و زی و زیست" "صوفیہ و لزوم قناعت و اعتقاد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گزرانیدن" "بے اسباب دنیا و تجرد و تفرد از علایق دنیا ہیچوں او کسی را کمتر دیدہ ام" "و سالہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد و یگانگی بودہ است۔" "و نہ ایشاں بے صحبت من بتوانستندے بود۔ نہ من توانستمے کہ مجالست" "ایشاں را گزرانم۔ و از محبت من میان ایشاں ہر دو استاد قرابتے شد" "و در خانہائے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتند۔ و از نہایت اعتقادے کہ" "امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشائخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت"

"اینچہ در مدت ارادت خود در مجالس شیخ شنیدہ است عین ملفوظ شیخ در چند"
"جلد جمع کردہ است و آنرا "فوائد الفواد" نام نہادہ۔ و ایں فوائد الفواد"
"دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است"
"و صحایف بہ نثر و مثنویات بسیار است و چناں شیریں مجلس و ظریف و"
"خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راحتے و انسے کہ"
"بمجالست او می شد از مجالست غیر او نیا فتیم"۔

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو با میر خورد کی کتاب "سیر الاولیا"
سے دیا جاتا ہے۔ امیر خورد اور ان کے والد اور نانا بھی سلطان المشائخ حضرت
نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین
برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انھوں نے
امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا
ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت جسے ہم اوپر دے چکے ہیں بجنسہ نقل کر دی ہے
دوسری جگہ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) "منہم۔ آں ملک الملوک فضلا۔ آں بلطافت طبع
دلربا۔ یعنی امیر حسن علاء سجزی کہ غزلیات جگر سوز او از چقمق دلہائے عاشقاں
آتش محبت بیروں می آرد، و اشعار دل پذیر او راحتے بدلہائے سخنوراں
میرساند، و لطائف روح افزائے او مایہ اہل ذوق است، و سخن ایں بزرگ
چاشنی شیخ سعدی دارد، دو بیتے دریں گفتہ است۔
"حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است"

"وایں بزرگ پیوستہ میان شعرا متمکن و متجمل بود۔ و ہیچ کس لطیفہ و نظمے"
"بہ بدیہہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بر ہر لطف"
"او می داشتند۔ و سر ہمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگانِ حضرت"
"سلطان المشائخ منسلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشائخ مخصوص"
"گشت۔ وقتے ایں بزرگ بخدمت سلطان المشائخ آمدہ چند عزیزے"
"حاضر بودند۔ سلطان المشائخ روئے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود"
"کہ ایں ساعت ذکر فضلا داشتم کہ تو در آمدی۔ و از ملفوظات روح افزائے"
"سلطان المشائخ فوایدے بنوشت و عین تقریر سلطان المشائخ بقدر"
"امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد الفواد مقبول اہل دلاں عالم"
"شدہ است و دستور عاشقاں گشتہ، و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان الشعراء"
"امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر دراں صرف کردہ ام"
"برادر امیر حسن را بودے و ملفوظات سلطان المشائخ کہ جمع کردہ اوست"
"مرا بودے تا من بداں در دنیا و آخرت فخر و مباہات کردمے۔ و ایں بزرگ"
"دریں عالم مجرد زیست۔ در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت رحمۃ اللہ علیہ"

ہندوستان غلاموں، خلجیوں اور تغلقوں کے ابتدائی دورِ حکومت تک علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علماء، فضلا، شعراء، اور متصوفین کے طبقہ اور زمرہ میں سربرآوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال (سنہ ۷۹۰ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اِس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امن و اطمینان کی سرزمین اور قدردان پادشاہوں اور امیروں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (سنہ ۹۳۳ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصًا شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں ہیں بھی تو وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشناس عالم کرے۔ ایسے کس مپرسی کے زمانہ میں بیچارے حسن کے حُسن صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اس وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور اِن خوش نوا بلبلوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چہچہانا شروع کیا۔ ہمایوں کے عہد میں حامد بن فضل اللہ المخاطب بہ جلال خاں و المعروف بہ شیخ جمالی نے ' جو بادشاہ کے ندما میں داخل اور مشہور شاعر صوفی ' اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوّانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے " سیر العارفین " لکھ کر اہل دل کی بھولی ہوئی داستان از سر نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس۔ ہے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بغیر آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اقتباس (۳)۔ "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے
"حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)
"بزیارت مزار متبرک حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ
"رفتہ بودند من و خدمت مولانا برہان الدین برکاب ایشاں بودیم۔ بعد از
"زیارت حضرت شیخ را برحوض شمسی گزر افتاد تا بر سرِ مزار بعضے بندگان
"کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فاتحہ بخواند ناگاہ خواجہ علا حسن سجزی با جمع
"یارانِ خود در کنارۂ حوض شراب میخورد۔ و اورا با حضرت شیخ در مبدا حال
"در بدآیون آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت و ایں دو بیت برزبان
"راند"۔

"سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم گر ز صحبتہا اثر بودے کجاست
"زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد فسق مایاں بہتر از زہد شماست

"چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بفور فرمود "در صحبت اثرہاست"
"ایں سخن در دل او چناں اثر کرد کہ فی الحال سر برہنہ ساخت و خود را
"بپائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف
"گشت۔ وایں خواجہ حسن دراں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر
"داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد ...... وایں غزل
"بعد از توبہ در قلم آوردہ است کہ مقطع آں اینست۔

"اے حسن توبہ آنگہے کردی کہ ترا قوتِ گناہ نماند"

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشمار تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ اِن میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صوفیہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کر دی ہے جو شیخ جمالی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ توبہ کے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بجائے تہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۴)۔ "روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگذشت "و امیر خسرو کہ در عنفوان جوانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ "حسنِ جمال وافر و فضل و دانش کامل داشت در دکان خبازے "نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا "و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان "رفتہ پرسید نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازو می نہم "و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں تر آید "مشتری را راہی می نمایم۔ امیر خسرو گفت اگر مشتری مفلس باشد "مصلحت چیست گفت درد و نیاز ہم عوض زر می ستانم۔ امیر خسرو "از حُسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیتِ حال بہ شیخ (حضرت "نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز درد طلب دامنگیر شدہ"

"دوراں زودی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آں وقت مرید شیخ نشد امابیشتر"
"از اول بکسب علوم وکمالات ظاہری مشغول گشتہ بخانقاہ شیخ متردد"
"گردید ومیان او وامیر خسرو الفت تمام بہم رسید۔ ہردو نوکری شاہزادہ"
"محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت"
"ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ وخواجہ حسن"
"دوات دار گردید۔ وچوں محمد سلطان خاں شہید بدہلی می آمد"
"ہردو عزیز از خدمت شہزادہ فراغ می یافتند اکثر اوقات در ملازمت شیخ"
"بسر می بروند۔ ورفتہ رفتہ عاشقی ومعشوقی ایشاں شہرت یافتہ بجائے"
"رسید کہ صاحب غرضاں بعرض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشاں را"
"بزبان گرفتہ از اہل ملامت میدانند، قابلِ خدمت نزدیک نیند۔"
"امیر خسرو دراں وقت غزلے کہ مطلعش ایں است گفت"
"زیں دل خود کام کار من برسوائی کشید خسرو افرمان دل دین ہمیں بار آورد"
"بعدہ، محمد سلطان خاں شہید از روے مصلحت خواجہ حسن را از"
"مصاحبت واختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چوں سررشتۂ محبت"
"میان ایشاں استحکام داشت براں منع سودے مترتب نشد۔"
"واہلِ غرض باز ایں معنی بمحمد سلطان خاں شہید عرض کروند۔ ودریں"
"کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تازیانہ چند برخواجہ حسن زد۔ وخواجہ حسن"
"چوں از انجا بیروں آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت۔ وبمحمد سلطان خاں"
"شہید ہماندم ایں خبر رسید تعجب نمود ویکے از حضار مجلس کہ برحقیقت حال"

"مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشاں بزیور حقیقت آراستہ شدہ است"
"وجمال حال اینہا بہ پردہ عفت وصلاح پیراستہ۔ محمد سلطان خاں شہید"
"کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا مبرا"
"است یانہ۔ او جواب داد کہ دوئی از میانِ ما رخت بربستہ۔ محمد سلطان خاں"
"شہید گواہ طلبید۔ امیر خسرو دست از آستین برآوردہ گفت۔"
"مصرع۔ گواہ عاشق صادق در آستیں باشد۔ پس محمد سلطان خاں شہید"
"دید کہ اثر تازیانہ برہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بر دستِ امیر خسرو"
"ظاہر است پس سکوت اختیار نمود۔ و امیر خسرو فی الفور ایں رباعی خواند۔"

"عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست"
"تاکرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست"
"اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت"
"نامیست مرا بر منُ باقی ہمہ اوست"

عہد جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب "اخبار الاخیار" (سنہ ۱۰۰۵ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مؤلف نے ایک حد تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل معرا نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہے۔

اقتباس (۵)۔ "امیر حسن بن علاء سجزی دہلوی۔ او در میان فضلائے عصر"
"عزتے و مکانے دیگر بود، و درمیان مریدان شیخ نظام الدین بقربت و عنایت

"شیخ امتیازے داشت و در حسن معاملت و صفائے سریرت وسائر صفات"
"حمیدہ یگانۂ عصر بود، و باوصاف تصوف موصوف۔ اورا بامیر خسرو"
"تقدم گونہ ہست اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند، اورا قصاید است"
"در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو در مدح این سلطان"
"کمتر چیزے تواں یافت۔ و اکثر اشعار امیر خسرو در زمان سلطان غیاث الدین"
"بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود و امیر خسرو"
"در ملازمت او مے بود۔ و ایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین"
"سعدی شیرازی از شیراز نمودہ، شیخ التماس اورا مبذول نداشتہ فرمود"
"پیر شدیم و میل سیر ہندوستان نماندہ۔ وآنکہ درباب ملاقات امیر خسرو"
"با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است مسمی"
"بفوائد الفواد درآنجا ملفوظات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت الفاظ"
"و لطافت معانی، آن کتاب درمیان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین"
"دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاشکے تمام تصنیفات حسن"
"بنام میر حسن بودے و ایں کتاب از من بودے و ایں سخن ناشی از"
"غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود........"
"................................"
"مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجردانہ"
"زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت روضۂ او"
"ہم در انجاست رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ...... است"

اِس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعراء کے لکھے گیے ان میں یہی واقعات اُلٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ناقابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ **شاہ نواز خاں** کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل مؤلف نے ایک حد تک تنقید اور تقریظ سے کام لیا ہے، اِس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (٦)۔ "خواجہ حسن دہلوی، لقب وے نجم الدین بن علاء سجزی است"
"مولد و منشائے او در دہلی است۔ میان فضلائے عصر عزتے و مکانے"
"داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص"
"مخصوص بود و بحسن معاملت و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ"
"یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر"
"و فضل و دانش کامل داشت بر دکان خبازے نشست۔ روزے"
"سُلطان المشایخ با صحاب خود ازاں راہ میگزشت۔ امیر خسرو کہ در عنفوان"
"شباب بود چنین حسن دلربا دیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دُکان رفتہ بپرسید"
"کہ نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازو مے نہم و خریدار را"
"میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں بر آید مشتری را"
"راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست"
"گفت درد و نیاز عوض مینمایم۔ امیر خسرو از حُسنِ کلام حسن حیراں"
"ماند۔ و کیفیتِ حال شیخ عرض نمود۔ بحسبِ اتفاق دراں زودی"

"حسن ترک دکاں کردہ بیشتر از اول بکسب کمالات صوری اشتغال نمود"
"اگرچہ دراں وقت بخدمت شیخ مرید نشد، امّا آمد و رفت میکرد۔"
"ایں حکایت از اکاذیب است۔ شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار"
"آوردہ کہ بقیاس چناں درمے آید کہ امیر حسن را نسبت بامیر خسرو"
"تقدم کرنہ باشد، چہ امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غرا است"
"و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے تواں یافت اگرچہ"
"ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چوں میانہ وے و امیر خسرو"
"الفت و محبت تمام بہم رسیدہ بود ہر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین"
"اختیار نمودہ بملتان رفتند۔ امیر خسرو بہ مصحف داری شہزادہ و خواجہ حسن"
"بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شہادت شاہزادہ بدہلی آمدند"
"و امیر خسرو[۱] در مرثیہ او نثرے نوشتہ و بیاراں دہلی فرستادہ۔ گویند خواجہ حسن"
"وقتیکہ شش از پنجاہ متجاوز بود بر حوض شمسی با جمعے بہ تجرع مشغول بود۔"
"ناگاہ سلطان المشایخ ازاں راہ میگزشت۔ خواجہ ایں دو بیت خواند"

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبتہا اثر بودے کجا است
زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد — فسق ما یاں بہتر از زہد شما است

"شیخ فرمود صحبت را اثر ہاست انشاء اللہ تعالےٰ روزی باد۔"
"چوں وقت انتباہ رسیدہ بود فوراً بپائے شیخ افتادہ از جمیع مناہی"
"توبہ نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید کہ مقطع اش ایں است"

اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند"

[۱] بظاہر کتابت کی غلطی ہے یہاں بجائے خسرو کے حسن ہونا چاہیے۔

"کتاب فوائد الفواد کہ مشتمل بر احوال و اقوال شیخ است تصنیف اوست"
"در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی - گویند امیر خسرو گفتے کاشکے"
"تمام تصانیف من بنام حسن بودے و این کتاب از من - و این سخن"
"از غایت محبتے است کہ نسبت بپیر داشت - در شعر بسیار معتقد شیخ سعدی"
"بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است
کہ اہل معنی گل چیں ازاں گلستانند

"لہذا اورا سعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبدالرحمن جامی"
"در بہارستان آوردہ کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہائے"
"تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نمودہ لاجرم از اجتماع آنہا"
"شعر وے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است بنابریں"
"اشعار وے را سہل ممتنع گفتہ اند - صاحب تاریخ فیروز شاہی آوردہ"
"کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل، و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن"
"ندیدہ ام سلاطین و اغنیا بوے توجہ خاص داشتند - در آخر عمر وقتیکہ"
"سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نمودہ دیوگیر دکن را پایۂ تخت"
"خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدانجا شتافت"
"و در ہماں اوان بدار الجناں منزل گزید "مخدوم اولیا" تاریخ است"۔
"در اخبار الاصفیا سال رحلت سنہ ہفتصد و سی و ہفت نوشتہ کہ"
"یک سال ازاں تاریخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر"

"مشائخ چشت مثل شاہ منتجب الدین معروف بہ زری زر بخش و برادرش"
"شاہ برہان الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم درانجا آسودہ اند"
"مدفون گردید و دراں دیار مشہور بہ حسن شیر گشتہ ۔ اشعار خواجہ مشہور است"

....

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجۂ حاشیہ سے مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض مولفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جزلے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حُسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے کھانے کے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔

فوائد الفواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو "حسن علاء سجزی" لکھا ہے ۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ "علا" سے کیا مراد ہے ۔ اور دوسرا لفظ "سنجری" ہے جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا "سجزی" ہے ۔ مولانا شاہ عبد الحق صاحب اخبار الاخیار اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہارستان نے "علا" کو ان کے والد کا نام قرار دے کر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا ۔ اسپرنگر جس نے اودہ کے کتب خانہ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرینِ قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا نہ کہ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو ممالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا مدفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شبر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطف بود
نے سگِ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چہیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بر زبانت چوں خطاب بندہ "ترک اللہ" رفت
دست "ترک اللہ" گیر و ہم بہ اہلش سپار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے شعر مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رہگیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کردیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دیجاتی تھی، مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہوگیا ہوگا۔

لفظ "سنجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کرلی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ "سجزی" ہے، جو "سگزی" کی معرب شکل ہے "فوائد الفواد" جو اسی سال قبل دہلی کے فخر المطابع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علا سجزی لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفا کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قرب و جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بناء پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سنجری" نہیں بلکہ "سجزی" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ دنیائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ "سنجر" کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجار البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت "صاحب معجم البلدان" لکھتے ہیں کہ وہ "جزیرہ (عراقِ عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے .... یہ شہر اکثر اہلِ علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجملہ ان کے ہمارے زمانہ میں اسعد ابن یحییٰ بن اموسنی بن منصور شاعر ہیں، جو بہائے سنجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں"۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح "سنجری"، نہیں بلکہ "سنجاری" کہلاتے۔ "صاحب معجم البلدان" سیستان یا سجستان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سُن لیجیے:۔

"سجستان یا (سیستان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صدر مقام زرنج ہے جو ہرات سے جانب جنوب اسّی فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ریگستانی حصّہ ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قوی ہیکل اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف، ابی بکر الشافعی، وعلج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب "سجزی" کہلاتے ہیں"

اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سلطان سنجر سلجوقی یا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہوا اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو "سنجری" لکھتے ہوں۔ لیکن اس کا پتا نہ کسی تاریخ سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اس لیے جب تک مزید انکشاف نہ ہو انھیں "سجزی" ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انھوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ "مجرا داشتہ ویناداشتہ" جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :-

پرورده فضلِ ایزدش ، ارشادِ غیبی مرشدش
بوده بدآیوں مولدش ، دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کُلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایون تھا۔ بدآیون اس زمانہ میں قبۃ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور مہتم بالشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے ، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے ، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جمالی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علا سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب مینخورد ، و او را با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا ، علیہ الرحمہ) در مبدر حال در بدایون آشنائی و صحبت بوده است پیدا گشت "۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدآیون میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدآیون میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہوسکتا ہے لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سُلطان المشایخ ۶۳۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۶) سال کی عمر یعنی ۶۴۹ھ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مبدار

ا؎ سیر الاولیار مولفہ امیر خورد

حال ہیں بدایون میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے، بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں ان کا نشو و نما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔

سال پیدائش اور امیر خسرو سے عمر کا مقابلہ

امیر حسن کا سالِ پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ ہمارا سلسلۂ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات موسوم بہ "فوائد الفواد" میں جو سنہ ۷۰۷ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا ہیں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلا شک و شبہ مرید اور تائب ہونے کا سال سنہ ۷۰۶ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں، صاحب تذکرہ "بہارستان" جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت اُن کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ "مخدوم الاولیا" یعنی سنہ ۷۳۸ ہجری قرار دیتے ہیں۔ گویا سنہ ۷۰۶ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ۷۳۸ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر ۳۲ + ۵۶ = ۸۸ سال قرار پاتی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل نہ تھا اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے منہا کر دیا جائے تو سالِ پیدائش سنہ ۶۵۰ نکل آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے، جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "سنہ ۷۱۵ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۷۱۵ سے خارج کر دیا جائے تو سنہ ۶۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۴ع نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سالِ پیدائش مسلم طور سے سنہ ۶۵۱ ہجری ہے، جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شسصد و ہشتاد و چار شد تاریخ

مرا زسی و سہ آمد نوید سی وچہار

یعنی سنہ ۶۸۴ ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق، صاحب اخبار الاخیار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم ہست" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے"۔

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہِ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پاسکتا۔

دُوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۴ھ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۴ھ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کسی دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سُلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔ مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں، جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغو بات لکھدی ہوگی۔ اس خلش کو دور کرنے اور اس معمے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اُٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ "الغ خاں"

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا سنہ ۶۴۴ ہجری م ۱۲۴۶ء میں اپنے بھتیجے سلطان علاء الدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع، عابد، زاہد اور بیحد خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے "بندگان چہل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہوں کے زمانہ میں باز دار خاصہ، میر شکار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خانِ اعظم "الغ خاں" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کردیا۔ سلطان ناصر الدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم ونسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کُل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خاں" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معز الدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلامان" کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خلجیوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ اِن میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اِسے فریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے سنہ ۶۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک وصاف کرکے سریر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصہ تھا "الغ خاں" کا خطاب دیا اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا اسی لحاظ سے بیچارے شعراء کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خاں" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خاں" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جو امیر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

معز الحق "الغ خان" معظم | مدار ملک کشور گیر عالم
ورا "نصر" من اللہ نقش خاتم | گرامی گوہر الماس کوکب

"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

کہ دارداو ز تائید ازل از لامکاں دولت | معز الحق والدنیا "الغ خان" زمان داور
کہ ہرگز سر نہ پیچد زیں مبارک خانداں دولت | فلک سر بر در ایں خانہ می مالد چو می داند

"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنی "الغ خاں" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ یہ کیفیت اگر پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن گو رشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد | خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد
شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد | شہ تاریخ ازل ثانی اسکندر شد

اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ ؎

بزور بازواں عالم کشادی	ازیں اقبال برخوردار بادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازوست خاست	الغ خانِ معظم بازوئے راست
خضر خان و مبارک شمع گلشن	دو چشم ملک ملک از ہر دو روشن

خضر خاں اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ اِن کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا ممدوح "الغ خاں" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب ہمارے مکرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدآیون تھا اور فرمایا تھا کہ ان کا نسب معلوم ہوجائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلاسکیں کہ آیا ان کا خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلۂ ملازمت وغیرہ وہاں مقیم تھے جویندہ یابندہ ان کے کلیات کو بنظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں انھوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بحر را مایہ از چو من ابریست	بہتریں دُر و کہتریں مطرم
از سخن آبم از تواضع خاک	لاجرم مہربان و مہر درم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف	چوں شنید آبدارئ گہرم
باز بعضے خسان و بد دہناں	زیں دُرر منکر اند و زیں غدرم
طعن ایں در سخن کنند مباد	ضرب شاں چیست یک شبہ سپرم

چار مادر کنند و ہفت پدر | من زیک مادر و زیک پدرم
دست در شاخ من زنند، مباد | کہ بہ ہیچ کسے رسد تبرم
در دنیا سرائے بولہبیت | من بہ عزت ازیں سرا بدرم
خانۂ بولہب چہ جائے قرار | چوں در مصطفے است مستقرم
قرشی الاصل، ہاشمی نسبم | کز ہوایش برآمد ایں شجرم

اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبدالقدیر صاحب بدآیون کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے۔ ان کا زمانہ ان کا کلام، ان کی صحبت، اور ان کی ارادت صاف بتا رہی ہے کہ وہ صوفی اور حنفی المذہب تھے۔

تعلیم | سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو سنہ ۶۶۴ ہجری م سنہ ۱۲۶۶ء سے شروع ہو کر سنہ ۶۸۵ھ م سنہ ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود اُن کی گشادہ بانی اور باوجود ان کے حالات سے طبقۂ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر دلچسپی کے آج تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو بیچارے حسن سے بستہ زبان اور بتابلہ اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس حد تک تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے لحاظ سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی کہ اس کے عہد حکومت میں ایشیا کے تیس چالیس ایسے حکمران جنھیں تاتاری مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبایش اور رونق تھے ۔ بلبن ان سب کی تعظیم و تکریم میں بیحد مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے ۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا ۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قایم کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی ۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "اس عاصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے معتبر سادات مشہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا ۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید منتجب الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات کردیزد و سادات عظام کیتھل ، سادات جنجیر و سادات بیانہ و سادات بدآیون وغیرہ صحت نسب اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے ۔ طبقۂ علما اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین ولوالجی، صدر جہاں منہاج الدین جرجانی قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مراحی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے "۔

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہزادہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کرینگے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی ۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجۂ کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی میں اگرچہ ان کی کوئی معتدبہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے فقرے جابجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کمشنری و رزیڈنسی دہلی، صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النحو" نحو عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین و اکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو کی ملاقات

اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک دن حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسن جمال دیکھ کر فریفتہ ہوگئے دکان کے پاس جاکر پوچھا کہ روٹی کس انداز سے بیچتے ہو حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھک جاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی قبول کرلیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حُسن کلام سُنکر حیران رہ گئے اور یہ کُل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو دردِ طلب دامنگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہوگئی"۔

جہانتک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہوگیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے ایسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہوسکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب "تذکرہ بہارستان" نے البتہ اِس حکایت کو "اکاذیب" میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے۔ ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیر الاولیا، کے مؤلفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بنا، پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں متصور ہوسکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد جنھوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خورد نے سیر الاولیا، میں حضرت سلطان المشایخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قایم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی تو امیر خورد ضرور اسکا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے درد طلب کا پیدا کر دینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔

چوتھے۔ امیر حسن کے حُسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے، اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حُسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "خواجہ حسن ...... در دکان خبازے نشستہ بود" اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ "نان فروشی" کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مزاحاً بھی یہ سوال کرنا کہ "نان چگونہ میفروشی" کس قدر بے موقع، خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقہ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک لحظہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشائخ مع اپنے خاص مریدں کے بازار سے گذر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرأت کرسکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان بائی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی امیر خسرو سے مرید جو ابتدائے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشائخ کے شمع جمال کے پروانے تھے اور خلوت وجلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرورِ کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشا دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا ہے "وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْلَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا"۔ ان وجوہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح، جس سے ہم آگے بحث کرینگے بالکل مہمل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں ہے جنھیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب وہوا میں پرورش پائی تھی اسکا ذکر قبل ازیں ہوچکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم وفضل کا دلدادہ تھا۔ بادشاہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ۶۶۸ یا ۶۶۹ھ میں غیاث الدین بلبن کا چچازاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور ملتان کا گورنر تھا فوت ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تاتاری مغلوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابلِ اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کرکے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے "قاآن الملک" کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج دیکر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچکر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دوسرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدمبوسی کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ ۶۷۸ھ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کرکے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی ۶۷۸ھ ہجری سے ۶۸۳ھ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ شہزادہ بیحد مودب اور مہذب تھا اس کی صحبت ہمیشہ دانشمندوں، معتبروں، فاضلوں اور ہنرمندوں سے معمور رہتی تھی، اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی خمسہ نظامی پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے اور اسکے ندمائی حیثیت سے تنخواہیں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور دانش وہنر دریافت کر کے انہیں اپنے تمام ندما میں منتخب کر لیا۔ انکے کلام کو پسند کرتا، اور ان کے ساتھ دوسرے ندمیوں سے زیادہ مہربانی کرتا تھا اور انہیں زیادہ انعام اور بہتر خلعت دیتا تھا۔ میں نے خود امیر خسرو اور امیر حسن کو یہ کہتے سُنا ہے کہ خان شہید سا مؤدب اور مہذب شہزادہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے دربار میں تمام تمام دن ایک نشست سے مؤدب بیٹھا رہتا اور زانو نہ بدلتا تھا ایسے مواقع پر ہم نے کبھی اسے چار زانو بیٹھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مجلس میں اسکے مُنہ سے کوئی لغو، بیہودہ یا فحش بات سُنی۔ قسم بھی اگر کبھی کھاتا تو وہ "حقا" کے لفظ سے زیادہ نہ ہوتی تھی ...... ملتان کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ اس نے شیخ عثمان اور شیخ قدوہ فرزند حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا کو بلا کر عربی غزلوں کا سماع کرایا۔ ان بزرگوں اور ان کے ساتھی درویشوں کو خوب وجد ہوا جس وقت تک ان کی یہ حالت رہی شہزادہ برابر ہاتھ باندھے کھڑا روتا رہا اس کی مجلس میں اگر شعرائے قدیم کا وعظ اور نصیحت کا کوئی شعر پڑھا جاتا تھا تو اسے بجد توجہ سے سنتا تھا اور اس طرح روتا تھا کہ لوگ حیران رہجاتے تھے۔ علم کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ملتان سے دو مرتبہ آدمی اور خرچ بھیجکر شیخ سعدی کو شیراز سے بلایا مگر ضعف پیری کی وجہ سے خود نہ آسکے اور ہر مرتبہ اپنا کلام اپنے قلم سے لکھ کر بھجوایا اور معذرت کی"

انتخاب نشان (۴) کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حسب روایت فرشتہ امیر خسرو امیر حسن پر عاشق تھے اور ان کے ان تعلقات کی نسبت لوگوں کے خیالات بُرے تھے۔ اگر عشق کے معنی دوستی اور محبت کے نہ لیے جائیں تو یہ عاشقی

اور معشوقی اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی کی روایت کی طرح بالکل بے سروپا نظر آتا ہے۔ اہل ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمروں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۷، ۲۸ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی مونچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابلِ ملامت و سرزنش باور کر کے امیر حسن کو امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا، اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنھیں کوئی ذی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات کی عمروں، ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پا سکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ سال (از ۶۶۹ھ تا ۶۸۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُر لطف اور دلچسپ صحبت کو درہم و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغوں خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمور خاں نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار' اور اپنے قوم کے دامن سے شکستوں کی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیبال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرأت اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا' اور ایک گھمسان لڑائی کے بعد اُسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کمیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا' اور اس موقع کو غنیمت سمجھکر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ نہ کر سکا' وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمعیت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے جو ملتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

"غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف ہندوستان و سائر سپاہی در نمازگاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را با صلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر' تکبیر گویان دست بر آوروند ......" عجب نہیں کہ "نمازگاہ معرکہ" کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت کے بنا لینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاءالدین برنی کی تاریخ میں

کہیں نماز کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے
مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ
میں جو صبح سے شام تک قایم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ
اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہونہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شباب
میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بنا پر سلطان محمد تاریخوں اور تذکروں میں
"خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ
دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار
کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک مغل کے
ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن
امیر حسن کے متعلق ہمیں ابتک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بنا پر ہم یہ کہہ سکیں
کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔
ہمارے مکرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے
جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کرکے بلخ لے گئے تھے۔ وہ
فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک
تھے، چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کرکے بلخ لے گئے"۔ اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں
حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانائے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر
ایسا تحریر فرمایا ہو گا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا
ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں
پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر بتمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

واقع است ایں یا بلا از آسماں آمد پدید	آفتست ایں یا قیامت در جہاں آمد پدید
مجلس یاراں پریشاں شد چو برگ گل زباد	برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمد پدید
بسکہ آب چشم خلقے شد رواں از چار سوے	پنج آب دیگر اندر مولتاں آمد پدید
خواستم تا ز آتش دل بر زباں آرم سخن	صد زبان آتشینم در دہاں آمد پدید
جمع شد سیارہ در چشمم مگر طوفاں شود	چوں ببرج آبی انجم را قراں آمد پدید

من نخواہم جز ہماں جمعیت ایں کے شود
خود محالست ایں بنات النعش پرویں کے شود

تا چہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں لشکر کشید	تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید
چوں خبر کردندش از دشمن بداں قوت کہ داشت	بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید
انچہ حاضر بود لشکر لشکرے دیگر نجست	زانکہ رستم را نشاید منت لشکر کشید
آنچناں زنگیں کنم امسال خاک از خونشاں	کز زمیں باید شفق را گونۂ احمر کشید
او دریں تدبیر و آگہ نہ کہ تقدیر فلک	صفحۂ تدبیر را خط مشیت در کشید

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید

جنگ شہ دیدی و بر گردوں غبار انگیختن
باد پا بر کافراں خاکسار انگیختن

غلغلہ در انجم از جوشش سپاہ انداختن
زلزلہ در عالم از سیر سوار انگیختن

ضربت مردانہ در پہلوئے نامرداں زدن
شعلۂ آتش ز تیغ آبدار انگیختن

دیو بندی را علم جمشید وار افراختن
ملک گیری را فرس خورشید وار انگیختن

آسماں اندر تضرع زاں فزع برداشتن
آفتاب اندر تیمم زاں غبار انگیختن

اندراں وقتے کہ فرق از مرد تا نامرد بود
اے بسا کس را کہ لبہا خشک و رو ہا زرد بود

روز را تاریکی آمد چوں بہم بر بافتند
زرد شد خورشید چوں خنجر بہ خنجر بافتند

روز نزدیک فرو رفتن شدہ از زرم تیغ
آسمانے بر سر خورشید لشکر بافتند

آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن دوختند
گلستاں شد دست چوں اسپر در اسپر بافتند

کشتگاں افتادہ در صحراے از اطراف سر
ہمچو صورتہا کہ در دیبائے اخضر بافتند

خواست شہ تا نطع نصرت گستر و لیکن چہ سود
کز فلک آں نطع را بر شکل دیگر بافتند

یکزماں شمشیر قتالش نیاسود از قتال
از زوال روز تا شب اندراں روز زوال

یارب آں خوں بود کاندر روئے صحرا میدوید
یا بسوئے تشنگاں موجے ز دریا می دوید

کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید
در گلویش موج می زد خون و بالا می دوید

این چه دوزخ بود آتش آن بهشت بود جوی
شاه لشکرکش بترتیب صف آیین جنگ
پای پس می برد گردون بود گرفته فتح را

گرچه خون گبر و مومن بر دو یکجا می دوید
سید و انشید اشب اقبال را تا می دوید
فتح هر چند از ملاعین جانب ما می دوید

کافران را استطاعت کی تا بیرون شود
تا گمان میزان ما را پله دیگرگون شود

تا چه شب بود آن که از چرخ آفتاب افتاده بود
روز چون باقی نبود آن آفتاب تخت را
گر حسین کربلا را ره به بی آبی فتاد
کافران خون چو خرد پارگین غلطیده بود
فصل این گرگ کهن جنگ که روز دشت سلام

دود آتش در جهان میزد شهاب افتاده بود
روز باقی بود چیزی که آفتاب افتاده بود
از محمد بد که در آتش تاب افتاده بود
مومن اندر گل چو گو بر در طلاب افتاده بود
شیر مرد از بخیه و فیل اندر طناب افتاده بود

بی فرج بود آن قیامت را حسین دیده ام
گر قیامت را نشان هست پس من دیده ام

دایرات آسمانی گردش پرگار کرد
ذره را دیدی که آب چشمه خورشید برد
با مغل بر سال بیرون سرو کاوش برد
دست تیغ راست گر غل ریزه و جان برد
شیر از خش موری صد خروش سب

مرکز اسلام را سرگشته چون پرگار کرد
سنگ را دیدی که کار لولوی شهوار کرد
عاقبت جان گرامی در سر این کار کرد
تا توانا ظلم تو آن کینه اظهار کرد
سیل سعد از تنگ غار صد خار را گلزار کرد

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار
آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار

مہر و مہ بر روئے آں فرخ لقا بگریستند
بس کہ اندر عہد او ماہی و مرغ آسودہ بود
خلق ملتاں مرد و زن مویہ کناں و مو کناں
از خروش گریہ و بانگ دہل شب کس نخفت
وراز اں بند بلا ناگہ اسیرے باز گشت

روز و شب بر سال آں اندک بقا بگریستند
ماہیاں در آب و مرغاں در ہوا بگریستند
کو بکو و سو بسو و جا بجا بگریستند
بس کہ در ہر خانۂ اہلِ عزا بگریستند
روئے او دیدند ہر کس بے ریا بگریستند

گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جیحوں گزشت
حالِ من ایں بود حال دیگراں تا چوں گزشت

دست مالم یا خود از دنداں کنم بازو کبود
ہم سیاہے شد ز ہند و ہم سفیدی شد ز ترک
نیلگر را خود عروسے شد بخانہ بس کہ شد
خوبرویاں را کہ پیشانی زدند و خوں گریست
بس کہ می کندند مو از فرق نازک سر بسر

یا بپوشم جامہ زیں مینائے چوں مینو کبود
بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہند و کبود
بر مثال نو عروسے در عزائے شو کبود
زیر ابرو سرخ شد بالا تر از ابرو کبود
شد ز آزارِ چناں کندن تہ ہر مو کبود

موئے سر تا چند ازیں غم زار و گریاں برکنم
ایں تن چوں موے بارے از سر جاں برکنم

دہ کہ دل یکبارگی خوں شد برائے دوستاں
آہ ازاں جمعیت راحت فزائے دوستاں

بسکہ خون بے بہا خوردہ است خاک از دوستاں
خسروا ہر بار میگوئی فراخواہم درید
جاں کہ صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا
دوستاں رفتند از بہر کہ میگوئی سخن

واجب است از خاک جستن خونبہائے دوستاں
جامۂ جاں تا بدامن در عزائے دوستاں
پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں
ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں

یاد میکن رفتگاں را خاصہ در حال دعا
کت برحمت یاد بنماید مگر دال دعا

یارب آں خورشید رحمت نور در جاں بادشاں
بود شاں در روز ہیجا خانِ اعظم پیشوا
تشنگانے را کہ جانہا شاں زبے آبی برفت
بستگانے را کہ دشواری برایشاں دیر ماند
وانچہ باقی ماندہ اند وزاں بلا باز آمدہ

جاں ز فیض نور چوں خورشید تاباں بادشاں
پیشوائے جنت الفردوس ہم خاں بادشاں
بر سر از ابر کرم ہر لحظہ باراں بادشاں
یارب امید رہائی زود آساں بادشاں
فضل یزداں بادشاں احسان سلطاں بادشاں

چوں محمد رفت شہ را عاقبت محمود باد
کیقبادش اسعد و کیخسروش مسعود باد

مرثیہ امیر حسن

دیباز است تا سپہر ستمگر اگرچہ مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوند
برمی گردد و روزگار ناسازگار اگرچہ رسم رضامی نہد و وعدۂ وفامی دہد درمیگزرد

آسمان شوخ چشم کہ مردمک مردمی او بجنس خساست معیوب است اگرچہ اول چوں مستاں بے آنکہ ہیچ کرمے باعث باشد چیزے می بخشد ولیکن آخر چوں طفلاں بے آنکہ ہیچ خیانتے مانع آید بازمی ستاند عادات و معہودات زمانہ جافی ہمبریں منوال چہ بتجارب و چہ بتسامع دیدہ وشنیدہ آمدہ است کہ ہر کرا چوں ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال او را بداغ نقصان سیاہ کند و ہر کرا چوں ابر بر سر آمدہ می یابد دراں می کوشد کہ جوہر او را پارہ پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند دریں باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بے خار نرست ہیچ دلے از خار خار نرست اے بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزاں آفت درمقام لطافت زرد روئے ماندہ والے بسا نہال نوخاستہ کہ از تندباد اجل در خاک زمیں پہلو نہادہ ؎

در باد خزاں بیں کہ چہ حد سردی کرد　　بر سرو جواں چہ ناجوانمردی کرد

یکے از امثال ایں تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاآن ملک غازیست انار اللہ برہانہ وثقل بالحسنات میزانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث وثمانین وستمایۃ (۶۸۳) کہ ماہ چوں مہر در دل کافر ہیچ جا پدید نبود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زناں برآمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نور اینت غزا در غرۂ غرائے او لائح و جہد افراط جہاد در ضمیر منیر او ثابت پائے مبارک در رکاب آورد و شبانہ بررائے مشکل کشائے عرضہ داشتند کہ ایتمر باتمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں بامداد شد بر عزیمت کوچ ازاں مقام نہضت فرمود و بیک فرسنگی آں لاعین پیش باز آمدہ بموضع مصاف در حدود باغ سرپر کرانہ آب لاہور اختیار کرد۔ چنانچہ متصل آب دیہی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

ل سرپر یا پیرو

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشد تا نہ ازیں جملہ کسے رو بفرار تواند نہاد و نہ از ال
محاذیل ساقۂ لشکر را آفتے تواند رسید والحق آں اختیار از غایت حزم و نہایت
کاردانی اُن خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سر رشتۂ ہمہ مصالح در تاب
میرود و سلک ہمہ تدبیر ہا از انتظام می شود ؎

ہر کرا از بخت بد رہ اوفتد — کار او در کام بدخواہ اوفتد
بخت چوں دیوانہ از رہ گم شود — عقل چوں شب کور در چاہ اوفتد

قضارا آں روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ ملوک دارند نشانۂ ماہی آویختہ بودند
و مریخ کہ در سرخروئی او ہمہ از خون اعیان مملکت است ہمہ از ترکش آں برج خدنگ
خذلان لطعانہ طغیان می کشاد خان جوزا کمر را کہ اسدے بود از برج آبی خانۂ خوف
و خرابی و دلائل فتن و محایل فتور بریں نوع ظاہر و باہر و رمز و اشارات جاالقضا
ضاق القضا در سیاق اوراق تحریر افتاد۔

القصہ نیمروز است کہ سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و روز آں شاہ گیتی فروز
را وقتِ زوال نزدیک شد ناگاہ گروہے از سمت آں کفرہ پدید آمد خان غازی
ہماں زماں سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و حشم او بر قضیۂ
اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً صفے صد بار قوی تر از سد سکندر بر کشیدند بعد از
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذاتِ عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع کواکب ماہ
بجہاد ایستاد و کفار تتار علیہم الخذلان والخسران از آب لہاور عبرہ کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازیں وحشیان خرابی دوست بیاباں زادہ پر ہائے بوم
بر سر ہائے شوم خود نہادہ و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف ہندوستان

وسایر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر تکبیر گویان دست برآوردند و در اول حملہ چندیں زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گزرانیدند و نیزۂ ملوک درگاہ در اعضائے اعدا چناں می نشست کہ نیزہ دار از بالائے ہر یک خون بر میخاست و شست ترکان خاص در تیر تافتن چناں می بود کہ جامۂ بود بر اہل تتار تار تار می شد۔

در اول تگ خدنگ شہ جست گشتند تتاریاں ہمہ پست

خدایگان شیر دل شمشیر زن باشمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصاف ہر بار کہ حملہ می آورد شمشیر گوئی دراں حرگاہ بر شمایل آں شاہ می لرزید و ہمہ تن زباں شدہ باوی می گفت کہ امروز دفع ایں طاعین بہ بندگان دولت حوالہ کن و بنفس نفیس خود حرکت مفرمائے کہ شمشیر دو رو یہ است و تیغ اجل راز خمے بے محابا نتواں دانست کہ از تقدیر قادر بر کمال بکہ رسد من از عین الکمال چشم می زنم۔

مرو تا خاک تو بر چشم بندم مکن کز چشم بد اندیشہ بندم
فلک روئے چناں روشن ندیدہ است من از دیدہ بر آں آتش سپندم

تا زمانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میر سانید ہر یک از اسلحہ بزبانِ حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امروز دستِ از من کوتاہ کن کہ زبان سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مرا در روئے خصم مجال طعن نماندہ مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیر می گفت اے عقد شست تو عقدہ جوزا بر کشادہ بقصد ایں عندہ پیش مرو من خود در رفتن مہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کہ بربام پنجم است و بر در خانۂ ہشتم در گوشۂ کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطا رواں کند، و کمند می گفت کہ امروز سر رشتۂ تدبیر از دست تفکر نمی باید داد کہ من ازیں جنگ بے درنگ و رزم بے حزم تو بر خود می پیچم ساعتے توقف کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بستۂ خیمۂ نعم تو اند اللہ اللہ! ایں طائفہ رسم طناب اندازی را چندیں اطناب مدہ

من برغبت پیش تو سر بر طناب آوردہ ام

تو کمند از زلف اندازی کمند انداز من

فی الجملہ آں شاہ دیں پناہ کفر کاہ بہمہ قلب سپاہ بایں گروہ گمراہ از نیمروز تا شامگاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میکرد و غوغائے غالبان وغا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہ ہائے آتشیں کہ از سر نیزہ غزا مغز می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد دراں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفر المرء من اخیہ پشت زمیں چوں چشم پیران بصر باد دادہ پر خوں، و روئے آسمان چوں فرق پسران پدر گشتہ پر گرد

آہن شمشیر چوں آتش چہ تابی اے پدر

یا مرا داغ یتیمی بر جگر خواہی نہاد

ہم درعین ایں عنا و اثنائے ایں آشوب و بلا ناگاہ تیرے از شست قضا بر بال آں شہباز فضائے غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت بجانب گلشن و روضۂ رضوان نقل کرد اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہماں زماں پشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل یتیماں زار شکست و سد ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گورِ غریباں پست بیفتاد و اعتضادے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتمادی کہ بیضۂ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرو رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامہ در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت، زحل بر وقف قضائے وفا و شرط عزا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او بر اہل ہندوستان نوحہ می کرد، و مشتری بر دریغ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود و دراعہ چاک میکرد و دستار بر خاک می زد، و مریخ کہ دستِ قوت او چوں چشم ترکاں و روئے معیشت او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل خوں انگیخت چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضۂ قصاب می طپید، و آفتاب از شرم آنکہ چرا در دفع ایں حادثہ و قمع ایں واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد، و زہرہ چوں دید کہ اجرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زاد فی الطنبور نغمہ دف را ورق بگردانید و سماع در پردۂ دیگر آغاز کرد و بر وفاتِ آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن گرفت، و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحنامہا در قلم می آورد، دراں نظم سم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفترِ خویش پیراہن کاغذیں می پرداخت، و ماہ حالے در صورت ہلالے با قامت منحنی دراں قیامت زمین سر بر دیوار و در افق میزد و مراتب مراثی نگاہ می داشت. نظم

روئے بخاک می نہی وہ کہ چنیں نخواہمت ماہ زمانہ مرا زیر زمیں نخواہمت

گر بشکار میروی جان منست خاک تو خلوت خاک خوش بود جان من ایں نخواہمت

حق تعالے و تبارک روح مطہر و مطیب آں شاہزادۂ غازی را بمدارج اعلے

ومراتب والا برساناد و دمبدم جام مالامال تجلی جمال و جلال خویش بخشاد و ہر شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق ایں شکستہ بیکس داشت سبب مزید درجات و محو خطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین"۔

یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہلِ علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی اور مقتولین کے عزیزوں کو رُلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا ایک خاص طرزِ تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی اور سادگی اور فوائد الفواد کی نثر کی روانی دیکھ کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ طرزِ تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اُسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہو جانے کے بعد ملتان میں قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا۔ اگرچہ یادشاہ اپنی شکستہ دلی اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا عموماً شعر و شاعری کے مناسب اور موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا ۶۸۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کیخسرو پادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد، اتالیق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیقباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدمست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو ابتک سطوت بلبنی کے ڈر سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ اور ہر طرف خوبرویوں کے جمگھٹے، اور شراب و کباب کی صحبتیں قایم ہوگئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہو سکتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے "لعل کوشک" چھوڑکر "کیلوکھری" میں جمنا کے کنارے ایک عالیشان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیدہ مطرب اور تقوٰی و توبہ شکن شاہد آکر اس پرستان میں جمع ہوگئے۔ مسجدیں ویران اور میخانے

آباد ہوگئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم ونسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا، نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامرا فخر الدین دہلی کا کوتوال اور اس کی بیوی پادشاہ کی مُنہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کُل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور مخیر تھا۔ مگر دنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معز الدین کا کام تمام کرکے خود پادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہوا خواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جا رہے تھے کیخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کرا دیا گیا۔ خواجہ خطیر سا نیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہوگئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اُسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خاں جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کرلی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہوگئے ہوں لیکن

نہ وہ خود اسبارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔
سلطان معزالدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں او
امرائے ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معزالدین کے باپ بغرا خاں کو جو
پہلے لکھنوتی کا گورنر اور معزالدین کے بادشاہ ہوجانے کے بعد وہاں کا خود مختار
فرمانروا ہوگیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط وکتابت کے بعد ایک کثیر جمعیت
کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اُسے سمجھانے کے لیے لکھنوتی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ
باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم
کے ساتھ اودھ پہنچکر دریائے سرجو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤ لشکر
کے ساتھ دوسرے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت وشنید اور قاصدوں کی
آمدورفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کرکے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے
اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔
باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا
قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان وشوکت سے مرتب
کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرارداد داخلہ کے دروازہ سے پاپیادہ سراپردہ میں داخل
ہوا، اور "زمین بوس" کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے
آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہوکر تخت سے اترا اور
باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بعد اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا، او
خود زانوئے ادب تہ کرکے اُس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور جشنوں کے
سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہانبانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور خوفناک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کمبخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو اس کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی راتیں اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی دردانگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آ جائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ اودھ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں:۔

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد　　زہے عہد خوش چوں دو پیماں یکے شد

پسر پادشاہ پدر نیز سلطاں　　کنوں ملک میں چوں دو سلطاں یکے شد

معز الدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندماء سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

معزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۶۸۸ھ ہجری میں "قران السعدین" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۶۸۹ھ میں سلطان معزالدین تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مرگیا۔ سلطان معزالدین کے مرنے کے بعد تین چار مہینے کے اندر ہی ترکوں کی ترکی تمام ہوگئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر (۷۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق، دینداری، جوانمردی، علم و بردباری، عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدر دان اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ صاحب "منتخب التاریخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں ؎

اے زلف پریشانت ژولیدہ نمیخواہم ۔۔۔ واں روئے چو گلزارت تفسیدہ نمیخواہم
بے پیرہنت خواہم یک شب بکنار آئی ۔۔۔ ہاں بانگ بلند است ایں پوشیدہ نمیخواہم

گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

ما را کہ قدم بر سر گردوں ساید ۔۔۔ از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید
ایں سنگ شکستہ زاں نہادیم درست ۔۔۔ باشد کہ دل شکستہ آساید

یہ رباعی سعد منطقی اور دوسرے درباری شعراء کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اسکے عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر پادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ درین جا گزر کس باشد | کش خرقہ ردائے چرخ اطلس باشد
شاید کہ زمین قدم میمونش | یک ذرہ بما رسد ہماں بس باشد

صاحب تاریخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو پر جو شعرائے اولیں و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض ممالکی کے زمانہ میں خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سو تنگہ جو اُن کے والد کی مواجب تھی ان پر جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر بیحد نوازش اور مہربانی اور عنایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور مصحف دار بنایا، اور جو خلعت امرائے عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے مقرر کیا اور اسی بناء پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستعمل ہونے لگا سلطان جلال الدین کے ہم صحبت اور ہمنشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غوری، ملک قیر، ملک نصرت صباح ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک سعد الدین منطقی یہ لوگ ظرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقۂ ندمامیں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، موید جاجرمی، پسر ایک دعاگو موید دیوانہ صفد عالی، امیر ارسلان کلاہی، اختیار باغ اور تاج خطیب سے انشاء پرداز دانشور، مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی غزلیں کہہ کر لاتے تھے، بادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی ہوگئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دربار کے غزلخواں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرضکہ سلطان جلال الدین کی یہ صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا"۔

اس دلکش اور پر لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "امیر خسرو سلطان معز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہمنشین ہوئے، شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے ندیموں میں داخل تھے"۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنھوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزلخوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے، علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتا ان کی کتاب "فوائد الفواد" کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی) دولت پابوس

سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔ تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنوتی گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرابتدار ہیں وہ بھی اسی لشکر میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔ چوتھی جگہ ۷۱۶ھ کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے ضمن میں فرماتے ہیں ؎

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ سان روم

اسپم گرو، سلاح گرو، چارپا گرو

غرضکہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ انھیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرۂ اہل سیف میں ہوں یا اہلِ قلم میں۔ قدیم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کڑا ے میں بلا کر نہایت بے رحمی اور دغا سے قتل کرا دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ دسواں جسے وہ "اعجب العجائب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ "بغیر علاءالدین کے ارادہ اور اہتمام کے اس کے عہد حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر ہنر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دارالملک دہلی رشک بغداد غیرت مصر اور ہمسر قسطنطنیہ ہو گیا تھا۔ مولانائے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات، واعظین، ماہران فن قرأت، ندما، مورخین، اطبا، منجمین اور سرود گویوں اور شعرا کا بہ تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبقۂ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیر حسن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخرالدین قواش حمیدالدین راجہ، مولانا عارف، عبید حکیم، شہاب انصاری، اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کیجاتی مگر سلطان علاءالدین ایسے نادر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنکہ مواجب "دیوان عرض" سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے اعجوبہ روزگار استادوں اور ہنرمندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرضکہ سلطان علاءالدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیر حسن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اوس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں مے بیمنت از جاہ و جود و بذل و عدل شہ
سخن بسیار، و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کمینہ مادح و کمتر سگ ایں آستاں بادا

جانِ من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کردم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قایم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دورِ سخن بر پادشہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا ہرگز شبے زمانہ ننمود جز بخوابم

سلطان علاء الدین کہ باد از حق نظر ہا سوئے او
الحق زچشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من
چونانکہ من بندہ شدم درگاہ شاہنشاہ را
گیتی غلامم می شود ترک فلک ہندوئے من

سُلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۷۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم ونسق درہم برہم ہوگیا۔ ملک کافور نے جس کا خطاب "ملک نائب" تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا معتمد علیہ اور قوی ہوگیا تھا، امرائے دولت کو جمع کرکے علاء الدین کا ایک وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہدی سے علٰحدہ کرنے اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی ولیعہد مقرر کرنیکا ذکر تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر ملک کافور کے اقتدار سے مرعوب ہوکر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس طور سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آگیا۔ ملک کافور اپنے چند روزہ اقتدار کو نہایت بُری طرح اور بیحد ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو جو گوالیار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کرادیا اور خضر خاں کی ماں "ملکہ جہاں" کو قید کردیا اور اس کا تمام زر و زیور چھین لیا۔ سلطان علاء الدین کے دوسرے بیٹے شادی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکلوالیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہگیا اسے ایک حجرہ میں بند کرکے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کردیں

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احسانات انہیں یاد دلائے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کافور بقیہ خاندان اور امرائے علائی کی قلع قمع کی فکر میں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضا و قدر خود اس کی فکر میں ہے۔ پائکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کافور کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور علوم نوازی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مثنوی "نہ سپہر" لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہم وزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسترا ۔۔۔ معانی نشانا، سخن داورا

چنیں بخشش کرد تو جم پاستم ۔۔۔ در ایام پیشینہ کم یافتم

کنوں لاجرم سحر سنجے چو من ۔۔۔ بہ اندازہ بخشش تو دید سخن

ہاتھی کے ہم وزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اُس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اُتار کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔

سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور خونِ جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک بروار بچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنا لیا اور آخرِ کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۷۱۸ھ سے لیکر ۷۲۱ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا اُن کی کتاب فوائد الفواد سے ثابت ہوتا ہے جو ۷۰۷ھ سے شروع ہو کر ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشایخ کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے غیاث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علائی جس کی بنیاد خاک وخون پر قایم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاک و خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحب تاج وتخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت منتظم، معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیساکہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

کارے نکرد جز بکمالات علم و عقل — گوئی کہ صد عمامہ بزیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کرلی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہوگئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر بخل اور امساک کا اطلاق ہوسکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک پر دہلی کے تمام سر برآوردہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکروں اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کرکے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

و اکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا غرضکہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص و عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے یسلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کوشک میں ٹھیرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرارداد یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک و احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مرگیا۔ اور جو شہر جشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کدہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علماء فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرسش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق، عادات اور دوسرے حالات

امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہونیکا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفواد" سے مستنبط ہوتا ہے،

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجاسکتی ہے کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذلیعقل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش وخرم اور مرنج و مرنجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلائے دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو جابجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں ؎

صیاد مرا یکے بیاموز　　دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرنج　　مایہ عاشق تہیدستی بود

حسن ہرچند مفلس شد زیادت گنج ہا دارد　　درادبارش چہ می بینی باقبال نوحی نازد

ما ئیم یک قبا شدہ آن یک قبا گرو　　در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم　　اسپم گرو، سلاح گرو، چارپا گرو
کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا　　شادی گرو، طبیخ گرو، زیرکا گرو
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند　　حجت گرو، قبالہ گرو، ماجرا گرو
عالم زبینوائی اکنوں چناں شدہ ست　　بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو

قناعت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعر و سخن کے دلدادہ اور فدائی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے ملوث ہوگیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان معدودے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گرد مذلت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام عمر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔

شعر ارچہ ترو فصیح باشد از گفتن مدح دل بمیرد
گر خود نفس مسیح باشد گردو ز نفس چراغ مردہ

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریص کرتے رہے کہ آپ کو جد و جہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا چند گوئی کہ در دولتیاں لازم گیر

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد الفواد" کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شراب نہ پی ہو اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہ توبہ

کرلی ہو۔ مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استقامت توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل ہے علاوہ اس کے جابجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر تاسف کرتے نظر آتے ہیں جیساکہ اشعار مندرجۂ ذیل سے ظاہر ہوگا ؎

یک سر مو دلت سفید نشد — ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند

اے جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است

جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موے
چوں سفیدت شد کنون بعد از سیاہی رنگ نیست

چون حسن آنکہ از گنہ در نگزشت آں ہنم
آنکہ گناہ بندگاں در گزراند آں توئی

بسیار خطا کردی باز آ اے حسن اکنوں — روے بہ زمیں آور، در ویشی درویشاں

زاں ندیمیہا کہ میکردے پشیماں شد حسن　　آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمسی" پر بیٹھکر علانیہ شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو اقتباس نشان ۲) ہرگز قرین قیاس نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائینگے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے بعد ان کی زندگی اسلامی نقطۂ نظر سے قابلِ رشک ہو گئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں۔

حسن ار چہ کج نہادے کلہ کرشمہ بر سر

بہ بر تو بندد اکنوں کمر امید واری

"فوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے، اور اُن کی زندگی بعینہ ایسی تھی جیسی ایک اہل اللہ اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفا میں تھے مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی، اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت درایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور مسلم ہیں کہ امیر حسن ۷۰۷ھ میں مرید اور تائب ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی ۷۰۶ھ کا ہے۔ لیکن تاریخ فیروز شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ رنتنبھور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی، اگرچہ یہ بغاوتیں باسانی فرو ہوگئیں مگر علاءالدین کو دانشمند اور دوربین مدبرین کی طرح اس کا فکر دامنگیر ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہوجانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ مہینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زر و مال کی فراوانی۔ بادشاہ نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کرینگے۔ علاءالدین اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہوجانے کے بعد اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً ممنوع کردی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگڑوں کو خارج البلد کردیا اور جو کثیر محاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکش ہوگیا۔ مخلص اور سچے مصلحین کیطرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کرادیا۔ اور جتنے قرابے عمدہ عمدہ شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیجکر انڈلوادیے جس سے راستوں میں کیچڑ ہوگئی اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کردیے کہ چوری چھپے بھی شراب شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے پیٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سرِ راہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنے امیر حسن اور حضرت سلطان المشایخ کا ابتدائی زمانہ میں بدآیون میں ہم صحبت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدآیون ہے حضرت سلطان المشایخ مسلم طور سے ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوف کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم عزیمت دہلی شد" جو امیر خورد صاحب "سیر الاولیا" نے نقل کیے ہیں۔ اسطور سے حضرت سلطان المشایخ کا دہلی تشریف لانا ۶۴۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۶۵۲ھ ہجری ہے۔ جس وقت حضرت سلطان المشایخ ترک وطن فرما کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدآیون میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۷۳ سال کی ہونا بھی غلط ہے ۷۰۶ھ میں مرید اور ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی عمر ۵۴ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خورد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشایخ

کی کرامتوں کا ایک باب قایم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شراب سے اٹھکر سر و پا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور بین کرامت کو امیر خورد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں آتے جاتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیعت کی ہے۔ غرضکہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشموں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفواد کی ۲۳، ربیع الآخر ۷۱۰ھ کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حال معلوم کر کے ایک برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادرہ کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ مہاراج تمہارا تمام مال تو چھن گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جنیو تو نہیں چھنا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔
میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم
ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء
یہ تھا کہ توقف مواجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے رنج و افسوس
نہ کرنا چاہیے اگر تمام دنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف
حق کی محبت کا قایم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹ رجب ۷۱۴ھ کی صحبت
میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔
اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا
ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی
جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہد علائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار
ایکہزار تنکہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنکہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے
لغت میں اس کے معنی سکۂ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا
سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنکہ
کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکہ نقرئی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف
مقصود ہوتا ہے وہاں تنکہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان
کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنکے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف القیمت
رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں
کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنکہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاءالدین اپنے دربار کے شعرا کو ایک ہزار تنگہ مواجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاءالدین برنی نے یہ امر سلطان علاءالدین کی ناقدردانی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مواجب سے ماہوار نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہوسکتی تھی اور دو جیتل یعنی آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاءالدین کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ مواجب سالانہ تھی اور اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلیے کافی تھے چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشایخ کے مواجہ میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۲ شعبان ۷۱۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استفہام عرض کیا کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہی

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سُنکر
کہ روزوں کا انحصار صدقۂ فطر پر ہے۔ قرض دام کر کے صدقۂ فطر دیا کرتا تھا۔
یہ سُنکر بندہ قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقۂ فطر دیا کریگا۔
ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔
اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد خدمتگار
ملیح نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری
کے ماں باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انکسار سے التجا کی کہ دس تنگے
لے کر چھوکری ان کو واپس کر دیجائے۔ چھوکری کے ماں باپ کے رونے پیٹنے کا میرے
دل پر بہت اثر ہوا میں نے ملیح سے کہا کہ تو نے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی
ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ ملیح راضی ہو گیا اور میں نے
دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کر دیا۔ خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا......
فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جا سکتے ہیں
جن سے مترشح ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔
ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا
چاہیے کہ انہوں نے اہل و عیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگا یا ورنہ ان کی کتاب
فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کنبہ والے تھے۔ شمس دبیر کے ساتھ
جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتمد ہو گیا تھا ان کی قرابت تھی
اور ان کے دو بھتیجوں میر چھجو اور شمس الدین کا ذکر اکثر جگہ آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی
بھی حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور بیحد معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب سیر الاولیا، لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ کے فدائیوں میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشائخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کرکے امیر حسنؒ کہتے ہیں

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈلوانے کے لیے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ ابتک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہلِ فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعرا، غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکھی پھیکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات واردات اور معاملات بیان کرکے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا، اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعما یعنی فغانی

نظیری، عرفی، کلیم، طالب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرضکہ امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے باکمال شخص فرماتے ہیں ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت
"شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے تو شیخ کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

درخم معنی حسن راشیرۂ نوریخت عشق
"شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود[۱]

از نظم حسن نوشد دیباچۂ عشق آرے
جلد سخنش دارد شیرازۂ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ ست | کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی دردے از خم خانۂ دُرد اے حسن
داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر خود جو رائے قایم ہوسکتی ہو قایم فرمائیے۔

[۱] یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اخیر مصرع درحقیقت امیر خسرو کا ہے یا امیر حسن کا یہی حال اس شعر کا ہے ؎
ہر قوم راست راہے، دینے و قبلہ گاہے — ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں ؎

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر
کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد ان کے کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ا و ۲ سے ظاہر ہے مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلیے وہ سعدی ہندوستان کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چقماق سے محبت کی آگ نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور ان کے روح افزا لطائف سے اہلِ ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ (نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن سناش ہیں انہیں خواجہ موصوف کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بعید التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے ؎

ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سپید ۔۔۔ سرو را سر سبز شد صد برگ را چادر سپید الخ

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچتی"۔

(۴) مولانا عبدالرحمٰن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل ممتنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعرا فیضی کا قول تھا کہ "امیر حسن آنے دارد کہ عاشق آں تواند شد اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود"۔ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی | بر زبانم جہاں جہاں سخن است
وگر از پیرِ من نظر جوئی | روح فیاض خسرو و حسن است

(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دارد منصبِ شاہی
کہ سوز خسرو ست و ناز کیہائے حسن با او

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو سوز و گداز، اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتۂ محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جابجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلّی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ لحاظ ہیں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے ؎

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب | تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں

برنظمِ حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ زیراکہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش زیں چندیں شکر بعرصہ ہندوستاں نہ بود

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ نش ہمہ نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوے چرخ زہر داد مرا ہمہ ہندوستاں پر از شکرم

ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں از گفتہ شیرینت بارے شکر ارزاں شد

خاست بعہد تو حسن از دو جہاں یگانہ ہم بدیہہ تر سخن ہم بدیع درفشاں

اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعر متیں، خاصہ غزل سحر مبیں

آں بلبلم کہ شہر پر آوازۂ منست کز اوج کنگر فلک آواز میکنم

مست سماع قول من آمد اہل ایں دیار اینک ہماں طریق غزل ساز میکنم

اے حسن بر آستین نظم تو دو کن طراز خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہیچ شمار ہر کسے عرض سخنوراں شود وصف شاں علم توئی

حسن را در ہمہ حال آفریں گو　　　که کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن ختم کن خاتم گویائے خود　　　زانکہ بر او میشود ختم سخن گستری

ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق وشوق میں قوالوں سے فرمائش کر کے امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک تھے۔ بہلول قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو　　　کماں پیدا کند پنہاں زند تیر

بگوش مدعی کے جائے گیرد　　　مزامیرے کہ ہست اندر مزامیر

اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھکر بند ہو گئے اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت
جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو ایک یا دو شعر پڑھکر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ میں حیران ہو کر رہجاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خورد اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا تھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیارد شد کسے صاحب سخن
دیو گر انگشتری دزدد سلیماں کے شود

از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہوگیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قایم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو اسکا بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لاکر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ عذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قایم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوسکتا جنہیں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے، بقول ہمارے ایک دوست کے، مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔

امیر حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اُس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اوست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ اظہار سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بشیتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر خشک اور تنگ قافیے اختیار کرتے ہیں اور متداول بحور، ردیف اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین کی غزلوں کی بحور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملے کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشکِ حسرتِ محسن را تا لب رسید طوفاں
اے دستگیرِ عاشق دستے بگیر ورنہ (اور سیلاب اشک غرق چشم و میرم)

با حسن گفتنی چرا عاشق شدی
صد جواب ست ایں سوال را ولے (از او اب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید از چہ ویدی اے گندم گون او
آدم آنجا بالغزیدہ است مسکین آدمی (آدمی بیچارہ ہم یارا کرد لغزد)

مرو نی تا بہ دل خون نی
لاف محبت چہ زنی چون نی (مرد بہ دل خون نمی)

بسیار خطا کردی با زلف حسن گفتم
روئے بزمیں آمد از وحشی در و پنہاں (بجلیس مدوحش در پنہاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نرد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تخت شاہ ہست کہ رخ فیل بند فرزین ۔ ۔ گنج در این عرصہ بیدق این شاہ نہ
شاہ انجم بر بساط آسماں ۔ ۔ خانہ خانہ از رخت گریختہ

پیل بند عشق شد بر عرصۂ دل استوار   شاہ رُخ بنما کہ ماتست از غرائے شاہ شاہ
نرد عشقت پاک می بازم ولے ترسم ازانکہ   کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہا
بعض غزلیں از سر تا پا شطرنج کے اصطلاحات سے مملو ہیں۔ دیکھو غزل ۲۲۲ صفحہ ۳۵۶

(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹، صفحہ ۳۸۔ جس میں لفظ "شتر" کا التزام کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو اس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چو حسن برمن چوں شادنی آئی   من غمزدۂ عشقم چوں شادنی آیم
"چوں" بمعنی "زیں" کے استعمال ہوا ہے۔

زد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی   تو بکمال مرحمت بیکس و عاجزش ممان
"ممان" بمعنی "مگزار"

ال سرو رواں گشت ہمی نالم ازایرا   چوں بلبل ازاں سرو رواں دور شدم باز
"ازایرا" = ازیں جہت یا بدیں سبب

عشقت رسید و ملک دل بگرفت شاہنشاہ شد   عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش
"یکسوں" بجائے "یکسو" کے یا "ہرہمہ" بجائے "ہمہ" یا "جزکہ" بجائے "جز" یا "فرمودگی" بجائے "پسندیدہ" کے۔ ان کے کلام میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنھیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

گفتم زباغ وصل تو بوئے بمن رسد | آواز از در تو بر آمد کہ بار نیست
مرا با خاتم ہمت فلک فیروزۂ آمد | بداں فیروزہ در صف صفا پیوستہ فیروزم
بکشائے رُخ فرخ و وجِ دہن تنگ | مہرے بغربیاں کن و مہرے بگدا بخش
تو بہرِ وصال گل زنی پر | ما زیر پر فراق با الیم
صبر از برم بجست چو آہو بصید گاہ | آں شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ ؎

کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند | کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن

(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو شان و شوکت اور طمطراق ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں۔ بعینہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار ممدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) مثنویاں جس قدر ہیں صاف اور قصائد سے زیادہ تر چست ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں اُن میں کوئی خاص بات قابلِ لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہمیں اُن کے جو اشعار پسند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب ، رو کہ سلطاں رفت و لشکر میرود
گفتی کہ چرا جدائی از من ، ایں از فلک است از حسن نیست
گفتی کہ بخواب اندر مہماں شومت یک شب ، اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید
در عرصات ہمچنیں روئے کشادہ اندر آئے ، تا بدعا بدل شود دعویٔ داد خواہ تو
از حسن ایں چہ سوالست کہ محبوب تو کیست ، ایں سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی
خلق گویند دل از صبر بجا آور باز ، اے دل از صبر نشانے دہ اگر جائے ہست
باز ایں دلم بسوئے دل آرام می رود ، از دام جستہ باز سوئے دام میرود
طرفہ سرو کاریست کہ با وعدہ معشوق ، صابر نتواں بود و تقاضا نتواں کرد
دو سہ بار با تو گفتم کہ مرا بہیچ بستاں ، نہ شد اتفاق، شاید کہ بایں بہا گرانم
تلخ کردم جہانیاں را خواب ، زاں دعاہا کہ مستجاب نہ بود
اے حسن یار گر خطائے کرد ، ہم شکایت از او صواب نہ بود
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی ، من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند
صبر من بیگانہ تر شد چوں تو برگشتی ز من ، آشنا ہر گہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
زلف از رویت نمیگردد جدا ، کافراں را نیست از آتش نجات
یارب منجے برساں تا بپرسش ، کاں آفتاب شب روم از آسماں کیست
زلف تو شفیع محشرم باد ، ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کند اگر خواهد | قصهٔ من هنوز بر اگر است
سنگ بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش | اے حسن ایں سنت دیوانگان عاقل است
دوش چشم همه کس در رهِ تو حیراں بود | چاشنیٔ خمِ ابروئے کسے باوے هست
آب مژه ما گزراں شد ز سرِ ما | نیکو مثل است اینکه هم از ماست که بر ماست
مرا بزور گرفتی بمرحمت بگزار | که پادشاه بسے صید را گرفت و گزاشت
یاره آوارگی همی خواهد | رفتن حج بهانه افتاده است
ما گناهے نکرده ایم و لے | خوئے بد را بهانه بسیار است
دلم ربودی و ننواختی هزار افسوس | چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست
روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش | ایں کار تست کارِ مه و آفتاب نیست
جاں پیش کشم چو تو در آئی | در خلوت دوست جاں نگنجد
هر چه بغمزه میکشی زنده همی کنی بلب | چشم تو جور میکند لعل تو داد میدهد
حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج | ترا زبان دگر و دل دگر دعا چه کند
مصلحت نیست که پندم دهی اے خواجه حکیم | هر کسے مصلحتِ خویش نکو میداند
فراق روئے تو بسیار شد چه چاره کنم | مگر لباس حیاتے که هست پاره کنم
گرفتم اینکه به بندم زبان ز نالیدن | تپیدن دلِ بیچاره را چه چاره کنم
به شمشاد گفتم جوانی مکن | که ما نیز روزے جوان بوده ایم
دل نهادیم به هر حکم که از تقدیر است | ترک تدبیر پسندیده ترین تدبیر است
اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا | دام بلا قبول کن چوں زده دم ولا
واللہ از تیر زنی بر جگرم هر بارے | از جگر بر کشم و باز بدست تو دهم

اے حسن گر دل تو بشکند از لشکر غمم
عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم
گر دیدن خود حرام داری
ما کشتن خود حلال داریم
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلےٰ چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواستہ کہ ز ایشاں شود نشد
بر دل یار حسن بود فراموش گشتہ
ایں غزل خواندہ شد آں نادرہ گو یاد آمد
گفتی حسن چرا نہ کنی توبہ از شراب
واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمی رود
مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
لاف محبت چہ زنی چوں نئی
چوں شود حالم دریں سیلاب غم
ہم شتر غلطید ہم رخت اوفتاد
گرت روم بفدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جان تو باد
خوں شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں
بازم ایں ساعت ازاں روئے نکو یاد آمد
گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد
بارُخ خوے کردہ بر بام آمدی
چوں گلِ نو خاستہ باراں زدہ
شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم
خیمۂ اندر دہِ ویراں زدہ
مدعی گر نشد از شوق در آتش چہ کند
ہیزم او ہمہ تر بود کجا در گیرد
رفتن باد صبا، آمدن گل چہ کنم
من ترا دانم ازیں ہا بسے آیند و روند
طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود
تا چند حسن عشق، شراب و غم شاہد
باز آ کہ ز پیراں نہ پسندند جوانی
ہجر تو علامت قیامت
وصل تو لطیفۂ خدائی

داری تو زخم تیغ رواں ، ما سرشک خوں — روزے میان ما و تو ایں ماجرا رود
روز غم تو مرمرا زار شکست گو شکن — من ز شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ غزلیں پہلو بہ پہلو نقل کرینگے۔

سعدی	امیر حسن
۱۔ آں روئے بیں کہ حسن بپوشیدہ ماہ را	۱۔ اے بر فراز سرو بر آوردہ ماہ را
واں دامِ زلف دانۂ خال سیاہ را	بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
۲۔ من سرو را قبا نشنیدم کمر کہ بست	۲۔ دل مے بری زما بگواہیٔ قد خویش
بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را	اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
۳۔ گر صورتے چنیں بقیامت در آورند	۳۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ
عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را	ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را
۴۔ با دوستانِ خویش نگہ میکند چنانکہ	۴۔ اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت
سلطاں نظر کند بہ تکبر سپاہ را	اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را
۵۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی	۵۔ بندہ حسن ز خط خوشت نسخۂ کند
دیگر مکن کہ عیب بود خانقاہ را	ہر گہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را

دیگر

وقتے دل سودائی میرفت بہ بستانہا	اے غمزۂ خونریزت تاراج بر جانہا
عیش و طرب آرد روے بر لالہ و ریحانہا	کفر سر زلف تو غارتگرِ ایمانہا

گہ نعرہ زدے بلبل گہ جامہ دریدے گل
تا یاد تو افتادم از یاد برفت آنہا
تا عہد بہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم
بعد از تو روا باشد نقص ہمہ پیمانہا
تا خار غم عشقت آویختہ در دامن
کوتہ نظری باشد رفتن بہ گلستانہا
آں را کہ چنیں دردے از پائے در اندازد
باید کہ فرو شوید دست از ہمہ درمانہا
گر در طلبت رنجے ما را برسد شاید
چوں عشق حرم باشد سہل است بیابانہا
ہر کو نظرے دارد با یار کماں ابرو
باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکانہا
گویند مگو سعدی چندیں ز غم عشقش
میگویم و بعد از من گویند بدورانہا

بر شحنۂ عشق تو ہر روز ہمی بینم
در کشتن مسکیناں از خط تو فرمانہا
اے نرگس تو رستہ ایں نوع روا داری
من خستہ ہزارے تو خفتہ بہ بستانہا
تا روئے نہاں کردی مُہری بدہاں کردیم
عاشق بتو خوش باشد بلبل بہ گلستانہا
بسیار ہمی گویند از حور و قصور آوخ
اے آنکہ تواں داری بے تو چکنم آنہا
اے نقش بدیع تو آرائش ہر ایواں
در نقش تو حیرانم چوں نقش بہ ایوانہا
مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم
کامسال در احکامش بینم ہمہ بارانہا
بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بدیوانہا

دیگر

باد گلبوئے سحر خوش مے وزد خیز اے ندیم
بسکہ خواہد رفت بربالائے خاک ما نسیم
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم
در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک ہست
ترک جنت خوشتر ست ہر چہ در جنت نعیم

قلب رُوے اندوده نستانند در بازارِ حشر ... خالصے باید که از آتش بروں آید سلیم
یافتم الحمد للہ ہم بجوے عشق دوست ... آنچہ در الحمد میخوانندم صراطِ مستقیم

غیبت از بیگانہ پوشیدہ است و می بیند بصیر ... فعلت از ہمسایہ پنہانست و میداند علیم
در گلوے قمریاں از شوق طوقے کردہ اند ... تو ہماں خط بینی و عارف نوائے یا کریم

نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود ... طفل خرما دوست دارد صبر فرماید حکیم
آبِ خضر اندر دہن، شربت چہ آری اے [طبیب] ... آسماں زیرِ قدم طالع چہ بینی اے حکیم

آنکہ جاں بخشید و روزی داد و چندیں [لطف کرد] ... ہم ببخشاید چو مشتے استخواں بیند رمیم
وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہر چہ [گفت] ... وقت عذر آوردن است استغفراللہ [العظیم]

سعدیا بسیار گفتن عمرِ ضایع کردن ست ... وقت عذر آوردن ست استغفراللہ العظیم
زاں ندیمہا کہ میکردے پشیماں شد حسن ... آرے آخر از پشیمانی بود حرفِ ندیم

ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دونو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی خاص لحاظ کے منتخب کر لی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ پروازِ خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدیِ ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے، شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو صفحہ ۹۰۴ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں جو اُن کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں تاکہ اس صنفِ شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جا سکے۔

امیر خسرو

شبہا بروز آمد بسے کز دل نہادی یاد را
جانم ز تن آمد بروں بوئے نہ دادی باد را
شد بازوئے ہجرت قوی در کشتن بیچارگاں
چنداں قصاص افزوں کند عادت شود جلاد را
ای کہ میگوئی کہ وقتے بوح صبرت باد برد
سالہا شد تا فراموش کردہ ام آں باد را
ایں ہمہ خونابہ کا شامم ہے زیں روز بد
بہتریں روزے خلل اندازد ایں بنیاد را
چند گریم چوں سیہ روئی عشقم از قضاست
آب کے شستن تواند داغ مادر زاد را
تا بسوئے گفت شیریں ست دل خارا و کوہ
کندن از ناخن چو گل چیدن بود فرہاد را
نوک مژگان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ
در رگِ بیمار نشتر بشکند فصّاد را

امیر حسن

دی سوئے سروِ لالہ رخ پیغام دادم باد را
بنوشتہ خط بندگی آں سوسنِ آزاد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم دُرفشاں
درہا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را
دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روئے او
من در غزل خواندن شدم رخنہ فتاد اوراد را
ہر کس رہے دارد ولے چہ سود کز خوان ازل
بوسہ بخسرو میرسد تیشہ زدن فرہاد را
گر عمر افیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ کہگل میزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کویش منِ دیوانہ را
باز نو کردم ز سر عہدِ مے و میخانہ را
از کجا کردم نگہ آں شکل قلاشانہ را
ساقیا لختے بدہ اں آفت فرزانہ را
گاہ گاہ اے باد کانجا ہات می افتد گذر
باز ہد زنجیر زلف شاہداں آویختیم

زاشنایان کہن یادے دہ آں بیگانہ را | چوں کنم بس می نیابم ایں دل دیوانہ را
عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد | یار بہ داند زہر گردانی عشاق خویش
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را | شمع بہ روشن کند جانبازی پروانہ را
شعلہ گو در جاں بگیر و سینہ گو ز آتش بسوز | جاں چو جائے عشق اوشد عقل را گفتم برو
شمع زینہا نیست کو رحمت کند پروانہ را | در حریم محرم او چوں کنم بیگانہ را
جاں ز نظارہ خراب و ناز او زاندازہ بیش | ماہ من از بہر چیست کاندر کلبہ ام نائی شبے
مابوئے مست و ساقی پر دہد پیمانہ را | یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانہ را
حاجتم نبود کہ فرمائی بترک نام و ننگ | در دلم صد گونہ غوغا نیست گر مہماں شوی
زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را | از حضورت کعبہ میسازم من ایں بتخانہ را
خسرو ست و سوز دل وز ذوق عالم بیخبر | دل چو رفت از تو نصیحت باکہ گوئی اے حسن
مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را | مرغ چوں جست از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یارے کہ از جدائی اویم گماں نبود | امسال رونق گل تر آنچناں نبود
ماہیست بے ویم کہ شبے درمیاں نبود | بے سرو گل بدیہۂ بلبل رواں نبود
بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت | گلزار بود مجلس و قول مغنیاں
مارا ز آشنائی آں ایں گماں نبود | برقول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود
گل آمد و بباغ رسیدند بلبلاں | ایں کارواں گل پس سالے رسید لیک
واں مرغ رفتہ را ہوس آشیاں نبود | ما ہے کہ در دو دست دریں کارواں نبود

دامانش چوں گزاشت حقِ صحبتِ قدیم / دانستہ ام کہ از تو بہ بینم شبِ فراق
گیرم کہ دست ہیچ کسش در عناں نبود / آں روز رستخیز مرا در گماں نبود
جانم بجا و من نیم از زندگاں ازانکہ / لعلِ بتاں جواہرِ غیبم نثار کرد
زو بود جملہ زندگیِ من بجاں نبود / ورنہ مرا چنیں صدفِ درفشاں نبود
رفتم ببوئے صحبتِ یاراں بسوئے باغ / مرغ ارچہ عشق نامہ خود خواند بامداد
گوئی بباغ زاں ہمہ گلہا نشاں نبود / دستانش را طراوتِ ایں داستاں نبود
خسرو اگر گلِ تو ز گلزار شد منال / ایں طرز شیوۂ حسن است و زیں بیش زیں
دانی کہ ہیچگہ چمنے بیخزاں نبود / چندیں شکر بعرصۂ ہندوستاں نبود

دیگر

گرچہ از عقل و دل و دیدہ و جاں برخیزم / چیست مطلوبِ تو تا از سرِ آں برخیزم
حاش للہ کہ من از شوقِ فلاں برخیزم / ور بجاں حکم کنی از سرِ جاں برخیزم
یکزماں پیشِ من اے جانِ جہانم بنشیں / اندریں رستہ دکانیست مرا از طاعت
تابداں خوشدلی از جاں زجہاں برخیزم / گر نہ سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم
ہوسم ہست کہ پیشِ تو دمے بنشینم / یک جہاں طعنہ زنندم کہ نشینی بیکار
وز سرِ ہرچہ بگوئی پس ازاں برخیزم / گر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم
مردمِ دیدہ مرا بہرِ تو در خوں بنشاند / بے تو از دنیا و عقبیٰ چو نخیزد چیزے
من برویت نگرم وز سرِ جاں برخیزم / تو بیا تا ہم ازیں وہم ازاں برخیزم
ناتواں گشتم ازاں گونہ کہ نتوانم خاست / سوئے گورِ من اگر بگذری اے سروِ رواں
ورمرا دست بگیری تو رواں برخیزم / سروِ تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

از پس حشر کہ از گور بر انگیختیم — اگر از زمزمہ عشق تو در نفخ صور
ہم ز ہر تو بہر سو نگراں برخیزم — نیم بانگے شنوم رقص کناں برخیزم
خسروم آخر و میسند کہ ہردم با تو — دروے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن
شادماں شیم و با آہ و فغاں برخیزم — تا ازیں زہد فروشی ز زباں برخیزم

ممکن ہے کہ غزل کے میدان میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں لیکن قصائد، مثنوی اور دوسرے اصناف شعر، اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبصورتی سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسروا از رہ کرم وپذیر — انچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن ایں ست کہ من می گویم

انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے ان کی ذات جمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر — کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ

کس دریں روزگار نتواں یافت — کو سخن با فروغ میگوید
ہر کہ گوید کہ راست میگویم — راست گویم دروغ میگوید

ے تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد بردار خیال اور طرز ادا میں جو تبدیلی ہوئی اس کے لیے ملاحظہ ہو حافظ کی غزل جو [illegible]

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ؎

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست　　زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا وہ ۷۱۵ھ میں بمقام دہلی شایع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی وقت چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ اور امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشائخ اور امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا، جس سے قیاس مذکورۂ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید وطواط سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موخر الذکر حضرات کے سوائے، جن کا ہم کوئی پتا نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب وعجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں۔ اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۴۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخۂ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۹۹) اور قصائد کے (۲۱۳۶) رباعیات کے (۴۵۸) اور مثنویات کے تقریباً (۱۴۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں جتنی غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنھیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق وشوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے“ ان کا دیوان ۱۳۰۴ھ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے:

شراب عشق کاندر جام کردند　　ز چشم مست ساقی وام کردند
چو راز خویشتن کردند خود فاش　　عراقی را چرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نولکشور میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔

غزل امیر حسن

بتاں کز زلفِ مشکیں دام کردند　　جہانے زیرِ حسر مو رام کردند
بتقویٰ نام نیکو بردہ بودم　　نکورویاں مرا بدنام کردند
بہشتے گشت صحن خانہ امروز　　گر ایشاں گذر بر بام کردند
من از اخلاص میخوانم دعائے　　وزاں سوختم بر دشنام کردند

غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس | کہ دریاہائے خوں آشام کردند
ملایک دیگے اندر طعن ایشاں | برآوردند لیکن خام کردند
حسن را جامۂ جاں چاک ازاں شد | کہ دُردِ دردش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کاندر جام کردند | نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرۂ لیلےٰ کشادند | دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روزیکہ نقش دار بربست | سوئے منصور زاں پیغام کردند
قد رعنائے آں سرو دلارائے | قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو ایماہ | ملایک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ | اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز | ز عشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ باین طرز خرامیدن تو | دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپایش زدنت بے ادبیست | پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کیطرح چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام سے

بگی - بعینہٖ یہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنھوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی -

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور مثنویات پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف "فوائد الفواد" ہے - اس کا آغاز شعبان ۷۰۷ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مؤلف کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت وشنید ہوئی اسے مختصر اور موثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشائخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں - ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ تالیف میرے نام ہوتی - اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا شاہ عبد الحق کے وہ ارادت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت محبوب الٰہی سے تھی - ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں "فوائد الفواد" کو کیا وزن ہوسکتا ہے - حضرت سلطان المشائخ کے دو ملفوظات افضل الفواید اور راحت المحبین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں - صاحب سیر الاولیاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار المجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرصہ مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافور نے جسے علاء الدین نے سیاہ وسفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے پنج سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو پادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوالیں۔ ملک کافور مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ پادشاہ ہوا۔ خسرو خاں کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود بادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس کافر نعمت بروار بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق وشوق اور ذکر وشغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائیے کہیں ان واقعات کا کنایۃً یا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملیگا جو کمال یکسوئی کی دلیل ہے۔

"فوائد الفواد" تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ کے حالات بابرکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے،

۲۸؍ رمضان المبارک ششنہ ہر کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ آج دولتِ پابوس حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر حسب عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے پاس سیڑھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ مَیں بیٹھ گیا۔ دروازہ کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ مَیں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے بیٹھا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے مَیں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ متبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "ہر درے وہر سرے می باشید یک در گیرید ومحکم گیرید" بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی نکلے ایک داہنے طرف دوسرا بائیں طرف ایک مُنہ کے سامنے چلدیا۔ دیوانہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی وجہ سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزلِ مقصود کو پہنچ جائیں اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد الفواد کو خاندان نظامیہ چشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے ممدوحین امیر حسن کے ممدوحین میں سب سے زیادہ باوقعت اور قابلِ عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم ونثر میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عام محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملت و دیں　　　کافتاب کمال شد رخ او
وز جنید و ز شبلی و معروف　　　یادگار سیت ذات فرخ او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء فضلاء اور متصوفین سے مملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل فرد نظر آتا ہے۔ طبقۂ علماء اور صوفیہ میں قاضی محی الدین کاشانی، مولانا وجیہ الدین پائلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین فیروز گمہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گوپاموی، مولانا نظام الدین شیرازی، مولانا بدر الدین تولہ، مولانا شمس الدین یحییٰ، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقۂ شعراء میں سے اس مجلس میں زانوئے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے امیر حسن جا بجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خوانم خطاست　　　اصل ہمہ نظم نظام است و بس

ولہ

ہر کہ رویت نگرد کے نگرد سبزہ و گل　　　اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم　　　بہ ازانم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج　　ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم

سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے زمانہ سے شروع ہوئی تھی، اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ تک جاری تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع　　ما بسماع الست رقص کناں میرویم

سبب رقص گواہی من ار شنوند　　من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد

خلق آفاق شعبہ زور اند　　ما گرفتار نغمہ زیریم

مصلحاں می کشند ناں از طعن　　ما ز شوق سماع میمیریم

مطرباں را بخانہ نتواں برد　　خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی تھی اسی کو نظم فرما دیا ہے۔

بخیل نز پے حرمت گزر کند ز سماع　　کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفہ نز مے

کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند　　ازاں قبل کہ ندارد کرامت کرمے

نہ صدق بود ور و گز سرود گیرد ذوق　　نہ آں کرم کہ بہ مطرب بہ بخشد او درمے

امیر حسن کا دوسرا ممدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک نہاد اور نیکدل بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

اس سلطان اور اس کے ارکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز ممدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی تھا اس کے غسل صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

ز آبجیوان شست سر شہزادہ دوراں بلے | از پے سر شستن خضر آبجیواں واجب ست

اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاست | وزاں نہال نہالے دگر ببار آمد

امیر حسن کا دیوگیر جانا دارا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریبؒ اور شیخ حسن دہلوی ..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلوی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ روایت بھی محل نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلق اللہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ سیر الاولیا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مالوہ اور شیخزادہ عزیز الدین

جو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا وجیہ الدین چندیری میں جاکر رہے۔ صاحب سیرالاولیا نے جو حضرت برہان الدین غریب کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "بعد از نقل سلطان المشائخ مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداد، چوں در دیوگیر رفت برحمت حق پیوست" اگر وہ حسب ایمائے حضرت سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیا ضرور اس کا ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم امیر خورد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشیر اور اقبال کی کوشش اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن کو اُن کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ امیر حسن کا ۷۲۲ھ تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہے۔ قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا سلطان محمد تغلق جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے وفعۃً انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب وغریب انسانوں میں تھا نہ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پروری، معارف نوازی کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خونریزی کی کوئی انتہا خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سُن لیتا وہ تمام عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا دارالسلطنۃ ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی خرابیوں کا بعجلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قرعہ اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۷۲۷ھ میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے، وضیع و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جاکر آباد ہوں جسے اب دولت آباد کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے اور املاک اور جائدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا، مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سبکو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کٹھن منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چپقلش میں جس طرح

ملے ہوئے ہونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان برباد اور تباہ ہوگئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مرگئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آب و ہوا اور چالیس دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔ امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل و عیال کے بار سے سبکدوش رہے۔ حضرت سلطان المشائخ ان کے پیر و مرشد اور امیر خسرو ان کے دوست کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچکر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎

ہمیں کز مے فرقت چگونہ مخمور | ز دوست دور تواں شد ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوبرویانش | یکے بہشت دروں و بروں او پر حور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز | ولے بر اہل محبت محقق است حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

مباد ہیچ کس از دوستاں چنیں کہ منم | بکام دشمن و از جملہ دوستاں تنہا
ز دور چرخ خراب زدور حادثہ زار | ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مرد ماں و من غافل | چو خفتۂ کہ بماند ز ہمرہاں تنہا

ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں ؎

حسن بکوئے عدم گم شدند یارانت | بگو نشان چنیں گم شدہ کجا جویند

دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید از دلم آں شحنۂ خونریز آہ
شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد

سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوء تدبیریوں سے ملک میں ہر طرف بغاوتوں کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے قرب و جوار کے قصبے ویران اور سنسان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر بغداد اور قاہرہ کا ہمسر اور مدمقابل تھا اس وقت دام و دد کا مسکن اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں خدا جانے کیا کیا خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت ہوئی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً دولت آباد لیجاکر آباد کی گئی اُسے اجازت ہوگئی کہ جو چاہے دہلی واپس جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں کو بے رونق کردیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سرِ نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہکر اسی سرزمین کے پیوند ہوگئے۔ کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجہ اللہ۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں ؎

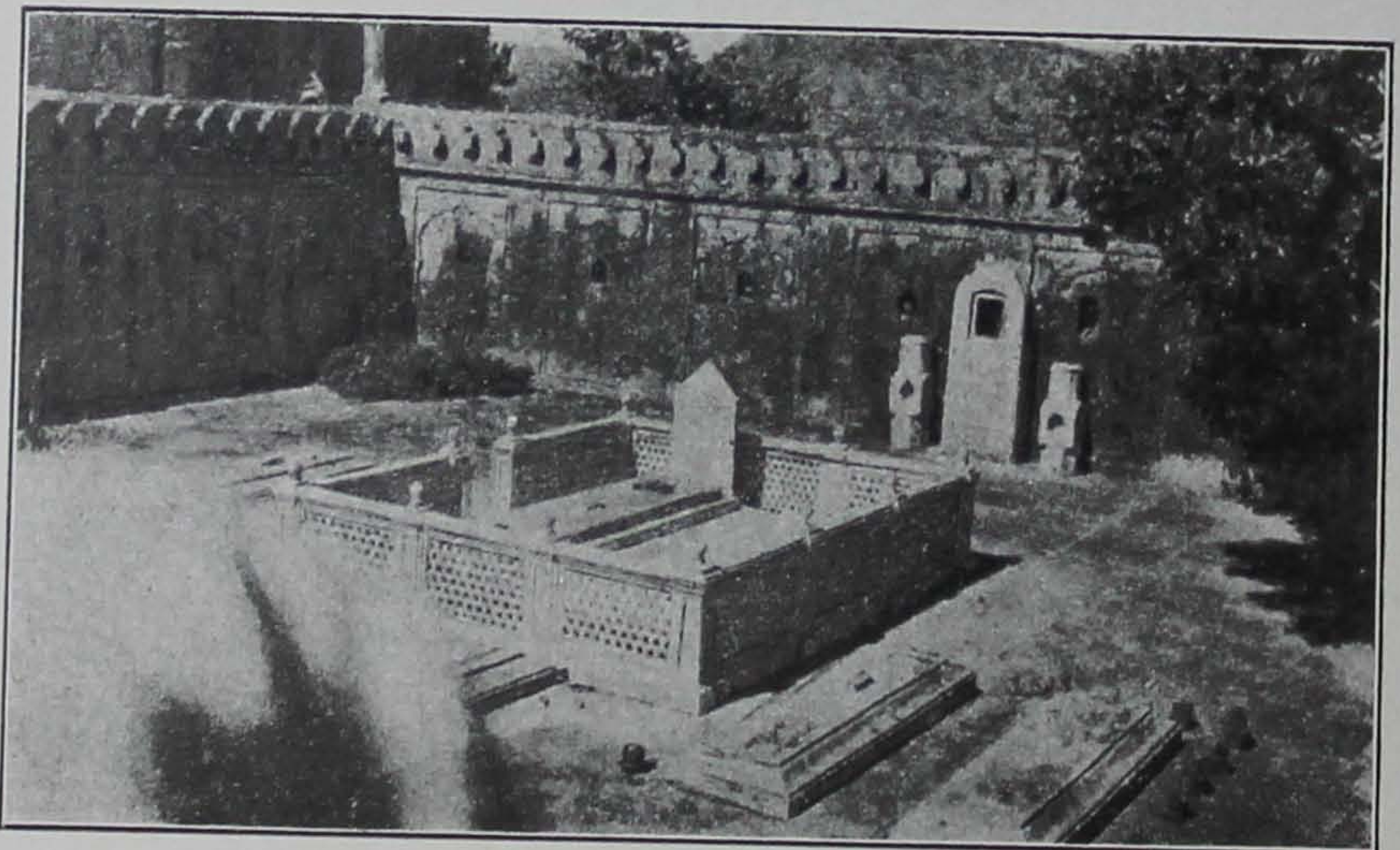
بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم	ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمے گیری از ہر قرینے	کہ مونس نپاید قریں ہم نماند
اگر بگزرو مرو کج گوئے کم داں	سخن دانِ باریک بیں ہم نماند
سخن را اگرچند سحر آفریدند	سر انجام سحر آفریں ہم نماند
ہمیں نالۂ ماند بیکس حسن را	بترسم از اں روز کیں ہم نماند

یہ دن ۳۵ یا ۱۳۳۷ھ میں آگیا - اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش ہوگیا - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -

مسعود علی محوی - بی - اے (علیگ)
سابق سشن جج سرکار آصفیہ
حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ھ م ۱۹۳۳ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم ہوئے ہیں وہ ضمیمۂ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں -

مسعود علی



نقشہ مزار حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ واقع خلد آباد ضلع اورنگ آباد

ممالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن

ضمیمہ دیباچہ

ہز اکسیلنسی راجہ راجایان راجہ سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ کے۔سی۔آئی، جی۔سی۔آئی۔ای، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن المتخلص بہ شاد کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات کا اگر مجملاً بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد، دوسری لسانی امداد، تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔ اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تلنگی اور مرہٹی زبانوں سے واقف ہیں اور ان میں بلاتکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص پختہ اور بامزہ صوفیانہ رنگ ہے جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے باور کرنے کے لیے، آمادہ نہیں ہو سکتا ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفر و سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تحریص اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار ہندیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی، اور بیسیوں افسردہ خاطر شعراء کی بجھی ہوئی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔

آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مؤلف مصنف ناظم اور ناثر گنوائے جاسکتے ہیں جنھیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر مہاراجہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب ممدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملاکر بلا لحاظ ان دقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرانا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کرکے اس میں شریک کرائی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریباً پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کالج) مدرس مدرسہ چادر گھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہو جانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خراش محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں جھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہو جانیکے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالبؔ　　خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں نے تنہا دیکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب لبیبؔ تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل اغلاطنامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرا دی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکرر ہو گئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلۂ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں

(۱) خود عالیجناب سر مہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۴) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش ونگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روزہا شد کجا شدی یارا　　آرزوئے تو میکشد مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سختی عشق　　دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانۂ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلا اور مذہب اور خوشخط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جو مہریں اس پر تھیں وہ ظالموں نے مٹادی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل وصورت پکار رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانۂ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب منعم الدین الاوحدی، سال کتابت سنہ ۹۰۹ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی ہے اس کی مہریں بھی مٹادی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان وجہاں داور حکیم

محدث ہمہ بدایع وتو مبدع قدیم

ہے اور خاتمہ

لطف خدا کہ بر ہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۹۹۶) ہمیں عنایت ہوا تھا اس کا حلیہ مع دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ ..... جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۳ رمضان سنہ ۱۰۶۳ ہجری حجم (۱۹) جز قیمت ایک مہر

ایک مہر کی عبارت

سلطان محمد شاہ غازی

دوسری مہر کی عبارت

ہوشدار خاں فدوی بادشاہ غازی
محمد فرخ سیر شاہ ۱۱۲۴

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کرکے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے

ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

الله

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (؟) ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

اعنی

ہدایت ہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم رانده بر سپید و سیاه

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے زیر نظر رہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط اور مصوّر ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب الشیرازی اور سال کتابت ۹۴۳ھ ہے۔ اس کے آخر میں مثنویات ہیں جن میں سے چند مثنویاں اس کلیات میں لی گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی اس لیے مزید تفصیل نہیں دی جا سکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچنے اور اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک مثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہو جانے کے بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے۔

سلطان علاء الدین کے امراء اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسری بڑے پایہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے ۶۹۷ھ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک لشکر الغ خاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنایم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعزالدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنایم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر الغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعزالدین ہے جو امیر حسن کے حال پر بیحد مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علائی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید
مزید روزگار خویش جوید

مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد
باید کرد شکر نعمتش یاد

یکے کز برج گردونش سزد قصر
سر جملہ ملوک سرور عصر

ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں
کریم الخلق، الحق، عز والدیں

محمد اسم و رسمش جملہ محمود
وجودش خاص بہر جود موجود

چراغ دودۂ اعظم تغا نخاں
ملک خوانچہ کش بزمش فلک خواں

. . . .

ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے
ہمیں یک ذات او ماندست برجائے

بزرگا، مکرما، عالی نژادا — سرت در سروری پاینده بادا
کرم فرمودن خود خود بیندیش — خصوصاً در حق بیچارۂ خویش
مرا زاں ژرف دریائے خطرناک — تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر صدر دولت راہ دادی — محل دست بوس شاہ دادی
ز سلطاں گنجم آوردی و تشریف — عطائے خود در انجا کردہ تضعیف
نہ رنجتم تو بگرفتی ز خفتن — من ایں راکے توانم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علائی میں ملک اعز الدین کی دستگیری سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے کیونکہ خود ملک اعز آلدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکر گزار ہیں جنھوں نے براہ علم دوستی ہمارا اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دیباچہ اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کرکے شریک کلیات کردینا چاہیئے تاکہ اہلِ ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھاسکیں، لیکن اس وقت نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنھوں نے دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہوگیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



ردیف الف

یارب بکش خطِ کرم بر سیئاتِ مامضی	پرہیز ہا کردم ولے جاء القضا ضاق الفضا
گردِ ارادت بختیا بر فرق جانم ریختی	جانم بنفس الہ آمیختی نفسم بزنجیرِ قضا
گر روضہ سازی در رہم جاں در رضائی تو دہم	ہرگز برابر کے نہم صد روضہ را با یک رضا
شاخے کہ فعلم بر زند جز فضلت آنرا نشکند	از فضلت این اجب کند وز رحمتت این اقتضا
درماندم از بارِ گراں لب خشک چوں ابن ثراں	زابرِ کرم سیلے براں بر کردہاے ماضی
ہمچو حسین ام خستہ تن از جورِ دشتے شور فن	چشمِ رضا نہ بر حسن حق علی مرتضی

۴

یارب ز فرطِ نیکوئی قوّلم نگہدار از دوئی
خود بہترین حافظ توئی فاللہ خیر حافظا

۵

اے بر فراز سرو بر آوردہ ماہ را	بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را

دل می بری زما بگواہیِ قدِ خویش
گویند آفتاب پرستند یک گروہ
اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت

اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را
اطراف مہ رقم زدہ خطِ سیاہ را

(۳)

بندہ حسن زخط خوشت نسخۂ کند
ہر گہ کہ عرضداشت کند بادشاہ را

(۵)

ساقی بیار مے کہ چو زر گشت کارہا
آمد بہارِ نو بدہ آں بادۂ کہن
خوبان اگر بدستِ رقیباں گرو نہ اند
وقتِ ہوا خوش است ہوا از مزاج صاف
شہ اتفاق جشن کند گوئیا کہ گل
با غنچہ داشت ہر سر کارے کہ داشت گل
سلطاں علائے دینی و دیں آنکہ روزگار
نامش محمد است محمد صفت بہ بیں

گل ریخت گنج زر بہمہ مرغزارہا
گر زیک نسیم او شگفد نو بہارہا
گردِ چمن زہر چہ بہ بندند خارہا
بنشاندہ اند از ہمہ جانب غبارہا
از زر و سیم ساختہ اند ایں نثارہا
بکشا سر قرابہ کہ بکشاد کارہا
شاہے چو او نیافتہ در روزگارہا
دیں را زوال دولت او شد مدارہا

(۴)

چوں شرح بذل اوست بروں از حسابہا
سالِ نقاشں باد فزوں از شمارہا

(۷)

اے باز تازہ داشتہ نازِ قدیم را
ہر روز کردہ در ہمہ آفاق گل فشاں

در ہم فگندہ صد دلِ نامستقیم را
یک صبح رہ ندادہ ازیں سو نسیم را

گر تو بروں خرامی با ایں چنیں جمال
از سحر روئے و موئے تو ام در روزگار
من ہم ز قد و زلف و دہانِ تو ایں زبان
در خاک چند غلطد دُر سرشک من

از سیر مہر و ماہ کہ پرسد حکیم را
تفسیر گرد آیتِ امید و بیم را
در سینہ نقش کردم الف لام میم را
آخر بہ رحمت نظرے ایں یتیم را

۵

ہاں اے حسن ز محنتِ عشقش جدا مشو
دولت شمار صحبتِ یارِ قدیم را

۷

اے درد ہا فزودہ دل دوستدار را
من منتظر کہ روئے مبارک بہ غنیمت
دلہائے ما خراب شد از چشمِ مست تو
ترکان غمزۂ تو بغوغا در آمدند
حدِ چو من سگے نبود ایں عنایتت
دارم دلِ پر آتش ز آشوب روزگار

یاری نباشد ایں کہ نہ پرسند یار را
آئینہ پیش داشتہ عکس کار را
والی ظلم پیشہ فتاد ایں دیار را
روزی شکستہ توبہ پرہیزگار را
داغے بنہ کہ کار بیاید شکار را
خود را بسوزم اکنوں یار روزگار را

۶

مسکیں حسن ز وصل تو ماندست بے نصیب
با غم قرار دادہ دلِ بیقرار را

۵

اے روئے تو ماہ محفلِ ما
ما عشق ترا بجاں خریدیم
از خلد و نعیم بے نیازیم

جز عشقِ تو نیست در دلِ ما
اینست ز عمر حاصلِ ما
تا کوئے تو گشت منزلِ ما

ازروئے تو شرم نیست مہ را	کاید ہمہ شب مقابل ما

۷	بیچارہ حسن ترا نہاں گفت پیداست کہ کیست قاتلِ ما	۷

بہ پیش صورت خوب تو ماہ را چہ بقا	بجنب خاک درت مال و جاہ را چہ بقا
شکست کوکبۂ مہ زیک برآمدنت	چو آفتاب بروں تاخت ماہ را چہ بقا
توئی خلاصہ و بس روز و شب طفیل تو اند	تو دیر باش سفید و سیاہ را چہ بقا
دو چشم من دو گواہند عشق را تو بگو	بیک عنایتِ قاضی گواہ را چہ بقا
تو آمدی گل و لالہ بریختند از شرم	بہشت آمدہ ہشتِ گیاہ را چہ بقا
اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری	بہ پیش آیت رحمت گناہ را چہ بقا

۸	بسوخت از تف عشقت ہمہ وجود حسن چو آتش آمد بیچارہ کاہ را چہ بقا	۵

بازآ کہ آرزوئے تو بسیار شد مرا	دل در شمائل تو گرفتار شد مرا
بے تو نظر گماشتہ ام ہر چہار سوئے	بازم دو چشم در رہِ تو چار شد مرا
جاں دادن از فراق تو آساں نبود ولیک	ایں زیستن بہجر تو دشوار شد مرا
چنداں بہ تیغ غمزۂ تو عشق باختم	تا آخرم درون دل افگار شد مرا

۹	یارا کسے بچارہ گری یاریم نکرد بارے حسن بنالہ گری یار شد مرا	۷

ترک من بین دامے از شب ساختہ مہتاب را
از دہان او کہ دور ست از لبِ دندان من
عین محراب است ابرویش مسلماناں چہ شد
صبحدم آید خیالِ غمزہ اش خونم بریخت
یار گر حاضر شدے چندیں نرفتے سیلِ خوں
من ہد و راہ از کجا یابم کہ نبود نسبتے

بر سرِ شکر نگہباں کردہ مشکِ ناب را
پستہ می خواہم بدنداں میگزد عناب را
گر مسلمانے بمستی بوسہ زد محراب را
آرے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را
لاجرم بے آشنا عاجز شدم غرقاب را
با پریرویانِ گلبو دیو گلخن تاب را

۱۰

عالمے را غرقہ می بینیم بدریائے طلب
تو کجا یابی حسن آں گوہرِ نایاب را

۷

چندیں چہ ناز آموختی آں غمزۂ غماز را
ہر چند ہندوئے توام چوں دم زدم از لعلِ شکر
ہرگز نہ برسد از کسے کعبہ نشیناں را نشاں
غالب نیاید عقلِ من بر عشقِ مہ رویاں ہلی
سبحہ چہ در دستم دہی خرقہ چہ در پیشم نہی
سازیکہ بود اے مدعی کردی ازیں مجلس براں

دل بُردی و جاں سوختی حد نیست آخر ناز را
در ہر کمیں بنشاندۂ ترکانِ تیر انداز را
مستے کہ او قبلہ کند چوں او بتے طناز را
حدِ کبوتر کے بود کو صید گیرد باز را
با زاہداں نسبت مکن ایں پیرِ شاہد باز را
یا تو بہم آتش زنم ایں مجلسِ بے ساز را

۱۱

ہاں اے حسن تا زندۂ دل نہ بزندانِ غمش
چارہ نباشد از قفس مرغانِ خوش آواز را

۷

جاناں ز نقدِ جانِ من ہیوند جاں با داترا

بر جانِ ما دلخستگاں فرماں رواں با داترا

چوں شاہ تخت چار میں ہشت نہد سر بر زمیں
من از ہوا خواہئی تو چیزے کہ جستم یافتم
داد جوانی دادہ بر رغم ایں چرخ کہن
ساقی دل و جانم توئی آں جام جاں بخش تو کو
یک پاس با ما مے بخور اے بندۂ پاسِ تو من

اے خسروِ خوباں علم بر آسماں بادا ترا
تو آنچہ میخواہی ز حق یا رب ہماں بادا ترا
بارا مئے کہنہ بدہ دولت جواں بادا ترا
رحمے بکن بر جانِ من رحمت بجاں بادا ترا
تو پاس داری ایں نفس حق پاسباں بادا ترا

١٢

ہاں اے حسن از بادشہ جانِ حریفاں تازہ کن
مہرے بنہ بر جانِ ما شہ مہرباں بادا ترا

٦

کجاست آں شہ ترکاں گرفتہ ترک وفا
در دل چو شانہ بکنیم ہمہ بود و ند ا
چناں ز غیرت رویش قفا خورند بتاں
دلِ مرا اگر آوارہ شد ز خانۂ صبر
کشاد چشم و لبش در ولایت خوبی

زدہ ز نرگس شوخے ہزار تیر جفا
بر دل چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا
کہ دیگراں نشناسند روئے شاں ز قفا
درِ خدائے ببندست حسبہٗ و کفی
بغمزہ دار سیاست ببوسہ دار شفا

١٣

حسن تو از ظرفائی زیادہ گوئے مباش
بلے فضول نبود دست صرفۂ ظرفا

٧

دی سوئے سروِ لالہ رخ پیغام دادم باد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم دُر فشاں
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلیٰ چاک زد

بنوشتہ خطِ بندگی آں سوسنِ آزاد را
دُرہا ذخیرہ میکنم از بہرِ پیش اُفتاد را
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
دی بعد قرض باداد از دو رو دیدم روئے او
ہر کس رہے دارد ولے چہ سود گر خوان ازل

گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را
من در غزل خواندن شدم رخنہ فتاد اوراد را
بوسہ بخسرو می رسد تیشہ زدن فرہاد را

۱۴

گر عمر افیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ ہنگل میزنی دیوار بے بنیاد را

۵

من نہ دانم تا چہ سازم حیلہ تا بینم ترا
گرچہ من بسیار می خواہم کہ رویت بنگرم
دردلم دردیست چوں درمان آں دردش توئی
من نخواہم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام

جان برلب آمدم آخر بیا بینم ترا
با چنیں بختے کہ من دارم کجا بینم ترا
روئے درمانش نما بہر خدا بینم ترا
یا کشندم بر سر کوئے تو یا بینم ترا

۱۵

ترک خوباں مے نگیری ہمچو سعدی اے حسن
عاقبت روزے فتادہ در بلا بینم ترا

۵

اے نوشدہ بنام خوشت عشق نامہا
چوں وصف حسن تو بکتابے نیامدہ
تعویذہا نوشتہ ہردم بخون من
رسوا ہمی روند ز کوئے تو نا اہال

ہر سال گل ز رشک تو بدرید جامہا
از شرم سرو راست نہادند خامہا
من ہر طرف ز دست تو فریاد نامہا
بر سر سبوئے بادہ بجائے عمامہا

۱۶

گہ گاہ از تو کام دلے یافتے حسن
خود کامی تو بُرد از و جملہ کامہا

۷

روز ہا شد کجا شدی یارا
روئے تو دیدہ را تماشائیست
زاں چو دریا کنم کنار کہ تو
دل بغمزہ ربودہ ای ہمی امروز
صنع صانع نگر کہ بر چہ صفت
خط خوب تو سطر از خط عشق

آرزوئے تو می کشد مارا
باز کے بینم آں تماشا را
دوست داری کنار دریا را
ہمچو دی رفتہ گیر فردا را
زیب داد آں جمال زیبا را
عقل کے داند این معمّا را

۱۷

ہیچ یارے نکرد کار حسن
یار ایں کارہا توئی یارا

۷

از صبا بوئے تو می آید مرا
گرچہ باغ آسائش ہر خاطر است
تا بدیدم گلستان روئے تو
گل چہ خواہم کرد چوں روئے تو نیست
گر دلم خوں گشت چوں غنچہ چہ شد
الغرض تو لب چو گل بکشا از آنکہ

صبر در سینہ نمی باید مرا
خاطر آنجا مے نیا ساید مرا
گل بدیں خار می آید مرا
بے تو روئے گل نمی باید مرا
یکدمت صد شادی افزاید مرا
ایں غرض از غنچہ بکشاید مرا

۱۸

تا ہوا خواہ توام ہمچوں حسن
گل صفت صد برگ می زاید مرا

۷

چہرہ نگار کرد گل چہرۂ یار من کجا
باد بہار بوئے شد بوئے بہار من کجا

لوح زمیں بہر زماں از قلم قضا کنوں
تا ختن صبا رسید از صف صبح دمبدم
خود چمن از چہار پر از پے زر چو غنچہ را
لشکر نوبہار را ساختہ برگ یک بیک
یار بباغ داشتم خوش دلیے بو اعجبی

جملہ نگار نقش شد نقش نگار من کجا
مست رکاب یاسمن حیست سوار من کجا
دوش کلیہ سیم زد گنج حصار من کجا
گل ہمہ عرض مید ہد عارض یار من کجا
دفتر باغ نو شدست واجب یار من کجا

١٩

دہر اگر بوقت گل رخے از حسن ستد
اے فلک بنفشہ وش لالہ عذار من کجا

٧

دو روز شد کہ شدم زاں مہ یگانہ جدا
منم بنالہ زار از جدائی دردوست
قبول کردمے از جاں جدا شدی از تن
ز تیر غمزہ او کشتہ ہیں شہرے
زمانہ قصد بخوں میکند ستارہ بجاں
چہ طالعست مرا کیں چنیں کشندم زار

ہمہ نشاط شد از من بدیں بہانہ جدا
چو زار نالہ مرغے ز آشیانہ جدا
روا نداشتمے سر ز آستانہ جدا
کہ ہست آں سر پیکانش را نشانہ جدا
غمِ جدائی آں دلبر یگانہ جدا
غمش جدا و ستارہ جدا زمانہ جدا

٢٠

یکے رعایت حال حسن کنید کہ ماند
زیار دور ز دل بخبر ز خانہ جدا

٦

نوبت زدند نوبت عیش است ساقیا
آخر رسید نوبت شب می بدہ ببیں

عیشے بروئے خویش کن و زود تر بیا
تا نوبت کدام حریفست ساقیا

گرد دورِ آفتاب بشد ز آفتابِ مے
بے دورِ مے ز من نکشاید دقیقۂ
خونِ قرابہ ریختہ شد ریختہ شود

در تیرہ شب بدور قدح در فگن ضیا
گر بر سرم سپہر بگرداند آسیا
خونِ کسے کہ خرقہ بسازد ز بوریا

٢١

خرم نگشت جز کہ بگو گردِ سرخ مے
طبعِ حسن کہ زرِ سخن راست کیمیا



قدر یاران خود آخر نشناسی یارا
لیلة القدر شود تیرہ شبانِ بے قدری
دوش ہر چند کہ بر دل ز مژہ آب زدم
چند شب چشمِ من از گریہ درست آب کند
تافتہ می شود از فرِ کلاہت خورشید
مکن امروز حسابِ غمِ آسان دیکن

شب قدر است سلامی نفرستی ما را
بسلامی کہ تو یاری کنی امشب یارا
کم نشد آتشِ شوقِ تو دلِ شیدا را
نہ عجب باشد اگر آب برد دریا را
اے کہ از رشکِ کمر می شکنی جوزا را
وعدۂ فردا کقیامت شمرم فردا را

٢٢

حسن انگشت چو بر لب بردت لب بگزی
یعنی انگشت درازی مکن این حلوا را



نیست امروز بہ ہیچ ہوش مرا
عقل مغلوب شد ہم از یک دور
خواجہ پندم چہ می دہی کہ بے
جامۂ من بجامِ مے گرویست

پرِ ترک دادہ اند دوشِ مرا
دورِ دیگر نماند ہوش مرا
آں طرف جہا نبود گوشِ مرا
تو بذیلِ کرم بپوش مرا

سرمهٔ دیدهٔ خرد گشت ست — گرد دکان می فروش مرا
شب چو دیوانه کرد نوش لبے — هر دم از بانگ نوش نوش مرا

(۲۳)
چه دهم شرح جان خویش که کرد
گفته هائے حسن خموش مرا
(۷)

باز نو کردم ز سر عهد مے و میخانه را — ساقیا لختے بده آں آفت فرزانه را
باز در زنجیر زلف شاهداں آویختم — چوں کنم بس می نیابم ایں دل دیوانه را
یار به داند ز سرگردانی عشاق خویش — شمع به روشن کند جانبازی پروانه را
جاں چو جائے عشق او شد عقل را گفتم برو — در حریم قدس محرم چوں کنم بیگانه را
ماه من از چیست کاندر کلبه ام نائی شبے — یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانه را
در دلم صد گونه غوغا ئیست گر مهماں شوی — از ضرورت کعبه میسازم من ایں بتخانه را

(۲۴)
دل چو رفت از تو نصیحت با که گوئی اے حسن
مرغ چوں جست از قفس دیگر چه ریزی دانه را
(۱۱)

اے غمزهٔ خونریزت تاراج بر جانها — کفر سر زلف تو غارتگر ایمانها
بر شحنهٔ عشق تو هر روز همی بینم — در کشتن مسکیناں از خط تو فرمانها
اے نرگس نورسته ایں نوع روا داری — من خسته هر خارے تو خفته به بستانها
اے خضر چه می نازی زاں جوئے که دادندت — آں گم شدگاں را جو تشنه به بیابانها
تا روئے نهاں کردی مهرے بدهاں کردیم — عاشق به تو خوش باشد بلبل بگلستانها
بسیار همی گویند از حور و قصور آوخ — اے آنکه تو آں داری بے تو چکنم آنها

اے خانۂ چشم من از طلعت تو روشن
لے نقش بدیع تو آرایش ہر ایواں
ہر گہ کہ چو تو سروے از جیب برارد سر
مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم

یک ہمہ چو تو نادر دو افلاک بدو رانہا
در نقش تو حیرانم چوں نقش بایوانہا
چوں دامن گل بینی ہر سوئے گریبانہا
کامسال درا حکامش ہنیم ہمہ بارانہا

(۲۵)

بر نظم حسنؔ دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بدیوانہا

(۷)

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را
ترک دل گفتم چو میدانم کہ ترک عشق تو
صبر من بیگانہ شد از من چو بر گشتی بلے
کلبہ ام با تو بہ از کاشانۂ ہشتم بہشت
شانہ گہ با سر زلفت در آویزی کند
گفتیم دل را نصیحت کن نصیحتہائے سخت

کاتشی اندر زدی ہم رخت را ہم خانہ را
ہرگز آباداں نخواہد داشت ایں ویرانہ را
آشنا ہر گہ کہ بر گردد چہ غم بیگانہ را
کیں چنیں نقش بہشتی نیست آں کاشانہ را
آرے آنجا ہا کرا باشد دو سر جز شانہ را
سنگ بر شیشہ نیارم زد من آں دیوانہ را

(۲۶)

گر حسنؔ افسانہ شد از عشق چشمت ہم خوشست
دوست میدارند خواب آلودگاں افسانہ را

(۷)

اینک آمد باز آں شوخ بلا انگیز ما
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل داشتم
زاں لب میگونش بہ ما کاش افتد جرعۂ

چشم او غارت گر ہنگامۂ پرہیز ما
از لب شیریں نمک انگیخت شور انگیز ما
تا فرو شوید ہمہ زہد نفاق آمیز ما

خار ہجرانش چو جانہا خستہ کرد اے باد صبح — خیز نو نو مژدہ دہ زاں غنچۂ نوخیز ما
ہر زماں خیمہ زند بر چار سوئے عاشقاں — صف مژگاں راست کردہ از پے خونریز ما
نیست یارم لشکری خیمہ چہ نسبت بایدش — کاں طناب عنبریں کافیست دست آویز ما



دوش میگفت اے حسن ما ہم و تیغ غمزہ تیز
چوں توانی برد جاں از پیش تیغ تیز ما



عزم سفر شد آں صنم نو رسیدہ را — در خوں کشید ایں دل محنت کشیدہ را
اول کرا وداع کنم زیں دو دوستاں — صبر گریز پائے کہ عقل رمیدہ را
دل از برم رواں شد و آبم ز دیدہ نیز — دل را بایستانم یا آب دیدہ را
اے باغباں ز درد دل بلبلاں بترس — مگسل ز شاخ تازہ گل نو رسیدہ را
پرسی ز حال نرگس کاخر چہ اوفتاد — آں طفل چشم تر شدہ دامن دریدہ را
سرّی کہ دارم از کرم آفریدگار — محرم ہمے ندارم یک آفریدہ را



رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدست
زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را



اے غرہ چوں ماہ نو رونق فزودہ عید را — لعل تو بکشادہ درے ہم فتح ہم تائید را
اگر ماہ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ بر فگن — تا از ہلال ابروت شبہت نماند عید را
گفتی کہ مہ شد روئے من دعوی ہموجہ کردہ — با آں ہمہ از مشک تر خطے بکش تاکید را
طوق ہوائے دیگراں افگندہ از گردن بروں — تحقیق عشقت یافتہ کیے خوش کند تقلید را

والله بملک دلبری یک بت شریک تو نشد — در اعتقاد عارفان حجت توئی توحید را
هر خطبه را ای خطیب ایجاز واجب دیده — امروز در رهِ ویش به بین اطناب ده تحمید را

۲۹

آنکو بهمت سرکشد دست از دو عالم برکشد
گر دوست میجوئی حسن پا پیش نه تجرید را

۷

ای روئے خوبت آیتے حکم امید و بیم را — حکمے کہ میخواہی بران استاده ام تسلیم را
اختر شناس ار بنگرد نورِ رخ و رخسارت گہے — پیش مہ و خورشید تو پاره کند تقویم را
خلت مثال حسن شد باآنکہ خوش میخواستش — از خالِ مشکیں یک دو جا نقطہ نہ تفہیم را
در کامِ تو تنگِ شکر در جام من خون جگر — چہ تواں کہ پیش از ما و تو حکمے شد ایں تقسیم را
تو خواستی کز طوق غم داغے نہی بر ما ولے — داغ تو بر ما باغ شد چوں آتش ابراہیم را
تا حالِ حسنت دیده ام با میم ملیح تو قریں — ہر دم مکرر میکنم در ورد خود حامیم را

۳۰

امید میدار و حسن کاندر رہ تو جاں دہد
ہم از طریقِ دوستی رغم امید و بیم را

۷

باز دل سوئے سفر می بینم آں دلدار را — نیست از یاری کہ تنہا می گزارد یار را
من کہ روئے یار خود خواہم با غیارم چہ کار — سلسبیل آتش نماید تشنۂ دیدار را
مردم چشم مرا از گریہ آفت ہا رسید — آرے انہار رسد اصحاب دریا بار را
بر دل زارم منہ اے ساربان بار فراق — بارکش ہم بیں بران اندازه می نہ بار را
اینک آں سالارِ خوباں درمیان کاروان — کیست گو ناقہ بگیرد کاروان سالار را

من بکارش خستہ دل او بیخبر از کارِ من | محرمے باید کہ تدبیرے کند ایں کار را

۳۱

بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد
آں بت دیر آشتی آں ماہ رو و آنار را

۷

نو بہار آمد علم نو کرد عشق یار را
نیکواں خندہ زناں چوں گل بگلزار آمدند
دیدہ بر جامۂ گل بارہا داغ شراب
آخر ایں جمعیت امروز از پے مے خورد نشست
جاں ہمے بادست چندیں گہ غلط بنداشتم
ساقیا جامے بدہ تا دامِ ہستی بردرم

باد نوروزی و گریہ آب زد ایں کار را
وقت شد اینک تماشائے گل و گلزار را
باز بنگر آں پریشان بستن دستار را
روز جمعہ کار بندائے خواجہ استغفار را
جرعۂ گو تا بشویم تختۂ پندار را
چند زیر خرقہ پنہاں دارم ایں زنار را

۳۲

گر حسن بیروں دہد سر رشتۂ از سر مے
محتسب صد بار در پا او فتد خمار را

۷

نظر کن دو چشم پر آب مرا
دو چشم تو قصدِ دلم میکند
تُرا ہر دو نرگس فسوں گر فتاد
حدیثے بگو تا مدارے بود
ز تو شربت وصل کردم سوال
بدشنام معقول خود محو گشت

ببن بخشش جانِ خراب مرا
بستانِ خود دہ کباب مرا
ندانم کہ بستست خواب مرا
بداں جان تو خاک و آب مرا
شکر مہر کردی جواب مرا
دعا ہائے نا مستجاب مرا

۳۳	حسن گفت خاکِ سگانت منم بہر کس مبخش این خطاب مرا	۷

اے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما
گر نیم شبے ناگہ طالع نہ شوی چوں مہ
جز صبح کہ می راند از ما نفسے با تو
حلوائے مرادِ ما بر ذوق نمی آید
راہِ دلِ ما دیدی بربستہ بخار غم
گر باغ تو آرائی ور راغ تو فرمائی

وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما
جز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما
بگزر چو نسیم گل وقت سحرے بر ما
بفرست ز لعل خود اندک شکرے بر ما
از باغچۂ رحمت بکشائے درے بر ما
حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما

۳۴	خوش گفت حسن با تو اندر شب تنہائی کاے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما	۷

دل شد و دنیا شد و دیں ساقیا
جام تو بر دست چو من مفلسے
تا چو قرابہ نہ شوی پاک دل
ہر چہ دہی باز ازانت دہند
ایں دل گمرہ شدہ نشنید پند
باز کجا ایستد ایں آب چشم

گر ہمہ رفتند تو بارے بیا
حقۂ غیب ست پر از کیمیا
خرقہ نکو نایدت از بوریا
کردہ ام ایں تجربت از آسیا
دیدۂ اعمی چہ کند توتیا
تا نہ مد از گل گورم گیا

اے حسن ایں زہد چہ آوردہ

زھد دروں رخنہ و بیروں ریا

باز عشق دوست نو کرد اندہِ دیرینہ را
چشم من طوفاں بر افشاند و فرو مشاند ہیچ
تا خطیب عشق او بر منبر جاں خطبہ کرد
آنکہ می بینی کہ او از آئینہ آراست رو

باز داغ نو نہاد اندوہ عشقش سینہ را
از دلِ نا مہربانِ او غبار کینہ را
راہ گم کردم عزیزاں مسجد آدینہ را
ایں سعادت بیں کہ زیور می دہد آئینہ را

۳۶

از ازل جان حسن مست الست آمد بلے
یار دیرینہ شناسد صحبت دیرینہ را

۷

اے خط خوش از مشک تر آمیختہ مہ را
افگندہ دلِ ما ہمہ در چاہ زنخداں
پیراہن یک شہر ز دستِ تو قبا شد
ہر چند کہ زلفِ تو سپاہیست جہانگیر
دیدم شب دوشینہ من و ہر کہ نظر داشت
مہ وقت گرفتن رخ تو دید وہمی گفت

بر دفترِ طاعت رقمے راندہ گنہ را
وانگاہ بپوشیدہ بسبزہ سرِ چہ را
یکبار چنیں کز منہ اے شوخ کلہ را
ہر روز پریشاں نتواں کرد سپہ را
داغِ دگر از رشک تو پیدا شدہ مہ را
عرضہ چکنم پیش تو ایں روئے سیہ را

۳۷

بگرفت حسن در تف عشق تو قرارے
چہ جائے قرارست در آتش کدہ کہ را

۷

اے ماہِ خوباں یکشبے بر خویشتن مہماں کن مرا
از آفتابِ روئے خود چوں صبح خنداں کن مرا

درس کنج فرقت روز و شب داؤد سان نالیدہ ام — بر تخت وصلت اے پری یکشب سلیماں کن مرا
گہ ناز و گاہے عشوہ دہ بکشائے زلف پر گرہ — لب بر لب من نہ بتا جاں کندن آساں کن مرا
افگندہ زلف کافرت اشکال ہا در دین من — یکبار بنما روئے خود از سر مسلماں کن مرا
از زہد خشک خویشتن ہستم بر آں اول قدم — زاں مے کہ چشمت مست شد ام و غلطاں کن مرا
دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی — بر من فرود آ یکدمے آتش گلستاں کن مرا

(٣٨) مسکیں حسن ہمگویدت کاے وقت عشاق تو خوش
گر من از ایشاں نیستم بارے از ایشاں کن مرا (٧)

آں سرو جو با سبزہ در آمیخت سمن را — از جلوہ بر انداخت عروسان چمن را
در توبہ چہ جہدم کنی اے زاہد مغرور — بارے تو ببیں یک نظر آں توبہ شکن را
ما ایں وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم — ایشاں چو نسازند بسوزیم وطن را
جاناں چو مبتاں شوی از عارض خوش خط — چوں دفتر گل بشکنی اوراق سمن را
موزہ بکن از پائے کہ پا تا بہ خاصت — یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را
اے مدعیاں در سر آں گیسوے دلبند — دل چونکہ نہ بستید بہ بند بد دہن را

(٣٩) فردا ہمہ تشریف کرامت رسد از دوست
بے خانہ و جا بے سر و پاے چو حسن را (٧)

اے در دولت ہمہ شکر ہا — روئے تو نظارہ نظر ہا
از ساغر عشق در رہ تو — غلطیدہ بہ نیم جرعہ سر ہا

رفتم بہ پناہ زین وتقوے
تیرِ تو گذشت از سپرہا

دردِ دلِ من ہمہ شنیدند
تو بے خبری ازین خبرہا

بارے زسگان خویشتن پرس
کاں بانگ چہ بود در سحرہا

گفتی سرے نہ چو دل نہادی
این نیز نہیم بر دگرہا

۴۰

از بے خطراں نیاید این کار
کارِ حسن است این خطرہا

ے

بر درد ما وقوف نباشد طبیب را
آہ از حبیب دست نگیرد حبیب را

در دم زحد گذشت بجاں او فتاد کار
خیز اے غلام و معذرتے کن طبیب را

جانا زکات حُسن چہ می دہیم دریغ
یا خود نصیب نیست من بی نصیب را

زاں خط سحر پیشہ یک افسون نظر بند
بفرست تا ببندم چشم رقیب را

گر جمعۂ بمسجد آدینہ در روی
در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را

دل کز درت بماند نمی بایدت بہشت
شہر کساں قرار نباشد غریب را

۴۱

بے تو حسن ہیچ وطن دل نمی دہد
بے گل جہاں خراب بود عندلیب را

ے

اے کمر بستہ بے وفائی را
برطرف کردہ آشنائی را

تا چہ غایت جفا کشیم آخر
غایتے ہست بے وفائی را

وہ نمے یابمت جدا روزے
تا صفتہا کنم جُدائی را

عقل بگریخت از محلت عشق
شہر زندانست روستائی را

زاہدے کاں دو لعل مگیوں دید
معذرت گفت پارسائی را

دل چراند ہمت کہ پروانہ
جاں فدا کرد روشنائی را

٤٢

اے حسن نیم جاں کہ ہست بدہ
چہ تواں کرد بے نوائی را

٥

مبتلا گشتم من بیچارہ تا دیدم ترا
اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا

خوب دیدم بے خطا ناوک زدی بر سینہ ام
شکر می گویم کہ بارے بے خطا دیدم ترا

نازنیناں گرچہ میگردی ملول از دید نیم
یکزماں بنشیں کہ بعد از دیرہا دیدم ترا

ہر زماں گوئی گرا دیدی کہ دیوانہ شدی
سرو قد ار است می گویم ترا دیدم ترا

٤٣

ع خسرو خوباں توئی خواہد حسن بوسے ز تو
بر گدائی آمدم چوں بادشہ دیدم ترا

٥

ردیف (ب)

اے دل اہل دولت ایشانند ایشاں را طلب
چیست ایں جمعیت آں جمع پریشاں را طلب

گر ہمی خواہی درونِ ہمت را مرہمے
آں جگر پالودگانِ سینہ ریشاں را طلب

عشق خویش قسمت می دانی تو ہم خویشی بکن
عقل و حس بیگانہ صرف اند خویشاں را طلب

یک خدنگ از کیش خوباں خوشتر از صد جان تو
دینِ تقلیدی رہا کن خوب کیشاں را طلب

ع ایک قلمی نسخہ میں مقطع اس طرح ہے۔ ترک خوباں می نگوئی ہمچو سعدی اے حسن ۔ عاقبت روزے فتادہ در بلا دیدم ترا۔

۴۴

باز قوم مقبلاں ہیں در لباس مدبراں
اے حسن گر طالب اقبالی ایشاں را طلب

۷

بازآ کہ بے تو یار نمی خواندم شکیب
گر از بتانِ حور صفائے پری صفت
در نازکی چو ناروَن قامتت بود
از پردہ چوں کمانچہ ابرو کشی بروں
اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش
گر حرفے از کتاب محبت گرفتۂ

تو دست در عنانی و من پائے در رکیب
یک آدمی شکیب کند می کنم شکیب
سرو سہی کہ بار نیاورد نار و سیب
مانند زاہداں ہمہ چوں چنگ سرنشیب
بر تو غرامتست و بر اندیشہ ات تبیب
خط کش بہر دو عالم بر حکم ایں کتیب

۴۵

بر طاعتِ حسن نشوم من فریفتہ
او داند و ریا من و خوبانِ دل فریب

۷

اینک اینک در رسید آں آفتاب
روئے او آفاق را شمس الضحٰے
چشم میگونش یکے نظارہ کن
تیر غمزہ در کمیں گاہِ فریب
گوہرے جستیم از درجِ لبش
راست کامروز اندر آمد ہمچو سرو

بے دلاں را در جگر افتاد تاب
کوئی او عشاق را حسن المآب
جاں از و مست و جہاں از وے خراب
نیم کش کردہ ز چشمِ نیم خواب
بر عقیق ناب زد لولوے ناب
خوں کشاد از جوے چشم جائے آب

گم شد اندر پرتوِ رویش حسن

۴۶ | چوں ستارہ در شعاعِ آفتاب | ۹

بادۂ من دورے بگرداں از شراب
مست کُن کز دستِ غم گشتم خراب

یک بسر ناخن غمِ ما کم نشد
یک سر انگشتے فزوں تر دہ شراب

خاکیاں را نیست از مے سیر پئے
گوئی اندر ریگ می ریزند آب

نہ خطا شد چوں تو نزدیک منے
ذکرِ غیرے دُور باشد از صواب

چشمِ گریانم کشادہ شد بتو
در شمارِ من نبود ایں فتح باب

جانبِ من چوں گذر کردی بلے
در خرابہا ہم افتد ماہتاب

مجلس خاصست مائیم و توئی
رہ نیابد امشب اندر چشم خواب

لب بما می دہ دل از ما می ستاں
ہمچنیں از تو نمک و ز ما کباب

۴۷ | روزے از حکمت حسن گردون تافت
تو ہم از وے امشبے سر بر متاب | ۷

چہ کرد با من و یا روزگار من یا رب
چہار روز فراق مہ چہار دہ شب

ہمے چگونہ ہمے کاشکار خواہم گفت
ہمیست صبح لقا بلکہ آفتاب لقب

ہزار عاقل و دانا دریں طریق بخست
ہزار ہم ار دل گم رہ ز دست شد چہ عجب

کنوں منم و می و معشوق و ذوق و عشق سماع
تو دانی و غم دین و رعایت مذہب

کہ گفتہ بُد کہ مرا صبر و صفو تست و صلاح
قدح بیار ز من واں دروغہا مطلب

مے شبانہ بروئے چو صبح جاناں خور
کہ وقت صبح اثر می کند شراب عنب

۴۸	حسن حریف نداری تو اندریں معنی یکے عنانِ ارادت بکش بدست ادب	۹

ترک من بنشیں مکن پا در رکاب
اے زپائے تو بدردِ سر رکاب
دست در جعدت زنم یا در کلاہ
بوسہ بر پایت زنم یا بر رکاب
پائے گرد آرا ز رکاب دمے بخواہ
بار کابی گو کہ گرد آور رکاب
برر کابت روئے می مالم ببیں
بخت می فرمایدت از زر رکاب
چشم گریاں دارمت زیرِ قدم
تا مرصع گردد از گوہر رکاب
بعد ازیں مائیم و دست اندر عناں
کز تو جانِ ماست پا اندر رکاب
ہر زماں لیسد رکابت را حسن
نیست زنیساں تیغ تیز ہر رکاب
عاقبت عذرے عناں گیرش نشد
تا رواں کردے ازیں چاکر رکاب

۴۹	دستہائے او بریدہ کو گرفت در یکے بازو و در دیگر رکاب	۶

ردیف (ت)

دیدہ را گر با تو کار افتاد دل غمناک چیست
مرغ عاشق می شود پیراہن گل چاک چیست
ابلقِ حُسن ار بزیر زین یوسف بود و بس
عالمے گردسمندت دست بر فتراک چیست

ہمچنیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت
اے بہشت عاشقاں ایں روئے آتشناک چیست
گر ز رشکِ روئے تو مہ را نشد پارہ جگر
آں نشانہائے خوں بر دامنِ افلاک چیست
مہرۂ تریاک را بسیار عزت می نہند
تو ازاں لب مہر بکشا مہرۂ تریاک چیست

۵۰	گر حسنؔ قدر غمت نشناخت او را عفو کن پیش عفو کامل تو جرم مشتِ خاک چیست	۷

روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
چوں رخِ خود را بہشتِ عاشقاں کردی لقب
بر سمن سنبل چہ می شانی کہ می گوید کہ نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چہ مشکل اندراں
روئے تو نورِ مسلمانی کہ می گوید کہ نیست
گر ترا من نرم دل خوانم کہ می گوید کہ ہست
ور مرا تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
جانم از خاک در تو آب حیواں یافتست
آنکہ ہست اسکندر ثانی کہ می گوید کہ نیست

شہ علاء الدین کہ می بینم زجاں بخشی او
بر ہمہ کس منت جائی کہ میگوید کہ نیست

۵۱	شاہ صد بندہ چو خاقاں خو ہمیداند کہ ہست بندہ پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست	۷

کارے کہ بود با تو مرا بیشتر زرفت
دل خواست تا بہ بام وصال تو بر رود
عاشق کہ جاں رفتہ بکوئے تو باز یافت
شب راخیال آمدہ در پیش چشم من
آمد مژہ بسینہ فرو رفت وہم چناں
با آنکہ خونِ دل ز مژہ رفت سالہا

سر رفت در ہوائے تو ام درد سر نرفت
پائش بگل فرو شد یک پایہ بر نرفت
جاں داد ہم بکوئے تو جائے دگر نرفت
خانہ ز موج خوں بخلل دید و در نرفت
آں آتشے کہ دیدہ بدی از جگر نرفت
آں مردم دو دیدہ ہنوز از نظر نرفت

۵۲	عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن تا عمر تست کارت ازیں خوبتر نرفت	۷

یار بودن بنفس کار من است
ہر چہ نقش گناہ می بینی
ہر چہ بر من ز روزگار آمد
دل کہ با معصیت قرار گرفت
گرچہ کارم فساد شد ہمہ روز

ہر کہ فاسق ترست یار من است
آں ز نفسِ گناہگار من است
آں ز شومیٔ روزگار من است
اثر زہد کم عیار من است
عذر یک شب صلاح کار من است

در کنار من آب دیدۂ من	موج دریائے بے کنار من است

٥٣

برخورد از امید خویش حسن
گر بگوئی امیدوار من است

٥

اے کہ رخت نور مسلمانیست	لعل لبت مہر سلیمانیست
زلف ترا راز دروں مو بمو ست	گفتیم و در بند پریشانیست
شہرے ازاں زلف کہ ظلمت وراو	کفر گرفت ایں چہ مسلمانیست
بار گرانست فراقِ تو آہ	ہر چہ گراں تر بمن ارزانیست

٥٤

خشم گرفتے ز حسن عاقبت
عاقبت خشم پشیمانیست

٩

اے کہ در عالم نکو بے ہمترا مانند نیست	اہل انساں را نظیر و شبہ تو فرزند نیست
سرو و گل چوں قامت و رویت ندیدم در چمن	ہمچو لعل شکر افشانت نبات و قند نیست
دیگرے را چوں گزینم بر تو اے آرام جاں	زانکہ در ملک جہاں خوبا توام پیوند نیست
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند	آں دلے کش ماہ روئے مثل تو پابند نیست
ہستم از بند دو زلفین سلاسل دار تو	ہیچ مجنونے بدیں آئیں اسیر بند نیست
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را تسکیں کنم	اے دریغا کیں دل مسکین و می خرسند نیست
شاہ خوبانی نگارینا ترا زیبد ازانکہ	ہیچکس را در جہاں ایں فر و ایں اورند نیست
ہر کرا شد دولت وصلت میسر یک زماں	ہمچو او اندر جہاں مسعود و دولتمند نیست

(۵۵)

آه بیچاره حسن بگذشت از چرخ نهم
هیچ آگاهی ز مشتاقان که می نالند نیست

(۹)

دل نهادیم بهر حکم که در تقدیر ست — ترک تدبیر پسندست و همین تدبیر ست

خانهٔ عافیت امروز مسلم نشود — بام او خار گرفتست و درش زنجیر ست

عمر آن نیست که چل سال بغم خوردن رفت — عمر آن شش مه طفلیست که اندر شیر ست

دم ساز نیست که زیر و زبرش آهنگ است — هر چه این سوی بم است آن سوی دیگر زیر ست

کجی مطلق از اجزای کمان چون نبرد — اثر راستی ضرب که اندر تیر ست

ای بتذکیر نشسته گنهت یاد آور — که همان یاد گناه تو ترا تذکیر ست

ظالمان را نشود پند بزرگان مانع — گور کن را شب آدینه چه دامنگیر ست

سر نخوت چه بر آورده ای سرو بلند — پنجهٔ مرگ بخون پنجهٔ بید انجیر ست

(۵۶)

این جوانی همه در حشو سر آورده حسن
وقت تقلیل حواشی بساط پیر ست

(۷)

آنکه او بر در عشاق سری ننهاد ست — عشق هر جا که دری هست برو بگشاد ست

دوست داغی که نهاد ست نمی دانی چیست — مهر مهر است که بر سینهٔ ما بنهاد ست

غمزه چون ناوک و ابرو چو کمان زلف کمند — همه اسباب بلا بر دل ما آماد ست

دوش قمری به قفس قصهٔ دردم میخواند — حال افتاده ندانند مگر آن کافتاد ست

دل بدوران غمش هیچ شبی شاد نخفت — این سیاه روز ندانم که چه طالع زاد ست

باز دستی به قفای غم او خواهم برد — خرقه در باخته ام داو پسین سجاد ست

۵۷	دل مسکیں حسن آتش دیگیست بے لے ایں ہمہ جوش درونست کہ بیروں داد ست	۶

دہ چہ روزست ایں کہ برمن جوریار از حد گذشت
ناچشیدہ جرعۂ زاں لب خمار از حد گذشت
پیش ازیں ہرروز می نالیدمے از روزگار
جور او ہمچوں جفائے روزگار از حد گذشت
درد چنداں شد کہ دل را احتمالِ آں نماند
بارکش لابد فرو ماند چو بار از حد گذشت
ماہ رویا روزہا ہجران تو مارا بکشت
ماہِ نو بنمائے زا برو کانتظار از حد گذشت
چوں حساب رقعۂ شطرنج غمہائے ترا
ہیچ پایانے ندیدم ویں شمار از حد گذشت

۵۸	چیست جانا بردلِ خاکی من چندیں غبار آخرائے ابرِ کرم رحمے غبار از حد گذشت	۷

دل بہ یکبارگی از بار جفایت ریش است
طبع بدخوئے تو ہم بر سرِ خوئے خویش است
شبِ ہجراں بتر از روزِ قیامت گیرند
بہترین روز مرا آں بترین شب پیش است

این چه کیش است که چوں تیر فرستی بر من
ہیچ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است

دمبدم درد ہمے خیزد ازیں دل آرے
ہوس نوش لباں بر رگ جاں چوں نیش است

دوستاں حال دل ریش چہ پرسید از من
اینک آں خوں دو دیدہ اثر آں ریش است

گر بیابید گلیمے بشراب آلودہ
بمن آرید کہ آں خرقۂ ایں درویش است

(۵۹)

اے حسن خلعت دردے کہ ترا ہست بدوش
کم مپندار کہ از ملک دو عالم بیش است

(۱۱)

تا یک گرہ ز بند قبائے تو وا شد است
تا لعل شکرینت بجاں بخشی آمد ست
امروز خود غبار قدوم مبارکت
مقصود ہا ز طوبی خطت بر آمد ست
شیشہ درونِ سینہ گرفتست بادہ را
یاراں بنائے عشرت کردند استوار
تا در دیار عشق غریب اوفتادہ ایم
نز دوست شکوہ است مرا نے ز دشمناں

چندیں ہزار پیرہن از غم قبا شد است
بر چشمۂ حیات بسے ماجرا شد است
در چشم روشنان فلک توتیا شد است
امید ہا ز کعبہ رویت روا شد است
آرے میان شیشہ و بادہ صفا شد است
ہر رخنہ کہ ہست بہ بنیاد ما شد است
گریہ است و بس ہمیں کہ بما آشنا شد است
روز بد منست کہ بر من بلا شد است

گوئی کہ روزِ بد را ہم روزِ بد رسید حال خرابئ دلِ پرخوں چہ پرسیم	ورنہ چرا بصحبت من مبتلا شدہ ست یک روز خود بیا و بہ بیں تا چہا شدہ ست

۶۰	جاناں ترا گہے غم حال حسن نبود جم را چہ غم کہ مورچۂ زیر پا شدہ است	۷

ساقی قدحے کہ شب بکا ہست
دور تو و راے دور ما ہست

عقلم بامید جرعۂ خاص
اندر قدم تو خاک راہست

اے عقل بگرد عشق کم گرد
درویش نہ مرد بادشاہست

جاناں ز در خودم چہ رانی
جانِ ہمہ را ہماں پناہست

اے ترک عناں بقتل داده
از تو بتو ام گریز گاہست

زلفِ تو شفیع محشرم باد
ہرچند کہ نامہ ام سیاہست

۶۱	تو قبلہ وقت شو حسن را ورنہ ہمہ طاعتش گناہست	۶۰

جائے کہ توئی اے مہ من جانِ من آنجاست
بیچارہ دل پرغم و ویران من آنجاست

من بلبلم اما ز گلستانِ رخت دُور
شاید کہ بنالم چو گلستان من آنجاست

تو عزم سفر کردہ و ناکردہ ز من یاد

ے ربودہ از عقل

کاں غمزدۂ بیکس حیران من آنجاست

گویند خراب سروساماں شدۂ تو
من چوں نشوم چوں سروسامان من آنجاست

من قصہ نجون جگر خویش نوشتم
آنجا برائے باد کہ سلطان من آنجاست

از سعے طبیباں نرود درد دلِ من
گو رنج مبینید کہ درمانِ من آنجاست

۶۲ | از یاد تو زندہ است حسن ورنہ بمردے
میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست | ۷

ساقی دم صبح مشکبارست
با بوئے می و ہوائے رویت
چشمت سوئے ما نمیشود باز
از مستے چشم تو خرابم
ہر چند کہ بیقرارم از تو
از غصۂ روزگار جاں رفت

غائب نشوی کہ با تو کارست
مارا ہمہ وقت نوبہارست
جاناں مگر از منت غبارست
آں ترک ہنوز در خمارست
آں غم کہ ز تست برقرارست
اے جان من ایں چہ روزگارست

۶۳ | اے چارہ گر امید ہا تو
بیچارہ حسن امیدوارست | ۸

آہ کامشب ساربان را اتفاق محملست
مردم بغیم زحال دردمنداں غافلست

راہ چوں خواہیم دیدن ایں زباں سوزیش ہنوز
آفتاب اندر حجاب کوہ و مہ در محملست

ہر دو کامے کرد چشمم چشمۂ خونے رواں
حال رفتن چوں بود دیں خود نخستیں منزلست

داغہا داریم بر روئے دل از دستِ غمش
زنگیاں را داغ بر روئیست ما را بر دلست

روئے او دیدن چرا دے را تواند بود وجہ
عقدۂ زلفش کشادن مشکل اندر مشکلست

آں خطِ خونریز بر رخسار خوبش گوئیا
محضرِ عالم بنزد بادشاہ عادلست

دوستاں گویند کاخر دست و پائے ہم بزن
چوں کنم چوں دست زیرِ سنگ و پایم در گلست

٦٤
خیز چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
اے حسن ایں سنت دیوانگان عاقلست
٧

ساقیا مے دہ کہ مست آں یار من باز آمدست
زہد چوں ورزم کہ آں توبہ شکن باز آمدست

بادۂ گلگوں بدہ تا سوئے گل گشتے کنیم
یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست

راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود
اینک آں راحت بجاں و جان تن باز آمدست

سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
قبلۂ عشاق و ماہ انجمن باز آمدست

پُر حذر باشید از خم کمند و زخم تیر

سرو جعد انداز و ماہ غمزہ زن باز آمدست

اے کہ در وصف غلامانش ہمی بینی مرا
نیک بختم من کہ بختِ نیک من باز آمدست

۶۵	دوست بازے بود از دست حسن جستہ کنوں صید کم ناید چو در دستِ حسن باز آمدست	۵

روئے گل ہیں صفت روئے کسے با او ہست
بعد ازیں دست من و زلف بنفشہ چکنم
نظر از نرگس تو می نتوانم بردا شتن
دوش چشم ہمہ کس بر مہ نو حیراں بود

دیدہ روشن کن از بوئے کسے با او ہست
شکلے از حلقۂ گیسوئے کسے با او ہست
سحرے از غمزۂ جادوئے کسے با او ہست
چاشنئی خم ابروئے کسے با او ہست

۶۶	خوش فتاد دست حسن با گل و لعلت آرے رنگے از اشک تو و بوئے کسے با او ہست	۷

آں دیدہ کہ بر حال منش ہیچ نظر نیست
از شربتِ وصلت ہمہ سیراب شد ستند
رنجاند و از رنج دلم ہیچ نترسد
بیچارہ دلم شمع صفت در غمِ ہجراں
چندیں چہ ہمخواب کند نرگس مستت
یک بوسہ زدم بر قدمش جاں ستد از من

بے دیدن او چشم مرا نور بصر نیست
من کشتۂ آں چشم کہ بر ماتش نظر نیست
داند کہ دعا ہائے مرا ہیچ اثر نیست
شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست
آرے ز خرابی حریفانش خبر نیست
گفتا دگرے زن چکنم جانِ دگر نیست

۶۷	درباز حسن در رہ او یک دل و صد جاں بارے تو بریں باش اگر ہست وگر نیست	۷

فسون و فتنہ کہ چشم تو دلربا آموخت
نہ از برائے خود از بہر جانِ ما آموخت
بریخت خال تو خونہائے خلق در عجب ام
زہندوئے تو کہ ایں ترکی از کجا آموخت
سبق تو بردۂ از ہر ہمہ خطا کاراں
زہے معلم تو کت ہمہ خطا آموخت
ہمیشہ غرق بخوں بود مردم چشمم
شبے خیال ترا دید و آشنا آموخت
کسے کہ لطف زبانش بمردہ جاں میداد
برفت و معجزہ خود لب ترا آموخت
دلم ز زلف تو واللیل خواست یاد گرفت
نظر بروئے تو افگند و الضحیٰ آموخت

۶۸	حسن دو چشم ترا مست ناز می خواہد قبول طاعتِ خود راہمیں دعا آموخت	۷

مارا بجز تو در ہمہ آفاق یار نیست
مشفق ترا ز غم تو دگر غمگسار نیست
دامن چو گل ز سرشک چو لالہ مژہ چو ابر
مارا ہوائے عشق کم از نو بہار نیست
روزے بدیدہ چینم خاکِ رہ ترا
شب نگذرد کہ بردلم ایں خار خار نیست
گفتم ز شاخ وصل تو بارے بما رسید
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست
گفتی برو بکوئے دگر کس قرار گیر
در عہد نامۂ من و تو ایں قرار نیست
تا آسماں برآورم ایوانِ آرزو
لیکن بنائے عمر چنیں استوار نیست

۶۹	ناز تو بیش باشد یا نالۂ حسن ایں ہر دو راکہ نام گرفتم شمار نیست	۷

مرا در کوئے عشقت خانہ ہست	ز درد درد تو پیمانہ ہست
رواں شو ایں طرف اے گنج خوبی	نگویم کلبہ ویرانہ ہست
اگر یاران تو نظارہ خواہند	بگو در کوئے ما دیوانہ ہست
میانِ عقل و عشق اصلاح نتواں	ز مار و باغباں افسانہ ہست
نگردم گرد شمع وصل لیکن	ز دیوانِ غمت پروانہ ہست
ہنم فرد او کنج خلوت خاص	عوام خلق را کاشانہ ہست

۷۰	حسن جائے تو اندر چشم خود کرد ہم اینجا باش خالی خانہ ہست	۷

اے میانِ مفلساں گنجی نگہبان تو کیست	آن ماۓ تو ہمہ آنا بگو آن تو کیست
گر گلی ما را بشارت دہ کہ گلزارت کجاست	ور بہشتی ہم بشارت دہ کہ رضوان تو کیست
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نمک	اے جہانے بر در خود خواندہ مہمان تو کیست
چشم از عشق دو چشم کافرت خونست آہ	تا گرفتار دو زلف نا مسلمان تو کیست
خلق گوئے گفت و گو اندر میاں افگندہ اند	چوں تو چوگان می کشیدی مرد میدان تو کیست
اے دل از سینہ کباب آوردی از دیدہ گلاب	تو نمی گوئی و میدانم کہ مہمانِ تو کیست

۷۱	اے حسن تا چند خواہی داشت درد دل نہاں ہر کرا جانیست میداند کہ جانانِ تو کیست	۷

اے بندہ عشق ہیچ ولے را کشاد نیست	شاداں مباد ہر کہ بدیں مژدہ شاد نیست

ازدار و گیر عشق بتاں اشک من نگر	چوں لشکر گریختہ کش ایستاد نیست
نے بانگ مرغ میشنوم نے صدائے کوس	با ایں شب مراد مرا بامداد نیست
بے زر مراد چوں طلسم من کہ روزگار	یک روز بر مراد من نامراد نیست
گفتم شبم ہستی یک بوسہ گفتۂ	گفتنا کہ ہرچہ گفتہ ام امروز یاد نیست
اے نیکواں چہ شد کہ ندا دید داد من	یا اندراں جہاں کہ شمائید داد نیست

۷۲	رواز بلائے عشق چہ می تابی اے حسنؔ من یاری از کہ جویم چوں اعتقاد نیست	۷

از تو مرا بوئے وشمالے بس است	وز رُخ رنگینت خیالے بس است
گر شب من خواہے چوں روز عید	از خم ابروت ہلالے بس است
خط چہ کشی از پے خوں ریز من	بر لب چوں نوش تو خالے بس است
دست بغفتراک تو نتواں زدن	صدق تعلق بدوالے بس است
دستۂ ریحاں چکنم از بہشت	از سر کوئے تو سفالے بس است
خندہ زناں ہر نفسے اندر آئے	جلوۂ گل از پئے سالے بس است

۷۳	از خود و از غیر منال اے حسنؔ فضل خداوند تعالے بس است	۵

بیا ساقی ہنوز آہستگی چیست	کہ اینک گل بخندید ابر بگریست
مرا دہ ساغرِ پُر آنچناں دہ	کہ نشناسم کہ دہ چند ست یا نیست

بزرگاں مست را بیچارہ گفتند
ولے ہشیار ازو بیچارہ تر زانک

نکو گفتند ازو بیچارہ تر کیست
نمیداند کہ ایں بیچارگی چیست

۶۴

حسنؔ گر سروری خواہی دریں راہ
بزیر پائے مستاں بایدت زیست

۷

تنم کاسلام حیراں کردۂ اوست
اگر بیدل کنند ما را چہ تاثیم
نہ من تنہا شدم حیراں رویش
سر گیسو بجست می بروز انک
دلم گم شد دریں مجلس کجا رفت
من اندر کشش آں ترکم کہ ہر بار

بنائے زہد ویراں کردۂ اوست
ہزاراں شخص بیجاں کردۂ اوست
ہمہ آفاق حیراں کردۂ اوست
ہمہ عالم پریشاں کردۂ اوست
لبت گیرم کہ پنہاں کردۂ اوست
دل صد پارہ قرباں کردۂ اوست

۶۵

اگر تو کافرش خوانی ہمی خواں
حسنؔ بارے مسلماں کردۂ اوست

۷

ہر کجا مرکب ترا گذر ست
جائے جملہ روندگاں کعبہ ست
دی کہ ایں جانبت گذر افتاد
عالمے بردر بہشت روند
ما کجا نور طلعت تو کجا

خاک آں رہ مرا تو تاج سرست
کعبہ رہروانت خاک درست
روشنم شد کہ عمر در گذرست
من چہ دانم بہشت پیش درست
شب پرہ را آفتاب بیخبرست

ہم کریماں قبول فرمایند	تحفۂ اہلِ فقر ما حضر ست

۷۶ — حسن اینجا چہ می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصر ست — ۷

یارب ایں ترک جفا پیشہ ما از چہ گل ست	کہ زحسن قبلۂ خوباں خطا و چگل است
آں نہالِ دلِ ما خود بصفت نا بدر است	کانچہ بینی ز سرش تا بقدم جملہ دل است
کسے از راستی خویش نبود ست خجل	سرو پیش قدش از راستی خود خجل ست
آنکہ اندر سرش از آتش خود بادے ہست	چہ خبر دارد ازیں لطف کہ در آب و گل است
خونِ دل می چکد از دیدۂ من در گریہ	بارگِ دیدہ ہما نا رگِ دل منفصل است
دل گرفتارِ بلائیست کہ پایانش نیست	ویں نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل است

۷۷ — حاش للہ کہ حسن دم زند از جور بتاں
ہر چہ آں قوم کنند از طرفِ ما بحل است — ۵

خوبے کہ گنجِ نیکوئی آمادہ یافتست	از خط و لب ز مرد و بیجادہ یافتست
خوبی و چابکیش خدا دادہ شبہہ نیست	وانکس کہ یافتست خدا دادہ یافتست
ایں نعمت جمال کہ او دارد اے دریغ	شکرے بر آنکہ نعمت آمادہ یافتست
افتادہ ماندہ بود دلم بر درش بسوخت	او قدرِ دل چہ داند افتادہ یافتست

۷۸ — خون حسن ہمیخورد از ناز و نوش باد
خونے کہ خوشگوار تر از بادہ یافتست — ۷

باغ بہشت وصف جمالِ محمدست
ختم رسل صفات کمالِ محمدست

نون والقلم ہدیۂ از لوح خلق او
طٰہٰ اشارتے زجمالِ محمدست

کرسی کہ ہفت تخت فلک پایہ قدر اوست
یک پایۂ زجاہ وجلالِ محمدست

آغاز عید شادی و اتمام صوم غم
موقوف ابروئے چو ہلالِ محمدست

زاں شد فلک زتختۂ خاک اینچنیں بلند
کیں حرف خم گرفتہ چو دالِ محمدست

ہست ایں نعم نوالۂ از خوان او یکے
جملہ نوالہا ز نوالِ محمدست

۷۹ — ۷

آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے
کُو بندہ محمد و آلِ محمدست

روئے خوبت بینیم امشب آں شب است
با تو خوش بنشینم امشب آں شب است

روزہا زہر فراقم داد دہر
از شکر گل چینم امشب آں شب است

صوفیانہ بر درت از ہر دو کون
خلوتے بگزینم امشب آں شب است

دست لطفت خارم از بستر برُفت
گل بود بالینم امشب آں شب است

طلعتِ تو ماہ من خواہد شدن
خندہ ات پروینم امشب آں شب است

اے خیال ابروت معراج من
قاب قوسین بینم امشب آں شب است

۸۰ — ۶

با حسن گفتی شبے جاں بخشمت
جان من مے بینم امشب آں شب است

تُرک من ترک خوئے بد نگرفت
ہیچ خوئے زُ روئے خو نگرفت

ہم بداں بدرے کہ رفتہ بماند	یک بہ آموزی خرد نگرفت
آفتابِ رخش ممالک حسن	خود گرفت از کسے مدد نگرفت
کیست کو شہر بند عشق نگشت	خانہ در منزل لحد نگرفت
دی در آمد بعادتِ زد و گیر	کس نبود ست کش نزد نگرفت

(۸۱) حسن از خان و ماں پر دل بر داشت
درد دل بر گرفت بد نگرفت (۷)

ترک من دی کمند می انداخت	بند بندم بہ بندمی انداخت
ہر کجا درد ناک تر زخمے	بر دل دردمند می انداخت
در شکار آمدہ ز غمزہ و زلف	تیر می زد کمند می انداخت
کس چہ داند کزاں دو در یکدم	چند می بست و چند می انداخت
او ہمی رفت و مہ بر آتش مہر	از ستارہ سپند می انداخت
جزع و لعلش بدامن عشاق	زہر می ریخت قند می انداخت

(۸۲) مرحسن را ز ناز بے حد خویش
جاں بحد گزند می انداخت (۷)

ترک دلبندم کہ دل در دام اوست	دل چہ باشد جاں فدائی نام اوست
دامنم از اشک پر عناب کرد	جادوئے ہائے کہ در بادام اوست
تا لب خونیش دیدم لعل فام	گوئیا ایں دیدہ غرق وام اوست

دیدی آں منقار خوں آلود کبک	ایں ہمہ خوں خوردنش درکام اوست
راحت جاں گفتمش دشنام داد	راحتے گرہست در دشنام اوست
داد پیغامے کہ می کش سے شبے	مایۂ دولت ہمیں پیغام اوست

۸۳

تا حسن راست معنی کردہ اند
ہفت دریا جرعۂ از جام اوست

۷

ترک من ملکِ ملاحت مِلکِ تست	خطۂ خوبی بنام تو درست
عقل من تا خطِ شیرینِ تو دید	تختۂ نا خفظی خود پاک شست
حلقۂ در گوش کردی بہر حسن	حسن خود از حلقہ در گوشان تست
وہ چہ خوش مے آئی وخوش میروی	خون خلقے را کمر بربستہ چست
دل از اں چاہِ زنخداں برکشم	گر نگیرد زلف تو ایں کار سست
گر رضایت در مسلماں کشتن است	کافرست آں کو رضائے تو نجست

۹۴

دانہ شد اشک حسن ہم بر نداد
اے بسا دانہ کہ کشتند و نہ رست

۹

زہے دلبر کہ دلہا از تو شاد ست	مرا رویت ورائے ہر مراد ست
دلم را گر فلک درد و غم افزود	بروئے شادی افزائے تو شاد ست
دل یک شہر شد روزیت خوش باش	ہنوز از روزیتا ایں خود بامداد ست
مکن ظلم اے صنم چوں زود سیراں	گرت آں صحبت دیرینہ یاد ست

خطا گفتم جفا و ظلم کن ظلم	که ظلمِ تو مبارک تر ز داد ست
بس از دیری چو چشم آمدستی	بده باده که بے آں عمر باد ست
کلید شادی و قفل غم اینک	برو کایام در بندِ کشاد ست
قرابه در سلام آورد ساقی	دمے بنشیں چه جائے خیرباد ست

۸۵	حسن را جهد کن کز غم رهد باز که غم را روز و شب با او جهاد ست	۹

غرّه روئے تو ماہے دیگر ست	نقش تو از کارگاہے دیگر ست
خط مکش بر روئے کامل حسن خویش	کین آں ماہست باہے دیگر ست
مه چو جوزا از کمر بنداں تست	رو که آں سر را کلاہے دیگر ست
چند نوعے در عقوبت داریم	یا بجز عشقت گناہے دیگر ست
گرچه خود ترکان غمزت کین کش اند	زلف مشکیں کاں سپاہے دیگر ست
جور کمتر کن که از بیداد عشق	هر مظالم دادخواہے دیگر ست
از تو جستم ہم بتو جستم پناه	زینهاری را پناہے دیگر ست
عقل می ورزیدم اینجا عشق گفت	توشه دیگر کن که راہے دیگر ست

۸۶	شیر دل خواندن حسن را لطف بود نے سگ خود خواں که جاہے دیگر ست	۷

گوہر جانم نثار لعل تست	مُهر جَم در زینهار لعل تست

پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں
کاں یکے جزیہ گذار لعل تست

تا شکر شد چاشنی گیر لبت
چشمۂ خضر آب دار لعل تست

اشک خونیں را بدیدہ جا کنم
چوں کنم کاں یادگار لعل تست

جوہر جاں ہیچ جا پیدا نشد
راست گویم شرمسار لعل تست

کیست کار و آنچہ رفت از عمر باز
ایں ہمہ امروز کار لعل تست

(۸۷)

حفہ چشمِ حسن یاقوت بار
جملہ یاقوتش نثار لعل تست

(6)

باز در خود گم شدم تدبیر چیست
آیتِ عشق ترا تفسیر چیست

عشق تو از ما چو بے مقدار بود
ما و کنج صبر تا تقدیر چیست

دشمناں ہر سوئے درکار آمدند
دوستاں ایں کار را تدبیر چیست

اے صنم روزت نزارم می کنند
گر نہ زارم نالہ چوں زیر چیست

وصل و عدہ کردی و عمرے گذشت
عمر را تعجیل ہیں تاخیر چیست

(۸۸)

گر رضا ندہی کہ بوسم پائے تو
اے حسن خاک درت تقصیر چیست

(5)

شب فراق مرا بے رخ تو روشن نیست
چراغ جان مرا جز وصال روغن نیست

دریں شبے کہ ہمہ آتش ست در ہمہ جا
چہ آتش ست کہ از فرقت تو در من نیست

برات را شب قسمت نہند قسمت من
چہ بخت تیرہ چہ دانم چہ بود روشن نیست

زگنج شادی ہر قوم قسمتے بردند	منم کہ قسمت من تاکنوں معین نیست

(۸۹) درازماندہ شب عید وصل عیشے کن
کہ بے تو ایں شب را قدر نیم سوزن نیست (۸)

گیسوئے تو بندہا کشادہ — آرے شب عید را عسس نیست

ایں بیت را در خواب گفتہ بودم چوں روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت در وصف گیسوئے مشکبار مصطفےؐ درست می آید شش بیت دیگر نظم کردم۔

اے خواجہ بدولتم ہوس نیست	ایں دولت بندگیت بس نیست
بے یاد تو مرغ را نوا نے	بے نام تو صبح را نفس نیست
من شمع غمم تو صبح شادی	جز پیش تو مردنم ہوس نیست
آں پایہ ترا کہ عرش سالیست	چوں بوسہ دہم کہ دست رس نیست
حلوائے یسین انبیائی	ایں طرفہ ترا کہ پیش و پس نیست
گیسوئے تو بندہا کشادہ	آرے شب عید را عسس نیست

(۹۰) بربیکسی حسن ببخشائے
آں ظالم نفس گرچہ کس نیست (۷)

تاخط جاں فزائے تو گرد لب آمدست	جانے دگر بنقد دریں قالب آمدست
روئے کشادہ داری وخطے کشیدہ نیز	گوئی کہ آفتابے در عقرب آمدست
نے نے لب تو کاہش جانہا فزود از انک	جان من از خطت چو خطت برلب آمدست

رویت جہان حسن و خطت شب تو خود بگو	روز یکہ خوش رود کہ جہان را شب آمدست
تا چشم من ز روئے چو خورشید شد تہی	روئے من از سرشک پر از کوکب آمدست
در دل ز تاب عشق تو یارب چہ آتش ست	کز وے زبانہا ہمہ در یارب آمدست

۹۱	تا غبغب تو دید حسن در ضمیر او اندیشۂ مجوصفت غبغب آمدست	۶

عالمے از لب او در شور ست	عقلم از ستر صبوری عور ست
عقلم از عشق تو برمے ناید	پشّہ با پیل کجا در زور ست
چاہ شیریں ز نخدانش نگر	کہ ازو جملہ جہاں در شور ست
ہمہ دل چین سر زلف تو برد	نام غارت چہ سبب بر غور ست
خیمہ بر طرف چمن خواہم زد	خانہ بے صحبت خوباں گور ست

۹۲	در حضور سخن بندہ حسن وست جمشید و حدیث مور ست	۷

یار کہ صد یاری ازو خاستست	تازہ نہالیست کہ نو خاستست
روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش	ہمچو گل اندر ہمہ تو خاستست
خود نتواں یافت چناں آب و گل	گرچہ صبا در تک و پو خاستست
جوئے بہشتست دہانش ببیں	تا چہ نبات از لب جو خاستست
گشت خطش فتنہ بر آں رخ ببیں	فتنہ ہمہ از رخ او خاستست

ے بضم اول و ثانی مجہول بمعنی تہ باشد۔ مولف ت

راست قدش بر صفت سرو خاست	چشم بدش دور نکو خاستست

۹۳	نادرہ حسن آمد و نادر ترانکہ ہمچو حسن نادرہ گو خاستست	۷

دوش ما بودیم تا صبح از حضور یار مست
گوشش از گفتار مست و دیدہ از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست ساغر عشق مے
فہم مست و ہم مست ادراک مست اسرار مست
جرعۂ مے زاں نصیب کائنات آمد چہ شد
وحش مست و طیر مست و مور مست و مار مست
از نم آں جرعہ رست از صد سینہ صد نہال
بیخ مست و شاخ مست و برگ مست و بار مست
شیر گیر ایں قدح بو دست منصور آنکہ شد
مرد مست و بند مست و رشتہ مست و دار مست
خواست مطرب کایں سخن در چنگ گوید چوں کند
قول مست و صوت مست و زخمہ مست و تار مست

۹۴	خاک آں جرعہ شو اے بندہ حسن کز بوئے او طفل مست و پیر مست و بندہ مست احرار مست	۵

انصاف میدہم کہ چو روئے تو روئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست

غنچہ بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے
داند کہ با تو روئے نمودنش روئے نیست

میگفت لالہ ہست مرا رنگی از رخت
او را مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست

صبح ارچہ ساخت از شب و از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۹۵	خاکی دلم غبار دلت، ہیچ در نیافت سنگ آزمودن الحق کار سبوئے نیست	۷

تا خطت ریختن خون مسلماں آموخت	چشم خونریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد	زلف تو گرچہ خط آموخت پریشاں آموخت
مقری تو لب خونیں تو مے دید آخر	کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت
گفتیم دل بجدائی نہ وصبرے در پیش	ہرگز ایں پیشہ در ایام تو نتواں آموخت
سحر ہائی کہ بدشواری ازاں آموزند	آں ہمہ غمزہ جادوئے تو آساں آموخت
غمزۂ تست کہ ختمت شکارے زدنش	آں شکاری زدن از تیر الغاں آموخت

۹۶	حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر دوش نو نالۂ از مرغ سحر خواں آموخت	۷

بنمائے روئے خود کہ بیک رو نمودنت	قوت گرفت قاعدهٔ دل ربودنت
ماہِ نوی تو بر فلکِ نیکوئی کہ بدر	کاہش گرفت روز بروز از فزودنت
ہستیم نیست شد ز تو چوں مہ بآفتاب	بہ زانکہ رو سیہ زیم از دو ربودنت
گویند پشت ایں طرفست آفتاب را	از شرم روئے می نتواند نمودنت
بر قہر من ہنوز بدنداں گزی لبت	چوں سوختیم باز نمک چیست سودنت
بہرِ دلم کنی ہمہ زخمِ زبان عجب	جز بر سرم نباشد تیغ آزمودنت

۹۷	افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او گر رغبتے بود بفسانہ شنودنت	۷

باغ را آں صورتِ زیبا کجاست	سرو را آں قامتِ رعنا کجاست
سرو ر اگرچہ ز نو خیزان باغ	پایہ بالاتر شود بالا کجاست
روے او ماہست ماہِ عید نے	جنت الفردوس ہمتا کجاست
ماہ را حقہ پر از لولو کہ دید	عید را البستو پر از حلوا کجاست
شورش دریا و جوشش بر حقست	آنچناں دُر در ہمہ دریا کجاست
دوش دل در پائے زلفش جاں فشاند	ایں محل دل رابود ما را کجاست

۹۸	کیمیائے وصل او ہمچوں حسن جستجوئے میکنم اما کجاست	۷

ماہ چنیں رو کہ تو داری ندا شت	مشک ختن بو کہ تو داری نداشت

البستو - مرتبان سفالین کوچک را گویند - مؤلف

غنچہ بصد پردہ بپوشید روے — زانکہ چناں رو کہ تو داری نداشت
ماہِ نو اندر ہمہ روئے فلک — ایں خم ابرو کہ تو داری نداشت
تہنیتے گو کہ بچندیں جمال — چشم چو آہو کہ تو داری نداشت
کعبہ کہ سرہا ہمہ در طوق اوست — حلقۂ گیسو کہ تو داری نداشت
گیسوئے او حلقۂ از آہن است — سلسلہ از مو کہ تو داری نداشت

۹۹
ہیچ کسے شد حسن از خوئے تو
ہیچ کس ایں خو کہ تو داری نداشت
۷

بندہ را تدبیر جز تسلیم نیست — سرِ تو اندازۂ تفہیم نیست
رہ اگر بر تیغ یا بر آتش است — ہر کرا ہمرہ تو باشی بیم نیست
اخترم روشن شد از خاکِ درت — ایں سعادت در ہمہ تقویم نیست
نورِ رویت را تجلی خواند عقل — نیرِ اعظم بدیں تعظیم نیست
در چراغِ اشک خوں از روئے زرد — وجہ زر پیدا کنم گر سیم نیست
چوں کنم سلطانِ عشق ار حکم کرد — حکم سلطاں را بہ از تسلیم نیست

۱۰۰
نکتۂ عشق از تو آموزد حسن
گرچہ درسِ عشق را تعلیم نیست
۹

لعلت از کانست یا خود از نبات — خطِ تو خضرست یا آبِ حیات
گر بہ پیشِ لعلِ تو لافے زنند — سنگ در کاں گیر و چوب اندر نبات

سرو گفت استادہ ام در بندگیت
راستی بر قولِ خود دارد ثبات

اے رخِ تو بر بساطِ آسماں
شاہِ انجم شد بچارم خانہ مات

طرہ از رویت نمی گردد جدا
کافراں را نیست از آتش نجات

مشتبہ گردست قبلہ چند بار
طاقِ ابروئے توام عند الصلات

از دہانت نیم دشنامے ببخش
واجب آمد گنجِ خوبی را زکات

عارضت ہر سال بحسب در جہاں
دادہ وجہِ روشنائی را برات

۱۰۱

گر تو وعدہ میکنی بر من وفا
چوں حسن جاں بخشمت بعد از وفات

۱۱

ساقیا آں جامِ جاں پرور کجاست
گر دروں و از بروں یکسر صفاست

راحت از بادہ طلب نے ز آسماں
وعدہائے آسماں پا در ہواست

چرخ را در اصل چوں خلقت کج است
دور کج را فعل کج آید نہ راست

گردشِ ایں آسیا نظارہ کن
جور بر دانہ فروشاں از آسیاست

جرعہ کز دست تو افتد بر زمیں
خاک او ہفت آسماں را خوں بہاست

آں رکوعِ بلبلہ با ذکرِ قل
زاں سجودے بہ کہ تسبیحش ریاست

بوریا پوشاں شما افسونِ خویش
ہرچہ میخوانید بر بابوریاست

مدتے باشد کہ ما ہم صحبتیم
گر بصحبت ہا اثر باشد کجاست

زہدتاں فسق از دلِ ما کم نہ کرد
فسقِ ما محکم تر از زہدِ شماست

زانچہ گفتی وہمی گوئی ہنوز
توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

۱۱۲	اے حسن بگیہ بریں خذلاں مکن از خطا حجت ہمی سازی خطاست	۹

منم یارب سرِ زلفِ تو در دست
بہ بند زلف تو جاں بود در ہم
فلک در کارِ من یک عقدہ نارد
دلم ز ابروے تو واماندہ چوں شد
چو سر در کردی اندر کلبۂ ما
تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد
چہ خوش وقتست وقت صبحگاہاں
زہا روشن شدہ کیفیت صبح

سرم چوں زلف زیر پائے تو پست
تو زلف افشانمی او زیں عقد ہا رست
ولی ہیدار د ابروئے تو پیوست
بگو شیشہ ز طاق افتاد و بشکست
کنوں در بر ہمہ عالم تواں بست
چو صبح آید نشاط از سر کند مست
گل اندر پیش و گلگوں بادہ در دست
میانِ صبح وا کیفیتے ہست

۱۰۳	حسن دولت ز اہلِ صبح مجو بدیں نوع از شب محنت تواں رست	۷

باز ایں نہالِ تو از بوستاں کیست
یارب منجمے بر ساں تا پیر سمش
دل خوں شد از کرشمۂ ابروئے دلبراں
دانم کہ ہست کشتۂ چشمش چو من ہزار
نہرے بجوں دیدۂ خود غرق شد تمام
اے باد پیک سوسنِ تازہ توئی اگر

واں گل کہ سبزہ میکند از گلستاں کیست
کاں آفتابِ شب روِ ما از آسماں کیست
واں تیر ہا شناختہ ام از کماں کیست
آں چشمۂ حیات ندانم کہ جاں کیست
آں ترک نیم مست خوے آلودہ آں کیست
ورنہ چنیں پیام لطیف از زباں کیست

۱۰۴ — نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت
رخت غریب می نگرم از دکان کیست — ۷

مرا از زلف تو موئے بند است ‏ ‏ ‏ فضولی می کنم بوئے بند ست
زراحتہا کہ ہست اندر دو زلفت ‏ ‏ ‏ دو عالم را سر موئے بند ست
چہ لشکر میکشی بر قلب عشاق ‏ ‏ ‏ صف مغلوب را ہوئے بند ست
ز غمزہ جنگ ترکانہ چہ آری ‏ ‏ ‏ ہم از خالِ تو ہندوئے بند ست
من ار روئے سلامت را نہ بینم ‏ ‏ ‏ سلامے از نکو روئے بند ست
حسن گر طالب حبل المتینی ‏ ‏ ‏ ز خوباں تار گیسوئے بند ست

۱۰۵ — وگر محراب خواہی بہرِ طاعت
از ایشاں طاق ابروئے بند ست — ۷

اندر غمِ تو ام سر و ساماں چہ حاجت ست ‏ ‏ ‏ چوں درد م از تو باشد درماں چہ حاجت ست
جانا فدائے دوستی تست جانِ من ‏ ‏ ‏ عاشق بدست زندہ بود جاں چہ حاجت ست
عشاق روئے تو بتماشا نمے روند ‏ ‏ ‏ مرغ بہشت را بگلستاں چہ حاجت ست
یک چشم زد لب تو دہد عمر جاوداں ‏ ‏ ‏ چندیں حدیث چشمۂ حیواں چہ حاجت ست
ہر کہ بتو رسید رسیدش ہمہ مراد ‏ ‏ ‏ کشتِ رسیدہ را نم باراں چہ حاجت ست
خیز اے رقیب بر درِ خوباں چہ شستۂ ‏ ‏ ‏ در ہائے آسماں را درباں چہ حاجت ست

۱۰۶ — حاجت گہ حسن در راحت رساں بست
امید کز درت برسد آں چہ حاجت ست — ۷

ساقی بیار بادہ کہ جانم بہ بند تست — مست تو بیدلے کہ بجاں مستمند تست

امروز ما و سایہ بید و سماع و مے — ہمسایہ را بگو کہ نہ ہنگام پند تست

عاشق ز دیدہ گریۂ خونیں کشاد باز — اے شوخ ایں بلا ز لب نوش خند تست

اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم — بر ما ہر آنچہ میرود از نقش بند تست

کردم نثار اشک و خجل ماندہ ام ہنوز — کاں لعل ہا نہ درخور نعل سمند تست

چندیں برائے حکم سیاست شتاب چیست — آہستہ تر کہ گردن و پا در کمند تست

۱۰۷ — گفتی حسن بلند سخن شد روا بود / کاں عندلیب عاشق سرو بلند تست — ۷

آں نقش کارگاہ لطافت ز کار کیست — واں سرو جویبار جوانی بہار کیست

مارا کنار اوست مراد از ہمہ جہاں — تا امشب آں مراد جہاں در کنار کیست

دیدہ اشک من عناں بخشید و گفت ہم — کیں لعل تر و لؤلؤ تازہ نثار کیست

مست آمدست و ناخن آوردہ بر دلم — وا ترک شیرگیر کسے شہسوار کیست

جانا بوقت کشتنم از پرسشے نرفت — بارے یکے بپرس کہ ایں کشتہ یار کیست

گفتی کدام سنگدل از عہد تو نگشت — اے سست عہد ہم تو بگوئی کہ کار کیست

۱۰۸ — زنہار بر حسن نکنی جور اے فلک / بر تو مقرر است کہ در زنہار کیست — ۷

چوں جمال تو ہیچ بستاں نیست — چوں تو گل در ہمہ گلستاں نیست

مہ کہ او نور می دہد چندیں
ان چہ زلفت وظلم کردن او
تو بیا گر دلم رود گو رو
خط کشیدی و من شدم عاشق
دوش دیوانۂ چہ خوش می گفت

در حضور رُخ تو چنداں نیست
ما ہمہ میکشیم و پایاں نیست
رنج من از دست از جاں نیست
راستی عشق و مُشک پنہاں نیست
ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

(۱۰۹)

اے حسن ایں چہ می نویسی باز
قلم آہستہ دار فرماں نیست

(۹)

اے ز جام لبت جہانے مست
دلکے داشتم چو شیشہ صاف
چشمت از ظلم زلف آگہ نیست
خال تو بر رُخ جہاں افروز
با تو ایں خال و زلف گفتن نیست
تو ازاں عالمے کہ بر در تست
گر نہ بیند ور بہ بیندت
غنچہ گیرم کہ رُخ فرد پوشد

رفتم از دست گر نگیری دست
زلف میگونت زور کرد و شکست
حال شب را خبر ندارد مست
ہندوئے آمد آفتاب پرست
روئے انصاف چند باید خست
سر ہجدہ ہزار عالم پست
گفت و گوئی تو تا قیامت ہست
دہن بلبلاں کہ خواہد بست

(۱۱۰)

از حسن گر کس است خواہد خلق
او نخواہد مگر ترا پیوست

(۹)

ہر کہ در عشق پا نیفشرد دست

سر خود در حساب نشمرد دست

ہر کہ عشقش نسوخت ناپختہ است
بے نسیمِ شمائلِ خوباں
دل کہ صبرش زدست بیرون شد
نوحہ گر را کہ باز خواہد داشت
ترک من ہیں کمند ناز کشاد
دوش گفتم کہ چندم آزاری
بندہ را حد ایں عتاب نبود

موم کاتش نیافت افسردست
گلستانِ حیات پژمردست
دست فریاد بر فلک بردست
خاصہ اکنوں کہ مادرش مردست
ان چہ دامِ فریب گسترد ست
ہم بریں یک سخن بیازردست
با بزرگاں ہمیں قدر خردست

۱۱۱

عاقبت سر فدا کند حسنش
زانکہ مردانہ پا بیفشردست

۷

آں شوخ دبستاں کہ گلستانِ دلِ ماست
آں ترکِ خط آوردہ کہ ماہیست گرفتہ
خطے کہ بگردِ قمر خویش کشیدست
گردیدۂ مارا زسرِ ما بدر آرد
دیوانۂ او شد دل ما زو گلہے نیست
ے بگذرد و آب مژۂ ماز سر ما

اطراف گل از سبزۂ سیراب بیاراست
روزے کہ کمر بند و خورشید بجوزاست
در فہم عطارد نرسد کاں چہ معماست
واللہ کہ ہنوزش بسر دیدہ ما جاست
ایں آتش دیوانہ ہم از خانہ ماخاست
نیکو مثلست آنکہ ہم از ماست کہ بر ماست

۱۱۲

بسیار غزلہائے دل آساست حسن را
آرے سخن سوختگاں جملہ دل آساست

۹

دل در ہوس تو درد مند ست
گر مرحمتے کنی پسند ست

صدرہ بجہد دلم زدستت	آں زلف دراز پائے بندست
از زلف تو سر چگونہ تابد	آں صید کہ عاشق کمندست
از شادیٔ گردگشتنِ تو	آں رقص نگر کہ در سپندست
کشتی بکر شمہائے ابروت	اے ترک کمانت بس بلندست
با بندہ سخن چہ تلخ رانی	زاں لعل کہ خواجہ تاش قندست
از ہیچو تو دل پسند یارے	آں پاسخ سروِ ناپسندست
سرویٔ تو ام زیاں ندارد	سرمائے بہار سود مندست

۱۱۳ — درماندہ حسن چو پند نشنید / ایں یک سخنش ہزار پندست — ٦

آں شوخ براں وعدہ کہ می داد نماندست	واندر دل بیداد گرش داد نماندست
اے باد بگویش کہ نہ نامہ نہ نسیمے	گر پیک نداری چہ شود باد نماندست
صد بار بگفتی کہ زیادم نہ روی تو	بدبختی من کاں سخنت یاد نماندست
دربر دل من تاختن آرد تو بگویش	یک خانہ دراں ناحیہ آباد نماندست
بشکست خزانِ غم تو باغ وجودم	آں سرو کہ دیدہ بدی آزاد نماندست

۱۱۴ — چوں عمر سرآمد حسن از عشق عناں تافت / کہگل چہ کند خانہ کہ بنیاد نماندست — ۷

نگارِ من کہ جفا را وفا گرفت وگذاشت	رہ تجبر و رسم رضا گرفت وگذاشت

گرفت گیسوئے خود بس گذاشت تا بر من … چنیں مکابرہ و زدے چرا گرفت و گذاشت

ہزار دل چو دلم دوخت چشم او آں دم … کہ تیر غمزہ خود سوئے ما گرفت و گذاشت

بتا توئی کہ دو رنگی دلت بیکبارہ … درون سینہ طریق صفا گرفت و گذاشت

رعونتے کہ مرا در سر است ہم با تو … بخواہم آید و یک روز پا گرفت و گذاشت

مرا بزور گرفتی برحمت بگذار … کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت

۱۱۵ — دل ضعیف حسن را کہ زلف تو بگرفت … گرفت و بست بزنجیر یا گرفت و گذاشت — ۷

دوستاں در سرم امروز ہوائے دگر ست … گل امید مرا بوئے وفائے دگر ست

روشنائی دگر یافتم اندر دم صبح … در نگہ خواستگاں صدق و صفائے دگر ست

اے تنگ دل کہ تو از دادن جاں میترسی … مردن اندر نظر دوست بقائے دگر ست

از من و تو سخن اہل حقیقت ناید … مرغ آں باغچہ را بانگ و نوائے دگر ست

من خود آتش کدہ محنتم دلبر را … دمبدم در حق ایں سوختہ رائے دگر ست

خط مشکینش دل خوں شدہ را درہم کرد … زلف درہم شدہ اش باز بلائے دگر ست

۱۱۶ — چند پیچی حسن از عقدہ زلف خوباں … کیں سر رشتہ کہ جنبید زجائے دگر ست — ۷

بازم از چشمہ ایں چشم کہ باراں بار ست … بار عشق تو گراں تر شد و باراں بار ست

در جدائی تو شرمندہ ہمسایہ شدم … کہ زنالیدن زارم ہمہ شب بیدار ست

یاز شوق تو زد اندر من خاکی آتش
بارضائے تو تواں راہِ ریاضت رفتن
گشتئے از طرف رحمت خود کن روزی
ہر کہ در کوئے تو شد عافیتش خواہد بود

گرچہ آبش نزنی آتش من گلزار ست
ورنہ ہر تار ازیں خرقۂ من زنار ست
طلب ہمچو توئے از چو منے دشوار ست
ہر کہ در خلد رود عاقبتش دیدار ست

۱۱۷

اندک اندک صفت حُسن تو برخواند حسن
اندکے گر بہ پذیری تو ہماں بسیار است

۵

اے ماہ بیا کہ روز عید ست
عیدے کہ حضور تو نباشد
قربانت شوم کہ بر در تو
بر خاک رہت کنم تیمم

غوغائے فراقیاں بعید ست
دور از ہمہ حاضراں وعید ست
قربانی را ہزار عید ست
ہر جا کہ قدم نہی صعید ست

۱۱۸

گفتی کہ حسن مؤدب آمد
او خادم شیخ بوسعید ست

۷

دل کہ درو چاشنئی سوز نیست
حال صلاحیت صبرم میرس
غمزۂ خوباں صفت جاں می درد
ترکش آں ترک جگر خوارہ را
اے دل ناپختہ بعشقش بسوز

محرم اسرار دل افروز نیست
آنچہ کہ دی داشتم امروز نیست
عقل دریں معرکہ پیروز نیست
نیست خدنگے کہ جگر دوز نیست
خام بود ہر کہ دلش سوز نیست

عہد خاک پاک

ابجد عشقش تو چہ دانی کہ چیست	عشق چو قرآں صبی آموز نیست

۱۱۹	دم مزن از صبح وصال اے حسن چونکہ شبت را اثرِ روز نیست	۷

دل بداغِ یارِ من بہتر چو با من یار نیست
خوش دلے دارم کہ در وے جز غمِ دلدار نیست

بر درش با آنکہ نبود بار بارے بگذرم
کاشکے ایں بار خود گوید کہ بگذر بار نیست

گر زند ہر جانبے چوں آفتابم تیغ تیز
گو بزن از جانبِ من ذرۂ آزار نیست

بس خوشست ایں مجلس ار یارم در آید خوشترست
آنکہ شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست

تشنۂ دیدار یارم چند گوئی از بہشت
من نہ باشم در بہشتے کاندرو دیدار نیست

وصل میگوئی قدم از کوئے ہستی باز کش
کیمیا در حقۂ غیبست در بازار نیست

۱۲۰	انچہ من دارم درون سینہ از سر حسن چوں بروں اندازمش کاندازہ گفتار نیست	۷

تا دل بکمند تو گرفتار بماندست	نقش تو دریں دیدۂ خونبار بماندست

عقلے کہ بہ نیک و بدِ من داشت تصرف
یاراں بگلستان وصال تو رسیدند
ایں خرقہ کہ یکروز بریں سوختہ دیدی
پنداشتہ بودم کہ زمہرت اثرے ہست
گر مخلص جانیست کہ تیریش بدل نشست

در نوبت خوبی تو یکبار بماندست
داماں من آویختۂ خار بماندست
سالیست کہ در خانۂ خمار بماندست
آثار نماند از من و پندار بماندست
ہم ذوق نظر ہست کہ سوفار بماندست

۱۲۱

بر گفت حسن رو تو ازیں بیش کہ گویند
گوینده رواں گشتہ و گفتار بماندست

۷

لعل لب تو مدد جان ماست
اے کہ کشیدی قرہ چوں دور باش
جُعد ہمی پیچی و جاں می بری
با ہمہ آمیزش و با ماست ناز
خوے توگیرم کہ ہمہ آتش است
گرنہ نمائی سمِ رخ ہیچ عید

کفرِ سرِ زلف تو ایمان ماست
دیدہ بدل گفت کہ سلطان ماست
ایں ہمہ پیچاک تو برجان ماست
ایں نہ زخوی تو زحرمان ماست
روئے تو آخر نہ گلستان ماست
ایں قدرے گوے کہ فرمان ماست

۱۲۳

ہرچہ کہ ہست آن حسن آن تست
وہ تو نگوئی کہ حسن آن ماست

۷

یعلم اللہ کہ مرا دوش از غمت خواب آمدست
خواب چوں آید کہ چشم غرق خوناب آمدست

خواب را ظالم همے گویند افسانہ است ایں
چشم خواب آلود تو ظالم تر از خواب آمدست

ہیچ کس را از نکورویاں نہ بینی دل سپید
گوئیا گو گرد سرخست ایں کہ نایاب آمدست

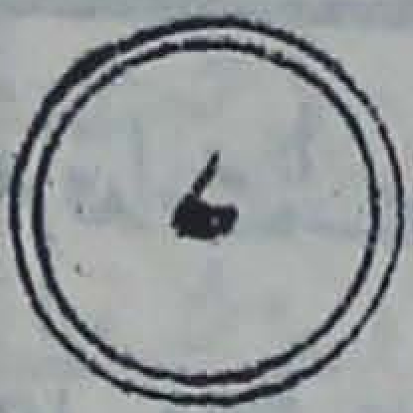
دل بابروئے تو پیوست آں ہم از دیوانگیست
دور کن از خوں وضو کردہ بمحراب آمدست

خوشتر از خطِ دبیراں شد سوادِ زلف تو
خوش تواں خواند ارچہ در غایاتِ اطناب آمدست

پیش تو خواہم شوم کاں زلف را تابے دہم
زاں مشلتر سم کہ در حق رسن تاب آمدست


۱۲۳

بر در عشقت کشاید بار معنیہا حسن
گرچہ مصراعیست آں نیز اندریں باب آمدست


۷

ترا بکام دلم ہیچ دلنوازی نیست
دلم بہ بردی و ننواختی ہزار افسوس
ہوائے زلف تو ام داشتست سرگرداں
مرا چو قبلہ توئی در نماز گراز ما
طریق سہل مپندار عشق بازی را
مگر تو نرسیدست کاں بزرگ چہ گفت

چہ چارہ سازم کت رسم چارہ سازی نیست
چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست
وگرنہ راہ امیدم بدیں درازی نیست
جز ایں سخن شنوی آں سخن نمازی نیست
حقیقتست غم عاشقی مجازی نیست
میان ما و شما عشق ہست بازی نیست

١٢٤	حسن چو در صفِ عشق آمدی ز سر برخیز که بے سریست دریں راه سرفرازی نیست	٧

ماه من چوں طره از رُخ برگرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد
آتشے در دل نہاں می داشتم
عقل گر پا بر سرِ عالم نہاد
غوطه زد ہر کس اندر بحر عشق
بُت پرستی را ہدایت روئے داد

عاشقِ شوریده کار از سر گرفت
پرده از روئے سلامت برگرفت
عاقبت دیدم که ناگه در گرفت
عشق خوباں پا به بالا برگرفت
ایں یکے غرقه شد آں گوہر گرفت
بُت رہا کرد و در بت گر گرفت

١٢٥	در حسن ہم ایں صفت بینم که او دل بداد و دامن دلبر گرفت	٥

جانم فدات اے پری آدمی سرشت
رخ چوں در بہشت برو خط چه میکسی
گل را صفت کنم مه و خورشید را کرا
تخم امید کشتم و تو ابر رحمتے

سلطان ہفت چرخ بتو عهده نوشت
اے ظلم پیشه خار منه بر درِ بہشت
اے آنکه خوب خوب به پیش تو زشت زشت
گندم بکشت زار که زارست حال کشت

١٢٦	بخت آں بود که بر دلِ سنگیت بگذرد یادِ حسن شبے که نهد سر به نیم خشت	٩

گرچه روے خوش تو گلزارست
خار خار غمت جگر خوارست

یوسف من بهائی خویش بگوئے | که همه عالمت خریدارست
بوالعجب مذهبیست مذهب عشق | هر که توبه کند گنهگارست
نفسے میزنم بدشواری | گله کردن هم از تو دشوارست
دل ببردی و بر شکستی نیز | کار ما دل شکستگان زارست
ما خطائے نکرده ایم ولے | خوئے بدرا بهانه بسیارست
مست بازار حسن تو هر روز | تیز تر ایں چه روز بازارست
تا که شد حلقه زلف میگونت | کعبهٔ ما دکاں خمارست

(۱۲۷) نالها میکند حسن چه کند
بلبلے در قفس گرفتارست (۷)

سروے که سایهٔ کرم از من دریغ داشت | صبح سعادتست دم از من دریغ داشت
یارب همیشه بر سر من پائیدار باد | آں ابر رحمتے که نم از من دریغ داشت
بکشاد تیر غمزه ولیکن نزد مرا | آں تیر غمزه را بدم از من دریغ داشت
گشتم ز فرق تا بقدم حلقه چوں رکاب | آں شهسوار من قدم از من دریغ داشت
گفتم سگ خودم خواں چوں داغ منیهے | داغم نهاد و آں کرم از من دریغ داشت
من صد نوائے زار کشیدم ز دل چو نے | او یک نوازش قلم از من دریغ داشت

(۱۲۸) فالے همے زدم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگر که هم از من دریغ داشت (۷)

دلم ببردی و سامان کار پیدا نیست | کدام دل که ز دست غم تو شیدا نیست

مگر تو حل کنی ایں مشکلات نامۂ خود	وگرنہ روح قدس مرد ایں معمانیست
دلم بیاد تو فارغ شد از غمِ کونین	درآں دیار کہ فرمان تست غوغانیست
رسید لشکر درد و گرفت کشور جاں	ہنوز گرد شہنشاہ عشق پیدانیست
تمام عمر مرا صرف شد بغواصی	ورے ہمے طلبم کاں ہیچ دریانیست
مرا ز جائے تو ہر جانشاں ہمی پرسند	کجاست جائے تو آنجا کہ جائے راجانیست

۱۲۹

حسن بگنج دل عاشقانت میجوید
محل گنج نہفت است آشکارانیست

۷

باز گردِ کوئے یارِ بے وفا خواہیم گشت
او بلا سوزست و ما گردِ بلا خواہیم گشت
یار اگر چوگاں زند تا حال ما ابتر کند
ما چو گوئے وقف میدانِ رضا خواہیم گشت
چند مدح مصلحاں گوئیم و قدح مفسداں
تو چہ پنداری کز ینہا پارسا خواہیم گشت
از نوائے عشق گر بانگے بما خواہد رسید
تا قیامت ما براں بانگ نوا خواہیم گشت
دوش عہدے شد کہ اندر رقصِ ما گردیم بیش
مطربا یک صوت خوش بر گو کہ ما خواہیم گشت
روزِ محشر گر بساطِ خاک طے خواہند کرد

ذره وار از مهر خوباں در ہوا خواہیم گشت

۱۳۰	ہر چہ از معشوق تشریف جفا خواہیم یافت چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت	۹

ان گل کہ بوئے خویشتن از من دریغ داشت
بادے ز عرصۂ چمن از من دریغ داشت
یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد
وانگہ نسیم پیرہن از من دریغ داشت
محض خیال باشد امید وصال یار
چوں او خیال خویشتن از من دریغ داشت
دیدار جستنش سخن بے محل بود
او در ہمہ محل سخن از من دریغ داشت
اندر نظارۂ ذقن و زلف عنبریں
در چہ فروشد م رسن از من دریغ داشت
من خود بطوع و رغبت خود میشوم اسیر
آں نرگ را کہ تاختن از من دریغ داشت
بکشاد تیر غمزہ و لیکن نزد بمن
آں بود آرزوے بسن از من دریغ داشت
گفتم بزیر دامن در دخودم بپوش
زیں درد مردم و کفن از من دریغ داشت

۱۳۱	من عشق تا بہاشش فرستادم اے عجب و یک قصیدۂ حسن از من دریغ داشت	۷

بیا ساقی کہ گل مہمان باغست
بہیم دہ کز ہمہ شغلم فراغست
نشان توبہ از من کمتر ک جوے
کہ امروزم ہوائے جوے[۱] باغست
اگرچہ شستہ ام دل از بتاں پاک
ولیکن از زخم شاں صد جائے[۲] داغست
اگرچہ خستہ ام از بادہ چوں باد
ہنوزاں بادہا اندر دماغست

نہ اہلِ خرقہ نہ اہلِ خرابات چو بینی اندرونم پرِ طاؤس	حدیث من حدیث کبک و زاغست برونم سر بسر پرِ کلاغست

۱۳۲	حسن دل را ز تف درد می سوز کہ آں شبہائے عاشق را چراغست	۷

چند با ما دل گراں کردن اگر از سنگ نیست
چند ازیں زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست
نالۂ ما دعِ غمِ تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پردہ حدِ ایں آہنگ نیست
عقل ما سر می نہد بر پائے عشقت چوں کند
مورِ مسکیں را ز تعظیم سلیماں ننگ نیست
کعبۂ وصل ار چہ ہست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو ہمرہ میشوی واللہ کہ یک فرسنگ نیست
خیز تا با سبزہ و گل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نائے بلبل بس بود ار چنگ نیست
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موئے
چوں سپیدت شد کنوں بعد از سپیدی ننگ نیست

۱۳۳	چند بینی اے حسن در گل رخان سبز خط چوں نکو تر بینی آں آئینہ ہائے زنگ نیست	۹

می دوشینه درین کار کردست
خرد رخت فضولی بار کردست

بیا ساقی می گلگوں پدید آر
که گل را صبحدم ہشیار کردست

چه منت می نهد بر من مؤذن
مرا مرغ سحر بیدار کردست

در آمد اینک آں مستِ شبانه
که با ما عربده بسیار کردست

اگرچه دوشش از می توبه می کرد
ولے یک دو قدح در کار کردست

خصومت با دل اوگار من داشت
ندانم از کجا افکار کردست

چه خونها ریزد آں لب خاصه اکنوں
خطِ خونریزه با خود یار کردست

دلا چندیں چه نالی آخر از وے
که ایں شوخی نه اوّل بار کردست

١٣٤

حسن منکر نیارد شد ز عشقت
که پیش عالمے اقرار کردست

٧

اے دوست ترا بر سر وقتم گذرے نیست
از حال دل بیچارہ ات خبرے نیست

گفتی بگلستاں رو و در لاله و گل بیں
چیزے که مرا با تو بود با دگرے نیست

اے من سگ کوے تو مزن سنگ جفایم
زاں رو که مرا جز در تو هیچ درے نیست

زاں می که لبت خورد نصیب من مسکیں
کمتر مکن از جرعه اگر بیشترے نیست

پرهیز میسر نشد از زخم که زد عشق
حیلت چکنم تیرِ اجل را سپرے نیست

اے خواجه عاقل تو دلِ خویش نگه دار
بر دل شدگاں عیب گرفتن هنرے نیست

١٣٥

سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز
اے خاک براں سر که برو دردِ سرے نیست

٧

خط تو تا برات حسن بنوشت
ز تو در غنچہ پنہاں شد گل آرے
ز روے روشنت آتش جدا ماند
نیابد صبحدم از عاشقاں صبر
غریبے گفت مضمونِ دل خویش
شبم از دولت او خوش گذشتست

گل نو پردہ بر عارض فروہشت
ز روے خوب رو پنہاں کند زشت
از انست ایں سیہ روئی در انگشت
نیاید ہیچ وقت از ولیاں کشت
یکے آں حرف تضمین کرد بنوشت
ز غم بستر بدہ زاند وہ بالشت

١٣٦

حسن خاک درت از دیدہ تر کرد
مگر زاں گِل نہی در گور او خشت

٩

غمت امروز غمگسار منست
گر ندارم ز محرماں روزی
ہر نفس پیرہن دریدن صبح
تا بخاکش نہ افگنی زنہار
چرخ در خونِ من کمر می بست
گر اسیرم کنی وگر بخشی
گر تو یک روز در میاں آئی
ہمہ عالم اگر خزاں گیرد

عشق تو عیش روزگار منست
شب تاریک راز دار منست
اثرِ نالہاے زار منست
دلِ پُرخوں کہ یادگار منست
چشم شوخ تو گفت کار منست
اختیار تو اختیار منست
ہمہ مقصود در کنار منست
رُوے خوبے تو نوبہار منست

١٣٧

گر حسن رانمی کنی یاری
وقت آخر بگو کہ یار منست

٧

اے ترک تند رفتہ زما یکزماں بایست — برآب چشم ما نظرے کن ازاں بایست
رفتی و مے نہ ایستد آبِ رواں زچشم — آخر یکے نظارہ آبِ رواں بایست
اے بر ہلاک کردہ عناں و رکاب گرم — یک شہر دست مینزدت بر عناں بایست
خواہی کہ مہ بکاہد بر بام خود برآ — ور رنج سرو خواہی در بوستاں بایست
پروانہ وار در قدمت اوفتادہ ام — تو شمع عاشقانی و در کار شاں بایست
اے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش — گر ہست اتفاق دعا یکزماں بایست



در کارِ دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
ور نیز کارے افتد باجاں بجاں بایست



زفتنہ در دلِ سنگیں تو چہاست کہ نیست
بمہر کردی دعوئے خداگواست کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تواں گفت
زنیکوئی ہمہ ہست و ہمیں وفاست کہ نیست
درِ تو کعبۂ مقصود دادخواہانست
برائے آں ہمہ[عہ] بازو برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمست و ہمہ درد حاصلِ عشاق
ازیں متاع دریں قافلہ چہاست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتی در دل جان حسن
ببین کہ داغ غم تو کدام جاست کہ نیست



عہ برائے ہر ہمہ بار است و بار باست کہ نیست

ازروئے خوب خوے مخالف غریب نیست | نرمی زطبع سلسلہ مویاں قریب نیست
جاں می دہم درانده جاناں وشاکرم | کاں کز حبیب در گلہ باشد حبیب نیست
اوصاف عشق و معرفت از مدعی مپرس | محجوب راز ہیچ چراغے نصیب نیست
بلبل بباغ شد چہ غم از بانگ باغباں | گر یار یار باشد ہیم رقیب نیست
چندیں چہ می کنند زنالیدنم عجب | گرکوہ از فراق بنالد عجیب نیست
اصلاح طالع من و درمان درد من | اندازه منجم و حد طبیب نیست

١٤٠
آوارہ شد دلِ حسن اندر ہوائے دوست
آوارگی زحال غریباں غریب نیست
٧

کو دیده کز فراق رخ تو پرآب نیست | کو دل کہ در کشاکش عشقت خراب نیست
روزم تو برفروز و شبم را تو نور بخش | ایں کار نیست کار مہ و آفتاب نیست
اے محتسب تو خیمہ بخمار خانہ زن | بگذر زما کہ مستی ما از شراب نیست
آں میزباں کہ کاسہ مہیا ہمے کند | گو ہیچ لقمۂ عـه خوش مزه تر از کباب نیست
گفتی ترا چہ سوز و چہ شورست در سماع | ایں زاں سوالہاست کہ آنرا جواب نیست
بے حلقۂ کمند سر زلف نیکواں | گر کعبہ میرویم دعا مستجاب نیست

١٤١
ہر دُر کہ در خزانۂ دل داری اے حسن
آنرا بسلک کلک کشیدن صواب نیست
٧

دلبر ما یگانہ افتادست | شورے اندر زمانہ افتادست

عـه گو ہیچ کاسہ خوش مزه تر از رباب نیست ١٢

قصهٔ ما کہ مے برد در پیش	آنکه بر آستانه افتادست
اے سلامت گزیں سپر کردار	تیر ما بر نشانه افتادست
مؤذن اندر صلاے حی علیٰ	صوفی ما شبانه افتادست
یار آوارگی همی خواهد	رفتن حج بهانه افتادست
چند گوئی ز خانهٔ کعبه	کار با خصم خانه افتادست



یکے از بندگان اوست حسن
کہ ز خوبان یگانہ افتادست



دل غمت را ز کرهائے الٰہی دانست	خاک پائے تو بہ از افسر شاہی دانست
مبتلائے کہ بد و داغ بلائے تو رسید	آں بلا مملکت نامتناہی دانست
جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش نہ بست	ہر کہ حرفے ز سپیدی و سیاہی دانست
جان من بندگیٔ روے ترا کرد اقرار	خط خوب تو بر آں دید و گواہی دانست
اے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ	قصهٔ ما و تو شہری و سپاہی دانست
بس نماندست کہ صحبت زمیان برخیزد	قدر من بندہ بداں ورنہ بخواہی دانست



بحسن انچہ رسید از بد و از نیک ایّام
نے ز تو نے ز خود از حکم الٰہی دانست



با سر زلف تو ما را سر و سودائے ہست	وصل ہر چند محالست تمنائے ہست
دیدہ گر از رخ خوب تو ندید آسائش	سینہ را از غم دیرینہ دل آسائے ہست

نگذاری که برت گردم و پایت بوسم
لب تو خواستم از غمزہ زدی نیش آرے
خلق گویند ولت راز کجا صبر آمد
اے کہ نظارہ دیوانہ نکردی ہرگز

آخرایں کار مرا ہیچ سروپائے ہست
ہر کجا فرض کنی خارے وخرمائے ہست
اے دل از صبر نشانم دہ اگر جائے ہست
قدمے رنجہ کن ایں سوئے کہ رسوائے ہست

۱۴۴ — دمبدم تیرہ مکن روز حسن را امروز
آخر اندیشہ کن امروز کہ فردائے ہست — ۷

اے کشیدہ چو یکے سروسہی بالا راست
قد خوبان جہاں راست تر از قد تو نیست
زاغ را گرچہ نہد کبک گہ رفتن کژ
تا زابروئے کژ خویش کماں ساختۂ
اے کمر بستہ چو جوزا و مژہ کردہ چو تیر
فکر خال سیہات می پزم اے جاں چہ کنم

راست بر شکل نئی لیک نئی با ما راست
آرے ایں خلعت غیبت بداں بالا راست
نتواند کہ نہد پیش تو ہرگز پا راست
من ہدف کردہ ام اندر دل خود صد جا راست
گوئی آں تیر عطارد شد و آں جوزا راست
چو بہ بازار نی آیدم ایں سودا راست

۱۴۵ — بر حسن ہیچ گہے نرم ندیدم دل تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خارا ست — ۷

شب گذشتہ مرا از غمت چناں بگذشت
حدیث درد چہ گویم کہ شرح ممکن نیست
بر آستین جفا بر ممال بیش کہ کارد

کہ موج اشک من از اوج آسماں بگذشت
در طبیب چہ پویم کہ کار از آں بگذشت
باستخواں برسید و ز استخواں بگذشت

حکایتِ دلِ بیمارِ من چہ می پرسی	تو دیر ماں بسلامت کہ آں فلاں بگذشت
نہ زیرِ پائے تو مردم نہ بر سرِ کویت	دریغ عمرِ عزیزم کہ رائگاں بگذشت
بخدمتت نرسیدیم و عمر آخر شد	زکعبہ دور فتادیم و کارواں بگذشت

۱۴۶	حسن زحرف بلا خواست تا کہ در گزرد ولیکن از خطِ تقدیر کے تواں بگذشت	۹

چہ رویست آنکہ گوئی نوبہارست	غلط کردم بہشت روزگارست
بنقد امروز با او در بہشتم	مرا با نسیۂ فردا چہ کارست
اگر ہر دو جہاں از پا در آیند	چہ غم چوں پایۂ عشق استوارست
خرد معزول و عشق اندر تصرّف	عسس بیروں و دزد اندر حصارست
ہمہ عمر از لب میگون معشوق	مرا مستی و حاسد را خمارست
اگر قصدے کند زلف چو مارش	شکایت چوں کنم او یارِ غارست
بوسم نامۂ خود روزِ محشر	کہ از خطِ سیاہش یادگارست
گرم چوگاں زند بر سر بزں گو	نہ ایں گو از برائے آں سوارست

۱۴۷	حسن از چشمِ شوخش گوشۂ گیر ہنوز آں ترکِ مست اندر شکارست	۷

اے چوں مہ نو آیتے از نورِ سعادت	چوں حسرتِ من حُسنِ تو ہر روز زیادت
گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا	بیمار نمیرد چو تو آئی بعیادت

گر میل کند نرگس مست تو بستاں
این عقل من و عشق تو دانی بچه ماند
از زخم تو نالیدن و مرہم طلبیدن
روزے کہ تو در کشتن من دست برآری

ما و لب میگوں تو نہ زہد و زہادت
روباہ کہ با شیر زند لاف جلادت
نقصان ادب باشد و سستی ارادت
من سوے تو انگشت برآرم بشہادت

۱۴۸

اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز
دیں جملہ نحوست بدش کن بسعادت

۷

درد عشاق را دوا دگرست
دل فدا کردم آں کماں کش را
یار یاری کند اگر خواہد
در قیامت کہ حشر خلق بود
ما ببوئے نگار زندہ شدیم
ساقیا صاف اگر نماند چہ شد

داغ معشوق راحتِ جگرست
زخم تیرش سعادت سپرست
قصۂ ما ہنوز بر اگرست
ہر کہ عاشق نبود او حشرست
حشر ما خود قیامت دگرست
دُرد پیش آر ایں چہ دردسرست

۱۴۹

دعوئ زہد کردہ بود حسن
سخن مدعی چہ معتبر ست

۷

سر زلف تو تا بہ پیچیدست
آں نہ زلف ست روزگار منست
دل بگیسوت چوں رسن بازے

کار ایں مبتلا بہ پیچیدست
کہ ز سر تا بپا بہ پیچیدست
بکمند بلا بہ پیچیدست

طرۂ گردِ رُخ تو پنداری	گردِ گنج اژدہا بہ پیچیدست
ترکِ من عشق سخت بازوے تو	گردنِ صبرِ ما بہ پیچیدست
باز کن فرشِ ناز کایں درویش	زہد چوں بوریا بہ پیچیدست

(۷)

خواست جد ترا حسنؔ بدعا
گرہے در دعا بہ پیچیدست

(۱۵۰)

دل کہ باز آوردہ بودم ہم[1] بدلبر باز گشت
مرغ جانم ہم بداں سروِ سمن بر باز گشت

گل بدعواے رخش دامن کشاں آمد بلاغ
از خجالت ہمچناں با دامنِ تر باز گشت

گفت مشاطہ رومِ رویش بسیارایم چو ماہ
آفتابے دید بر بامے ہم از در باز گشت

دوش سُلطانِ خیالش در دیارِ ما رسید
قلبِ ما بشکست منصور و مظفر باز گشت

اے طبیبِ من کجا رفتی یکے گرد دلم
باز گشتے کُن کہ آں بیمار[2] از سر باز گشت

از لبِ میگونش یک جرعہ بشناقاں رسید
زاہدِ صد سالہ از سبحہ بساغر باز گشت

بیخبر آمد حسنؔ یک شب بکوے یارِ خویش

[1] ہم بداں دربازگشت [2] بیچارہ

۱۵۱	آستانش بوسه داد و بیخبر تر باز گشت	۷

غم و اندیشۂ ما بے تو کم نیست	گرت اندیشۂ ما هست غم نیست
دل پر خون و جان خستہ داریم	بدار الملک عشق این جنس کم نیست
خرد با عشق خوباں بر نیاید	بلے درویش مرد محتشم نیست
ترا دیدم دل از جاں بر گرفتم	کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست
دلا صبر از ستم بر کار می دار	رہ عشاق بے خار ستم نیست
اگر سر چوں قلم بر خط لیلیٰ	نہد صد بار بر مجنوں قلم نیست

۱۵۲	حسن گنج سلامت گیر و بنشیں ترا اندازۂ ایں رہ قدم نیست	۵

بتم کہ با دل من یار بود ازاں بر گشت	دل شکستہ نگشت ارچہ دلستاں بر گشت
جہان حسن بداں بے وفا تعالی اللہ	چو او نگشت تو گوی ہمہ جہاں بر گشت
بوجہ طعنہ بگفتم جفا مکن چو فلک	ہمیں قدر کہ فلک گفتمش رواں بر گشت
ز بخت خود گلۂ با زمانہ مے کردم	زمانہ نیز بہ بخت من ایں زماں بر گشت

۱۵۳	حسن بگرد کنوں گرد دوستئ کسے کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں بر گشت	۱۱

عالم عشقت جہانے دیگر ست	آستانت آسمانے دیگر ست

عقل را از دفتر عشقت چہ علم — آں ورقہا را نشانے دیگرست
دوزخ اندر راہ مشتاقانِ تو — ہر شرارے بوستانے دیگرست
عالمے پُرشد ز خاموشئ من — بے زبانان را زبانے دیگرست
ہرگزم در باطن من جا نبود — خلق ظاہر را گمانے دیگرست
عشق ابروے تو خونِ من بریخت — وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست
با بلاہائے تو عادت کردنیست — عافیت اندر جہانے دیگرست
درد و راحت در جہاں بسیار بود — درد تو راحت رسانے دیگرست
جاں بدیں یک بیت داد است آں بزرگ — آرے آں گوہر زکانے دیگرست
"کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگرست"

۱۵۴ — اے حسن سودات زحمت میدہد — وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست — ۷

نہ تیغ بلا ترسم و نہ تیر ملامت — باید کہ ازیں ہر دو تو باشی بسلامت
اندیشہ مکن کز دل ما کشف شود راز — قارورۂ ما نشکند از سنگِ ملامت
در دیدن رویت اگرم منع کند خلق — بر دیدہ نہم منت و بر خلق غرامت
توبہ مطلب از من مسکیں کہ در آفاق — ہرگز گنہ عشق نیاورد ندامت
در گور برم از سرِ گیسوئے تو تارے — تا بر سرِ من سایہ کند روز قیامت
میگفت صلات خوشے امروز مؤذن — چوں قامت او دید زباں ماند ز قامت

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵	می برکف و بت در نظر و لاف کرامت	۵

مدان کاسودہ دل بے تو کسے ہست
الا اے ساربان محمل مران تند
بنالم گرچہ زارم می کشد یار
اگرچہ در دلم رہ کردی اے یار

اگر بے خان و ماں خواہی بسے ہست
نگہ کن کز ضعیفاں و ابسے ہست
ہماں قاتل مرا یاری رسے ہست
چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶	بیا دریاب اے ساقی حسن را کہ در جام مراد او خسے ہست	۷

نیست روزے کان لب خونخوار او خونریز نیست
فتنۂ عشقش کم از غوغائے رستا خیز نیست
نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
با سر گیسوش ہم سامان دست آویز نیست
نسبت بالائے قدانش مکن با ہیچ سرو
سرو را بالا خوش است امّا بلا انگیز نیست
عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند
انچہ در فرہاد می بینیم در پرویز نیست
چند گوئی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
ہرچہ بیماری عشق است اندراں پرہیز نیست

از خدا امید می دارم کہ فردا روز حشر
دست من[1] ندهند مکتوبے کہ عشق آمیز نیست

۱۵۷ — تیغ جلادی چہ آری از پئے قتل حسنؔ
ہیچ تیغے چوں سر مژگاں خوباں تیز نیست — ۷

دلبرے دارم کہ غمخوارِ منست
دل بہ او دادن ہمیں کارِ منست

من بدل بردن چرا رنجم ازو
گرچہ دل بر دست دلدارِ منست

گلرخا! بے تو نخواہم باغ و گل
داغ و درد ت باغ وگلزارِ منست

چند زیر پیرہن گروی نہاں
ایں ہم از بخت نگونسارِ منست

لعل خونین ترا ازاں دوستم
کاں شفقائے چشم خونبارِ منست

گر سگ کوئے خودم خوانی شبے
باشد آں شب روز بازارِ منست

۱۵۸ — گیسویت را یاد دادم از حسنؔ
گفت می دانم گرفتارِ منست — ۷

اگرچہ پائے من از دست تو بزیر گل است
ہنوز دست بدامان عہد متصل است
خلاف کردی و بدکردی و خطا کردی
بیا کہ ہرچہ تو کردی ازیں طرف بحل است
مرا کہ قبلۂ جانم توئی چہ کار آید

[1] نامۂ ندہد بدست من۔

بتے کہ در ختن و لعبتے کہ در چگل است

دلِ مرا بتو کارے فتاد چہ تواں کرد

شنیدۂ مثلِ مردماں کہ کارِ دل است

دریں جہاں و دراں با محبت تو خوشم

ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است

اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے

ببوئے خوں بشناسی کہ ایں کدام گل است

۱۵۹	حسنؔ اگرچہ نکردست در وفا تقصیر بدیں گناہ کہ بے تو ہمے زید خجل است	۷

دل بفتراک یکے بستم و چندیں سال است

کو عناں تافتہ ویں سوختہ در دنبال است

رُخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام

اینت ساقی زرش و زلف مبارک فال است

من اگر والۂ آں حُسن دلاویز شوم

عجبے نیست کہ یک فتنۂ رویش خال است

من کیم در ہمہ عالم کہ نہم پائے طلب

اندراں کوئی کہ سرہائے سراں پامال است

نالۂ زار کہ کردے دلم آں نیز گذشت

وہ کہ بیمار من امروز بسے بد حال است

ترک خونریز مرا کشت طبیباں چکنند

گر کسے زندہ کند کار ہماں قتال است

۱۶۰	در غمش جاں بلب آمد چہ تواں کرد حسنؔ من بریں حال و زاں سوئے ہنوز اہمال است	۷

مشکے کہ کشید او ہمہ ملک ختن نیست
ہر گاہ کہ خندد گلِ دلہا بخشاید
می گفت نگنجد سخن اندر دہن من
بندد دل دیوانۂ ما در رسن زلف
اے خواجہ منجم چہ شد آخر خبرے دہ
برداشت ز من دست غمش پردہ عصمت

سروے کہ رواں کرد در اطراف چمن نیست
آں غنچۂ از باغ بہشتست دہن نیست
در تنگیٔ آں تنگ شکر جائے سخن نیست
آں کیست کہ دیوانۂ آں بند رسن نیست
زاں اختر مسعود کہ در طالع من نیست
دانست کہ ایں مردہ سزاوار کفن نیست

۱۶۱

پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق
گو بر دگرے حکم کن ایں کار حسن نیست

۶

دولتِ ما گل بخرد محنت خار از کجاست
یار ز من رخ بتافت گفت نیاز رد منت
ترک من آخر بدار غمزہ خونریز را
لب طلبیدم ز تو زلف برافشاندیم
گفتہ بدی با توام ہست غبارے عجب

راحت مے ناپدید رنج خمار از کجاست
وہ اگر آزار نیست نالۂ زار از کجاست
گر تو نہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست
مہرہ بکف نامدہ آفت مار از کجاست
آب حیاں بلطف در تو غبار از کجاست

۱۶۲

چشم حسن گر نہ بخت بر سر کوئے تو خوں
بر در و دیوار تو نقش و نگار از کجاست

۷

ندانم چوں شود اے دوست حال دوست داراں نت
مگر دولت کند یاری کہ یاد آید ز یاراں نت

ازاں میگوں لبت روزے نشد یک جرعہ ام روزی
توخونم نوش کردی نوشش بادا و گوارانت

جفا جوئی اگر بینی بجمع خرقہ پوشانم
دعا گویم اگر بینم میان بادہ خوارانت

تو چوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل و دیں
کہ حدِّ ایں سپر ہانیست دفع تیر بارانت

کسے بودے کہ بر سر لشکرِ خسرو خبر بردے
کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارانت

تو اے شاہِ بتاں گیسو بدستم دہ مگر باشم
بدیں درگہ یکے از جملۂ زنجیر دارانت

۱۶۳	حسنؔ را در غمت یکدم نمی باشد قرار آرے بریں رفتست پیوستہ قرار از بیقرارانت	۷

اے شوخ ترا در لبِ شیریں چہ شرابست
کندر ہوسش ایں دل صد پارہ کبابست

مستست بیا دِلب میگوں تو شہرے
شہرے کہ چنیں مست نیابیش خرابست

نندیشم اگر راہ بریں دیدہ کنی لیک
اندیشہ ہمینست کہ ایں رہ ہمہ آبست

گفتی ز بتاں سوختۂ کیست کہ داند
دانیم و نگوئیم[1] کہ ایں راچہ جوابست

اے شیخ میا پہلوئے من در صف طاعت
بگذر کہ مصلائے مرا داغ شرابست

اے دوست گلے چند بدیں سوختگاں بخش
زیں باغ بہشتی کہ ترا زیر نقابست

۱۶۴	واللہ کہ حسنؔ بے تو نخواہد گل و گلبن بے روے نکو دار چناں دار عذابست	۷

[1] نہ دانیم

لب شیرینت را شکر غلامست
اگر ساقی تو خواہی بود مارا
مہ نو بر فلک بینند خلقے
شب ہفتم کہ مہ نیمہ نماید
برت چوں سیم و زلف تست چوں عود
اگر مہماں بخواہی صوفیاں را

اگر شیریں توئی شکر کدامست
کہ می گوید کہ می خوردن حرامست
من آن مہ را کہ بر بالائے بامست
اگر تو روئے بنمائی تمامست
طمع بر ہر چہ خواہم بست خامست
ازاں حلوا خبر دہ تا چہ نامست

۱۶۵	عزیزان از حسنؔ صحبت مجوئید شما رحلت کنید او را مقامست	۵

کو دلے کز دست تو صد پارہ نیست
عشقت از دلِ عشاق پرس
خوار گشتم در غمت طرفہ ترانک
آفتاب از کوہ جلوہ می کند

با شمشیر غمت آوارہ نیست
عقل را زحمت مدہ ایں کارہ نیست
اندریں غم جز غمم غمخوارہ نیست
با سر پایانِ ایں نظارہ نیست

۱۶۶	با حسنؔ گوئی کہ بے من صبر کن صبر بے تو حدّا ایں بیچارہ نیست	۷

مرا در غمش پارسائی نساخت
خرد منکر از عشق و عشق از خرد
بمیگوں لبش خرقہ در باختم

فسوں خوانی و خود نمائی نساخت
دو بیگانہ را آشنائی نساخت
قدح نوش را پارسائی نساخت

ــــہ خرد منکر عشق و من از خرد

دل و دین و جان پیش کش کردش	توانگر بدیں بے نوائی نساخت
چہ آرام اے دوستاں از طبیب	کہ آزردہ را ہو بیائی نساخت
شکایت زخورشید تو جیہ نیست	اگر بوم را روشنائی نساخت

۱۶۷	بترسید از قتل خوباں حسن گدا طبع را پادشائی نساخت	۷

گر پردہ برکشائی ازاں روئے چوں بہشت
روشن شود براہلِ نظر حال خوب وزشت

تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید
صد جان و دل نہفتہ دراں آب و گل سرشت

تا قامتِ تو شاخ گلست دید باغباں
درباغ شد زہیچ برافگند ہرچہ کِشت

واللہ اگر تو فردا ہمرہ نباشیم
گر سر بُری مرا ننہم پائے در بہشت

رضواں اگر بہ بیند خشت درت کند
جملہ نگار خانۂ فردوس خشت خشت

کاغذ زگریہ ترشد و خامہ زآہ سوخت
شرح فراق خویش بتو چوں تواں نوشت

	چندیں حسن برشتہ جاں دل چہ بستۂ	

لہ حدتو نیست ۲ہ بزم

۱۶۸	سہلست گر گست چہ شد مرتیش نرشت	۷

چشمے کہ در نظارہ آں سرو قامتست
در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست
بر روئے آب میروم از موج اشک خویش
صوفی کہ عشق باز وصاحب کرامتست
شب در خیال دوست نباشد برابرم
آں شب مرا برابر روز قیامتست
من در نماز وقت خوش از یاد قامتش
قمری ہنوز منتظر وقت قامتست
ہر گونہ بر معاملۂ عشق کار کرد
روز حساب حال کارش ندامتست
دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید
دل گو خراب شو چو دلستاں سلامتست

۱۶۹	باریست از ملامتیاں بر دل حسن کاے بجاں فتادہ چہ جائے ملامتست	۷

از خطش سایہ بر سمن بد نیست
سبزہ ہمسایۂ چمن بد نیست
آں بنفشہ کہ خط خطاب ویست
رستہ پیرامن سمن بد نیست
خال بر عارضش نگہ کردم
شحنۂ زنگ بر ختن بد نیست
دیدم آں زلف واں زنخداں را
گرسم ارچہ ولے رسن بد نیست
ہر بدی کاید از نکو رویاں
یعلم اللہ کہ نزد من بد نیست
من بیاد بتاں نکو سخنم
چوں بگوئی کہ ایں سخن بد نیست

۱۰۷	گر کس ایں نکتہ را خلاف کند اتفاق تو اے حسن بد نیست	۷

جز من که دید اینکه بلائے فراق چیست
آسوده را خبر چه ازانکه اشتیاق چیست

هر دل که چوں چراغ نمی سوزد از فراق
اورا چه روشنست که سوز فراق چیست

خواهم زحق بر آمد آں رشک آفتاب
کیں هفت شمع باز دریں هفت طاق چیست

در کلبهام بس است همان صورت لطیف
چندیں هزار نقش دریں نه رواق چیست

با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں
سیارهٔ دلم را ایں احتراق چیست

گر فرصتے دهی بتواں یافت کام خویش
هاں اے غمِ فراق بگو اتفاق چیست

۱۷۱

خلقے غریق نعمت وصل اند اے حسن
جز من که داند اینکه بلائے فراق چیست

۶

از تفِ عشق شعله دروں آمدن گرفت
دود از درون سینه بروں آمدن گرفت

کردم بسے براں لب شیرینت چشم سرخ
اینک ز نوک هر مژه خوں آمدن گرفت

کشتیٔ ما بشرط سلامت کجا رسد
موج از چهار سوئے دروں آمدن گرفت

هرگز نیامدے بدل من خیال مرگ
از دولتِ غمِ تو کنوں آمدن گرفت

روزے برائے طیبت تشبیه قد خویش
گفتم الف نویسم نوں آمدن گرفت

۱۷۲

شب کامدی شنیدن شعر حسن ز دور
گفتم پری مگر به فسوں آمدن گرفت

۶

گر ترا خشمے است در سر سرکشم پیش سنانت
ور بجاں خوش میکنی دل جاں دهم بر آستانت

حال مسکیناں نپرسی زاہ مظلوماں بترس
وہ چہ حیلہ سازم اے جاں بادل نامہربانت
گر بزلفت دست بازم سرہے ہیچد کمند
ور ز لعلت بوسہ خواہم تنگ می آید دہانت
یک نسیم سنبل تو ہر دو عالم زندہ کرد
باش تا گلہائے دیگر بشکفد از گلستانت
اے بوئے تو شگفتہ نو بہار آفرینش
من ندیدم چوں تو باغے آفریں بر باغبانت

۱۷۳	گرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بردست ہجر رائیگانم می فروشی ہسم خریدارم بجانت	۷

سروے چو قد تو در چمن نیست
مشکے چو خطِ تو در ختن نیست
ہر پیرہنے کہ می درد گل
بوئے تو بہ ہیچ پیرہن نیست
بر چوں تو کسے دگر گزیدن
کارِ دگریست کارِ من نیست
دایم سخن از لب تو گویم
شیریں تر ازیں سخن سخن نیست
از عربدہائے من چہ رنجی
دیوانہ بدست خویشتن نیست
جاں پیشِ خیال تو فشاندیم
مارا سرِ بے تو زیستن نیست

۱۷۴	گفتی کہ چرا جدائی از من ایں از فلک است از حسن نیست	۷

ے بازم

اے دلم را تا قیامت با تو پیمانے درست
نیست از دستِ غمت در ہیچ تن جانے درست
گر ز در بیروں خرامے ایں چنیں دامن کشاں
خلق مسکیں را کجا ماند گریبانے درست
گر کسے پرسد چہا دارید از ملک جہاں
یک دلِ صد پارۂ داریم و پیمانے درست
تا شکستی زلف کافر کیش ظالم پیشہ را
آں شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست
نار اگر با خندہ شیرینت لافے مے زند
در دہانِ او نہ مانم نیز دندانے درست
ترک من تا تیر غمزہ راست کرد از ہر طرف
میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۱۷۵	گر برغبت بشنوی یک روز بیتے از حسنؔ تحفہ آرد پیشِ تو ہر روز دیوانے درست	۷

ساقی شب ما شب دراز ست
رویت نگریم و سجدہ آریم
شہنامہ چہ خواست کرد محمود
با وصل تو ام نساخت کارے

می دہ کہ در امید باز ست
در مذہب ما ہمیں نماز ست
او عاشق قصۂ ایاز ست
ایں کار بدست کارساز ست

ازناز نمی کنی بمن روئے از زلف و رخ تو عشرتم را	روئے کہ تراست جائے نازست شمع روشن شب درازست

۱۷۶	تا شیوۂ تست سر بسر ناز تدبیر حسن همه نیازست	۷

اشکم ز تیغ غمزۂ خوباں رواں ترست
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سیل سرشک بار نمے ایستد دمے
هر روز ایں گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بجہاں نیست خانۂ
ویں عقل خانہ سوختہ بے خان ماں ترست
گرد از مہ و ستارہ برآور کہ دمبدم
از طالعے کہ داشتۂ کامراں ترست
گہ گہ سلام خشک ز تو می رسید یار
امسال آں فراج کہ دیدم چناں ترست
از چشم تو بزلف تو جستم پناہ لیک
ہندوئے تو ز ترک تو نامہرباں ترست

۱۷۷	اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر او پیر می شود سخن او جواں ترست	۴

اے ترک بادہ نوش خرو جرعہ چین تست
ہر گل مراز باغ رخت ہست صد بہا
ایں دل کہ ما بساعد سمینت بستہ ایم

دیہیم ہے بری مگر ایں شیوہ دین تست
اول ہماں بنفشہ کہ بر یاسمین تست
تو ہمچنیں شمار کہ در آستین تست

۱۷۸
اے شاہ نیکواں دل ماکے رسد بما
جملہ خزینہا چو بمہر نگین تست
۷

ردیف ج

اگر بدیدن آثار رحمتی محتاج
کنوں کہ ختم شدش بر بتاں نبوت حسن
بیاکہ بے تو خرامیم چوں تن بے سر
بجست وجوے تمنا کنم غلو نکنم
سیہ کشیدن نوفل بداں نمی آرزد
ستادہ ایم بریں در نظر برحمت تو

خطے چو مشک ترش ہیں بگرد صفحۂ عاج
ز زلف تیرہ برانگیخت لیلۃ المعراج
تو بر تن ہمہ سر باش و بر سر ہمہ تاج
چو واقفی تو بحاجت چہ حاجتست لجاج
کہ عشق با ختن قیس را کند تاراج
چو قصہ دادہ بسلطاں جماعت محتاج

۱۷۹
سلامت از دل و دیں حسن چہ میجوئی
نہ دیہ ماند نہ دہقان چہ واجبست خراج
۷

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج
الف قد تو از قد الف راست ترست

وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سر تا پا کج
ابرویت راست چو نونست و بر و طغرا کج

اے قدِ خوب تو چوں دینِ مسلماناں راست
دل چو برگشت زمن ہم من ازو برگشتم
بنشیں میر ہمی حکم کریمانہ بکن
بے نیازی خدا کار ہمہ راست کند

طرۂ کافر تو ہمچو خطِ ترسا کج
تیغ کج را نتواں کرد نیام الا کج
کعبتینی کہ نشست است بجنب ما کج
ورنہ از کوشش فرعون رود دریا کج

۱۸۰	در رہِ عشق چو رُخ راست روانند ہمہ اے حسن تا تو چو فرزیں نروی آنجا کج	۷

ردیف د

آں قوم کہ مے حرام گیرند
گر سوختہ نیست وردی آشام
عشاق تو مقبل اند و مردود
گر سرو دریں زمیں نروید
صیاد مرا یکے بیاموز
رخش از درِ دل بروں میفگن

بر یاد لب تو جام گیرند
بے آتشِ عشق خام گیرند
تا زیں دو مرا کدام گیرند
بالائے ترا تمام گیرند
دولت بکدام دام گیرند
حاجت خواہاں لگام گیرند

۱۸۱	وصفے ز حسن اگر پذیری اورا ملک الکلام گیرند	۶

رخت را در صفت مہ می تواں کرد	صفا تنش را یکے دہ می تواں کرد

بہا در منزل وصل آے امشب
حدیث ناز در رہ می تواں کرد

نظیر تو توئی و بس نکتہ امروز
ز آئینہ موجہ می تواں کرد

مرا از روئے تو روئے گلہ نیست
سپاس الحمد للہ می تواں کرد

دعائے در رخ تو می تواں گفت
نیازے در سحرگہ می تواں کرد

۱۸۲

حسن را پر معانی شاہ کردند
ز اقبال ملک شہ می تواں کرد

۷

آں کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد
سروش بخرامیدن ہنجار دگر دارد

ہم سبزہ کشد بر گل، ہم مشک کشد بر مہ
خوباں ہمہ در کارند او کار دگر دارد

جان و دل من دارند مہر تو چو جان در تن
کافر بود ار جز تو دلدار دگر دارد

درویش کہ می ورزد مہر رخ گل رنگش
در خانہ بہر کنجے دینار دگر دارد

مسکیں دلم از زلفش ایماں نبرد دانم
گو در خم ہر موئے زنار دگر دارد

ہر ذرہ کہ در عالم گشتست خریدارش
آں یوسف عہد ما بازار دگر دارد

۱۸۳

گفت ہمہ بشنیدی حرفے ز حسن بشنو
کاں بلبل باغ تو گلزار دگر دارد

۷

سرمست ہیں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد
قصدے کہ دارد اول بر عقل و ہوش دارد

از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق
ایں بادۂ محبت یارب چہ جوش دارد

تا خط اوست بر رخ نالیم و آہ و نالہ
تا ہست سبزہ و گل بلبل خروش دارد

ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ بہ بیند روئے چو شاہ انجم پوشد بزلف شبگوں دل بر تو گفت فرداز ارش کشم بگوش	نتواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد ہم شہر خے تواں زد با آنکہ توش دارد باشد برائے کشتن اشب نکوش دارد

۱۸۴	گم گو حسن ازیں پس اسرار خوبرویاں ایں درچہ میکشائی دیوار گوش دارد	۹

سخن وراں کہ حدیث سمن براں خوانند اگر شمایل موزونت را کنند صفت بتان چین و ہمہ چیز شاں نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت اقلیم بمکتبے کہ دروں میروی ہمہ طفلاں اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے شراب حسن تو در جام وصف کے گنجد من از جہاں بہ یکے شادم اے مسلماناں	حدیث تو چو در افتند ورق بگردانند ہزار سال یکے از ہزار بتوانند تو دیرماں کہ بچیزے بتو نمی مانند قلم شکستہ و در صورتِ تو حیرانند بغیر سورۂ یوسف دگر نمی خوانند رُخ تو دیدہ ازاں گفتہا پشیمانند کساں کہ جامے ازاں خوردہ اند میدانند جماعتے کہ دو گویند نامسلمانند

۲۸۵	حسن گلے زگلستان سعدی آوردست کہ اہل معنی گل چین ایں گلستانند	۶

الوداع اے دل کہ دلبر میرود ماہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت	روح بخش و روح پرور میرود خور صفت کشور بکشور میرود

در پیش وہم سبک رو رفته بود[1]	او زو ہم من سبک تر میرود
گرچو زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبر ست پا اندر رکاب	رو که سلطاں رفت لشکر میرود

۱۸۶	در حسن بنگر که از حسنِ وفا دل نه و دنبال دل بر میرود	۵

الغیاث[2] اے دل که دل بر میرسد	ماه اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روے دوستیش	بخت بیں ناخوانده بر سر میرسد
خود که می گوید که گل رفت او رسید	گر نکو رفت او نکو تر میرسد
ہست ساغر کلۂ بازار عشق	کلہ رنگیں کن که ساغر میرسد

۱۸۷	اے حسن بے وقت توبه میکنی توبه بشکن وقت گل در میرسد	۷

ماه من کز مهر دل را دل نوازی میکند
خال او ہندوست امّا ترک تازی میکند
غمزۂ خونریز او بازیچۂ چشمِ دلست
ترک وانگه مست و دیگر تیغ بازی میکند
در کمر گاہش چه گه گه می برد گیسوش دست
تاچه دستست آں که آنجا[3] ہا درازی میکند

---

[1] بسته ام [2] زر بار [3] ایں که هر روزے

میکنم جاں پیشکش در بندگی او تمام
گر به نیمے بوسہ ام بندہ نوازی میکند

تُرک من غازیست اما بس مسلماں کش فتاد
آنچه کافراں نشاید کرد غازی میکند

یک نسیم طرہ اش تازہ ترست از صد بہار
چوں صبا ہر سال بر گل برگ سازی میکند

۱۸۸	گر حسن در پاش می افتد زمانے چوں زمیں آسماں سیرت ہمه جا سرفرازی میکند		۴

دوش آں ماہ بهنگام سحر خاسته بود
ماہ من عید بتانست مبارک عیدے
مه چو در چار دہ شب از رخ او تافته شد

سحر از روئے چو خورشید خود آراسته بود
عید بیں کز جهت روزہ سحر خواسته بود
در شب پانزدہ دیدم قدرے کاسته بود

۱۸۹	جز دم شکر دگر دم نزند بندہ حسن که بنجندیں شب از نیساں سحرے خواسته بود		۷

امروز صبح ما چه مبارک دمیده بود
آں سرو بود یا گل یا باغ نو بهار
خالش بزیر چشم چو هندو رہ همه
لبهائے او نشانه خونهائے تازہ داشت

کاں شوخ را بدل شدگاں دل کشیدہ بود
یا قطرہ ز ابر بهاری چکیدہ بود
میزد که در حمایت تُرکاں خزیدہ بود
زلفیں را چه گوئی سرها بریدہ بود

ناگہ طلوع کرد چو صبح از حجاب شب من خواستہ زخواب و تنم بر سر آمدہ	بختم خود این سعادت در خواب دیدہ بود نو گشت این مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود

۱۹۰ — القصہ در شمائل خویش حسن بدید
ہر قصہ کز لطافت خوباں شنیدہ بود — ۷

مستے کہ می بیاد لب یار در کشد	رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
فسقے کہ توبہ باشد پایان کار او	بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار در کشد
من خاک آں کسم کہ نہد سر بخط جام	بر جرم ساقیاں قلم عفو در کشد
جور جہاں مکش قدح عشق کش از انک	عشقت ازیں جہاں بجہانے دگر کشد
میکن بہ تیغ عشق مرا سینہ شاخ شاخ	آں شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
اے شہسوار حسن در آتا کہ چشم من	بہر نثار نعل تو لعل و گہر کشد

۱۹۱ — کو نعل رخش تو کہ حسن ہر دمش چو داغ
در آتش دل افگند و بر جگر کشد — ۷

دلم قبلہ ہمیں روئے تو دارد	اگر بگزاریش زو در کہ آرد
روا ہیداری آہ سوزناکم	چرا از آسماں آتش نبارد
رسولت را بجاں گردن نہادم	اگر پیغام با خنجر گذارد
گر از حالم کسے پرسد بگوئی	دلے دادست و جانے می سپارد
مرا اندازۂ عشق بتاں نیست	سگے پیشانیٔ شیراں چہ خارد

زہے بخت ار توانم مردبیشت | | کہ بے تو زندگی لطفے ندارد

۱۹۲	مگر طالع شود یک شب چو ماہے حسن ہر شب ستارہ می شمارد	۷

خراماں در رسید آں سرو آزاد
نشاندہ خال بر روئے دلاویز
ندانم یا پری بود ست یا حور
بچیں تا نسخۂ بر دند زاں روئے
سر اندر کلبہ ام در کرد یارب
بہ بستر بودہ ام در خواب نوشیں

ز سرو آویختہ زلفے چو شمشاد
نشانے از حبش دادہ ببغداد
بدیں خوبی نباشد آدمی زاد
زشاگرداں خجل ماندست استاد
کہ دادش از فرامش گشتہا یاد
کہ شور آں لب شیریں در افتاد

۱۹۳	حسن دست از لب شیریں بکش ہاں مزن بر پائے خود تیشہ چو فرہاد	۷

عید پارینہ روز ما خوش بود
شب آں روز را چہ شرح دہم
چرخ نرد مراد ما می باخت
شیشۂ صاف و اندر او مے ناب
زارہا دل بزخمہ خوش کردہ
دوستاں را برائے یک دیگر

بادہ در دست و یار در کش بود
دور ازیں روزہا شبے خوش بود
نقش پرویں دراں میان شش بود
آب گوئی غلاف آتش بود
جز کمانچہ کہ در کشاکش بود
مژہ جاروب و دیدہ مفرش بود

۱۹۴

سگِ آں آستاں حسن بود ست
گرچہ سگ بود آدمی وش بود

۸

گر سرو من از خانہ یکبار بروں آید
گل در ہمہ بستاں ہائے خار بروں آید

از غمزۂ او تیرے بنشست مرا در دل
آں تیر کہ پیگانش دشوار بروں آید

ہستم سگِ کوئے او اما چہ سگم آں سگ
کو ہم قدمِ شیراں از غار بروں آید

در خلقِ فقیہے کا فتد ذکرِ لب شیرینش
از حجرۂ ہر صوفی خمّار بروں آید

گر شوق سرِ زلفش از اہلِ صفا جوئی
اندر تہِ ہر خرقہ زنّار بروں آید

جانے ست دریں سینہ مشغول بیارِ خود
روزے کہ بخواندش با یار بر دل آید

ہر راہ روے گو شد در راہ انا الحق گم
سر رشتۂ تدبیرش از دار بروں آید

۱۹۵

کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی
باشد کہ ازیں زنداں یکبار بروں آید

۷

روئے چوں صبح تو بر نور قمر می خندد
لب شیریں تو بر تنگ شکر می خندد

بار گاہے کہ تبسم کند آں دانی چیست
درج یاقوت کہ بر لعل و گہر می خندد

لبِ لعل تو بداں لطف و طراوت گوئی
برگ لالہ است کہ بر غنچۂ تر می خندد

روئے خنداں تو دیدست مگر گل در خواب
کہ چناں تازہ و خوش وقت سحر می خندد

جائے خندہ است کہ در پیش تو میخندد نا
تو شکر خندی و او خون جگر می خندد

سر افلاک بنظارہ دنداںت بگشت
کیں چہ پروین است کہ بر شمس و قمر می خندد

۱۹۶	دی زمانے کہ تو در روئے حسن خندیدی خلق گفتند کہ از شادی زر می خندد	۹

منم از یار جدا ماندہ و دل دادہ بباد
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے
گفتی آں یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد
دل شیریں نخور و نیم جوئے غصہ اگر
نامرادی جہاں بر دل خود خوش کردم
چشم او عین بلا گشت و مرا ناوک درد
حق بدستم بود ار دم نزنم در غم او
داد چوں خواہم ازاں شاہ کہ دوراں عمش

ایں چہ روزست کہ دشمن بہ چنیں روز مباد
وہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد
من نہ پندارم و واللہ کہ نمی آید یاد
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فرہاد
اگر او را ز من دل شدہ اینست مراد
ہم ازاں چشم رسیدست کہ چشمش مرساد
غم او ہمدم جانست بروں نتواں داد
پست کردست چو دیوار دلم را در داد

۱۹۷	حسن ار خون دل از دیدہ فتادت سہلست دل بتقدیر خدا نہ چہ تواں کرد فتاد	۵

یاد تو جمعیت جان پریشاں بس بود
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند
سنبلہ برمہ چہ میسائی و سنبل بر سمن
گفتیم چوں زلف من ہر سوے میلے افتدت

درد تو دارو ے جمعے سینہ ریشاں بس بود
تو تیائے گرگ گرد راہ ہیشاں بس بود
زیور خوباں ہمیں خوبی ایشاں بس بود
گر عتابے میکنی ایں یک پریشاں بس بود

تا حسن معشوق خویشت خواند از خویشاں برید

۱۹۸	عشق خویشاوند شد پیوند خویشاں بس بود	۵

دوش جاناں تا سحر با جانِ من دمساز بود
هر قدر با را نیاز اندر سرِ او ناز بود

کردم آہنگ درش تا خاک راہ او شوم
آں رہے بر اہلِ و آں آں ہنگ ہم بر ساز بود

شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم
پاسبانان خفتہ و درہائے رحمت باز بود

لعل میگونش مرا زد طعنہا چوں سنگ سخت
اے عفا اللہ می نخوردہ ایں چنیں سنگ انداز بود

۱۹۹	در خمِ معنی حسن را شیرۂ نور یخت عشق شیرہ از خمخانہ مستے کہ در شیراز بود	۷

دوش دستم بسر گیسوئے آں ماہ رسید
ہر چہ دل خواستہ بو دست بدخواہ رسید

سالہا دل شب گیسوئے ترا جست و نیافت
ایں شب تیرہ ام آخر بسحر گاہ رسید

چشم تاریک من از طلعت او شد روشن
دیدہ از پرتو آں روئے بیک ماہ رسید

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

یک سحر آہ زدم از سرِ نومیدی خود
ایں ہمہ دولت امیدم ازاں آہ رسید

خواستم کو برسد منت غیرے بنود
آنچہ می خواستم المنتہ للہ رسید

۲۰۰	حسن امروز سر اندر قدمِ یار آورد اے خوش آں بیدق مقبل کہ بدیں شاہ رسید	۷

ما قصہ نوشتیم بسلطاں کہ رساند	جاں ساختہ کردیم بجاناں کہ رساند

مرغان غریبیم اسیر قفس ہجر
مارا ز قفس باز بہ بستان کہ رساند

حال من مسکیں بدل آرام کہ گوید
درد دل موراں بہ سلیماں کہ رساند

بوئے سر آں زلف دریں کلبہ آرد
پیراہن یوسف سوئے کنعاں کہ رساند

اگیرم چو سکندر ہمہ جائے رسدم دست
پایم بسر چشمۂ حیواں کہ رساند

گفتی کہ مرا حال دل خویش نگوئی
من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند

۲۰۱

جاں می طلبد یار و حسن منتظر آنک
ایں مژدۂ جاں بخش بجاناں کہ رساند

۷

مرا ہوائے گل از روئے یار یاد دہد
نسیم صبح ز بوئے نگار یاد دہد

تنم ز روئے برانداخت پردہ نیست کسے
اکہ بلبلاں را از نوبہار یاد دہد

بیک نظارہ ازو قانعم کرا زہرہ
اکہ ذکر بوسہ کند یا کنار یاد دہد

براوج منظرش آں فاختہ نکو بنشست
مگر بنالد و زیں دوستدار یاد دہد

سگِ درش شدہ ام سالہا چہ باشد اگر
شبے درآید و آں روزگار یاد دہد

کجاست مطرب پارینہ تا حریفاں را
سرود گوید و ایام پار یاد دہد

۲۰۲

حسن بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے
بدیں بہانہ ترا پیشِ یار یاد دہد

۹

ہر دل کہ در حمایت آں دلربا رود
کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود

دلہائے عاشقاں ہمہ ہمراہ دلبرست
خوش لشکرے کہ در پئہ بادشا رود

خوش وقت آنکہ صبحدمے یار در برش
خواہم کہ دست بوسم و در پایش اوفتم
اے مردم دو دیدہ یکے گرد ما بر آئے
داری تو زخم تیغ رواں، ما سر شک خوں
باران رحمتی تو و ما در دعائے تو
قاصد تو باز گرد کہ امکان ندارد آنک

خنداں چو گل در آید و خوش چوں صبا رود
ترسم کہ جاں میانۂ ایں دست و پا رود
باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود
روزے میان ما و تو ایں ماجرا رود
رحمت براں زباں کہ براو ایں دعا رود
پیغام ما بداں حرم کبریا رود

۲۰۳

گفتی حسن چہ بر در من جائے ساختست
او جز در تو جائے ندارد کجا رود

۷

کرا گویم کہ شبہائے فراق دوست باز آمد
تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ در گداز آمد
سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم
دگر بارم یکے اندیشۂ دور و دراز آمد
قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید
پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از ایاز آمد
بجز دلدار نپسندم دگر، اینست تدبیرم
بحمد للہ کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد
اجازت داد دوشم تا میان او ببر گیرم
طمع بسیاری کردم ولے با ہیچ باز آمد

جمال او تجلی کرد بر صحن چمن گوئی
کہ سبزہ در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۲۰۴	حسن دریوزہ وصل بتاں را از در دلہا نیازے میکند از نو ہمانا نو بناز آمد	۶

کسے کہ دل بچو تو شوخ خود مراد دہد
چو تو نہال بہر خانہ کہ بنشانند
بنہ زخاک در خویش بر سرم کلہے
چو جام وصل کشی سوئے من اشارت کن
تو آنچناں نہ کز بیکسانت آید یاد

مراد خویش چوں امید من بباد دہد
بجائے میوہ بلاہائے خانہ زاد دہد
کہ آں کلہ خبر از تاج کیقباد دہد
کہ جرعۂ بغریبان نامراد دہد
مرا کسے نہ کہ بر خاطر تو یاد دہد

۲۰۵	بہ ہیچ وقت نگردید کعبتین حسن چنانکہ مہرۂ امید را کشاد دہد	۷

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد
ہر کس از شاخ امید خویش برہا خورد و من
انتظار میوۂ خود میکشم تا کے رسد
آرزو دارم کہ حلوائے خورم از لعل او
او شکر را تنگ بر بستست حلوا کے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام
یارب آں دُرِّ گرانمایہ بدریا کے رسد
گفتی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید
جائے او جان منست ایں گو کہ اینجا کے رسد
آں یکے میگفت فردا خواہد آمد وقت صبح
خواب از چشمم برفت امشب کہ فردا کے رسد

۲۰۶	باز میگوید حسن ایں بیت از دوریٔ او باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد	۷

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد	گوئی کہ مسیح از در بیمار در آمد
تاریک شبے داشتم و تلخ حیاتے	ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد
بس عاشق بیدل بیک پرتو آنرو	جانش بسرا پردۂ انوار در آمد
بس عابد زاہد کہ بیک جنبش آں زلف	از خرقہ بروں رفت و بہ زنار در آمد
پار آنکہ بُد استاد دلستان طریقت	امسال بشاگردی استاد در آمد
یک خانہ گرفتم بسر کوئے سلامت	غوغائے غمش از در و دیوار در آمد

۲۰۷	یک چند بروں شد حسن از مجلس مستاں دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد	۷

ترک من گر پردہ برگیرد جہاں غارت شود	ور بخند د زحمت دین نقد جاں غارت شود
ماہ ہر شب با رخ زیباش بازد نرد لاف	چوں سحر شد مہر ہاش از آسماں غارت شود

دل بجست از عہد من عیش ہمہ آوارہ شد
عقل را ضبطے نماند از دل بروں افتاد راز
بر در ہر خانہ دی در شہر کردند ایں ندا
یار ترسا شد و لے ترسم کہ مشتے بے نمک

ہر کہ نقد قلب زد لا بد دکاں غارت شود
شحنہ چوں مغلوب شد دہ در زماں غارت شود
ہر کہ عاشق گردد او را جان و ماں غارت شود
شورے انگیزند و حلوا درمیاں غارت شود

۲۰۸

غوریانہ غارتے کن شکر مصریش را
بارگی باید حسن تا سیستاں غارت شود

۷

ہر کہ ز اصحاب سخن نبود سخن داں کے شود
ایں کہ ابر از آسماں بارد اگر بارد گلاب
خوف "من احببت" در اسرار منزل خواندہ اند
در رہ حق عارفاں راہست خلوت خانہ
اہل دل دانند دُر افشانی ز درج معرفت
از سخن دزدی نیارد شد کسے صاحب سخن

آنکہ از گرد ے گریزد مرد میداں کے شود
آنچہ خارستاں بود ہرگز گلستاں کے شود
تا خدا ندہد ہدیٰ کافر مسلماں کے شود
آنکہ محروم ست از آں رہ محرم جاں کے شود
آنکہ دُر جاں دزد باشد او دُر افشاں کے شود
دیو اگر انگشتری دزدد سلیماں کے شود

۲۰۹

از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

۷

آں سرو قدانے کہ چو گل خندہ زنانند
در وعدۂ وصل ارچہ ہمہ تلخ مزاجند
کشتہ شدگان لب خونخوارۂ محبوب

بس سنگدلانند اگر سیم تنانند
در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند
تا روز قیامت ہمہ رنگیں کفنانند

چندیں چہ زخانہ طلبی دل شدگاں را
از چاہِ زنخدانِ بتاں در گذر اے دل
در جعد شکن بر شکن افتادہ چہ پیچی
کاں قوم خرابی طلبِ بے وطنانند
مفریب بداں بوئے کہ مشکین رسنانند
ہشدار کہ آں طائفہ توبہ شکنانند

۲۱۰

منگر حسنؔ آں ذوق شکر خندۂ خوباں
کز غمزہ خونیں ہمہ شمشیر زنانند

۷

دلم خوں کرد دلدارم، چنیں دلداری دارد
دریں اندوہ کز عمرم مراجاں دادن آسانست
رقیباں چارۂ کارم ہمیسازند ہمواره
سگ کویت اگر خصمی نمود اہلِ خصومت را
ندید ایں چشم من یکروز روئے عیش لیکن امشب
دلم بر بستر عشقت بیاد وصل و داغ غم
بصد غم میکند خوارم چنیں غمخواری دارد
طریق صبر می ورزم ولے دشواری دارد
ولے بختِ من بیچارہ ناہمواری دارد
بما ہمرہ کنش یارا کہ باما یاری دارد
ز شادی خیالت عزم شب بیداری دارد
گہے زندہ است و گہ مردہ چنیں بیماری دارد

۲۱۱

حسنؔ را حال درہم شد طبیباں ترک مرہم گو
علاج تو چہ کار آید کہ زخم کاری دارد

۷

دردے کہ دراو دوا نگنجد
وصلت بدعا چگونہ خواہم
مستانہ زنیم سر بپایت
عشق آمد و عقل رخت بربست
جز در دل مبتلا نگنجد
چوں نام تو در دعا نگنجد
در طاعتِ ما ریا نگنجد
یک شہر دو بادشا نگنجد

جاں چیست چو ما بگانہ گشتیم	بیگانہ میانِ ما نگنجد
با تو غمِ اہل بیت نتواں	یک قافیہ در دو جا نگنجد

۲۱۲ جائے تو ورائے وہم و فہمست
آنجا حسنؔ علا نگنجد ۶

انوار تو در نظر نگنجد	آثار تو در خبر نگنجد
عشق تو چو حور اے پری رُخ	در حوصلۂ بشر نگنجد
راہِ تو رہِ مجرّداں است	با مُرغ تو بال و پر نگنجد
گفتی ز در دگر سخن گوئے	آنجا سخن دگر نگنجد
خاک در تو چہ چشم داریم	آں سرمہ درین بصر نگنجد

۲۱۳ من بندہ حسنؔ چگونہ گویم
حرفے کہ بگفت در نگنجد ۷

اوصاف تو در زباں نگنجد	اسرار تو در بیاں نگنجد
سودائے لب تو چوں تواں پخت	کاں لقمہ دریں دہاں نگنجد
گر نسبت گل کنم بروئیت	گُل در ہمہ بوستاں نگنجد
ور وصف رخت کنم بخورشید	خورشید در آسماں نگنجد
جاں پیش کشم چوں تو در آئی	در خلوتِ یار جاں نگنجد
عشقِ تو درونِ جانِ درویش	ملکیست کہ در جہاں نگنجد

۲۱۴	با من تو یکے شوی حسنؔ گفت نا اہل دریں میاں نگنجد	۶

بازامروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد
شنعت و شورش دوشینہ زسر خواہم کرد
وجہ عیش و طرب از روے بتاں خواہم ساخت
خرقۂ ہستی ازیں نقش بدر خواہم کرد
سبب رقص گواہی من ار نشنوند
من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد
ملک معنی ز دلِ زندہ دلاں خواہم جست
علم از عالم ایں طائفہ بر خواہم کرد
از سر زلف بتاں بند قبا خواہم ساخت
وز خم گیسوے شاں بند کمر خواہم کرد

۲۱۵	نیکواں ہر چہ کنند اے حسنؔ اندر حق تو بد مکن دل کہ ترا نیز خبر خواہم کرد	۱۰

حکایت شب ہجراں یار نتواں کرد
شکایت ستم روزگار نتواں کرد
بداں کہ یار ز ما دوری اختیار کند
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد
سپاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم
برائے غم گلۂ زاں نگار نتواں کرد
دوائے درد دل از کس نمیتوانم خواست
چرا کہ راز نہاں آشکار نتواں کرد
کنار کرد بیکبار خواہم از دیدہ
کہ در میانۂ دریا قرار نتواں کرد
نخست زر زدم از دیدہ پس شدم عاشق
کہ مایہ تا نبود ہیچ کار نتواں کرد
اگر چناں کہ چنیں دل ز خلق خواہی برد
بگرد کوئے تو دیگر گذار نتواں کرد
بوصل میدہدم وعدہ غمزہ ات لیکن
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

مگر ترا بکنار آورم شبے ورنہ | بہ بوسہ از دہنت اختصار تواں کرد

۲۱۶	ز آب دیدہ حسنؔ را کنار جیحوں شد سزائے او بہ ازیں در کنار تواں کرد	۵

ز چشمت چشم آں دارم کہ از چشمم نینداز د
زکات چشم چشمے کن بسوئے چشم از رحمت
رواں گردید بے چشمت ز چشم چشمہائے خوں
ز چشمت چشم برگیرم چو چشمت گوشہ گیرم

بچشمانت کہ چشمانم بچشمان تو می ناز د
کہ چشمم را بجز چشمت دگر چشمے نمی ساز د
اگر چشمم تو چشمم راز چشم خود نینداز د
کہ با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می باز د

۲۱۷	حسنؔ تا دید چشمت را بچشمت ہر زماں چشمے بچشمک میزند چشمے اگر چشم تو بنواز د	۷

ماہِ من از مشرق جمال برآمد
عشق تواں باخت برابروئے معشوق
خوئے چو ستارہ زرخ بروں زدہ گوئی
صبح حے فال نیک چشم از افلاک
خسرو عادل علائے دنیا و دیں
بخت چو زد سکہ عمر و مملکتش را

اخترم از خانہ و بال برآمد
عید تواں کرد چوں ہلال برآمد
کوکبۂ ماہ باکمال برآمد
طالع شاہ خجستہ فال برآمد
قرعہ دولت ہزار سال برآمد
ہر دو طرف نقش لایزال برآمد

۱۱۸	ورد حسنؔ شد فرید فضل و جلالش آں ہمہ از فضل ذو الجلال برآمد	۷

روئے گل از ہوا نمے دارد	پشت شاخ از صبا خمے دارد
مرغ ہر بامداد نالۂ زار	از چہ دارد مگر غمے دارد
باغ بنگر دروں و بیروں خوش	ہمچوں من وقت خرمے دارد
گرچہ امروز فاختہ بر بام	صدق و ہیجع دمادمے دارد
ساقیا خیز و مے بدہ کہ حسن	سر ایں گفت و گومے دارد
دلش آسودہ از غم عالم	تا چہ آسودہ عالمے دارد

۲۱۹

کعبۂ دیں علائے دنیا انک
ہر کفے ہمچو زمزمے دارد

۷

باز گل روئے خویشتن بگشاد	بلبل مست را سخن بگشاد
دل مرغاں بسبزہ آرامید	چشم نرگس بیا سمن بگشاد
صبحدم مے وزید بادے خوش	گل گریبان پیرہن بگشاد
بت من چوں بباغ شد گوئی	درے از خلد بر چمن بگشاد
باز خندہ زناں چو رفت بشہر	گریہ از چشم مرد و زن بگشاد
رازِ عشقت نمی کشادم من	چکنم آبِ چشم من بگشاد

۲۲۰

حقہ در کہ بستہ بود لبش
ہمہ از دیدۂ حسن بگشاد

۶

دل من جز ترا نمی خواہد	بے بقایت بقا نمی خواہد

حاجئی کو طواف کو تیو برد
آنکہ بیمار نشتر عشق است
ما دعا میکنیم لیکن بخت
من ہمی خواہم و تو میخواہی

حج خود را روا نمی خواہد
رنج خود را تشفا نمی خواہد
حاجتِ ما روا نمی خواہد
چکنم چوں خدا نمی خواہد

۲۲۱

حسن ار جان دہد ترا بپذیر
می بہ بخشند بہا نمی خواہد

۷

باز گل از باغ رفت باد صبا میرود
خیلِ چمن میرود آمدنش از چہ بود
رفتن او چوں کہ دید واں قدِ بالائے او
اے گل دلہا دمے عیش من از روے خویش
نالہ شد از حد بروں درد نرفت از دروں
دوست رسید و فزود حسرت ما آنچہ بود

آب دو چشمم روانست آب چرا میرود
بر من از ین رفتنش وہ کہ چہا میرود
سرو بشمشاد گفت ایں چہ بلا میرود
تازہ چو گل کن کہ عمر ہمچوں صبا میرود
تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود
آمدنش چوں گلست آمد و وا میرود

۲۲۲

ہر چہ ز تو میرود بر حسن آں شاکر است
حمل وفا میکند گرچہ جفا میرود

۷

درد ما را ہمو او دوا داند
دل دیوانگاں بگیسوئے اوست
تحفۂ ما فرو نمی خواند

اگوست ور مان ہر کہ درماند
کیست کاں سلسلہ بجنباند
آنکہ در مکتبش فرستاند

لشکر عشق او بلائے خداست	ایں بلارا کہ باز گرداند
گر بدریا در افگند مارا	سوز ما شور او فروشاند
عقل ما مرد عشق او شدنی	گربہ با شیر پنجہ نتواند

٢٢٣	حسن از پیش چشم او بگریز ترک مستست و تیغ میراند	٧

دلا بے وصل جاناں چوں تواں بود	گر او جانست بے جاں چوں تواں بود
مرا گو یند صابر باش بے دوست	چہ بے او بودنتواں چوں تواں بود
حدیث عشق ما صحرا اگر فتست	بکنج خانہ پنہاں چوں تواں بود
چو گل در جلوہ شد بلبل ہمیگفت	کہ اکنوں بے گلستاں چوں تواں بود
اگر نبود نمکدان لب تو	بخوان خلد مہماں چوں تواں بود
چہ آید پاکشاں زلف چو زنار	دراں خانہ مسلماں چوں تواں بود

٢٢٤	حسن معشوق آں دارد زخوباں بگو آں خود کہ بے آں چوں تواں بود	٧

گر خط شبگونت گرد ماہ برآید	از دل تفتہ ہزار آہ برآید
شحنہ شہر ار کند تفحص خوباں	ہر طرف آواز دادخواہ برآید
دوش چو طالع شدی شمع بگفتم	شمع چہ حاجت بود چو ماہ برآید
در برہے بگذری بسایۂ قدت	طوبے دیگر میان راہ برآید

مصلحتم را نظر بمرحمت نست — کار رعیت بلطف شاہ برآید
گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خوے — صد سمن از بیخ ہر گیاہ برآید

۲۲۵
سوئے زنخدانت بر کلالہ مشکیں
تا دلِ مسکیں حسن زچاہ برآید
۷

بوئے راحت درہمہ عالم نماند — آدمیت در بنی آدم نماند
چند پرسے از نکو نامے ازانک — نیک نامے درہمہ عالم نماند
ماندہ ام بایک دل صد جاے ریش — چوں کنم کاندر جہاں مرہم نماند
مردم از غم چوں رہِ انصاف رفت — بیژن از چہ کے رہد رستم نماند
یک نفس درکار بود آں ہم گسست — نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند
باکہ خواہم دم زدن از محرماں — محرمیت را چو یک ہمدم نماند

۲۲۶
حال محرم بشنو از بندہ حسن
درہمہ عالم چو یک محرم نماند
۷

چنیں کاں تازہ گلنار آفریدند — نمودے از رخِ یار آفریدند
چو باغ حسن او گلہا بروں زد — زیک گل ہشت گلزار آفریدند
شبے تارے ز زلف یار سر زد — ہماں شب مشک تاتار آفریدند
مگر وصف لب او خواست گفتن — کہ طوطی را شکر خوار آفریدند
ز بویش چشم تیرہ روشنی یافت — مگر یوسف دگر بار آفریدند

تو اے زاہد عزیز و پارسا باش	حسن را خوار مے خوار آفریدند

۲۲۷	نزیبد عاشقاں را پارسائی کہ ایشاں را گنہگار آفریدند	۵

مرا یکروز دیدارت بہ از صد روز عید افتد	مباد اگر تو برگردم ہمہ عیدم وعید افتد
دعائے گفتن و دادے شنیدم آرزو دارم	کرم کن پیش ازاں کیں کار در گفت و شنید افتد
تو گر از ناز تیغ خود نیالائی بخون من	میان کشتہا افتم مگر نامم شہید افتد
مبارک روئے تو باآں جمالِ بیش زاندازہ	بداں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

۲۲۸	حسن از تو نظر ہا چشم میدارد اگرچہ تو نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد	۷

دل در غم رخت کہ ہمسر درد می شود	درمان درد من چہ تواں کرد می شود
گہ گاہ نرگست نظرے می کند بمن	شک نیست آنکہ مست جوانمرد می شود
از رشک رنگ چہرہ تست آنکہ آفتاب	ہر روز سرخ می شود و زرد می شود
دعوی حسن طلعت تو می کند ہمے	ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود
اے آفتاب مشرق میداں بگرد گوئے	چندیں مگر د گوئے تو بر گرد می شود
عشقت بسوئے شہر و دہ آوردہ میبرم	شہرے چو من فدائے رہ آورد و می شود

۲۲۹	در عشق روز خواب و خورم آگہے نبود بندہ حسن زہر دو جہاں فرد می شود	۷

چشم مستت قصد ہشیاری کند	دم بدم در پردہ خونخواری کند
در مسلمانی روا باشد کہ او	بیگناہے مردم آزاری کند
کافر زلفت سرش ببریدہ باد	روز ما را چوں شب تاری کند
باکمند زلف ترک چشم تو	ہر شبے تا روز عیاری کند
از خطا باشد کہ با خاک درت	خود فروشی مشک تاتاری کند
از فراقت جاوداں رستم اگر	دلبر او وصل تو آہم یاری کند

۲۳۰	در فراقت خوں ہمی گرید حسن وائے اگر او گریہ و زاری کند	۵

باز جانم را غمے سخت افتاد	خون دل چوں بادہ یک لخت اوفتاد
چہرۂ امیدم از نطع مراد	ہمچو رُخ بر گوشۂ تخت اوفتاد
چوں شود حالم دریں سیلاب غم	ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد
صبر گم، دل غائب، و دلدار دُور	بخت ما بنگر چہ بد بخت اوفتاد

۲۳۱	اے حسن مردانہ بر سختیٔ عشق دل بنہ کیں واقعہ سخت اوفتاد	۶

چشم تو گرچہ میکشد عاشق و نازمی کند	عاشق خستہ ہمچناں عرض نیاز می کند
قبلۂ عاشقاں توئی ہر کہ سجود بندگی	جز برخ تو می کند سہو نماز می کند
در نظر محققاں راہ زن مخالفت	خواجہ کہ از رہ ہوا عزم حجازی می کند

مرغ دل شکستگاں یار گرفت و صید کرد
باز خوش آمدش اگر صید کہ باز می کند

بر لحد سبکتگین بگزر و حال او ببین
خاک شدست ہمچناں یاد ایاز می کند

٢٣١

وی حسن شکستہ را بندۂ خویش باز خواند
لطف نگر کہ آن شہ بندہ نواز می کند

٦

دیر شد یار من بہ من نرسید
بلکہ بوئے ازاں چمن نرسید

یوسف من ز من جدا افتاد
دیدہ خوں گشت و پیرہن نرسید

ہر کہ نامد ز خویشتن بیروں
او بمقصود خویشتن نرسید

دوش قربان عشق می گشتم
چکنم ترک تیغ زن نرسید

بہ تمنائے گیسوئے و ذقنش
در چہ افتادم و رسن نرسید

١٣٢

عالمے مست شد ز جام لبش
جرعۂ حصۂ حسن نرسید

٦

گرت روم بہ فدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جاں تو باد

بہ بوئے وصل تو کے پروریم جاں در تن
کہ آفرین خدا بر تن و رواں تو باد

از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں
کہ حادثات جہاں دور ز آستاں تو باد

مرا سریست بلاکش و گر قبول افتد
فدائے پائے سگِ کوی پاسباں تو باد

ہزاراں سرے کہ دراں سر ہوائے عشق نبود
چو راہ خاک فتادہ بر آستاں تو باد

بمرحمت نظرے کن تو بر حسن اے دوست

۲۳۳	کہ درغمِ توچناں شد کہ دشمناں تو باد	۷

فلک باکس دلِ یکتا ندارد
درخت دہر سرتا پاے خار است
جہاں از مرد میہا مرد ماں را
دریں کوار کسے سرکہ فروشد
کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت
کسے کا ینجا مربع می نشیند

زصد دیدہ یکے بینا ندارد
توگل میجوئی او اصلا ندارد
نویدے میدہد اما ندارد
مرنج از وے کہ او حلوا ندارد
بباغ ہشت در ماوا ندارد
دراں ایواں ہماں خود جا ندارد

۲۳۴	حسن آخر چرا اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۵

زہر کہ رایحہ روح بخش جو د آید
ازاں تراز عدم در وجود آورد نند
کسے کہ قاف قناعت وطن چو عنقا کرد
گلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است

بر آستان درش شیر در سجود آید
کہ از تو مردمے وجود در وجود آید
کجا دگر بدو عالم سرش فرود آید
کجا برم قصبے را کہ بوئے دود آید

۲۳۵	حسن زنیک و بد روزگار شکوہ مکن خوشست ہرچہ کہ از واجب الوجود آید	۱۰

باغ خوبی تو از سر تازہ شد | خطِ تو چوں سبزہ ترتازہ شد

سایۂ قدِ تو بر بستاں فتاد
رونق سرو و صنوبر تازہ شد

روئے تست آں گل چو از خوئے گشتہ تر
یا بہشت از آبِ کوثر تازہ شد

زلف جاں ار بر بہ بستی گرد سر
زندگانیٔ من از سر تازہ شد

گل زرشک روئے او پژمردہ بود
در عرق چوں دید از سر تازہ شد

بوئے گیسویت بعطاراں رسید
روزگار مشک و عنبر تازہ شد

در چمن میرفت دی خندہ زناں
از دہانش غنچۂ تر تازہ شد

خط دیگر تازہ کردی گرد لب
جان خلقے بار دیگر تازہ شد

یک سخن از لعل او ہر کو شنید
در دلِ او میل شکر تازہ شد

۲۳۶

مرحسن را در دل ایں عشق آتش است
ریش چندیں سالہ بنگر تازہ شد

۷

من باز بادہ خوردم رسم گذشتہ نو شد
تسبیح بیع کردم سجادہ ہم گرو شد

زاہد کہ گفت از مے یکقطرہ ہم ننوشم
چوں دوست گشت می کش سجادہ اش گرو شد

صوفی بخلوت اندر میزد نہفتہ رقصے
چوں شمع گشت پیدا پروانہ گرم رو شد

صندوق سینہ در رہ بستم ولیک ناگہ
دردِ کہن بروں زد عشق قدیم نو شد

بازار زاہدی را خمار گشت شحنہ
ہر جرعۂ بصد جاں تقویٰ بہ نیم جو شد

بردیم گوئے معنی بیروں ز ہفت میدان
ایں رخش ہمت ما یارب چہ دور دو شد

۲۳۷

بکشا حسن ازیں پس درج سخن بہ ہر جا
شہرے شدہ سخن چیں واں بت سخن شنو شد

۵

سورۂ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بدید
"انبت اللہ نباتاً حسناً" گفت وگذشت
"زادك اللہ جمالاً" نتواں گفت کہ نیست
خستگانِ غمِ عشق تو فقیر ند و غنی

"قل ھو اللہ احد" خواند و باخلاص دمید
خضر انگہ کہ بگرد شکرت سبزہ بدید
بجمال طرب افزائے تو امکانِ مزید
تشنگانِ لب لعل تو شقی اند و سعید

۲۳۸

اے خوش آں ساعتِ میموں کہ بگویند حسن
کہ فلاں عاشق بیچارہ بمقصود رسید

۵

غمت را جائے جز در جان نباشد
غمت ہر گہ کہ می آید بیا گو
غریبے دوش می نالید و میگفت
طبیبے را حدیث عشق گفتم

من از جاں فارغم گر آں نباشد
در درویش را درباں نباشد
شب عشاق را پایاں نباشد
بگفت ایں درد را درماں نباشد

۲۳۹

حسن وصل تو میجوید محالست
گدا ہم کاسۂ سلطاں نباشد

۷

تا سرو ھرا سبزہ بگلزار برآمد
موجے کہ زوایں دیدہ زنا دیدن رویش
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز
در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش
کس نیست کہ مژدہ بردم سوئے حریفاں

بس نعرہ و فریاد ز گلزار برآمد
در بستہ بدم آب ز دیوار برآمد
بخت من بد روز ہمہ خار برآمد
فریاد ز سجاد و زنار برآمد
کاں مست انا الحق بسر دار برآمد

آں ماہ کہ دراوج عرب بود طلوعش
ناگہ شبے از زاویۂ غار برآمد

(۲۴۰)
ہاں اے حسن اندر رہِ عشق تو فروشد
چوں نام تو امروز دریں کار برآمد
(۷)

خورشید بروئے تو چہ ماند
فردوس بکوئے تو چہ ماند
خورشید بکام زرد رویست
آں روئے بروئے تو چہ ماند
مہ ہم بخسوف ہست بدرنگ
آں بدبہ نکوئے تو چہ ماند
شب گرچہ کہ ہست سربسر تار
آں تار بموئے تو چہ ماند
روئے تو بہ از ہزار خورشید
خورشید بروئے تو چہ ماند
بوئے گل اگرچہ دوست دارم
آں بوے ببوئے تو چہ ماند

(۲۴۱)
اے گم شدہ یوسف حسنؔ تو
آں دوست بخوئے تو چہ ماند
(۷)

دوش از دم من باد صبا را کہ خبر کرد
وز نالۂ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد
سرگشتگی حال مرا تا نفس صبح
شب محرم سر بود صبا را کہ خبر کرد
من بودم و کنجے و حریفے و سرودے
غم را کہ نشاں داد بلا را کہ خبر کرد
یک صوت حزیں شب ہمہ شب مونس ما بود
ایں نعرہ زناں حیّ علیٰ را کہ خبر کرد
عقل آمد و گفتہ ز غم دوست مشوخوش
زیں وقت خوش آں دشمن ما را کہ خبر کرد
گفتم کہ نیندیشم از اندوہ خود امشت
اندیشۂ اندوہ فزا را کہ خبر کرد

در آتش و در آب فگنند حسنؔ را

علہ در جمیع نسخ بہ ہمیں طور است

۵	اے سینہ وائے دیدہ شمارا کہ خبر کرد	۲۴۲

سر زلفش اگر کشادہ شود
کار ہا سر بسر کشادہ شود

زلفش از مشک مشک از خونست
خوں بخونِ جگر کشادہ شود

روے من دید خندہ کرد آرے
ہمہ تنگی بزر کشادہ شود

دل تنگم ز خندہ اش بکشاد
دل بہ لعل و گہر کشادہ شود

۵	در دولت گرفتہ باش حسنؔ تو چہ دانی مگر کشادہ شود	۲۴۳

النثار اے دل کہ دلبر میرسد
ماہِ اندک سال من در میرسد

بخت من مے خواند روئے دوستیش
بخت بیں ناخواندہ بر سر میرسد

خود چہ میگویم بنام ایزد چو گل
گر نکو رفت او نکو تر میرسد

چیست ساغر کلۂ بازار عیش
کلۂ رنگیں کن کہ ساغر میرسد

۵	اے حسنؔ بے وقت توبہ میکنی توبہ بشکن وقت گل در میرسد	۲۴۴

درد او دود از دل من میکشد
مرغ جاں را از نشیمن میکشد

گفتۂ چندیں دم از شوقم مکش
چوں کنم جاناں دل من میکشد

بندہ کو بیت ما من خود ساختہ
رخت ایماں را بیا من میکشد

لے سقف خانہ و ہر چیز کہ بمنزلہ سقف باشد، وخیمہ وغیرہ سے چہرہ

ہر کہ خورشید رخت دید اے صنم	رُو بسجدہ چوں برہمن میکشد

۲۴۵	چوں حسن را از تو امیدے نماند پائے نومیدی بدامن میکشد	۵

گر ز زلفت بندے از ہم بگسلد	بند بند عاشق از ہم بگسلد
زلف دلبند تو یارب مگسلاد	زانکہ صد دل زیر ہر خم بگسلد
عقلہا بگسست از عشقت بلے	ہر چہ نا محکم ز محکم بگسلد
گر نہ پیوندی تو با من ہفتۂ	ہفت پیوند من از ہم بگسلد

۲۴۶	مرحسن را بر در خود جائے دہ تا بیکبار از دو عالم بگسلد	۷

یار در انجمن نمی گنجد	نام او در دہن نمی گنجد
تا بخون من آستیں برزد	بندہ در پیرہن نمی گنجد
ہر کرا عشق او بمیرانید	او خود اندر کفن نمی گنجد
تا رخش را بگل صفت کردم	گل میان چمن نمی گنجد
دہنش را بغنچہ کردم وصف	غنچہ در خویشتن نمی گنجد
بلکہ ہیچست آں دہن زیراک	ہیچ در فہم من نمی گنجد

۲۴۷	حُسن او بے حدست اوصافش در ضمیر حسن نمی گنجد	۷

ہر کہ در شہرِ رہ بلا خُسپد	بہ کہ از چوں توئے جدا خُسپد
خال تو بر زنخ چہ تکیہ زند	طفل نزدیک چہ چرا خُسپد
سر و پیشت قدم نیارد زد	گوئیا کش ز باد پا خُسپد
دل ز گیسوئے تو بر انگیزم	چند در سایۂ بلا خُسپد
عافیت را چگونہ دارد چشم	انک در کامِ اژدہا خُسپد
گیرم از بند زلف تو بجہم	چشم بدمست تو کجا خُسپد

۲۴۸

جز بخوابت حسنؔ نہ بیند لیک
کے گذارد غمِ تو تا خُسپد

۷

باز فصلِ بہار می آید	ہمہ اسباب کار می آید
بوستاں باز مشک می بندد	کہ صبا مشکبار می آید
مرغ بانگ جرس کُند آرے	کاروان بہار می آید
پائے گل از پیادگی در ماند	سرو بارے سوار می آید
شاخ گلبرگ کرد ریختنی	شادی انک یار می آید
یار با دور باش ناز خوشست	کہ چو شاہاں بیار می آید

۲۴۹

حسنؔ از یاد دوست خوش کن عمر
عمر بے او چہ کار می آید

۷

خوبی تو ترا وفا نباشد	در تیرہ دلت صفا نباشد

سلطان بتاں عہدی امروز
در عہد بتاں وفا نباشد

چشمت جگرم بدوخت آرے
ترک از ترکی جدا نباشد

طعنے زدۂ گلہ چہ آرم
گر تیر زنی خطا نباشد

کامے چو منے روانہ کردی
این از چو توئی روا نباشد

عقلم شد و عشق ماند آرے
بیگانہ چو آشنا نباشد

۲۵۰	ناکس شمری ہمہ کساں را باشد کہ حسنؔ علا نباشد	۷

روے کہ تراست مہ ندارد
نقصاں تو ہیچ رہ ندارد

این کوکبۂ کہ ہم تو داری
خورشید نداشت مہ ندارد

فتنہ کہ از او خرد زند چشم
جز چشم تو خوابگہ ندارد

جاں در ولۂ تو ماند جانا
واللہ کہ جز این ولہ ندارد

زلفت کہ ہزار دل نگہداشت
ہرگز یک جاں نگہ ندارد

دل چارہ گر محبت تست
بیچارہ جز این گنہ ندارد

۲۵۱	درماند حسنؔ پناہ او شو کو جز درِ تو پنہ ندارد	۷

عالم چو توئے دگر ندارد
سروے ز تو تازہ تر ندارد

خوباں توکش و بتاں تو می بند
کیں حکم کسے دگر ندارد

دریائے ملاحتست رویت — خورشید بران گذر ندارد
چشم تو خراب کرد دو چشم — یامست بدو خبر ندارد
عاشق کہ در فتاد بیروں — بیروں ز درِ تو در ندارد
تا کے گوئی کہ رخت بردار — بیہودہ مگو کہ بر ندارد

۲۵۳

در مان دل حسنؔ بہ فرمائے
تا درد تو در جگر ندارد

۶

دل بہ بندِ زلف تو درمیرود — آتشے در بار عنبر میرود
تا تو چوں ماہے زچشم رفتۂ — ہر شبم از دیدہ اختر میرود
دل ہمہ زلف تو عنبر بوے یافت — ہم بداں بوائے صنم درمیرود
پائے صبر من فرو شد لاجرم — پا بہ پایہ عشق تو بر میرود
حسنِ پارینہ دوچنداں کردۂ — کار تو امسال بہتر میرود

۲۵۳

از نم چشم وتف سینہ حسنؔ
ہر نفس در آب و آذر میرود

۷

الوداع اے دل کہ دلبر میرود — رُوح بخش و روح پرور میرود
ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد — خور صفت کشور بکشور میرود
در پیش وہم سبک روبستہ ام — او ز وہم من سُبکتر میرود
گفتیم باب سخن بکشا برو — نے سخن درباب دیگر میرود

گرچو زر گویم سخن ہم سود نیست دل شد و صبر ست پا اندر رکاب	چوں سخن امروز در زر میرود رو کہ سلطاں رفت لشکر میرود

۲۵۴

در حسن بینید کز حسن وفا
دل نہ و دنبال دلبر میرود

۶

فصل نو روز ست و نو بر میرسد مرغ بے تاب است مالِ میوہ را بید من لرزانست ہر ساعت چو باد پائے بند ست ابں نے اندر روئے گل ابر از قوس قزح دارد کماں	غنچۂ نو خیز من در میرسد زانکہ از ہر شاخ بن بر میرسد درصف گلزار صفدر میرسد ابر خود بر آب دیگر میرسد لاجرم تیر شش قوی تر میرسد

۲۵۵

تاکہ ملک غنچہ شد ملک بہار
درخزانش بے عدد زر میرسد

۷

وقت آں آمد کہ گل بیروں شود باد بر خیزد و بروئے سبزہ تند کوہ از لالہ علم بر پائے کرد ابر چوں نوفل بگشت از عہد باغ شاخ میداند کہ گل خواہد شدن بادہ دہ زاں پیش کر دوئی ابر	گونہ گلزار دیگرگوں شود سبزہ از راہ چمن بکیسوں شود ہم کنوں دہلیز گل بیروں شود باغباں نشگفت گر مجنوں شود خویشتن کج می نہد تا چوں شود غنچہ را ناگہ درونہ خوں شود

۲۵۶

گر حسن را بر کشی چوں ابرِ باز
کار او گرداں تر از گردوں شود

۵

هر کرا از یاد تو مستی بود
نقل او ترکِ ہمہ ہستی بود

هر کہ با تو راست شد از خود برست
راستت این راستی رستی بود

اشکِ من در پات می غلطد بلے
آب را ہمت سوئے پستی بود

چشمِ تو بر حالِ من تر شد چہ شد
گریۂ مستاں ہم از مستی بود

۲۵۷

گر حسن افلاس می ورزد مرنج
مایۂ عاشق تہی دستی بود

۷

یار از صبرم جدائی میدہد
کارِ خوبے را روائی میدہد

زلف بر رُخ راست گوئی دیو را
با فرشتہ آشنائی میدہد

قد چوں نے شکرش را آسماں
رونقِ شیریں قبائی میدہد

شوقش از زر رخ و سیم سرشک
مفلساں را پادشائی میدہد

مردمِ چشمِ جہاں بین مرا
خطِ سبزش روشنائی میدہد

خط کشیدہ عاقبت بر حالِ من
دعوئی آرد دل گواہی میدہد

۲۵۸

تا بدو پیوست بیچارہ حسن
از دل و دینش جُدائی میدہد

۶

پیشتر آئے ماہ من پیشِ کہ ماہ دے رسد
دور مدار مے زمن راحتِ من دمے رسد
زاں مے لالہ گوں کزو گُل شگفد بہر زماں
فصلِ بہار تازہ کن پیشِ کہ ماہ دے رسد
خوں مرا چو خوے مریز اے گل نو رسیدہ ہاں
خون قرا بہ خورد مے تا زگل تو خوے رسد
غرہ رویت اے صنم گرچہ بحُسن نشر شد
غرہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد
خیز و زروئے یک دلی خوش دلئ بمار ساں
خود زسپہر دہ دلے ناخوشئ زپے رسد

۲۵۹

چشم حسن سفید شد در رہِ انتظار تو
بو کہ زچول تو یوسفے بوئے وفا بوے رسد

۸

اے رخت رشکِ مہِ زیبائے عید
روئے تو عید و لبت حلوائے اوست
روئے تو شمع شب افروز برات
از لب تو خلق را آشوب شہر
وصل تو عیدست و فردا وعدہ اش

در ہلالِ تست جانا جائے عید
چاشنی شرطست از حلوائے عید
شمع تو صبح جہاں آرائے عید
وز جمالت شہر را غوغائے عید
من چو طفلاں شاد بر فردائے عید

شیر خرما خواہی اندر عید ہست عید بالائے ہمہ شادی بود	اشک من شیر و لبت خرمائے عید شادئ دیدار تو بالائے عید

۲۶۰

امشب از طالع حسن را ساز نیست
تا طلوع روز شادی زائے عید

۵

دل پیش کش ناکردہ جاں در پیش جاناں کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیماں کے رسد
او بے من و من بے کسم از بے کسانِ مفلسم
آنجا رسم نے کے رسم مفلس بسلطاں کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راہِ خواب زد
جاں خانۂ چشمِ آب زد کاں یار مہماں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چوگانی شدہ
ابر آب در میداں زدہ تا او بمیداں کے رسد

۲۶۱

ہاں اے حسن رو دل بدہ وز ننگ و نام دل برہ
بر نامِ خوباں دل بنہ نامہ از ایشاں کے رسد

۷

مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد چو مہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں حدیث یوسف و یعقوب مختصر کردم	دو دیدہ در قدمِ اوست ہر کہ می آرد نشانے از مہ من در سفر کہ می آرد زغایبے بہ رفیقے خبر کہ می آرد

شب سیاه بپوشید راه بر قاصد	پیام صبح بمرغ سحر که می آرد
بجز صبا که درو بوے آشنائی ہست	نسیم یار بیاراں دگر که می آرد
کبوترے ز دل آرام میرسد اینک	ولیک نامه ندانم بسر که می آرد



حسن که بے خبرست از فراق می گوید
مراز غائبِ من یک خبر که می آرد



غمت به قصد من ناتواں چه می آید	ہم از تو شکر تواں گفت انچه می آید
کشید خواہم ہر سرکشی که خواہی کرد	زمیں نترسد کز آسماں چه می آید
لبے که بر دل من میکشد کماں حشمت	بداں که بر دلِ من آں زماں چه می آید
مگر که در قدمت خواہد اوفتاد اشکم	وگرنه از سرو دیده رواں چه می آید
ہزار نافۂ مشک است گرد گرد میانت	بگو نصیبۂ من زاں میاں چه می آید
سبک شدم ہمه از عشق روئے برگوئی	که بر تو ہر سخنِ من گراں چه می آید



قبول کن سخنانِ حسن که مقبول است
نه آنچناں که تو خواہی چناں چه می آید



نسیم از سرِ زلفِ تو تا نمی جنبد	رگِ حیات در اعضائے ما نمی جنبد
بخندی از دمِ سردم دریں شگفته نیست	که گل نمی شگفد تا صبا نمی جنبد
ہزار وعدۂ کژ داد زلف پیچانت	ہنوز سلسله اشش از وفا نمی جنبد
باشنائیت افتاده ام دریں غرقاب	تو دست ده که مرا دست و پا نمی جنبد

عه دلے چو سنگ تو داری ولیک حیرانم۔

حکیم چند نصیحت کنی دل مارا
سوار کشتہ کلہم را نظارہ کن کہ چہ فرس

کمن کز آب تو ایں آسیا نمی جنبد
ہمہ دواندو بندِ قبا نمی جنبد

۲۶۴

زہے حسن کہ اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوہ وقت تحمل ز جا نمی جنبد

۷

ہرگز خبرے یابم کاں گم شدہ باز آمد
در معرکہ ہجر دم امید کہ گوید کس
بنواخت مرا روزے چوں نامے چرا نالم
اے مہ سفر اول در موسم گل رفتی
یک نامہ فرستادم شوق دو رخت در وے
در آرزوئے زلفت خطے دو سہ افزوں شد

از آمدنش غم رفت آں رفتہ فراز آمد
آں غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
در بندگی آں لب کو بندہ نواز آمد
باز آئے کنوں آخر آں قابلہ باز آمد
مضمونش ہمہ عجز ست عنوانش نیاز آمد
تا عیب نفرمائی گر نامہ دراز آمد

۲۶۵

خورشید رخش تا شد از چشم حسن غائب
زاں سوز چو شمع انکم ہر شب بگداز آمد

۶

حال من یار نکو روئے نکو می داند
تو مپندار کہ دلبر ز دلت آگہ نیست
اہل دل صورت معشوق بہ برقے بینند
مصلحت نیست کہ پندم دہی اے خواجہ حکیم
قیمت آبحیات دہنش از ما پرس

دل ازو تا چہ بلا دید ہم او می داند
ہر کہ چوگاں بزند حالت گو می داند
پیر پیراہن فرزند بو می داند
ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند
تشنہ بادیہ قدر لب جو می داند

(۲۶۶)

درد دل پیش دل آرام چه گوئی چندیں
اے حسن خواہ بگو خواہ مگو می داند

(۷)

عشاق بے دلت راستی بجاں نباشد
چه از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں
طوبے ست قامت تو کوثر لب تو نے نے
گفتم لبے بمن ده دنداں نمود آرے
دادی امانت عشق از جاں قبول کردم
گفتی ز من جدا شو یا سر بنه برین در

با تو بجاں چه حاجت گر در میاں نباشد
بوئے که از تو آید در گلستاں نباشد
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد
حلوائے خوب رویاں بے استخواں نباشد
بارے که از تو آید هرگز گراں نباشد
اے من سر تو گردم ایں باشد آں نباشد

(۲۶۷)

در عشق تو حسن را اندیشه نیست از جاں
پروانه را در آتش پروائے جاں نباشد

(۷)

اے شده باز از بر ما همسر ما باز گرد
عزم ره کردی و دلهائے عزیزاں همرهت
تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمه ها
میروی سرکش چو ابر از چشم چوں دریائے من
چند چوں مه از همه دیوانگاں پنهاں روی
رفتی و از طنز گفتی کاے از ان دیگراں

گرچه در خوں پا فشردی هم بدیں پا باز گرد
میر خوباں همچناں با قلب یکجا باز گرد
گر به پرسش نائی از بهر تماشا باز گرد
اے ز قطره پاک تر آخر بدریا باز گرد
همچو خورشید درخشاں آشکارا باز گرد
من از ینها نیستم والله از انها باز گرد

گرچه نفرستی سلامے مر حسن را هیچ وقت

۲۶۸	هم سلامت در پناہ شاہِ والا باز گرد	۷

اے سحر آں نفس سحر نمائے تو چہ شد — صبح از راہ غلط کرد صفائے تو چہ شد
شب بریں کو کبہ کامد ہمہ آفاق گرفت — آنچناں خنجر آفاق کشائے تو چہ شد
پردۂ عیش مرا دست سحر گہ بنواخت — آخر اے مرغ سحر خیز نوائے تو چہ شد
اگر آواز دہل پست شد از کوفتگی — اے خروس ایں ہمہ آواز چو نائے تو چہ شد
دست چرخ ار بشکستند کہ سیارہ بخفت — آفتابے تو چہ می پائے و پائے تو چہ شد
منم از تیرہ شب خویش علی اللہ زناں — اے مؤذن تو کجا حی علائے تو چہ شد

۲۶۹	گبرم امشب ہمہ درہائے فلک بربستند حسن آں جنبش مفتاح دعائے تو چہ شد	۷

دوش بکویت گذرے اوفتاد — بے خطراں را خطرے اوفتاد
باز ہوائے توام از جائے برد — ناگہم آنجا گذرے اوفتاد
راہ قیامت سفر کوئے تست — وہ کہ قیامت سفرے اوفتاد
چشم تو ترکانہ در آمد بصید — دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد
گرچہ کماں سوئے دلم داشتہ است — تیر ازاں سوئے ترے اوفتاد
مست بد و خواب کناں لاجرم — زخم دگر بر دگرے اوفتاد

۲۷۰	چشم نہ زد حسن از چشم زخم ہم ز قضا ایں قدرے افتاد	۶

لہ بہ فتح اول و یائے مجہول دیوار بسیار بلند و سدے کہ پیش چیزے کشند۔ برہان

چکنم کہ سوئے عاشق گذریت می نیفتد
بفتادگی یاراں نظریت می نیفتد

منم اندر انتظارت کہ رہے بتو بیابم
چہ فتاد تا ازیں سو گذریت می نیفتد

زغمم کہ حد ندارد مہ من تراچہ روشن
چو دریں حدود ہرگز سفریت می نیفتد

قد تو چو نخل خرما ز تو دست خلق کوتہ
چکنم بریت چندیں چو بریت می نیفتد

زغم تو ہفت عضوم پر از آتشت بنگر
کہ زہفت دوزخ من شہریت می نیفتد

(۲۷۱)

حسن است مرغ دامت مکنش بہجر بسمل
کہ نکوتریت از وے دگریت می نیفتد

(۷)

باز از خط تو حجت خوبی تمام شد
باز آں بلا کہ خاصۂ ما بود عام شد

تخمے کہ بر امید تو کشتیم خاک خورد
دیگے کہ در ہوائے تو پختیم خام شد

عقلم کہ زیں بر ابلق ایام می نہاد
آخر بتازیانۂ عشق تو رام شد

اے خواجہ در محلت تقوی قرار گیر
در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد

انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال
خونش حلال و عمر عزیزش حرام شد

شاہے[۵] بتخت غزنی و صد شاہ بندہ داشت
عشقش چناں گرفت و غلام غلام شد

(۲۷۲)

در عاشقی بمیر حسن تا شوی تمام
نشنیدۂ ہر آنکہ بمیرد تمام شد

(۷)

خطے کز روئے یارِ من برآمد
امیدِ روزگارِ من برآمد

ز ابر دیدہ چنداں ریختم آب
کہ سبزہ از بہارِ من برآمد

۵ محمود غزنوی کہ ہزاراں غلام داشت

نگارم نقش ایوانِ بہشت است	دگر نقشِ از نگارِ من برآمد
مرا با خط خوبش بود کارے	بحمد اللہ کہ کارِ من برآمد
اگر خارے بپائے وقت من رفت	زدست دوست خارِ من برآمد
ہزار امید بود ست از درِ او	بہمت ہر ہزارِ من برآمد

۲۷۳	حسن گوید کہ مقصودِ دو عالم بیک دیدار یارِ من برآمد	۷

ہم یار بدست آمد ہم کار فراہم شد	المنۃ للہ کہ ایں ہم شد و آں ہم شد
سلطان جمالش را از خط و رخ رنگیں	ہم زنگ بجنگ آمد ہم روم مسلم شد
بکشاد لب شیریں شہرے بنشاط آمد	بنمود رخ زیبا خلقے خوش و خرم شد
یکچند مہ از رویش میزد بہوس لافے	چوں چند شبے بگذشت آں لاف زدن کم شد
اے شانۂ سر موئے مفگن ز سر زلفش	گز زخم زبان تو بسیار فراہم شد
احسنت زہے طالع زلف و رخ خوبش را	کیں قاتل دلہا گشت واں قبلۂ عالم شد

۲۷۴	بہر دل و دیں فتنے مے بود حسن غمگیں دل داو بدلبنداں زاں ہر ہمہ بے غم شد	۵

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند	سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
زدست گیری زلفت بپیام وصل بپایم	ولیکن اں سر رشتہ بدست ما کہ رساند
اگر بمن برساند زمانہ اں رخ خوبت	مو جہت سزا را بنا سزا کہ رساند

ے اگر خارے بپایم رفت بارے۔

تراز غیب رسیدست پادشاہی خوباں	حدیث بندہ مقبل بہ پادشا کہ رساند

۲۷۵	حدیث مفلسیٔ من کہ نیست حد و قیاسش بجملہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند	۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
اے ابر روئے گل بشوو ے گلِ دلِ بلبل بجو
بلبل تو صوتے نو بگو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قدِ او شوم با قدِ او چوگاں شوم
چوں گوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زیں پیش غم را دمبدم ہر جانِ من بودے ستم
اکنوں ازاں غمہا چہ غم چوں غمگسارم میرسد

۲۷۶	گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم با آں وہاں کانچہ از در شاہ جہاں امیدوارم میرسد	۹

خوباں شبِ دوشینہ کمیں ساختہ بودند	ما را بکمند ہوس انداختہ بودند
نقد دل ما پاک ببردند اگرچہ	از ابروے خود بازی کژ باختہ بودند
طالع شدہ بر تخت گہ حسن چو شاہاں	چتر سیہ از طرہ برافراختہ بودند
گہ عارض شاں غارت جاں کرد گہے زلف	بل روم و حبش ہر دو بہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند
آں کار براں طائفہ پرداختہ بودند

تا آخر شب فاختہ میگفت کہ کوکو
یاراں ہمہ شب ہمدم آں فاختہ بودند

بشناخت پدر یوسف خود را بہ نسیمے
اخواں بنظر دیدہ و نشناختہ بودند

اے محتسب ایں جنگ چہ می سوزی و بربط
آخر نہ کہ با سوختہ ہا ساختہ بودند

۲۷۷

تا صبح حسن دم نزد از ناز بتاں دوش
از غمزہ ہمہ تیغ بلا آختہ بودند

۵

برفتی و کہ می گوید کہ رفتہ باز مے آید
مرا بارے بہ گوش دل ہمیں آواز مے آید

بیا اے چشم من جایت کہ روزم در غمت شب شد
شب آخر ہر کہ می باشد بخانہ باز مے آید

مرا از عشق تو مے خیزد ایں گریہ کہ مے بینی
کہ نشاند جوش طوفاں را کہ در آغاز مے آید

سحر گاہاں گل اندر باغ مے خندید ہمی گفتم
ازیں جانب نسیم دلبر دمساز مے آید

۲۷۸

شب اندر خواب ہم بر حکم عادت دیدمش گویا
خراماں چشم خواب آلود مست ناز مے آید

۶

گفتم مگر کہ کار بساماں شود نشد
یار از جفائے خویش پشیماں شود نشد

گفتم مگر زمانہ عنایت کند نکرد
بخت ستیزہ کار بفرماں شود نشد

از بہر دوست آب زدم خانۂ دو چشم
شبہا بریں خیال کہ مہماں شود نشد

گردے کہ خیزد از رہ تو نور دیدہ ہاست
ایں دیدہ خاک گشت مگر آں شود نشد

کردم نگہ بہا گہر افشاں امیدم آنکہ
لعلش بخندہ شکر افشاں شود نشد

ابرے بلند خاست پس از روزگارہا	خلقے در انتظار کہ باراں شود نشد

۲۷۹	عمرے حسنؔ ملازم اصحاب درد بود بسیار خواست تا کہ از ایشاں شود نشد	۷

وعدۂ کرد نگارم بوفا ہم برسد گر بلائے رسد از فرقت او باکے نیست طوطیاں از شکرش کام و دہن خوش کروند طرۂ یار چو گل نافۂ مشک ارزاں کرد تحفۂ ہر دو جہاں بر در او می آرند ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت	عشق گر درد رسانید دوا ہم برسد از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد بلبلاں را ز گلش برگ و نوا ہم برسد باش تا قافلۂ باد صبا ہم برسد از من خستہ سلامی و دُعا ہم برسد نور او را کمئے نیست بما ہم برسد

۲۸۰	بوئے زلف خوش او رحمت عامست حسنؔ ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد	۵

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چمن پرسد بہارست و ہوائے خوش خوشا وقت کسیاں کاکنوں در آمد فصل نوروز و من اندر کار خود حیراں دریں دوران بوقلموں عجب نقشے فتادست ایں	بنفشہ یاسمن شنید سمن از یاسمن پرسد یکے جوے رواں جوید یکے راہ چمن پرسد نہ گل از من ورق خواہد نہ مرغ از من چمن پرسد نہ من اسرار خود گویم نہ کس زاحوال من پرسد

۲۸۱	نہ یارے آنچناں محرم کہ از وے یار بے آید نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسنؔ پرسد	۷

زہے روئے تر و تازہ گلستاں اینچنیں باید
بخندہ می فشانی گُل گُل افشاں اینچنیں باید

خیالت میہماں آمد دلم پیش آمد و بردش
اگر دل بر د جاں بخشید مہماں اینچنیں باید

بیک جرعہ ز جامِ لب دو عالم زندہ کن وانگہ
خضر را گوئے اینک آبِ حیواں اینچنیں باید

بردی گوی حسن از زلف چوں چوگاں بنام ایزد
زہے شہسوارے چوں تو چوگاں اینچنیں باید

خطِ خوب تو فرمانیست بہر ضبط دلہا را
خرد گاں دید سر بنہاد فرماں اینچنیں باید

دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطاناں
ہمہ عالم بدست آورد سلطاں اینچنیں باید

۲۸۲	حسن را روئے خوب تو سخن گو میکند الحق برائے آنچناں بلبل گلستاں اینچنیں باید	۷

زہے سرو شکر گفتار گفتار اینچنیں باید
دلم بُردی بیک رفتار رفتار اینچنیں باید

دل ار بردی تو باکے نیست دلبر اینچنیں خواہم
ولے لختے نگہ مے دار دلدار اینچنیں باید

مرا آزاد می دارد غمِ تو از ہمہ غمہا
غمت دیرینہ غمخوارست غمخوار اینچنیں باید

مجرد کردی از عیشم مرا عیش اینچنیں سازد
مبرا کردی از یاراں مرا یار اینچنیں باید

سمن ساقی و سوسن بوئے و لالہ روئے و نسرین بر
تعالی اللہ گر انصافست گلزار اینچنیں باید

ملائک دوش بر رخسار خوبت آیۃ الکرسی
ہمے خواندند و مے گفتند رخسار اینچنیں باید

۲۸۳	اگر چہ بادہ نایابست لیکن جملہ مشتاقاں ز گفتارِ حسن مستند گفتار اینچنیں باید	۷

اگر آرام جانِ ما شبے با ما بیار امد
دل سودائی ما را ہمہ صفرا بیار امد

ےہ دل را ےہ دے

مرا چشمیست چوں دریا و رخت دل بموج اندر
برآید رخت من سالم اگر دریا بیاراماد

قرار عاشق شوریده با معشوق بس باشد
غرامتہا ست بر وامق که بے عذرا بیاراماد

پری رویا بدست ناز یکرہ زلف در جنباں
مگر زاں سلسلہ لختے دل شیدا بیاراماد

نیاراماد دل اندر تن اگر تو بگذری از من
محالست ایں کہ مرغ اندر قفس تنہا بیاراماد

بتانِ عہد غوغائے در افگندند در عالم
تو سلطاں و رُخ بنمائے تا غوغا بیاراماد


۲۸۴

حسن را زاں لب شیریں شرف کن بدشنامے
مگر ایں صوفیٔ طامع بداں حلوا بیاراماد


۷

چہ رویست آنکہ وصف او بوہم ما نمے گنجد
کمال حُسن او در حد عقل ما نمے گنجد

موافق نیست شیدا را مہ نو لیک از ابروش
بجز عشق مہ نو در دل شیدا نمے گنجد

دلم بسیار میخواہد کہ در زلفینش[1] جا سازد
دریں خوف و رجا موئے شدست اما نمے گنجد

بگفتم جان و دین و دل بخدمت آورم گفتا
چہ آری چوں کس از نامحرماں اینجا نمے گنجد

اسامئ سگانِ کوئے او در یک ورق دیدم
دریں دیباچہ دولت حدیثِ ما نمے گنجد

ہمیشہ خیمۂ آہم بصحرائے فلک بودے

[1] در زلف تو

کنوں انبوہ شد لشکر دراں صحرائے گنجد

۲۸۵	حسن را گفتی از دریائے ہنر خود بدہ درّے بدستت چوں دہم درّے کہ در دریائے گنجد	۷

مرا بدیدن رویت ہمہ امیدؑ برآید
بیار سرو بلندت نہال جاں ببر آید
سواد چیں بجشایم ہمہ حبش بکف آرم
گرم علاقۂ زلفت نشانہ ظفر آید
فغان خلق زشادی بہ آسماں رسد اے جاں
چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید
چہ خوش بود کہ مسافر بود رسیدہ بمنزل
شکاری چو تو ناگہ درون خیمہ در آید
ازاں لب چو نبات خودم نصیب کن یکبار
اگر نبات شداں لب دوبارہ خوبتر آید
کسے کہ روئے تو بیند پس از نظارۂ رویت
خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

۲۸۶	بوقت فال حسن را قدِ تو در نظر آمد سزد کہ کار دو عالم بر آستینش برآید	۷

ہجوم عشق بدیں جان مبتلا چکند
بلاست ایں دل مسکیں دریں بلا چکند
قرار مے نکند با من ایں دلم نفسے
دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند
چناں خجستہ و آسودہ روزگار مرا
نگر کہ عشق چہ کرد و ہنوز تا چکند
وفا ہمے طلبیدم زیار عقلم گفت
زہے مکابرہ در بے وفا وفا چکند
گرانی خرد از نزد عشق کردم دور
ندیم تلخ سخن پیش پادشا چکند
کفایت تو نکرد اندریں میاں کارے
کنوں صبور ہمے باش تا خدا چکند

ؑ مراد

۲۸۷

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج
زبان تو دگر و دل دگر دعا چکند

۷

شبے کہ نیم مرادے بچنگ می آید
دگر ز ہجر و صلش ہمے شوم مائل
اگرچہ حقہٗ پر گوہر است شیریں را
مگر بچشمہٗ حیواں کنیم جامہ سپید
قلم بصحبت[۲] مادر کش اے بزرگی جو
بزرق چند دعائے بلند خواہی کرد

خیال غمزہ خوباں[۱] بجنگ می آید
نخست کام بکام نہنگ می آید
ولے نصیبہ فرہاد سنگ می آید
کہ آب دیدہ ما سرخ رنگ می آید
اگر ز نام گدایانت ننگ می آید
بدار کیں طرف آواز چنگ می آید

۲۸۸

حسن تو مایدہ معرفت فراخ بخش
اگرچہ صاحب افکار تنگ می آید

۵

سنبل چو سر زلفت پرتاب نمی آید
بسیار طلب کردم اندر ہمہ مسجد ہا
ایں یک دو سہ شب تا تو بر بام نمی آئی
گفتی کہ بخواب اندر یک شب شوم مہماں

سبزہ چو خط سبزت سیراب نمی آید
شیریں تر از ابرویت محراب نمی آید
از روزن درویشاں مہتاب نمی آید
ہرگز تو کجا آئی چوں خواب نمی آید

۲۸۹

قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد
از ننگ چنیں خونی قصاب نمی آید

۷

۱؎ بلائے غمزہ خوباں
۲؎ قلم بہ نسبت مادر کش اے بزرگ نہیں

مه در صفتِ حسن ز تو بیش نباشد
سرو از قدِ تو یک قدمی پیش نباشد

چشم همه پیوسته بر ابروی تو بینم
ناز مه تو یک شبکی بیش نباشد

ای گنج نهان خانهٔ هر کُنج نشینی
آن کس که ترا دارد درویش نباشد

از زخم تو ریشست سراسر دل درویش
درویش نگیرند که دل ریش نباشد

هر تیر ز کیش تو مرا راحت جانست
قربان شود آنکس که بدین کیش نباشد

گفتی که چرا می بُری از خویش و ز پیوند
آنرا که سرِ تست سرِ خویش نباشد



طعنه چه زنی حال پریشان حسن را
در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



باز نوائے بلبلان عشق تو یاد می دهد
هر که بعشق نیست[۱] خوش عمر بباد می دهد

دی بدعاے من ترا پرده ز رخ کشاده شد
من بکنم و دعاے من بخت کشاد می دهد

هر چه بغمزه میکشی زنده کنی همے بلب
چشم تو جور میکند لعل تو داد می دهد

باغ همے روم که تا یک نفسے بروئے گل
ناله فرامشم شود فاخته یاد می دهد



با همه نامرادیت صبر خوشست اے حسن
زانکه نهال صابری میوه مراد می دهد



چون رخ خوب تو آفتاب نباشد
چون لبِ نوشین تو شراب نباشد

چون بگلستان روی تو روے کشاده
غنچه که باشد که در نقاب نباشد

دیدهٔ آنرا که دید شام دو زلفت
تا سحر رُست خیز خواب نباشد

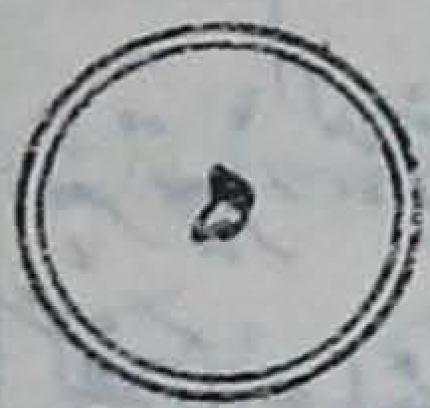
۱ زنده نیست

پیش تو از پس نوای عشرت و شادی
لازم کوئے توایم روے چه پوشی
یاد بتاں چوں کنیم مہر تو بر لب

نالهٔ مظلوم را جواب نباشد
ساکن فردوس را عذاب نباشد
روزهٔ آلوده را ثواب نباشد


۲۹۲

چوں حسنے را بشکل شعبده کشتن
گرچه توانی وے صواب نباشد


۵

باز نسیم سوسنم بوئے تو یاد می دہد
طعن ضلالت قدیم ار نکنند بنده را
بر سر منبر ار کسے ذکر بہشت میکند
با شب تیره بس خوشم گرچه دراز میکشد

جلوهٔ سوری و سمن روئے تو یاد می دہد
پیرہن لطیف گل بوئے تو یاد می دہد
گم شدگانِ عشق را کوئے تو یاد می دہد
زانکه بہر صفت مرا موئے تو یاد می دہد


۲۹۳

باز ز سر ہمی کنی قصد حسن گرچه تو
از سر آں گذشتهٔ خوئے تو یاد می دہد


۶

سرو سمن اگر ره ز تماشا نه بندد
فریاد کنم روزے ازاں لعل گہر بار
دی گفت میاں بیش بخون تو نه بندم
سوداش نظر بر دل انبوه ندارد
خوں از رگ ہر دیده چو دجله بگشاید
دانم که نه بندد در لطفے که گشادست

گیتی کمر فتنه و بیداد نه بندد
گر دست اجل حقهٔ فریاد نه بندد
امروز چناں بست که جلاد نه بندد
چوں چند که دل در دهٔ آباد نه بندد
گر پرده براں روئے چو بغداد نه بندد
خود در شکست ایں که چو بگشاد نه بندد

۲۹۴

چشمش بحسن گفت کہ خواب تو کہ بستست
خوابش بجز آں جادوئے استاد نہ بندد

۷

باز آں گل تر از چمن کیست کہ داند
ویں شمع دل از انجمن کیست کہ داند

خاتون سراپردۂ غنچہ است گل آرے
او گلرخ و غنچہ دہن کیست کہ داند

طوبیٰ ہمہ دانند کہ از باغ بہشتست
آں سرو ظریف از چمن کیست کہ داند

خال سیہش عہد بسے طائفہ بشکست
آں غالیۂ تو بہ شکن کیست کہ داند

باد آمد و جاں تازہ شد و دیدہ بصر یافت
ایں بوئے خوش از پیرہن کیست کہ داند

طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز
پرسد ز رقیب ایں سخن کیست کہ داند

۳۹۵

گفتم کہ نخواہی غزلے از حسن خود
خندید و بگفت ایں حسن کیست کہ داند

۷

دل ببردی دگر چہ خواہد شد
را ضیم من بہر چہ خواہد شد

مردم چشم عالمی یک دم
جانب من نگر چہ خواہد شد

یک نظر سوئے ما گدا و ببیں
تا ازاں یک نظر چہ خواہد شد

خلقے از بادہ خواست شد تا بت
تا لبت ہست بر چہ خواہد شد

جگرم خوں شد از کرشمہ تو
وہ کہ خون جگر چہ خواہد شد

دل بشد جاں گر بجست دیں گم شد
شد دنی شد دگر چہ خواہد شد

صبر سرگشتہ یار برگشتہ

۲۹۶	اے حسن زیں بتر چہ خواہد شد	۷

دل را نسیم زلف تو بیہوشی آورد
جاں را شمائلِ تو بمدہوشی آورد

یاد تو اے نگار چو معجون حکمتست
کز ہر چہ خواندہ ایم فراموشی آورد

واللہ کہ من بتو بہ خوشم لیک چوں کنم
ہیگوں لبت مرا بقدح نوشی آورد

مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں
افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد

شوق تو شحنہ ایست کہ سلطان عقل را
موئے جبیں گرفتہ بچاؤشی آورد

گفتی چرا سخن نکنی چوں بمن رسی
حیرانی جمال تو خاموشی آورد

۲۹۷	بیہوش شد دل حسن از بادہ لبت بادہ ہماں خوشست کہ بیہوشی آورد	۷

بے ہوائے تو روح دم نزند
دل بروں درت قدم نزند

ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید
تا ابد دست در قلم نزند

جز نگارندہ وصوتِ کم
ہیچ نقاش ایں رقم نزند

سپر صبر من بست مرا
چشمت از ناوک ستم نزند

بر سر بام گر برآئی تو
ہیچ حاجی در حرم نزند

بوجود تو ہر کہ زندہ بود
خیمہ در منزل عدم نزند

۲۹۸	حسن افسون خویش می دمدت گر رضائے تو نیست دم نزند	۷

مہر و مہ از تو فال مے گیرند	نسخہ زاں خط و خال مے گیرند
صفت حسن را سخن سازاں	ہر یک از تو مثال مے گیرند
در رہِ فتنہ و طریق فریب	جیم زلف تو دال مے گیرند
مفتیان شریعت عشقت	توبہ گردن ضلال مے گیرند
عصمت از حال عاشقاں مطلب	عشق و عصمت محال مے گیرند
شاخ و برگ و محبت و محنت	ہر دو از یک نہال مے گیرند

۲۹۹	حسن از آبروئے رفت چہ شد خونِ صوفی حلال مے گیرند	۷

گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کارِ دیں باشد
سرِ من بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیرِ زمیں باشد
اگر در بند دلبندے بماند آرزو مندے
بگو جرم از مگس گیریم یا از انگبیں باشد
بباغ خود طلب اے باغباں امروز سرو ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد
پری رویا شبے با بندہ بنشینی چہ میگویم
پری با دیو با سلطاں گدا کے ہمنشیں باشد

اگر پیراہنِ جاں را فتد صد چاک در دامن
ہنوز از شکر انعامِ علم بر آستیں باشد

۳۰۰

حسن از جاں چہ اندیشی اگر دلخواہ جاں خواہد
بخوبی جاں برافشاں عشقِ خوباں اینچنیں باشد

۹

چو مہرویاں بمعنی آفتاب اند
چرا بر ذرہ مسکیں نتابند

نسیمِ عشقِ شاں آفاق بگرفت
اگرچہ خود چو غنچہ در نقاب اند

ہمہ تن روح صرف انداز لطافت
اگر از کارگاہ خاک و آب اند

بیابند از پس عمر ار بیابند
ہمہ چوں عمر در رفتن شتاب اند

بیا خوش اے بہشتِ ایں جہانی
کہ بے تو عاشقاں اندر عذاب اند

برآمد از افق گلدستۂ صبح
ہنوز آں نرگساں در عین خواب اند

یکے زاں لعلِ نوشیں مہر بکشائے
کہ اہلِ شہرستانِ خراب اند

ندانم حالِ رنداں چیست زاں مے
کہ بارے صوفیاں مست و خراب اند

۳۰۱

تو خوش گفتی حسن بر تو چہ واجب
اگر بے راحتاں[1] راحت نیابند

۷

شخص تو از لطافتِ غیبی سرشتہ اند
سروے چو تو بعرصۂ عالم نکشتہ اند

عنابہائے تو گہ دشنام گاہ بوس
شیریں و ہم ترش ہمہ در ہم بکشتہ اند

خطِ تو بر لبِ تو فسونیست پر شکر
تا ذکر شہد "فیہ شفاء" نوشتہ اند

۱؎ بے لذتاں لذت نیابند

زلفین گرد عارض خوبت بر آمده
خورشید آں صباح حقیقت تو بودهٔ
تا قصهٔ من و تو در آفاق نشر شد

گوئی که ہر دو دیو رقیب فرشته اند
چل صبح کاندرو گل آدم سرشته اند
یاراں حدیث لیلی و مجنوں بهشته اند

۳۰۲

در سخن بصرفه ترے صَرف کن حسن
کیں رشته از قوافی باریک رشته اند

۵

شب گذشته دل من سوے نماز کشید
صبا ز زلف بتاں یاد داد اے ساقی
نزد مبارز عشم جز که بر دل محمود
به نیم بوسه کرم کردهٔ بمن لیکن

چو عشق دست بر آورد پائے ناز کشید
بیا که توبهٔ دو شین ما دراز کشید
ہراں خدنگ که از ترکش ایاز کشید
سخن بوعده شد و وعده ہم دراز کشید

۳۰۳

سزد که قبله ز رویت کند حسن کامروز
ز قامت تو دلش جانب نماز کشید

۷

دلم تسلیم دلبر شد بهر حکمے که او خواهد
سرِ آں ترک چوگاں باز خود گردم که پیوسته
چو در منظر شود پیدا مه از روے روشنی گیرد
اگر آں روے گلگوں و لب میگوں شود حاصل
کنم ایں جان افسرده فدائے غمزهٔ شوخش
مرا تا جاں بود در تن بقائے جان او خواهم

نیندیشد ز نام بد ہماں روئے نکو خواهد
قدم را چوں سر چوگان زلف خود دو تو خواهد
چو در بستاں زند خیمه گل از روے رنگ و بو خواهد
چه بے حاصل کسے کو هشت باغ و چار جو خواهد
و لے ہر لحظه چشم جاں ستانش جان نو خواهد
که او خواهد ہلاک من من آں خواهم که او خواهد

ل‍ه خرج

۳۰۴	مرا گفتی غزلہائے حسن پیشش بگو وقتے برم گو از ہمہ عالم گراو ایں گفتگو خواہد	۷

اگر از روئے گلرنگت صبا پردہ براندازد — صبوری رخت بربندد خرد خانہ بپردازد
بہ پیش روئے خندانت نشاید شمع برکردن — تو در خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد
اسیرم بند زلفت را بہر تارے کہ آویزی — شکارم ترک مستت را بہر تیرے کہ اندازد
کساں در طعن و طنز ما و مارا با تو پیوندے — عرب در گفت و گوئے خویش و مجنوں عشق می بازد
شنیدم ہر چہ سوز داں بسازد بو العجب کارے — دلم چندیں ہمے سوزد چرا با ما نمے سازد
نگارا رحم کن آخر کہ سلطاں بندۂ خود را — اگر عمرے بیازارد ہمش یک روز بنوازد

۳۰۵	حسن ہرچند مفلس شد زیادت گنجہا دارد در ادبارش چہ می بینی باقبال تو می نازد	۷

خطے کز مشک برمرجاں نوشتند — محبت نامۂ برجاں نوشتند
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے — کہ بر گرد لب جاناں نوشتند
کراما الکاتبیں ایں حرف دیدند — حساب خود بہشتند آں نوشتند
چہ خوش عیدیست ابروش از شب قدر — ہلالے بر سر تاباں نوشتند
ازاں خط کشتہ گشتم اے دریغا — مگر بر خون من فرماں نوشتند
مگر آں ترک من وجہے نمو وانک — برات کفر بر ایماں نوشتند

بتاں را در ازل بودست عرضی

۳۰۶ — حسن را بندۂ ایشاں نوشتند — ۷

جگر پر درد و دل پر خوں تواں بود
ولے جان تو بے جاں چوں تواں بود

بما گر بگذری صبحے صبا وار
چو لالہ با دلے پُر خوں تواں بود

اگر چوں جرعہ خوں خود تواں ریخت
حریف آں لب میگوں تواں بود

بمار زلفت ار دستے تواں یافت
بدیں اقبال افریدوں تواں بود

مرا گفتی چرا دیوانہ گشتی
چو تو لیلی شدی مجنوں تواں بود

بطاعتہا نمی بودم ملازم
چو رویت قبلہ شد اکنوں تواں بود

۳۰۷ — حسن با نیستی نیکو تواں ساخت
گر از ہستئ خود بیروں تواں بود — ۷

آناں کہ ز تو در گلہ باشند بدانند
قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند

گر جان و خرد در قدمت خاک نسازند
اے خاک بر آں قوم کہ بس بیخبر اانند

عشاق تو با آنکہ بخنجر دو کنی شاں
ہم با تو یکے اند چنیں متحد انند

بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند
انصاف دہ اے جاں کہ چہ خوش معتقد انند

قبلہ نگرفتند مگر روئے تو آرے
ہر طائفہ در مذہب خود مجتہد انند

گر با تو بر آیند مہ و مہر چہ باک ست
تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حسد انند

۳۰۸ — گر بندہ حسن عشق بورزد عجبے نیست
بلبل نفساں شیفتۂ سرو قد انند — ۹

خوے کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد
کوکب سیارہ از خورشید رختاں میچکد
جان شہرے تازہ شد از جرعہ جام لبش
جرعہ نتواں گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد
سبزۂ تربیں بگرد چشمۂ نوشین او
گوئیا خضرست کز روے آبِ حیواں میچکد
دی بیک شست جفا خوں از رگ جانم کشاد
سوئے تیرش بیں ہنوزاں خوں ز پیکاں میچکد
خوں چکانست آں لب خونخوار جاناں چوں کنم
انچہ ایشاں را ز لب ما را ز مژگاں میچکد
ساقیا از لعل تریک قطرہ در جانم چکاں
خاصہ کیں دم کز زمرّد دُرّ و مرجاں میچکد
روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے ز ابر
منہزم گفتے مگر چیزے پریشاں میچکد
ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستئ خود
منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد


۳۰۹

دید چوں اشک حسنؔ برخاست گفتم برمخیز
گفت خواہم رفت رہ دورست باراں میچکد


۷

یاری دہدم آں بت عیار کہ داند	یا دل دہدم ترک جگر خوار کہ داند
سرمایۂ دین و خرد از غارتِ خوباں	ہر بار نگہ داشتم این بار کہ داند
اسرار خطش در شب زلفش نتواں خواند	اسرار معما بشبِ تار کہ داند
پاربنہ خراج مژہ ام خون جگر بود	امسال چہ فاضل شود از یار کہ داند
حال تنِ بیمار طبیبانِ زمانہ	دانند درون دل بیمار کہ داند
افتاد بداں غمزۂ خونیں سر و کارم	تا باز کجا میکشد این کار کہ داند

٣١٠	با آنکہ دلش نرم نگشتست ہمہ عمر این نظم حسن در نظرش دار کہ داند	٧

ترک دل آشوب من تند و رواں میرود	چوں دلم از جا برفت آہ کہ جاں میرود
ما چو درختِ خزاں خشک فرو ماندہ ایم	او چو گل نو بہار خندہ زناں میرود
سرو سہی گفتہ اند او بہ ازاں خاستست	کبک دری دیدہ ام او بہ ازاں میرود
آب حیات منست وہ کہ نمی ایستد	عمر عزیز منست وہ چہ رواں میرود
تا کہ دو چشمش نشد بر من مسکیں چہار	ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرود
ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہ ہست	پیشتر از وردہا نام فلاں میرود

٣١١	مر حسن خستہ را ضبط میسر نشد ہر چہ درون دست آں بزباں میرود	٧

اے چوں تو نداشتہ جہاں یاد	روزے نہ کنی ز دوستاں یاد

عہ چو بہ غمزۂ ترکاں

گر در دل خود نکردی ام ذکر
گشتی بجز شهلے ابروم
بر روئے زمیں چو روئے خوبت
آنرا که ز حسن تو خبر شد
مرغے که تو در قفس بداری

بارے بکن از سر زباں یاد
اے ترک که دادت از کماں یاد
یک ماه ندارد آسماں یاد
نه از خود خبرست نه از جهاں یاد
هرگز بکند ز بوستاں یاد

(۳۱۲)

بر بست حسن میاں بخدمت
باشد که کنی دریں میاں یاد

(۱۱)

بیک کرشمه بر آوردی از جگر ها دود
دل ارچه سوخته شد با محبت تو خوشست
خرابی دل خود با تو کے توانم گفت
مرا ز عشق نه آسودگی بود نه قرار
به پیش قاضی دل ماجرائے خود گفتم
ربوده که ترا دید شد شهنشه عشق
درانکه قبلهٔ محمود شد بتے چو ایاز
تو تا دوال کمربند خویش بستی سخت
شبے زگوشهٔ بامے چو ماه طالع شو
بوقت مردنم از حال پرسیم گویم

نگر که حال من خسته چه خواهد بود
چو مجمرے که معطر بود بصحبت عود
مرا فسانه دراز و تو مست خواب آلود
غمت قرار بدیں داد و دل بدیں آسود
مراد عشق بتا نرا ملازمت فرمود
رسید و گوئے سلامت ز حال ما بربود
کجا شد ایں صفت بت شکستن محمود
نداشت هیچ مرا ز دست قاعده سود
مگر ستارهٔ ما مد براں کنی مسعود
که خوش همے روم از بخت خویش ناخشنود

هزار همچو حسن گر نهند سر بعدم

(۳۱۳) چه غم بود چو بود یک وجود تو موجود (۱۱)

مناز اے بتِ چیں که چیں هم نماند — قرار جهاں ایں چنیں هم نماند
زبهر غم ار عاشقے کشته گردد — شکر خنده نازنیں هم نماند
تهی دست ویرانه خسپ ار بمیرد — جهاندار اورنگ شیں هم نماند
نه جم ماند اینجا نه نقش نگینش — چه نقش نگیں بل نگیں هم نماند
نماند بچیں هیچ بتخانه آخر — چه بتخانه چیں که چیں هم نماند
خود از هر بنا عاقبت چوں ببینی — زماں گردد آخر زمیں هم نماند
بچرخ بریں میکنی تکیه دایم — ندانی که چرخ بریں هم نماند
چه مونس همی گیری از هر قرینے — که مونس نپاید قریں هم نماند
اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں — سخن دان باریک بیں هم نماند
سخن را اگرچند سحر آفرینند — سرانجام سحر آفریں هم نماند

(۳۱۴) همیں ناله ماند بیکس حسن را — بترسم ازاں روز کیں هم نماند (۷)

اشعار بسے گویند اسرار خدا بخشد — تاریک نشیناں را انوار خدا بخشد
لغزیده بسے بینی در راه سخن آرے — بس بوالعجبست ایں ره هنجار خدا بخشد
اے زاغ چه می پوئی پے بر پے هر کبکے — تو خود هوسے کردی رفتار خدا بخشد
فعل تو دگر باشد فضلِ ازلی دیگر — تو طالب جنت شو دیدار خدا بخشد

لہ ناموجود — عہ جدا باشد

نو خاستگاں گرچہ چوں سوسن ہر یک گر اند کے از نعمت دریافتہ اے دل	دارند زباں لیکن گفتار خدا بخشد خوش باش باں اندک بسیار خدا بخشد

۳۱۵	یاراں چو حسن ہر بار از شاخ ضمیر خود ایں یار ہے خواہند ایں بار خدا بخشد	۷

گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند یکے بپرس ز نو رفتگان مالے باد فراق دیدہ گل چہرہ گاں نمی دانم خبر شدست فلانے برفت آگہ باش غم جنازۂ خود اے عجب چرا نخورند چو روشنست کہ آں رفتگاں کجا رفتند	کہ زیر ضربت چوگان مرگ چوں گویند ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند کہ از کہ یاد کنند ایں زماں کہ گل بویند کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند کساں کہ در پے تابوت مردگاں مویند ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہمی پویند

۳۱۶	حسن بکوے عدم گم شدند یارانت بگو نشان چناں گم شدہ کجا جویند	۷

باز مرا عشق تو در ہم نہاد باد بگیسوئے تو آسیب زد زلف تو لاحول چگویم چو دیو نوش لباں سوم بجام دہند گرچہ دلم از غم تو خستہ شد	داغ بلا بر دل پر غم نہاد درد ہے بر دل درہم نہاد وسوسۂ در ہمہ عالم نہاد لعل لبت شہد بجام ہناد ہم غم جاں بخش تو مرہم نہاد

آں کہ بحکمت دو جہاں آفرید | عالم عشق تو مقدم نہاد

(۳۱۷)
گفتہ[1] بدی بر درِ من پا منہ
بندہ حسن پا یک و سر ہم نہاد
(۷)

سبزہ سر برکرد و مرغان ہم بگل پیوستہ اند
باغبانا بلبلاں را از گل و گلزار و شاخ
جان من از سختی احوال درویشاں مرنج
من سلاح زہد چوں پوشم کہ ترکان غمت
ایمن آبادیست ما را عشقت از ہر آفتے
ہر زماں میگوئیم بر دیگراں دل بستہ

مطرباں چوں فارغ و مستاں چرا آہستہ اند
زود بگسل زانکہ بعد از دیرہا پیوستہ اند
چوں لب تو خرما شد ایشاں تا قیامت خستہ اند
ہم باوّل حملہ صف توبہ را بشکستہ اند
ماہیان بحر ہیں کز شست طفلاں جستہ اند
یعلم اللہ من نہ بستم دیگراں بستہ اند

(۳۱۸)
اے حسن از خود برون رو بیخود از پائے بوس
ما دریں رشتہ گرفتاریم و ایشاں رستہ اند
(۵)

پری رخان کہ بچین و چگل ہمی باشند
چو زندہ[2] ماندم از روئے تو بدانستم
چرا رسد بورقہائے غنچہ آفت باد
تو گرچہ از دل کس بار بر نگیری لیک

ز صورتے کہ تو داری خجل ہمی باشند
کہ بعضے[3] آدمیاں تنگدل ہمی باشند
از انکہ یک بدگر متصل ہمی باشند
امیدوار براں محتمل ہمی باشند

(۳۱۹)
حسن بمجلس خوباں در آ تماشا کن
فرشتگاں کہ ز آب و ز گل ہمی باشند
(۷)

[1] گفتہ حسن دور رہ من پا منہ ۲ پایے بہ تنہا نکہ سر ہم نہاد [2] چو زندہ ماندم بے از رُوئے تو بدانستم [3] کہ بعض آدمیاں تنگدل ہمی باشند

پیش کہ گویم ایں کہ مرا یار می کشد
یکچند داشت خال خوش اسال خط کشید
گوید منم طبیب اسیران درد خویش
گفتم کہ کے رسد بغمت حد کارِ من
شیریں لباں کشند و نوازند لیکن او
عشاق را بروزِ جزا زار میکند

دل دادہ را کرشمۂ دلدار می کشد
یکبارہ کشتہ بود دگر بار می کشد
اینست آں طبیب کہ بیمار می کشد
گفت ایں چہ حد تست بریں کار می کشد
اندک ہمی نوازد و بسیار می کشد
چوں زار میکند پس ازاں زار می کشد

۳۲۰

سکین متن شکستہ بساں حسن بگو
پیشِ کہ گویم ایں کہ مرا یار می کشد

۵

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد
بنفس خویش رسیدن نمی تواں بر تو
تو کیستی کہ دم از وصل او زنی اے دل
رسید مژدہ قتل از تو مرغ جان مرا

دُرِ وصال بدرج ہوس نمی گنجد
چہ جائے نفس کہ آنجا نفس نمی گنجد
کہ اندراں قدح خاص خس نمی گنجد
بجان تو کہ کنوں در قفس نمی گنجد

۳۲۱

چہ لطف بود کہ شب ہر زماں ہمی گفتی
میان ما و حسن ہیچ کس نمی گنجد

۷

باز ایں دلم بکوے دل آرام میرود
گویند ہر کسے کہ بیا رام چوں کنم
بے او اگر درخت گل اندر بر آورم

از دام جستہ باز سوئے دام میرود
آرام ہمرکاب دل آرام میرود
ہر گل مرا چو خار در اندام میرود

سلہ دل قلب است - از برہان

ایام در نیامده با ما بدوستی	وان دوست هم بسیرت ایام میرود
سروے زمشک دارد بر ماه نردبان	زان نردبان دل است که بربام میرود
شہریست در ولایت خوباں که اندرو	ہر پارسا که آید بدنام میرود



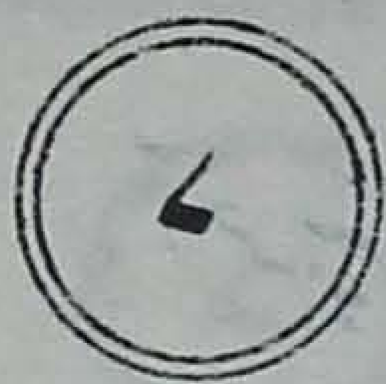
پختہ نگشتہ زلف عشق اے حسن
تدبیرہائے تو ہمہ زاں خام میرود



بیا که عید در عیش برجہاں بکشاد	جہاں بعید خوشست دلم بروئے تو شاد
چو آں دو طرہ براطراف آں دو رُخ پیچد	دو عید باد و شب قدر کس ندارد یاد
گہے که بر درِ من بگذری ہمہ عالم	مرا ز عید گذشتہ کنند مبارک باد
مرا بتو چہ گذر اینک روستائی را	مقررست که با عید نسبتے افتاد
ز عید وصل تو دل را مرادے ار نرسد	بروزگار خوشست نامرادیئے مرساد
شبے که در نظر آمد ہلال ابروئے تو	چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد



حسن اگرچہ توئی عید وقت او امروز
ہنوز روزۂ ہجرانت یک شبے بکشاد



چوں نسیمے بباغ در بجہد	ورق گل زیک دگر بجہد
دیدن روئے گل دلیل کند	چشم نرگس که در سحر بجہد
باغ از سبزہ باز نو خط شد	شاخ را وقت شد که بر بجہد
غنچہ از خوف خار در خطرست	آیت فتح زیں خطر بجہد

ہر زماں خونم از جگر بجہد کیست کز شست آں نظر بجہد		در دل از یاد تیر غمزۂ دوست نظرش ناوک جگر دوز ست
۷	بر درش سر نہاد بندہ حسن بو کہ[1] در عشق سر بسر بجہد	۳۲۴

باز آں نگار پردہ در پردہ پنہاں از چہ شد
اول وفائے می نمود آخر پشیماں از چہ شد
دی کرد شہرے را خراب امروز می بند دنقاب
اول چناں کافر بدو آخر مسلماں از چہ شد
حیران آں رخسارہ ام از وے[2] نہ لفظے بس عجب
گر نیست حسنش چوں[3] خلیل آتش گلستاں از چہ شد
از خام کاریہائے دل خندہ ہمی آید مرا
دل گرمیٔ نا دیدہ زو نا پختہ بریاں از چہ شد
آخر پرسید از دلم آں شحنۂ خونریز را
شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد
جاں کشتہ شد بے روئے او ایں خود خلاف مذہبست
اشتر دلیٔ جاں نگر بے عید قرباں از چہ شد

۵	من با تو گفتم اے حسن اوصاف حسنِ بے حدش گر نیست آں دلبر پری از خلق پنہاں از چہ شد	۳۲۵

ے بر در ۲ے آب دلطفے ۳ے معجزہ

بازم ایں ساعت ازاں شکل نکو یاد آمد	گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد
سبزہ بر روئے چمن راحتِ دلہا افزود	در دمم ان خط وان روئے نکو یاد آمد
تا خیال قد او شست دریں دیدۂ من	خلق را سرو روان ولب جو یاد آمد
چشم از نامۂ جاں پرور او روشن شد	قصہ یوسفؑ و پیراہن و بو یاد آمد



۳۲۶

بردل دوست حسنؔ بود فرامشں گشتہ
ایں غزل خواندہ شداں نادرہ گو یاد آمد



۷

سریست دریں سینہ کہ پیدا نتواں کرد	دل طالب چیزے کہ تمنا نتواں کرد
طرفہ سرو کاریست کہ بر وعدۂ معشوق	صابر نتواں بود و تقاضا نتواں کرد
شہد لب او مایۂ ما مدعیاں نیست	زنبور صفت بیہدہ غوغا نتواں کرد
غیرت بکمیں دست بلعلش نتواں برد	روزہ بدہاں میل بحلوا نتواں کرد
حاصل نہ شدہ نعمتِ دیدار دل آرام	دل برگل و گلزار شکیبا نتواں کرد
ہر روز دریں صاعقہ پنہاں نتواں سوخت	یک حرف ازیں واقعہ پیدا نتواں کرد



۳۲۷

چہ چارہ حسنؔ کز جہت وصل فراقش
سودا نتواں پختن و صفرا نتواں کرد



۷

دلم زدست شد و دلستاں نمی پرسد	بحکم رسمِ قدیم ایں زماں نمی پرسد
چناں بہم شدہ دیدم طریق عہدش ازانک	چنانکہ شرط بود آنچناں نمی پرسد
ہمہ بخانۂ اصحاب دولت است رہش	زرہ فتادۂ بے خانماں نمی پرسد

سلہ روئے

بصدر شستهٔ قلح خوردهٔ شیر گیر شده سوال کردم دل را که نالهٔ تو ز چیست کدام دردم ازین پیشتر که پرسیدن	ازین کمینه سگِ آستاں نمی پرسد بناله گفت چه پرسی فلاں نمی پرسد همی تواند وزین ناتواں نمی پرسد

۳۲۸	حسن نشانه شد اندر بلا و آں بے رحم برائے نامے ازیں سو نشاں نمی پرسد	۷

نه پندارم که ماه من شبے بر من فرود آید
زہے حیف از چناں گل در چنیں گلخن فرود آید
شب و روزش همی خوانم که هست او آیت رحمت
فتوح آسمانی داں اگر بر من فرود آید
گر او دستے فرود آرد بفرقِ کشتگانِ خود
ہماں دم جانِ بالا آمده در تن فرود آید
سراسر دامنم پُر قطرہائے اشک عند آرے
چو ابر دیده خیزد قطره در دامن فرود آید
اگر بندم در خانه برائے دفع آفتها
بلائے عشق پنداری که از روزن فرود آید
سرم بر گردنم بار یست آں ترک سر افگن کو
مگر از لطف او ایں بارم از گردن فرود آید

حسن هرگز نمی پیچد سر از شمشیر او والله

۳۲۹ اگر از مہر مہ رویاں سر سوزن فزود آید **ے**

کیست کز نغمۂ نے زمزمۂ در گیرد — تا مگر بار غم از سینۂ ما برگیرد
ہر سبک روح کہ در جانش اثر کرد سماع — جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد
ایں سماعیست کہ ذوقش سپر آدہم داشت — کہ چو اندر سرش افتد کم افسر گیرد
چوں نواہا بگہ صبح زند بلبل مست — فاختۂ ہم قدرے صوت گران تر گیرد
نالۂ مرغ سحر زار چنانست کہ گر — شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چہ کند — ہنبر ہم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

۳۳۰ پا ے ہر زندہ دلے را کہ بجنبد در رقص
حسنؔ از دیدہ رواں در در و گوہر[۱] گیرد **ے**

اے چو گل خاستہ بد بجمالت ہر ساد — قرۃ العین منی عین کمالت ہر ساد
دیدہا چوں بر کاب تو بمالم گویم — دست بیداد زمانہ بدوالت ہر ساد
سال و مہ باد ترا روز سعادت روزی — ہیچ روزے بخلاف مہ و سالت ہر ساد
خوبرویان جہاں را شرف از تست اے ما[۲] — یارب از دور فلک ہیچ و بالت ہر ساد
اے چو خورشید برآوردہ سر از مشرق حسن — شب ما روز تو کردی کہ زوالت ہر ساد
یک نظر سوئے تو عید ست ہمہ عالم را — ہیچ غشی و غباری بہلالت ہر ساد

۳۳۱ گرچہ از روئے نکو بیت حسنؔ آفتہا دید
آفت دیدہ بدیں بجمالت ہر ساد **ے**

[۱] در گہر تر
[۲] چوں جہاں را شرف از دیدن تست اے ماہ

خستگانے کہ بعشق چو تو ترکے گروند
تیر تو خوردہ بکیش دگرے چوں گروند

تو یکے آیتے از مصحف حُسن آمدۂ
جائے سجدہ ست بہر بار کہ نامت شنوند

عجبم آید ازاں راہ رواں کز غفلت
صاحب خانہ رہا کردہ سوئے خانہ روند

تا بزنجیر سر زلف بہ بستی دل من
عاقلاں جملہ برآنند کہ دیوانہ شوند

بر سرِ بام شو و گوشۂ ابرو بنما
روزہ دارانِ غمت منتظرِ ماہ نواند

رفتن بادِ صبا آمدن گل چکنم
من ترا دانم ازینہا بسے آیند و روند

٣٤٢

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
کہ حسن وار بمیخانۂ عشقت گروند

۱۱

بہ ارزجام لبت جرعۂ بخشی زود
بشوے ایں دلم از تو بہ گنہ آلود

سپید کُن دلم از نورے کہ نتواں یافت
ولے سیہ ترازیں زیر آسمان کبود

ہزار دوزخ سوزاں فروشد اندر من
وزیں فروشدہ یک روز بر نیامد دود

طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود

عجب معاملۂ پیشم آمدست امروز
کہ زاہداں گلہ مندند و شاہداں خوشنود

دلیلِ دولت محمود بود عشق ایاز
وگرنہ عاقبت او کجا شدے محمود

غلام نرگس مستانہ تو ام کہ مرا
خلاص داد ز پرہیزگاریئے کہ نبود

بردل خرام ز در تا منجماں بینند
کہ برچہ وجہ رود سیر اختر مسعود

ندیدہ بود فلاں صورت تو در آدم
وگرنہ از سر و دیدہ در آمدے بسجود

نداشتم سر جولاں گریئے ایں میداں
ولیک مستی عشقم عناں ز دست ربود

۳۳۳	حسن نصیحتے از دل ہمی کنیم ترا ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چہ سود	۷

برمے شکنی ازمن درویش چہ باشد	دل می نہی با من دل ریش چہ باشد
ہر شب بدعا ہا طلبم روئے چو ماہت	جہد من بد روز ازیں بیش چہ باشد
جان و دل خود پیش کشم گر تو بیائی	پیداست کہ اندازۂ درویش چہ باشد
تو ماہ نوی شیفتۂ تو من مسکیں	پنہاں شدن از شیفتۂ خویش چہ باشد
گفتی سگکے خود خوانمت اما نہم داغ	ایں داغ کہن بر من ازیں بیش چہ باشد
من زاں تو ام گر بکشی خیز و بکش زود	صید بکمند آمدہ فردیش چہ باشد

۳۳۴	اکنوں کہ حسن داد باندیشۂ تو دل بدگو کہ بود، طعن بداندیش چہ باشد	۷

صبا امروز گوئی کز دیار یار می آید	کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہر بار می آید
گل نوروستہ است ایں یا نسیم یار می جنبد	شب قدرست یارم[1] یا سلام یار می آید
بنی آدم ہمہ دیوانہ مشکلند ایں زماں از چہ	مگر آں آدمی خلقے پری رخسار می آید
زلیخا وار مینم شہرے از خانہ بروں رفتہ	مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید
شبے در خواب جوئے خضر سوئے خود رواں دیدم	ہم اندر خواب با خود گفتم آں دلدار می آید
چو شاہاں خوش خراماں بر بساط حسن مے رفتے	ولیک امروز رخے خوردہ ست فرزیں وار می آید

۳۳۵	حسن ہرچند حیران است در وصف لب لعلش ولے دُرہا ہمی ریزد چو در گفتار می آید	۷

[1] منی ۔ شب قدرست ایں یا خود سلام

زبانش کامرانی می فروشد	نگارِ من جوانی می فروشد
چو سرو من جوانی می فروشد	سرافگنده نشینم چوں بنفشه
شراب ارغوانی می فروشد	حریف عشق رازاں لعل مگوں
اگرازبے میانی می فروشد	کمر بندش بجوزا داو تخفہ
کہ ہر صبحے نہانی می فروشد	مگرزاں خط ہمی دزدد صبا مشک
لب آب زندگانی می فروشد	خط او گرچہ گرد آورد سودا

۳۳۶	چہ چیست ایں کہ پیش آں شکرلب حسن شیریں زبانی می فروشد	۴

جہانے زیرِ ہر مو رام کردند	بتاں کز زلف مشکیں دام کردند
بجو رویاں مرا بدنام کردند	بتقوی نام نیکو بردہ بودم
اگر ایشاں گذر بر بام کردند	بہشتی گشت صحن خانہ امروز
وزاں سوختم بر دشنام کردند	من از اخلاص میخواندم دعائے
کہ دریاہائے خوں آشام کردند	غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس
برآوردند لیکن خام کردند	ولاکہ دیگے اندر طعن ایشاں

۳۳۷	حسن را جامۂ جاں چاک زاں شد کہ دُرد دردش اندر جام کردند	۵

لشکر ہمت او برہمہ فیروز بود	در دل ہر کہ غمِ یار دل افروز بود

نکنند در مه و خورشید همه عمر نگه
هر که بیند گل و رخسارهٔ یارم یک روز
ماهِ عید آمد و من روزهٔ هجران دارم

نظر هر که بران شمع دل افروز بود
روزگارش همه چون شمس پرنور بود
مه من گر برسد عید من آن روز بود



حسن از سوز دل خود سخنے بیرون داد
وین نداند مگر آن کس که درو سوز بود



شب اندر ماه رخسارش به بینید
بهر شکلے که دانست از برم رفت
به نزدیک من آن ماه دو هفته است
من از دیدار دلبر در بهشتم
چه یوسف در همه عالم عزیز ست
همه عالم خریداری کنندش

شبه بر لعل خون خوارش به بینید
یکے در شکل رفتارش به بینید
شما از دور یکبارش به بینید
بهشت ار نیست دیدارش به بینید
همه عالم خریدارش به بینید
خدارا روز بازارش به بینید



حسن دین در سر زلف بتان کرد
بزیر خرقه زنارش به بینید



گلش تا همنشین مشک تر شد
چو اوصاف لب اوی تو شتند
سلام خشک برائے قاصد این بار
بدل گفتم کز آن دلبر خبر گوئے

خرد در خوف و جان اندر خطر شد
قلم در دست کاتب نے شکر شد
که از باران اشکم نامه تر شد
دل آنجا رفت و او هم بے خبر شد

شبانگہ محتسب دنبال ما کرد	چو در ما دید از ما مست تر شد
سر ما در سر کار بتاں رفت	حساب ما و ایشاں سر بسر شد

۳۴۰	دگر کردند خوباں شیوۂ حسن حسنؔ را ہم سخن طرزِ دگر شد	۵

بتم سلطان خوباں شد گدایاں را کہ می پرسد
چو او بیگانگی گرد آشنایاں را کہ می پرسد
دل صاحب دلاں خوں شد زناز او چو ایشاں را
سزا اینست چوں مانا سزایاں را کہ می پرسد
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشت
جوابم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد
دلا ایں پارسائیہائے بے حاجت بیکسو نہ
بعہد چشم مستش پارسایاں را کہ می پرسد

۳۴۱	حسنؔ جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او تو خود کردی و لیکن زیر پایاں را کہ می پرسد	۷

حدیث عاشقی پنہاں نماند	قرار کار ہا یکساں نماند
نشان اشک من در چہرہ پیدا ست	نگو گویند خوں پنہاں نماند
اگر زہرہ بہ بیند روے آں ماہ	جمالِ او دراں میزاں نماند

مرزاں آدمی حیرانی آید	کہ رویش بیند و حیراں نماند
دلا بر جاں ہمی لرزند خلقے	تو با جاناں بسازار جاں نماند
حیاتِ جاوداں انگہ تواں یافت	کہ جائے جاں بجز جاناں نماند

۳۴۲ — حسن سر برکشد از اوج مقصود / اگر پابستۂ ہجراں نماند — ۷

غمِ جاناں اگر دامن نگیرد	فلک دُنبال جانِ من نگیرد
چہ گرد غم کہ ریزد بر سرم چرخ	گر آہِ من رہِ روزن نگیرد
نخواہم باختن سر در رہِ دوست	اگر بازم زسر دشمن نگیرد
اگر پروانہ نارد از خطِ تو	بنفشہ عرصۂ سوسن نگیرد
چو عاشق در کمند زلفش افتاد	چہ منت ہا کہ بر گردن نگیرد
بچشم پا نہد پس بگذرد زود	کہ تا خون منش دامن نگیرد

۳۴۳ — حسن راختہ باید بود لابد / چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد — ۶

تا رخت از مطلع مراد برآمد	رخت گل و لالہ را کساد برآمد
خط سیہ گرد روے خوب تو گوئی	شب بتماشائے بامداد برآمد
از قد و زلف و دہن و چشم خوش تو	نقش الف و لام و میم و صاد برآمد
عشق تو دل را سلام کرد ہماندم	از دل و جاں ہر دو خیرباد برآمد

سہل بود نامرادیئے کہ رسیدست	چوں تو رسیدی ہمہ مراد برآمد

۳۴۴	حرف صلاح از دل حسن مطلب ناک نام وے از دفتر فساد برآمد	۷

شب مرا تا بروز خواب نبود	جز نم دیدہ فتح باب نبود
ہر دم از چشم خود بر آتش دل	خوں ہمی ریختم چو آب نبود
خونے از دیدہ نوش می کردم	در صراحی جز ایں شراب نبود
ماہِ من از مے جوانی مست	ہیچ میلش بدیں خراب نبود
گرچہ تا صبح نالہا کردم	یک سوالِ مرا جواب نبود
تلخ کردم جہانیاں را خواب	زاں دعاہا کہ مستجاب نبود

۳۴۵	اے حسن یار گر خطائے کرد ہم شکایت ازو صواب نبود	۷

بار دگر تیر عشق بر ہدف جاں رسید	بار دگر شعلۂ در دلِ بریاں رسید
دیدہ بُدی چشم من ریختہ باران خوں	بر درِ دیوار تو نقش نگاراں رسید
گفتۂ اے میر بار حاجت شہرے بشاہ	حال غریباں بگو نوبت ایشاں رسید
بانگ مزن اے رقیب دم مزن ای پردہ دار	منتظر رحمتیم قصہ بسلطاں رسید
ہر کہ بزلفت رسد سر کند اندر رسرت	گرچہ کمند بلاست کاش کہ بتواں رسید
گفت بخواہم رسید بر تو پس از عمرہا	او نرسید اے دریغ عمر بپایاں رسید

۳۴۶	دوست رضا میدہد از سر جاں خواستن عذر میار اے حسنؔ خیز کہ فرماں رسید	۷

دوشش از غمِ تو دلم چناں بود — اگر دوے ہمہ شہر در فغاں بود
گہ خون دو دیدہ بر زمیں ریخت — گہ دست دعا بر آسماں بود
با آب مژہ صبور بودم — ایں خونِ جگر گراں گماں بود
از اوّلِ شب کہ نالہ کردم — تا آخرِ شب نفس ہماں بود
آں لحظہ کہ در سرم سخن رفت — ہم نام تو بر سرِ زباں بود
ہر چند کہ با تو ایں بلا ہاست — با ایں ہمہ بے تو کے تواں بود

۳۴۷	ہر بار کہ عشق آتش افروخت[1] بیچارہ حسنؔ دراں میاں بود	۵

از چشمِ پر خمار تو مستی نمیرود — خوبیت ازاں مزاج کہ ہستی نمیرود
دودِ دلم بر اوجِ فلک خیمہ زد بلے — ایں عشق آتشیست بہ پستی نمیرود
عقل از کمند زلفِ تو سر در جہاں نہاد — دل را کہ پا بسلسلہ بستی نمیرود
تا جرعۂ ازاں لبِ میگوں چشیدہ ام — از من ہوائے بادہ پرستی نمیرود

۳۴۸	گفتی حسنؔ چرا نکنی توبہ از شراب واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمیرود	۷

امسال[2] رونقِ گلِ تر آنچناں نبود — بے سرو تو بدیہہ بلبل رواں نبود

[1] عشق [2] امسال بے تو رونق گل

گلزار بود. مجلس قول مغنیاں
این کاروان گل پس سالے رسید لیک
دانستہ ام کہ از تو بہ بینم شب فراق
لعل بتاں جواہر عیسیم نثار کرد
مرغ ارچہ عشق نامۂ خود خواند بامداد

برقول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود
ماہیے کہ در دلست دریں کارواں نبود
آں روز رستخیز مرا در گماں نبود
ورنہ مرا چنیں صدف دُر فشاں نبود
دستانش را طراوت ایں داستاں نبود

۳۴۹

ایں طرز شیوۂ حسن ست ورنہ پیش ازیں
چندیں شکر بعرصۂ ہندوستاں نبود

۷

دوستاں در دم قوی شد مرہمے حاصل کنید
از ملامتہائے تاں ہر روز دیوانہ ترم
اے رفیقاں از کہ می پرسید تا منزل کجاست
گر بمیرم در فراق آں مہ محمل نشیں
ہر خسے کش زیر پا شد گرد می آرم بچشم
پندگویاں ہرچہ گویندم ہمہ بے حاصل است

دیدہ در خوں غرق شد کوشش علاج دل کنید
اے عجب دیوانہ را خواہید تا عاقل کنید
ہر کجا معشوق عاشق را ہماں منزل کنید
گاہ مردن روئے ایں مسکیں سوئے محمل کنید
تا چو میرم ہم بداں گورے مرا کہگل کنید
بارے آں چشمے کہ من می بینمش حاصل کنید

۳۵۰

یار چوں ایں سو خرامد از پئے قتل حسن
جان ایں مقتول خاک راہ آں قاتل کنید

۷

گر نسیمے از سر زلف تو سر در ہم رسد
زاں دہاں تنگ ملک من شود ملک مراد

سر بسر دلہائے در ہم گشتہ را مرہم رسد
گر سلیماں وار دست من بداں خاتم رسد

از پری زادست او یا از ملائک یا ز حور
زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدست
چشم مست او بیک غمزه جگر با دل بدوخت
از غم غافل مباشید ار چه اندک گفته ام

بارے از نسلِ بنی آدم چوں او کم رسد
زاں ہمی ترسم که دیگر چشم زخمے ہم رسد
تیر ترکاں کز سر مستی رسد محکم رسد
آتش اندک خیزد اما در ہمه عالم رسد

۳۵۱

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چه غم دارد حسن را گرچه صد چوں غم رسد

۷

ایں مژده که می گوید ویں نامه که می آرد
یمنیست دریں قاصد از پیش که می آید
شمع نظرست آں خور تا بر که ہمی تابد
طعنه زندم ہر کس[۱] کو را چه سپردی دل
گفتی چه رود چندیں خوں از جگر ریشت
بے دوست اگر عاشق فردا به بہشت آید

اے دل ز صبا می پرس کز گل چه خبر دارد
فتحیست دریں نامه تا خود بکه می آرد
ابر کرمست آں مه تا بر که ہمی بارد
گر جاں طلبد جاناں آں کیست که نسپارد
خاریست دروں دل کاں ریش ہمی خارد
نعمتکدهٔ رضواں آتشکده پندارد

۳۵۲

ماندست حسن والله بر قاعده عشقش
ور بگذرد از عالم آں قاعده بگذارد

۷

شب را چو صبح عید عزیزے بما رسید
گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار
بوده ست[۲] ہمچو دیده نرگس دو چشم من

گز پائے بوس او سر ما بر سما رسید
ما حج چرا رویم چو کعبه بما رسید
حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید

[۱] زاہد [۲] گرداست

از خار غصه نهالم چو گل شگفت
دل در طرب در آمد و دوران غم گذشت
شمعے ز لطف در دل تاریک بنده تافت

وز درد دل گله نکنم چوں دوا رسید
ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید
شاهے ز غیب بر سر وقت گدا رسید

(۳۵۲)

تا هش بگفتی اے حسن انیجا زهے ادب
ایں نیک نامیست که از حق ترا رسید[1]

(۹)

آں که حسنت چوں گلستاں آفرید
نافِ چیں در چین زلفینت نهاد
از رُخ گلرنگ تو آبِ حیات
ماه را دُر یتیمت عرضه داد
آفریں بر صنع آں صانع که او
ماه در دَوراں چو تو شاهے نزاد
تا همی بخشی خلائق را حیات
در لبِ شیریں تو چندیں شکر

در لبت صد ناز خنداں آفرید
وز رخت خورشید تاباں آفرید
وز رُخ گلبوئے تو جاں آفرید
باز بر ماهت گلستاں آفرید
صورتِ زیبا بدبیناں آفرید
تا خدا بیبا و خوباں آفرید
در لبانت آبِ حیواں آفرید
از برائے دردمنداں آفرید

(۳۵۴)

چوں حسن را داد قدرت در سخن
زیں نکوتر شعر نتواں آفرید

(۵)

دل را که خوں گرفت نگه داشتن چه سود
جانا چو سیل عشق تو دلها خراب کرد

تخمے که زو برے نرسد کاشتن چه سود
ما را بنائے عشق بر افراشتن چه سود

[1] در بعض نسخ ایں شعر هم بنظر رسیده۔ ؎ سلطان علائے دولت و دیں آنکه در جهاں ٭ شاهے چو او نیامده تا پادشا رسید۔
[2] دل خوں گرفته را نگه۔

دل بر تو رفت گرچہ نگہ داشتم بسے خون دلم بچاہ زنخ ریختی نخست	چیزے کہ رفتنیست نگہ داشتن چہ سود اکنوں بمشک و عنبرش انباشتن چہ سود

(۳۵۵) از نالۂ حسن چہ بد انگاری اے صنم
خود زخم کردۂ تو بد انگاشتن چہ سود (۵)

دل خوں شد اں خلاصۂ جانرا خبر کنید صبر از برم بجست چو آہو بصید گاہ تنگ آمدست جان من از جور عشق او جانست یار و ایں سر من خاک پاے او	زیں آب دیدہ سرو روانرا خبر کنید آں شہسوار سخت کمانرا خبر کنید اں تنگ چشم و تنگ دہانرا خبر کنید چوں سر زپا در آمد جانرا خبر کنید

(۳۵۶) جملہ جہاں بزہد حسن طعنہ می زنند
ایں ہم نماند جملہ جہاں را خبر کنید (۷)

سرگشتہ دلم راہ بمقصود ندارد باغ از خط خوب و لب شیر نیست خجل ماند عاشق کہ شبے سیر ندیدت چہ تواں کرد برشست ایاز اختر مسعود دید بوس کس را خبرے نیست ز سوز جگر من یک روز نخوردی غم بیچارہ بیندیش	آں صبر کہ یکچند در و بود ندارد گو ہیچ بنفشہ شکر آلود ندارد بد روز ابد طالع مسعود ندارد کاں تاج بجز سینہ محمود ندارد آرے چکنم آتش من دود ندارد زاں روز کہ افسوس کنی سود ندارد

گفتی کہ حسن می ندہد دل بتان بیش

۳۵۷	معذور ہمی دار کہ موجود ندارد	۷

تا سایہ زلفینت یارِ مہ تاباں شد
گوئی کہ مگر کفرے ہمسایۂ ایماں شد

تنگ آمدہ بود ایں دل زیں دین نفاق آلود
از زلف تو زناے بر بست مسلماں شد

تا بر دو رخ چوں گل از مشک زدی خالے
آں حسن کہ دی بود تا امروز دو چنداں شد

خود بیں شدہ بد نرگس چوں تو بچمن رفتی
ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیراں شد

جانا دہن تنگت اندر نظرم آمد
طراری او دیدی دل بستۂ پنہاں شد

گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل
تو دیر باں کاں دہ دیر ست کہ ویراں شد

۳۵۸	ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں کز گفتۂ شیرینت نرخ شکر ارزاں شد	۷

باز در جانم ز زلف عشق تابے اوفتاد
ذرہ را دوستی با آفتابے اوفتاد

آفتاب آسا شباتے خواہمش در اوج حسن
گرچہ با ماش اتفاق انقلابے اوفتاد

گو ہمش دل سوئے ماجی دار گوید سنگ ہست
ایں چنیں معشوقۂ حاضر جوابے اوفتاد

چوں شود حالِ دل مسکین من در دستِ عشق
صعوۂ بیچارہ در چنگ عقابے اوفتاد

عقل من افراسیابے بود آمادر دو دست
رستمے گوئی کہ بر افراسیابے اوفتاد

چشمش از سوے دلم دید آں نبود از مردمی
مست می غلطید ناگہ بر خرابے اوفتاد

۳۵۹	مر حسن را دل بزلفِ یار در پیچید باز گردن دیوانۂ اندر طنابے اوفتاد	۷

آں سراز عہد بروں بردہ اگر باز آید — خوشی و خرمیٔ رفتہ دگر باز آید

گرچہ شد در طلب وصل عزیزش ہمہ عمر — او بہ از عمر عزیز ست اگر باز آید

بامداداں کہ فلک سورۂ والفجر نوشت — والضحیٰ خواندمش از دور مگر باز آید

مہ و سیارہ برانگیخت زہر سو لشکر — باشش تا لشکری ما ز سفر باز آید

گل کہ از رشک رخش جامہ دراں رفت امسال — ہست تر دامنے ار سال دگر باز آید

او عزیزیست کز و مصری و کنعانی را — عمر تازہ شود و نورِ بصر باز آید

۳۶۰	حسن گم شدہ را ذوق لبش یاد دہید مگر آں طوطی مسکیں بشکر باز آید	۹

امشب از یاقوت جاناں قوت جاں خواہم کشید — گوہر جاں پیش لعل دلستاں خواہم کشید

بر طریق پیشکش حال دل صد پارہ را — ہمچو دیدہ دامن اندر خوں کشاں خواہم کشید

من چہ دارم جز متاع عجز یا نقد نیاز — آنچہ دارم پیش یار مہرباں خواہم کشید

میزباناں پیش مہماں سیم و زرہا می کشند — من سر خود زیر پائے مہماں خواہم کشید

خانۂ چشم مرا تا کے زنی اے دیدہ آب — کیں مسافر را بمنزلگاہ جاں خواہم کشید

از مژہ نوک قلم کردہ سیاہی از دو چشم — با وجود عشق او خط بر جہاں خواہم کشید

مرغ روزش یاد داد و شمع رازم فاش کرد — وہ ندانم چند جور ایں و آں خواہم کشید

مرغ را گرد سرش آزاد خواہم کرد لیک — شمع را بارے بدست خود زباں خواہم کشید

۳۶۱	گر مرا گر ذرۂ خود کرد خواہد چوں حسن از زمیں ناگاہ سر بر آسماں خواہم کشید	۶

تا کشیدی سبزہ بر گل گریباں پارہ کرد
خار عشقت تا بداماں جامۂ جاں پارہ کرد
حلقۂ زلفش کہ در پائے دلم زنجیر شد
آنچناں زنجیر را نتواں بسوہاں پارہ کرد
جامۂ نیلوفری پوشیدی و رفتی بباغ
یاسمیں پیراہن خود تا بداماں پارہ کرد
سیب سیمینِ زنخدانت کہ از جاں خوشتر است
گر بدستم اوفتد خواہم بدنداں پارہ کرد
طاعناں سنگ ملامت بر زلیخا می زدند
حسن یوسف تیغ بستد دست ایشاں پارہ کرد

۳۶۲ — رشتۂ صبر حسن را بر کف دستش نہید
تا بدوزد خرقۂ کز جور خوباں پارہ کرد — ۷

تا دو چشم تو مست و فتانند
ہمہ عشاق در تو حیرانند
مے لبت خورد و مست چشم تو شد
گیسوانت چرا پریشانند
گر بجائے سر اندر آیے تو
جاں بگرو سر تو گردانند
بے دلاں را رعایتے کن از انک
ار دمے بے تواند بے جانند
تو ہم اینجا و ما ز تو غافل
آنکیاں قدر کعبہ کے دانند
عارفاں نگذرند از درِ تو
بلبلاں پائے بند بستانند

۳۶۳ — اے حسن صوت بلبلاں چہ خوش ست
گویا گفتۂ تو می خوانند — ۹

ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سفید
سرو را سر سبز شد صد برگ را چادر سفید

ابر چوں چشمِ زلیخا بہرِ یوسف اشکبار
ژالہا چوں دیدۂ یعقوب پیغمبر سفید

گرنہ حشر است ایں نگہ کن در بنفشہ و سمن
چیست دست ایں کبود و روے آں دیگر سفید

بید لرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال
یاسمیں مانند اصحاب الیمیں دفتر سفید

بادہ در جامِ بلوریں دہ مرا اگر میدہی
نغز می آید شراب لعل را ساغر سفید

راحت از افسردگاں کم جو کہ کم یابد کسے
نامہ بر امی، سیئہ جامہ بر آہنگر سفید

محمل آزادگاں می جستم از ابنائے دہر
کاغذے در دست من دادند سر تا سر سفید

عنکبوت غار را گفتم کہ ایں پردہ چہ بود
گفت مہماں عزیز آمد کہ کردم در سفید

	اے حسن اغیار را ہرگز نہ بینی طبع راست راستست ایں زاغ را ہرگز نہ دید پر سفید	

اے کہ ہرگز از تو دلجوئی نبود من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام	دل ز من بردی چناں گوئی نبود زاں طرف ہرگز رضا جوئی نبود

این بدبہائے تو تا کے یا گر	نیکو ازار رسم نیکوئی نبود
دوشس گرچہ داد دشنام بسے	کار من غیر از دعا گوئی نبود

۳۶۵	ہیہدہ می رنجد از جورت حسن کیں طریق خاص او گوئی نبود	۵

بتم چوں شاخ گل ہر باری آمد نمی آید	نہال عیش کاندر باری آمد نمی آید
صبائے کز درِ دلدار جنبدے نمی جنبد	نسیمے کز دیار یاری آمد نمی آید
نشاطے زمیخوارہ ہمی دیدم نمی بینم	سلام گل کہ از گلزاری آمد نمی آید
عتاب دوست کاندک مایہ دل را امید تسکیں	اگرچہ پیش ازیں بسیاری آمد نمی آید

۳۶۶	حسن را ہیچ کارے نیست با یارانِ کم ہمت کہ آں یارے کہ او را کاری آمد نمی آید	۵

یار از ما رفت و یادے ہم نکرد	زلف دلبندش کشادے ہم نکرد
چشم او در جادوئی شاگرد کیست	کانچہ او کرد اوستادے ہم نکرد
لشکرِ مژگانِ او قلبم شکست[1]	اشک خونیں ایستادے ہم نکرد
صبر من بنگر کہ چوں رفت از برم	وقت رفتن خیر بادے ہم نکرد

۳۶۷	نامہ از وے چوں طمع داری حسن کت بعمرے خویش یادے ہم نکرد	۵

[1] لشکر مژگانش صف جاں درید

تا نظر باز گرفتی ز گرفتارے چند
دل ما خستہ چشم تو شد و تو ہمہ عمر
چند ازیں غمزہ زناں بر سر کو آمدنت
صفت نعمت دیدار ترا نشنیدند

جز جگر ہیچ نخورند جگر خوارے چند
نشدی رنجہ بپرسیدن بیمارے چند
تو مرا کشتہ شدہ گیر و جو من یارے چند
طرفہ مرغاں کہ فتادند بگلزارے چند

(۳۶۸) (۵)

گر حسن را نظرے بر غلط افتاد بہ بخش
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند

یارے کہ طریق ناز دارد
آں شوخ برائے کشتن ما
در زلف بتان پیچ اے دل
جاناں دل من بجانب تست

گر دل ببرد کہ باز دارد
صد شیوۂ جاں گداز دارد
کیں رشتۂ سر دراز دارد
گنجشک ہوائے باز دارد

بشنو کہ بوصف تو حسن بار
خوش گفتہ دلنواز دارد

(۳۶۹) ردیف (ر) (۷)

خہ خدا اے حسن بر کمال قمر
یافت تقویم عمر من ترتیب[1]
شمس را گر زوال شد گو شو

خانہ روشن شد از جمال قمر
چوں میسر شد اتصال قمر
ایمنم بارے از زوال قمر

[1] زینت

چشمِ نرگس بخواب جوید نور	چہ خبر خفتہ را زحالِ قمر
چوں کند روز و بال نندیشد	ہست مہو دخود وبالِ قمر
سالہا بودہ ام بیادِ رخش	شب تاریک در خیالِ قمر

۳۷۰	از قمر نور یافت کار حسن خہ خہ اے حسن بر کمال قمر	۵

نوروز رسید یاد می دار	گل پردہ درید یاد می دار
گفتی بتو وقت گل رسم باز	آں وقت رسید یاد می دار
من با تو رسیدہ ام دمے دوش	چوں صبح دمید یاد می دار
من می گفتم تو می شنیدی	آں گفت و شنید یاد می دار

۳۷۱	قربان گردی دل حسن را اے غیرتِ عید یاد می دار	۷

بخت بیں کامروز وقت صبح یار	چشم روشن کرد ما را صبح وار
کام حاصل شد بیک صحبت وجئے	دوست طالع شد باندک انتظار
خط سبز او فتوح آسماں	خال شبرنگش فریب روزگار
آں چہ مجلس بود یارب چوں بہشت	کوثر اندر دستِ طوبےٰ در کنار
من بدستے ساغرے داشتم	دست دیگر گیسوے مشکین یار
ہیچ کس دُنبالۂ مستاں بکرد	محتسب را سرگراں بود از خمار

۳۷۲	زرد خیرہ ماند و سیم از ہر کسے از حسنؔ اوصاف خوباں یادگار	۵

ماہِ من دیدی چہ دیدم از فراق یکدگر
اشتیاق ما بیکدیگر دوچنداں شد کہ تو
کے بود تا بر وصال یکدگر یابیم دست
خیز و خونِ من بریز و من برآنم متفق

اجتماع غصہ بعد از افتراق یکدگر
دیں دو چشم ما چہار از اشتیاق یکدگر
داستانی باز خوانی از فراق یکدگر
خوب باشد کارہا با اتفاق یکدگر

۳۷۳	اے صنم خوش خوش غم خود خوردہ ہمچوں حسنؔ خوش فتادست ایں دو معنی بر مذاق یکدگر	۷

دی تازہ رُخے دیدم چوں گل بہار اندر
چوں آب ہمی آمد من در گذرش بودم
گفتم کہ شبے اے مہ بشمر عدد انجم
چشمت چو یکے صیدے کشتست خوشم آرے
آں رُوے جہاں افروز از دور ہمی دیدم
جاناں چو بباغ آئی پیدا شود آں آخر

لالہ بے آلودہ نرگس بخمار اندر
تشنہ بجمال او دریا بکنار اندر
گفتا کہ ستارہ است ایں نابد بشمار اندر
خوش وقت[1] کہ خوں ریزد کافر بشکار اندر
در گرد شکارستاں چوں مہ بغبار اندر
گر شرم لبت غنچہ پنہاست بخار اندر

۳۷۴	گر خواست حسنؔ بوے زاں روے چو گل نشگفت بس بیہدہ گویا شد بلبل بہار اندر	۷

صُبح طالع شد و در آمد یار — ساغرے پرکُن اے غلام بیار

[1] خوں وقت خوشی ریز

خط ساغر کجا کہ بگرفتست	دلِ من از کتابتِ اشعار
زیں سپید و سیہ چہ سود مرا	در قدح زیرِ لعل گوہر بار
نیست ہمچوں قرابہ مجموعہ	قلم و کاغذ از میاں بردار
بشکن ایں شیشہائے کاغذ پوش	بوریا پوشِ شیشۂ پیش آر
بہ ازیں داروئے خموشی نیست	دفع دردے کہ دیدم از گفتار

۳۷۵	گر حسنؔ را دریں حدیثے ہست بادہ دہ ال حدیث باد انکار	۵

نے فلک با من موافق طبع می آید نہ یار	نے دل من با من مسکیں ہمی آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ جیست	نے زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
من چہ دانستم کہ زلف یار پابندم شود	ویں گرہ یکبارگی نہ بخت بخشاید نہ یار
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی	اے دریغانے جوانی بازمی آید نہ یار

۳۷۶	صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے نے حسنؔ ایں پندہا را کار فرماید نہ یار	۷

مکن بر عاشقان زار خود زور	سلیماں را چہ فخر از کشتنِ مور
بروں افلاس داریم و درون ضعف	نہ زر ما را دریں تدبیر نہ زور
بتشریف شفا امید دارد	جہانے از لباسِ عافیت عور
اگر میریم بر یاد تو میریم	پشیمانی نشاید برد در گور

فغاں از طرهٔ ہندوت مارا چہ پرسی حدّ عشق از مفتیٔ عقل	کہ چشم ترک دارد غارت غور چہ داند نور مہ را مردم کور

۳۷۷	دل مسکیں حسن دریائے در دست محالست ایں کہ از دریا شود شور	۵

اے زبتاں سرو قد تو خوش خرام تر نوش مباد اگر خورم بے لب شکر ینت مے دوش کہ وعدہ کردۂ اں برہمچو سیم خود تا تو رواں چو چشمۂ از نظرم برفتۂ	روے تمام ہمچو مہ بلکہ ز مہ تمام تر مے ہمہ جا حرام شد بے لب تو حرام تر وعدہ چو خوے بنیمت خوے ز وعدہ خام تر چشم منست ہر سحر تا بنماز شام تر

۳۷۸	اے بخطے کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل من چو حسن غلام تو بلکہ ازو غلام تر	۷

نیست چو روے تو گلستاں دگر بازچہ سخت است دل کافرت از تف عشقت جگرم پختہ شد غمزهٔ خوں خوار تو خونم بریخت عشق تو بر عرصۂ دل شحنہ شد گفتی اگر عاشق ہائے بمیر	روے دگر باشد و بستاں دگر سخت دگر باشد و سنداں دگر پختہ دگر باشد و بریاں دگر غمزہ دگر باشد و پیکاں دگر شحنہ دگر باشد و سلطاں دگر عشق دگر باشد و فرماں دگر

چشم حسن بیں و دراو موج خون	

ے درس

۳۷۹	موج دگر باشد و طوفان دگر	۵

ای ز شوخان جہاں عیارہ تر
چشم شوخت از جہاں غمخوارہ تر

غنچہ وار از دست خوباں می درم
دامنے از جیب گل صد پارہ تر

مردم چشمم ز گریہ غرق آب
مردمانرا چشم زیں نظارہ تر

حال صبر و دل چہ می پرسی چہ شد
صبرم از دل دل ز صبر آوارہ تر

۳۸۰	گفتیم چو نیست بیچارہ حسن زانچہ دیدی ہست زاں بیچارہ تر	۵

ای ز عقیق نیکویاں لعل لبت خوشاب تر
نے جگرم کباب شد دل ز جگر کباب تر

رست بشکل نرگسم روز و شب از نم ہوا
چشم پُر آب داشتہ وقت سحر پر آب تر

ای چو گل تری ترا حقہ لعل پر ز دُر
چند چو لالہ داریم چہرہ بخون ناب تر

چند بطنز گوئیم تا نہی بخانہ دل
خانۂ من نہ دیدۂ از دل من خراب تر

۳۸۱	بر سر گنج وصل تو دست حسن کجا رسد ای ز وجود کیمیا وصل تو دیر یاب تر	۷

ای پیش درج لؤلؤ تو شرمسار دُر
بر لعل تو کنم ز دو دیدہ نثار دُر

زانگہ کہ ہفت بحر فلک آفریدہ شد
چو تو نزاد از صدف روزگار دُر

دریائے آسماں ندہد چوں تو یک گہر
ہر شب اگرچہ موج زند صد ہزار دُر

گرنه مفرح دل دیوانهٔ منست	در تنگ شکرین چه کند اے نگاره دُر
در گریه ام بگوشهٔ چشمے نگاه کن	گر حاجت افتد زپے گوشوار دُر
در در اشک من نظرے کن که درجهان	هرگز نه دیده اند چنین آبدار دُر

٣٨٢	در خدمت تو نثر کنم هر درے که هست	دارم ز نظمهاے حسن بے شمار دُر	٧

دیده بر[1] روے تو حیران شد و دل ز[2] تو اسیر	جاے تدبیر نماندست چه سازم تدبیر
بوسهٔ خواستم انگشت گرفتی بدهان	بر من ایں کار بیک بار چنیں تنگ مگیر
خط خوب تو بمکتوب سلاطیں ماند	که به انگشتریش مهر کند دست دبیر
زلف خود با همه دلهاے پریشاں بنگر	چند دیوانه مسلسل شده دریک زنجیر
دیر بازست مرا مستی عشق اندر سر	جامها خورده ام از دست تو درجامهٔ شیر
صید گر تیر تو بر سینه خورد عاشق وار	جاں بر افشاند و در سینه نگه دارد تیر

٣٨٣	بر حسن طعنه مزن کو نتواند برداشت	نظر از روے کسے کش نتواں یافت نظیر	٧

باد خوش بوے همی آید و گردے چو عبیر	مگر آں ترک مرا خواست هواے نخچیر
دل بباد داده ام او قصد بجانم کردست	آنچه خود کرده ام آں را نتوانم تدبیر
اے بسا صید که بفگند بیک گوشهٔ چشم	سوے من تا بمنا گوش چه می آرد تیر
من گیاه[3] هوس روے چو آهو چکنم	شیر را پنجه میسر نشود با تقدیر

[1] در [2] چه جاے تدبیر
[3] من چه مرد هوس چشم چو آهوے توام (از نسخهٔ کتب خانهٔ سالار جنگی)
من گیاہے ہوس چشم چو آہو دارم (از ” ” آصفیه)

اے کہ گفتی دل تنگ تو بتو بخشیدم ہیر خوباں دل بخشیدہ زمن باز مخواہ	بیش با طائفہ تنگ دلاں تنگ مگیر زانکہ بخشیدہ دگرمی نرود خانۂ میر

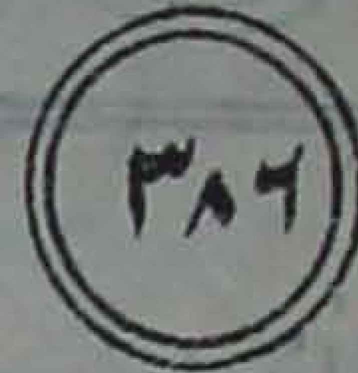
۳۸۴ — ہیر شد بندہ حسن گرچہ زعالم برود
نرود عشق چو تو سرو رواں از دل ہیر — ۷

گفتم مراد ستے بدہ نامد زجاناں ایں قدر گویند جاناں تحفہ برجاناں اگر پیش آیدت گر یابدیں دیدہ نہد عالم بدست غم دہد روحی کہ یابد روح من از یک نسیم کوئے او تا چرخ بر شد آہ من کے بود صبرا پختنیں درکافرستان غمم جاں میدہد ہر دشمنے	خیزم بوسم پائے او ہم نیست یاماں ایں قدر ہیہات تحفہ چوں برم در پیش جاناں ایں قدر صد ملک را منت بود بر دیدۂ جاں ایں قدر واللہ کہ نتواں یافتن از ہشت بستاں ایں قدر اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طوفاں ایں قدر وہ گر مسلمانی کند آں نامسلماں ایں قدر

۳۸۵ — وقتے یکے از طالباں کرد ایں ردیف از من طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فرماں ایں قدر — ۷

تا دیدہ ام رخسار او از برگ گل سیراب تر دارد دلے گردندۂ زالنست اندر وعدہا گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند ناگاہ ماہ چاردہ دیداں رخ تاباں او رنگ تراں نازنیں واں سرو قدر آتشیں	بے خواب ہچوں نرگسم ہیرے از و بے خواب تر یکبارگی قلاب شد چشمش از و قلاب تر آں غمزۂ خونریز ہیں صد بار از و قصاب تر زاں پس چہ می پرسی چہ شد شد ہر شبے بیتاب تر چوں سبزہ سیراب ہیں از سبزہ ہم سیراب تر

اینک رواں شد سرو من رنگے چو رنگ سبزہ خوش	مارا چو گل بگذاشتہ دامن بخون ناب تر



از بہر وصل او حسن وجہ زرے داری ولے
شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر



گر وجودم زغمت رفت خیالے کم گیر	پیش آں روے چو خورشید ہلالے کم گیر
بارخ فرخ تو دل بجہاں نتواں بست	جاں بریحان تو تازہ ست سفالے کم گیر
دلم از دیدن سرو قد او باغ شد ست	گر بہشتم نبود چند نہالے کم گیر
خواستم وصف میان تو کنم لیک آں شعر	ہمہ مصنوع قد دست خیالے کم گیر
لب تو یافتہ ام چشمۂ حیواں چہ کنم	باچناں آتش تر آب زلالے کم گیر
رخصتے دہ کہ بدنداں بکنم خال لبت	آخر اے جاں مثلے ہست کہ خالے کم گیر



حسن ار کوفتہ ماندست زچوگانت چو گوے
تو قوی حال بماں کوفتہ حالے کم گیر



اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر	بے تو بودن از ہمہ دشوارہا دشوار تر
من خود از آزار چرخ و جور انجم سالہا	زار بودم گشتم از روز فراقت زار تر
ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو	تو شوی ہر روز از روز دگر بیزار تر
کے رساند از گلستان وصال تو گلے	بخت کز خار مغیلانست ناہموار تر
گیسوئے تو گرد کار من پریشان طرفہ آنک	طرۂ داری ازاں ظالم پریشاں کار تر
ابر نیساں را ہمی بینم پریشاں خاستہ	در ہوائے لعل تو ہر بار گوہر بار تر

نے چو رنگ، ارغواں

۳۸۸	اے شدہ چشم حسن از عشق لعلت غرق چوں چشم او خونبار تر یا لعل تو خون خوار تر	۷

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر
می نگرم از درون حاصل خود بیش و کم
موج زناں خون دل گرچہ فروزد رخم
شب ہمہ شب باغباں کردہ در باغ قفل
پیک بہوا از مصر گر نرسد گو مرس
گر متفرق شوند ہر دو جہاں کے شود

عمر برفت و نرفت صورت یار از نظر
عزم صبوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعلہ زناں میجہد آتش عشق از جگر
مرغ حریف گلست تا بطلوع سحر
باد بکنعاں رسید داد ز یوسف خبر
عاشق و معشوق را تفرقہ از یکدگر

۳۸۹	گرچہ بدست جفا خصم کشیدست تیغ پائے بروں نہ حسن دوست ستادہ بہ بر	۹

بقید عشق صیدم کرد تقدیر
دل و دیں بندۂ دلبر شد آرے
نگر باجاں رود مستیٔ عشقش
عجب دارم اگر عاشق نمی شد
زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو
شنیدی قصۂ زنجیر و کعبہ
مرا دوشینہ صوت آہنگ جاں کرد

رہ تدبیر گم کردم چہ تدبیر
رعیت را ببا یدساخت بامیر
کہ دایہ آں میم داد ست با شیر
ملک چوں صورتش میکرد تصویر
کماں پیدا کند پنہاں زند تیر
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر
بیا مطرب ہماں آہنگ برگیر

بگوش مدعی کے جائے گیرد	ہراں رمزے کہ ہست اندر مزامیر

۳۹	حسن راطعنہ در عشق جواناں مزن کو اندریں خونابہ شد پیر	۷

مپرس کز مئے فرقت چگونہ مخمور	ز دوست دور تواں شد ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوب رویانش	یکے بہشت درون و برون او پر حور
چہ حیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جاں	چہ چارہ چوں کہ فتد پائے پیل بر سر مور
اگرچہ غلبتے افتاد بر طریق مجاز	ولے بر اہل محبت محققست حضور
اگرچہ گردہ از حد بروں خرابیہا	درونہ ایست مراہم بیاد تو معمور
ہزار بار ہمی مردم از فراق ولیک	مرا امید وصال تو داشتست صبور

۳۹۱	میان ما و تو آمیزشیست سخت حسن چو اختلاط موافق میان دیدہ و نور	۷

اے رخ خوب تو از عارض گل زیباتر	چشم رعنائے تو از نرگس تر رعناتر
طوبی از غیرت بالائے تو پنہاں ماندست	خود بگو تا چہ صفت باشد ازیں بالاتر
خوب زیبا بتواں یافت ولے نتواں یافت	روئے ازیں خوبتر و قامت ازیں زیباتر
طرفہ حالیست مرا روز و شب اندر غم تو	دل چو دوزخ شدہ سوزاں مژہ چوں دریا تر
شب بکوئے تو شدم نعرہ زناں در یاور	بلکہ ایں بار ز ہر بار دگر شیداتر
حال دوشینہ شوریدۂ ما می پرسی	دوش رسوا بدم امروز ازاں رسواتر

۳۹۲	دلِ مسکین حسن از عشق تو ناپیدا شد صبر ازاں غمزدۂ دل شدہ ناپیداتر	۵

شکلے عجبے داری رفتار عجبتر
صنعت عجبے می کشی از مورچہ گویم
یاراں لب خوانخور عجب خیرہ کشے بود
ایں خشم زخوے خوش تو بس عجب افتاد

لعلت عجب از لعل تو گفتار عجبتر
بربستہ کمندے دگراز مار عجبتر
امسال عجب بینمش از پار عجبتر
تلخیست زیاقوت شکربار عجبتر.

۳۹۳	بے ہیچ گنہ کشتن ہمچوں حسنے را از چرخ عجب دارم و ازیار عجبتر	۷

اے بہشتے مجلس مارا تو نور
اے پری روے بنی آدم فریب
حور روح مطلق آمد چوں ملک
در وجود من چومی باشی تو سر
ہم بہ نیکے تو خواہم داشت چشم
آنچہ برمن میرود در غیبتت

حوراز رشک تو دایم در قصور
نے فرشتہ ایں صفت دارد نہ حور
تو میان این و آں خیر الامور
در سرم چوں دیدہ در دیدہ چو نور
گرچہ چوں چشم بداں ام از تو دُور
گر خدا خواہد بگویم در حضور

۳۹۴	وصل تو جوید حسن ہذا محال کے رسد ملک سلیمانی بمور	۵

اے خال ہندو پیکرت از ترک غارت ناکتر
نامد ز ہندوستاں گہے ترکے ز تو چالاکتر
در کشتنِ بیچارگاں بے باک می بینم لبت
واں چشم اندک شرم تو بسیار زاں بیباکتر
می گفت امشب بُلبلم یارب کہ داند در جہاں
من از تو اندہ گیں ترم یا تو ز من غمناکتر
گفتی کہ از ہر چشمۂ آلودۂ دامانِ دل
واللہ کزیں تہمت منم از آب دریا پاکتر

۳۹۵	باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوے حسنؔ تا در رہت خاکے شود از خاک عنبر خاکتر		۵

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہمچو قیر
قد من و ابرویت ہمچو کماں کژ بود
فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نو ست
قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست

ذہن من و روئے تو ہر دو چو ماہ منیر
قد تو و قول من راست بود ہمچو تیر
موئے تو و روز من ہر دو چو شب گشت تیر
وصل تو و کام من ہیچ چو امید پیر

۳۹۶	لطف تو عشق من ہمچو فرح جاں فزا حسن تو شعر حسنؔ ہر دو روان دلپذیر		۶

مشو از جائے کہ از تو نشدم جائے دگر
بندۂ روئے توام تا نہ کنی رائے دگر

هر که رویت نگرد کے نگرد سبزه و گل
نیست در سینه بجز درد تو اندوه کسے
گر تو یک پائے بدیں سینه نهی هم بامید
روز بازار سر گیسوئے تو تا باقیست
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم

اہلِ فردوس چه محتاج تمنائے دگر
نیست در شهر بجز عشق تو غوغائے دگر
چشم داریم که بر دیده نهی پائے دگر
سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر
به ازانم که به هر چیز شوم جائے دگر

۳۹۷	گر تو صد بار بخاک افگنی امید حسن خاک بروے که کند جز تو تمنائے دگر	۷

مشوائے چشم مردم راز تو نور
مرا گفتی که بے من چیست حالت
مرا با تو قیامت عشقے افتاد
الا اے چشم جاں را روشنائی
بیا کز دور حسن خویش امروز
اگر پیدا شوی در قصر فردوس

بگفت دشمناں از دوستاں دور
چه باشد بے طبیبے حال رنجور
قیامت کے توانم کرد مستور
بچشم خانه کن نور علیٰ نور
تو هستی و جهانے از تو مخمور
بگنج باغها پنهاں شود حور

۳۹۸	نکردی هیچ وقتے از حسن یاد سلیماں را کجا یاد آید از مور	۹

الا اے ساربان محمل فرو گیر
بگو آں ترک ترکش بند ما را

که بگسست ایں دل دیوانه زنجیر
که بنواز ایں شکارے را بیک تیر

چو جاناں میرود جاں ہم برو گو	بگو بر ما چنیں رفتست تقدیر
بادبخشید خواہم زندگانی	اگر در مرگ خواہد بود تقصیر
لب او بوسہ دادم دوش در خواب	تواں دانست و نتواں کرد تعبیر
شکست آں میر خوباں عرصۂ دل	فراہم از کہ خواہد گشت از میر
مرا از شان آں آیت بگویند	برائے خود نیارم کرد تفسیر
بجز خوں خوردنم دیگر غذا نیست	تو گوئی دایہ خونم داد با شیر



حسن دنبال آں سرو رواں رو
ویکن در جوانی کے رسد پیر



ردیف (ز)

جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آیدش فراز	از جاں قبول کرد و نکرد از تو احتراز
گفتی کہ سجدہ میکنی آں روئے را عجب	ہر سو کہ قبلہ یافتم آں سو کنم نماز
دل از درت گریختہ ہر سو کہ میرود	زنجیریاں زلف تواش آورند باز
دیر ست تا بغارت دلہاست زلف تو	کس وزد راندا دچنیں رشتۂ دراز



بارے بگویم ایں غمِ دل پیشِ نرگست
با آنکہ نزد مست نشاید کشاد راز



از پے دیرے رسیدی دیر می آئی ہنوز	سر فدائے پائے تو چندیں چمی پائی ہنوز

مدتے در انتظار مقدمت بو دست جاں	جان مسکیں برلب آمد تو نمی آئی ہنوز
یوسف من گرچہ چشمم گشت بے رویت سفید	دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہنوز
چندبے زنجیر زلف خود پریشاں داریم	یامن دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز
نے ترا از جملہ عالم در دل من جاے بود	عالمے گشتی و درمعنی ہمانجائی ہنوز
نغمۂ ہجر تو حلق عشرتم را تلخ کرد	عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز

۴۰۱	دل شدہ از دست و جاں پادر رکابست اے عجب درچنیں حالت حسنؔ را صبر فرمائی ہنوز	۷

مئے دوشینہ در سرست ہنوز	مست خواہم شدن ہم اول روز
من چہ گویم جہان معنی را	ساقیم صورت جہاں افروز
اے کہ مغرور میروی زنہار	یار ہم مہر بانست ہم کیں توز
نیست ایں راہ راہ رعنایاں	برو اے خواجہ بندگی آموز
جستجویش بگفت گو نشود	خار از پا بکش دہن بردوز
بر سر آتشم نہد چو سپند	نیز فرماں ہمی رسد کہ مسوز

۴۰۲	اے حسنؔ سر خود بروں دادی مئے دوشینہ در سرست ہنوز	۵

کجاست ہمچو تو اندر دو چشم فتاں ناز	ہزار حسن در وصد ہزار چنداں ناز
اگر ز ناز جفائے کند چہ شاید کرد	کشید نیست ز دیدہ جفا وز جاں ناز

رسید لالہ ولیکن کجاست یا آں لطف چہ ظلمہاست دراں زلف کافر شِ یار	شگفت نرگس ولیکن کجاست با آں ناز مزید کردہ براں چشم نامسلماں ناز

۴۰۳	حسن زناز بتاں سرمپیچ کز عاشق ہمہ نیاز توقع بود زجاناں ناز	۷

گر من دل شدہ یکبار ترا یابم باز دولت آں بود کہ یک روز گذشتے برمن دیدہ روشن شودم بار دگر چوں یعقوب طمع خلعت خاص تو ندارم اے کاش چوں شب تیرہ خود عیش مکدر دارم روز و شب قبلہ من بہر دعا رویش بود	عمر فانی شدہ را بوئے بقا یابم باز یارب آں دولت و آں روز کجا یابم باز گرچہ تو یوسف غائب شدہ را یابم باز از رقیبان تو تشریف جفا یابم باز صبح رویت بنما تا کہ صفا یابم باز ہم دعائے بکنم کاں بدعا یابم باز

۴۰۴	چوں حسن در غم تو دل بخدائے بندم کہ انچہ گم کردہ ام از فضل خدا یابم باز	۷

خہ کہ گل ہمدم صباست ہنوز از دہان گل و لب بلبل خار از گل قبائے رنگیں دوخت غنچہ از خشم خویش فارغ شد لعل ساغر طلب کہ در سحاب	سبزہ با آب آشناست ہنوز شاخ با برگ و بانواست ہنوز غنچہ در بنداں قباست ہنوز مرغ را بیں کہ در دعاست ہنوز اندک اندک نثار ماست ہنوز

باغ را خانہ گیر گر بنواں	کاب را مہرہ درہواست ہنوز

۴۰۵	حسنؔ از صورت خزاں بگذر دور معنی بہار راست ہنوز	۷

امروز آسماں چو در دل کشاد باز آبندۂ رسید رونده نز از صبا الحق صبا روئے کہ وشش از مبارکی یارم کہ بست[۱] با من روزے حساب عہد بر خاستہ است باز خلافش زمردماں الحمد للہ از غرضے بود در ضمیر	خورشید وشش کشاد دلم باد داد باز کوری دشمناں خبر دوست داد باز ہر دل کہ تنگ بود چو غنچہ کشاد باز عہدے گذشت و میکنداں روزیاد باز ایں اتفاق مردمیش چوں فتاد باز بکشاد قفل آں بکلید مراد باز

۴۰۶	درباغ خرمی شدہ بلبل صفت حسنؔ سودا بسان داغ بگوشہ نہاد باز	۷

دل زجا رفت کہ دلدار نمی آید باز دل زہجرانش ہمی باز کند بند از بند یعلم اللہ کہ مرا یار چو جاں بود عزیز چوں برفتے بہ منش باز گزار افتادے یار ہر چند سفر کرد چو گل باز آمد پری از من بشد اکنوں من و دیوانگی	غم فزوں گشت کہ غمخوار نمی آید باز بر کہ بندیم کہ دلدار نمی آید باز وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز چہ فتاد ست کہ ایں بار نمی آید باز چیست امسال کہ چوں پار نمی آید باز صبر بیہودۂ من کار نمی آید باز

[۱] یک روز عہد بست فراموش کردہ بود۔

۴۰۷	شب من تیرہ تر از روز حسن شد زیرا ماہِ من ہیچ بدیدار نمی آید باز	۷

در دا کہ من از راحت جاں دور شدم باز
جاں رفت وکزاں جان و جہاں دور شدم باز

آں سرو رواں گشت ہمی نالم از یرا
چوں بُلبل ازاں سرو رواں دور شدم باز

پیوستہ بابروش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چو تیرے زکماں دور شدم باز

چوں شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صُبح صفت جامہ دراں دور شدم باز

با او چو دولب یک نفسے داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز

پروانۂ آں شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ ازاں دور شدم باز

۴۰۸	در روئے کسے باز نکردم بجہاں چشم تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم باز	۸

منم امروز عشق ترک طناز	کہ ترکیہاش گہ خشم است گہ ناز

ہزار از ما بیندازد بیک تیر	ہزارش ہمچنیں بادش بیک انداز
من از ہر رگ نوائے زخمۂ او	شنیدم محتسب گو می شکن ساز
بسا کس کو چو شمع از عشق آں لب	ہمی سوزد میسّر نیستش کاز
مکن اے دل بزلف او تعلق	نشاید بود صرعی را رسن باز
چہ خواہی اے حکیم از من دریں کار	تو کارِ خود بکام خود بپرداز
بہ پندارے کہ داری زہد مفروش	ترا گرما بہ خوش میدارد آواز

۴۰۹

حسن راگفتی از فردا میندیش
تو از انجام ترسی او از آغاز

۶

اے پیوستہ بود ابروے تو باکڑ
وعدۂ چشم تو چوں زلف تو سرتاپا کڑ
الف قدتو از قد الف راستر ست
ابرویت راست چو دو زلف تو دو طغرا کڑ
اے قدِ خوب تو چوں دین مسلماناں راست
طرۂ کافر تو ہمچو خطِ ترسا کڑ
دل چو برگشت ز من من ہم ازو برگشتم
تیغ کڑ را نتواں ساخت نیام الا کڑ
بنشیں یار منی حکم گرانمایہ فگن
کعبتین کہ نشست است بنجتِ ما کڑ

۴۱۰	در رہِ عشق چو رُخ راست روانند ہمہ اے حسنؔ تا تو چو فرزیں نروی زانجا کژ	۷

اے ملک منعم مفلس نواز
از تو پدیدار شدہ عرش و فرش
قطرۂ از ابرِ عنایت بریز
آنِ خودم کُن نفسے تا کنم
رحمتِ خود رہبرِ ما کُن کہ ہست
با کرمِ تو دلِ ما نشکند

نامہ بنامِ تو تواں کرد باز
ہم تو ازاں و ہم ازیں بے نیاز
بو کہ نمازی شودم یک نماز
از خود و ہم از دو جہاں احتراز
مرحلہ بس دُور رہے بس دراز
زانکہ کریمی و شکستہ نواز

۴۱۱	بندہ حسنؔ را کہ امیدش بہ تست کار تو سازی کہ توئی کارساز	۷

دل بقصدِ بیدلاں داری ہنوز
زارِیم بیں چند آزاری ہنوز
کار ما بر ہم زدی و میزنند
ترکِ چشمت تیغِ قہّاری ہنوز
کردی اشکِ عاشقاں شنگرف فام
ناکشیدہ خطِ زنگاری ہنوز
برطرف نہ مستیٔ دوشینہ را

جام دیگر کش کہ ہشیاری ہنوز
اے چو بادہ در کشندی خونِ من
ہم ازاں مے در قدح داری ہنوز
شہرے از انعام عامت تازہ شد
از غریباں یاد می ناری ہنوز

۴۱۲ — از وفا دردِ سرت گشتہ حسنؔ
تو نگشتہ از جفا کاری ہنوز — ۷

بازِ پیکانِ غمزہ کردی تیز
یا بر آویز جملہ عالم را
عشق تو برکشید دستِ ستم
تا چو لیلےٰ شدی تو ماہِ عرب
اے دل ار چشم می زنی زبلا
ترک شیریں سوار گو کہ کشم

ترک باشد نہ اینچنیں خونریز
یا یکے پردہ فرو آویز
ہر کرا پائے ہست گو بگریز
منِ مجنوں خوشم براہِ حجیز
دیدہ بردوز زیں بلا انگیز
سر چو فرہاد در سُمِ شبدیز

۴۱۳ — حسنؔ آمیختست با دردش
زاں سخنہائے اوست درد آمیز — ۷

چو گُل را میسر شد اسباب ناز
جگر خوردنِ جانم از حد گزشت

بیا ساقی اسباب شادی بساز
بیاراں جگر پرورِ دلنواز

بخلوت نشیناں خبر دہ کہ ہست	درمیکدہ چوں در توبہ باز
ہمے مہر بر نہ لبم را از انک	حریفاں ملولند قصہ دراز
امام محلہ گلہ می کنند	بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویم غمِ سینہ با دل بلے	نگویند با مست و دیوانہ راز

۴۱۴

نیازے کہ در عشق دارد حسن
کہ داند بجز حضرت بے نیاز

۷

ردیف (س)

اے چہرۂ گلرنگ تو گلزار ہمہ کس	مقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خط گرد عذار تو شبے گیر معنبر	خوے کز رخ خوب تو چکد ماہ مشمس
کنج طلبم ہا تو پری رو چہ کنم من	آں طاق سلیمانی و ایوان مقرنس
درویش ترا جوید نے جنت فردوس	بیمار شفا خواہد و نے بستر اطلس
ساقی حسن ازاں جام بروں آر و من دہ	تا کور کنم دیدۂ اندوہ بداں خس
در خانۂ پنجاہ مرا عمر جہاں رفت	چوں تیر گہ از شست جہد رو نکند پس

۴۱۵

از پائے در آمد حسن دست کہ گیرد
جز فضل خدا وند تعالیٰ و تقدس

۹

اے ہمہ شب یاد توام ہم نفس	نامدہ با یاد توام یاد کس

خواستمت کرد دریں سینہ جائے
جاں در تو یافت کم تن گرفت
گم شدہ من ماندہ ام از کارواں
تا بجفا دست بر آوردہ
یک نفسے ماندہ زما طرفہ آنکہ
از تو بغیرے چہ شکایت کنم
پیش تو ہر فصل کہ خوانم خطاست

رفتی و از سینہ نرفت ایں ہوس
مرغ ہوایت چہ کند ایں قفس
قافلہ سالار بجنباں جرس
پائے نمی آرے ازیں باز پس
با تو ازیں در نتواں زد نفس
اے تو ز فریاد بہ فریاد رس
اصل ہمہ نظم نظامست بس

۴۱۶

گفتیم از من بگذر اے حسن
چوں گذرد از شکرستاں مگس

۷

خواہم کہ بوسم پائے تو چندانکہ یابم دست رس
اے صبح دولت یکدمے با دوستاں شو ہم نفس
باز آ و بنشیں[1] یکزماں تا بنگرد نظارگی
جمشید ہم خوان گدا سیمرغ مہمانِ مگس
از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
ما ذرہ و تو آفتاب اے تو ہمہ ما ہیچ کس
اے خسرو خوباں بر آں عیشے بشیرینی کہ من
رفتم چو فرہاد از جہاں دست تہی سر پر ہوس
از طرف گوئی گہ گہے عین بلا شد چشم من

[1] بنشیں بر ما یکزماں تا بنگرم نظارگی

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس
گہ صومعہ سازیم جا گہ مست رابوسیم پا
فریاد ما و اہسم زما مارا زما فریاد رس

(۳۱۷) فریاد بیچارہ حسن ہست از جدائی درت
ست عنایت بر کشا بشکن بریں بلبل قفس (۶)

مشولے خواجہ ازیں پیش گرفتار ہوس
که بقائے ندہد مہلت دہ روزہ بکس

فرصت امروز کہ داری نفسے دریابش
ورنہ خواہد شدن از دست نگہدار نفس

توشہ بردار کہ بر بادیہ خواہی رفتن
تشنہ مگذر کہ رواں میگذرد آب ارس[1]

گر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی
نرسد روز پسیں نیز بفریاد تو کس

کارواں می گذرد یکیک و تو بر سرِ راہ
چوں شتربان شدہ خرسند باواز جرس

(۳۱۸) گوش کن پند حسن تا کہ زیانے نہ کنی
انگبیں را بچشے تو نگر از کار مگس (۶)

خوش آں شیشہ کز و مینا زدش کاس
مے اندرو ے چو یاقوت اندر الماس

بیا دورے بگرداں آسیا وار
کہ حیرانیم ما چوں دانہ در آس

فلک بنگر خدنگ فتنہ در شست
چہ بر خود می نہی بیہودہ پرخاس

مے اندر دہ کہ ما خود میہمانم
سہ نیمہ خشت و یک پرکالہ کرپاس

حریم قدسیاں شد مجلس ما
نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

[1] نام رود خانہ ایست کہ از کنار طفلیس و مابین آذربائیجان و اران میگزرد۔ مؤلف

۱۹م

جہاں دیدی حسن بگذار و بگذر
چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس

۷

ردیف (ش)

کجائی آخر اے ماہ قصب پوش
مہ تو غرہ ات را حلقہ در گوش

مشو غرہ چنیں بر خوبیٔ خود
خطت فتنہ است و انگہ بر بناگوش

چو در گفتن نباید حد حسنت
ازیں گفتن بباید بود خاموش

گرم مدہوش از وصل تو ہش دار
کہ ہوش اندر فراقت ماندہ مدہوش

چو بخریدی ہنر نا دیدہ مارا
کنوں نا کردہ جرمے باز مفروش

خطت برلب چو زنگی دایہ بیں
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

۲۰م

حسن دل یادگارت داد و خود رفت
مکن آں رفتہ را از دل فراموش

۸

بیا ساقی طریق ناز را باش
چو دور عشرتست آغاز را باش

چو یک ذرہ دریں نہ شیشۂ چرخ
صفائی نیست سنگ انداز را باش

ہواہائے نوا را مرغ مجلس
چکاوک ساخت ایں پرواز را باش

اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
کہ ایں پیر جواں آواز را باش

بیک می ساخت نے باچنگ حسنت
نوازشہائے آں دمساز را باش

بیا اے وعدہ کردہ لب بریں لب ۔۔۔ چو شمع چند سوزی کاز را باش
برآوردی مرا از آب و گل من ۔۔۔ زہے پردہ در آخر راز را باش

۷	ندیدم گاہ یک گشتی حسن را سخن از صد برفت ایجاز را باش	۴۲۱

کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش ۔۔۔ کہ ہیچ بر من خاکی نمی فتد نظرش
ضعیف و زار شد ستم چو ماہ سی روزہ ۔۔۔ دریں سہ روز کہ دورم ز روے چون قمرش
مگر ز غصۂ من شرح داد بود کسے ۔۔۔ سہ روز شد کہ نمی یابم از کسے خبرش
گرش بجان و سرم قصدہا بود واللہ ۔۔۔ مرا نباشد سوگند جز بجان و سرش
چہ علم باشدش از زحمت سفر کہ نبود ۔۔۔ مگر ز دیدۂ من تا درون دل سفرش
مرا اگر سفرے اوفتاد یا خطرے ۔۔۔ خدائے بادنگہ دار از ہمہ خطرش

۷	حسن کہ بود ز روئے بتاں دلش داغی کنوں ز آتش دل داغہاست بر جگرش	۴۲۲

اے دل از عشق حبیباں پا مکش ۔۔۔ دست ازاں معشوقۂ زیبا مکش
پائے در آمد شدِ کویش خوش است ۔۔۔ گرچہ او سر می کشد تو پا مکش
گفتمش سر می نہم بر خطِ تو ۔۔۔ گفت سر در چنبر سودا مکش
خواستم زلفش کشیدن تا کمر ۔۔۔ گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش
اے ملامت گو چہ رسوائیست ایں ۔۔۔ داغِ دیگر بر دل رسوا مکش

۱؎ ندیدم یکدمے گشتی حسن را ؛ سخن از حد مبر ایجاز را باش

مصلحت در گوش مہجوراں مگو		توتیا در چشم نابینا مکش

۴۲۳	چشم گریان حسن بیں دم مزن روز باراں رخت در صحرا مکش	۷

دل کز غمت محروم شد حالے جگر خوں کردمش
چشم از جمالت دور ماند از خانہ بیروں کردمش
اشکے کہ می آمد بروں چوں دُرِ دندانِ توخوش
ہمچوں درونِ عاشقاں یکبارگی خوں کردمش
عشقت رسید و ملک و دل بگرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوس درگہت طالع ہمایوں کردمش
شب لابہا کردم بسے باگیسوے شبرنگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کردمش
گفتم طبیب عشق راہاں جان بیمارم چہ شد
گفتا تپش دیدہ بدی درد سرا فزوں کردمش

۴۲۴	دوش از دہان قایلے در گوشم آمد نام او من از غزلہائے حسن پر دُرِ مکنوں کردمش	۷

یوسفے گز خانہ غایب بود درمی یابمش	آنکہ بے او بے خبر بودم خبرمی یابمش
اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد	گر ضلالت نام نہی ایں اثرمی یابمش
کم مکن ہیش اے فلک آں یک جگر گوشہ ازمن	اللہ اللہ من بصد خون جگرمی یابمش
گیسویش از تارِ خود میداشت روزم تیرہ تر	امشب آں گیسو شب قدرست درمی یابمش
چشمۂ خضرش دہن نطق اندرا و جوئے بہشت	لاجرم ایں بار برآبِ دگرمی یابمش
خار خار عشق او خواہم کہ از جاں برکنم	صُبح بومی آید از گل تازہ ترمی یابمش

۴۲۵	اے حسن بر چشم مستِ یار عاشق شد دلت زود دریابش کہ درعین خطرمی یابمش	۷

بہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
چو دل شیریں برد از ما ملامت کے کند سودش

گرفتم آنکہ من فرمان دل بردم بدل دادن
گنہ کردم[1] ولے ایں بے گنہ کشتن کہ فرمودش

دل از چشمش اماں نے خواست آں کافر نداد اورا
ز زلفش ہم قفا ہا کرد آں ہندو نبخشودش

نکو داند کہ مقصودم جز از وے نیست یک ساعت
بمقصودم نمی خواہد ندانم چیست مقصودش

خوش است آں روئے چوں آتش ہمہ عالم از او روشن
ولے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند دودش

[1] گنہ کردم ولیکن ایں گنہ کردن کہ فرمودش

دلِ یک شہر در ضبطِ مثال حسن او یابی
خصوصًا کز خطِ جاں بخش طغرایے برافزودش

۴۲۶ حسن بے یار و بے دل آنچناں شد کو نمی داند
کہ روزے دلستانے بود یا وقتے دلے بودش ۷

تعالی اللہ چہ دولت داشتم دوش
زیار نوش لب کردم قدح نوش

فسون دوستی افسانۂ ناز
ہمہ در گوش گویند ہم در آغوش

چہ گویم آں جمالِ بے بدل را
کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش

کمند گیسواں افگندہ تا پائے
کمان ابرواں آوردہ تا گوش

فریب آمیز خالے بر زنخداں
بلا آموز خطّے بر بنا گوش

بساط حسن افگندہ در آفاق
شہ افلاک را گستردہ سرپوش

۴۲۷ معنبر کردہ دوش از زلف مشکیں
حسن امروز کے دریابی آں دوش ۷

اے بے تو مرا ز دیں فراموش
وز ہمدم و ہمنشیں فراموش

گفتم ز غمت فرو درم جیب
شد دست در آستیں فراموش

گر لعل تو بنگرد سلیماں
حقا کہ کند نگیں فراموش

با زلف و رخت جہانیاں را
شد سنبل و یاسمیں فراموش

گویم سخنے اگر نگردد
با خاطر نازنیں فراموش

یاد آر کہ ھرگزم نکردی	یکبارگی اینچنیں فراموش

۴۲۸	در حسرت حسنؓ تو حسنؔ را دل گم شدہ عقل و دیں فراموش	۷

دل از غم زار شد گو ہمچناں باش	زمن بیزار شد گو ہمچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بکشاد	خرد بیکار شد گو ہمچناں باش
ولے کاندک دلیل صحتش بود	ز سر بیمار شد گو ہمچناں باش
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود	بساطِ خار شد گو ہمچناں باش
بنائے زھد و بنیاد ورع را	خلل بسیار شد گو ہمچناں باش
ہماں خانہ کہ دیرِ طاعتم بود	در خمار شد گو ہمچناں باش

۴۲۹	بعشقم طعن می کردند خلقے حسنؔ ہم یار شد گو ہمچناں باش	۷

جانا ز سر زلف نسیمے بصبا بخش	جانے تو ازاں عالم ارواح بما بخش
بکشائے رخ فرخ و دُرج دہن تنگ	مہرے بغریباں کن و قہرے بگدا بخش
تشریف وفا از تو طمع می نتواں داشت	بر عادتِ دیرینہ ہماں نقد جفا بخش
می گفت مرا عشق کہ جاںؓ را کمرے بند	وانگاہ براں کج کلہ و جست قبا بخش
ناگاہ شبے خفتم و دیدم سر خود را	اے بخت ہراں خواب کہ داری تو مرا بخش
ایں عشق یکے واقعہ بود خدائی	اے عقل تو دم در کش و مارا بخدا بخش

ؔ روے ؓ جاں را بہ کمر بند

۴۳۰	اے دوست یکے درد حسن رانظرے کن زاں نرگس نوخیز بہ بیمار دوابخش	۵

اینک آن سروے کہ من می جستمش
ایں سہیل اندر دیار ہند بود
بلکہ بامن بوداں یوسف مدام
منت بیرونیاں حاجت نبود

چوں صبا در ہر چمن می جستمش
من ہماں سوئے یمن می جستمش
کاش ہم در پیرہن می جستمش
گر درون خویشتن می جستمش

۴۳۱	خود حسن می گفت کو خواہد رسید من بداں فالِ حسن می جستمش	۷

روز عیدست از لب یاقوت حلوائے بنجش
چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست
اے ہلال ابروئے رُخ داری چو عید آراستہ
خسروِ خوباں شدی تیمار مسکیناں بدار
چشم نرگس، غنچہ لب، چوں سبزہ زارے گردِ گل
حیف باشد کاں چناں بیہا نہی بر ہر لبے

تشنگانِ ہجر را رحم آور وہ مائے بنجش
عید وقت کشتگاں را شیر خرمائے بنجش
روزہ داراں راز خوان عید حلوائے بنجش
باہمہ ستیز جائے قہر کُن جائے بنجش
پردہ از رخ بر فگن مارا تماشائے بنجش
ایں طبرزد ہا بہم چون من شکر خائے بنجش

۴۳۲	در وبائے ہجر تو درماندہ ام ہمچوں حسن آخر از لعل لبت یاقوت حمرائے بنجش	۷

زلفت کہ باد بر رخ رخشاں رساندش
ابرے بود کہ بر مہ تاباں رساندش

دل پیش دار واز سر زلفت شبے دراز
آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش

عاشق امید بر خط سبز تو داشتست
تا آں خضر بچشمۂ حیواں رساندش

دیوانہ کہ بر پر موریش دست نیست
یکبوسہ ات بمہر سلیماں رساندش

بستم بآہ خود دل خاکی خویش را
ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش

بر دست دل دہم پس ازیں قصہ حسن
باشد ببارگاہ الغخاں رساندش

۴۳۳	اعظم معز دولت و دیں آنکہ روزگار ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش	۵

چہ اندازی سوئے دشمن بساں تیرم از ترکش
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندر کش

مرا گو بند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نمیگیرد دلم ترکش

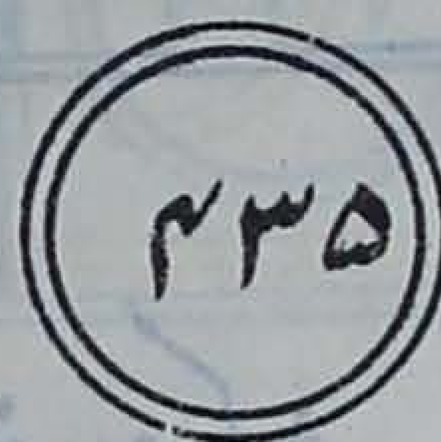
بلائے عشقت اے دلبر بہ لائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم زلائے محنتم بر کش

خطت را گر خطا گفتم کہ مشکِ نافہ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا در کش

۴۳۴	حسن گر عشق میورزی چرا سر میکشی بارے لوائے عشق جاناں را ز بام عرش بر تر کش	۷

ردیف (ط)

اے درمیان دائرہ مانندۂ نقط — تا نقطہ نیست دائرہ رانیست دور خط
حرفے کہ سرّ ہر دو جہاں مندرج دروست — آں حرف ذات تست تو در خود مشو غلط
اول جواہرے کہ زانوار شد پدید — ذاتِ تو بود تا بدم آخر و وسط
ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خویشتن — وازوں چو دیو گشت و شد ایں موجب سخط
در بحرِ معرفت کہ محیطے است پر ز دُر — جہدے نمائے تا کہ شناور شوی چو بط
ور نیستی سمندر ازیں نار کن حذر — زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شمط


۴۳۵

خاموش یکزماں منشیں اے حسنؔ تو ہیچ
میکن بیان جوہر انساں بدیں نمط


۷

ردیف (ع)

دل زما برداشت جاناں الوداع — جاں بدو اولی ترا اے جاں الوداع
یاسمن رفت اے سمن زار الفراق — گل سفر کرد اے گلستاں الوداع
کاروان مصر یوسف را ببرد — الوداع اے پیر کنعاں الوداع
خاتمے کاقبال بروے ختم بود — دیو بر بود اے سلیماں الوداع
خط عمر از لوح جانم شستہ شد — اے قرینانِ دبستاں الوداع
مہر خاموشی بریں لب مے نہند — اے سخن گویانِ گیہاں الوداع

۴۳۶

دوستاں رفتند و ما پا در رکاب
اے حسن دستے بدہ ہاں الوداع

۵

دوش خوں ریختم از دیدہ بہنگام وداع
دیدہ شد عاقبتم در سر ایام وداع
آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ
نچشیدست مگر جرعۂ از جام وداع
ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط
بشکنند کام بنا کام بہنگام وداع
چوں برفتم بوداعت دل و دین با تو برفت
آخر الامر ہمینست سر انجام وداع

۴۳۷

از وداع تو حسن نامزد موج بلاست
وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام وداع

۶

ردیف (غ)

اے تو اندر دیدہ چوں در شب چراغ
ماہ را از غیرتت بر سینہ داغ
چشم تو در غمزہ ترکے با خدنگ
زلف تو بر روے دزدے باچراغ
خط سبزت را چگویم گوییا
سبزۂ رستست گرد اگرد باغ
پیش روے چوں گلت بیروں کند
غنچہ ہر بادے کہ دارد در دماغ
حسن مادر زاد تو دادہ ترا
از تکلفہاے مشاطہ فراغ

۴۳۸

خال تو حال حسن را تیرہ کرد
بر چناں بلبل نشاید جور زاغ

۷

ردیف (ق)

کارم بہ جاں رسید ہمینست کار عشق	سر رفت و ہم نمیرود از سر خمار عشق
بدکرد روزگار مرا عشق نیکواں	یارب ازیں بتر نشود روزگار عشق
مادر بزاد و دایہ عشقم بپرورید	خوں بود شیر خوردنم اندر کنار عشق
اے گورکن فراخ ترک ساز گور من	با من بس است اندوہ وغم یادگار عشق
ناید فرو بمنزل مقصود محملش	اشتر دلے کہ او بکشید ست بار عشق
اشکے چو لالہ دارم و روئے چو زرد گل	آرے ہمیں شگوفہ دہد نوبہار عشق

۴۳۹

تا کے ہوس کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق

۵

ردیف (ک)

دوشش درآمد از درم آمدن نہان ترک	از گل تازہ تازہ تر از آب رواں رواں ترک
شکل قدش چو سرو نو رنگ رخش چو برگ گل	غنچہ صفت جوان و تر بلکہ از و جوان ترک
زلف سیاہ پاکشاں روئے سفید عرق خے	جیب ز باد واشدہ چشم زمے چنان ترک
گفتمش اے نگار من گر سخنی نمی کنی	کوری آں رقیب را یک نظری نہاں ترک

۴۴۰

گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدمے
گرنہ بدے سوئے تو ام خاطر کے کشاں ترک

۶

ردیف (گ)

از دہانت چہ چشم دارم رنگ — کہ دہانت چو چشمت آمد تنگ
گرچہ تنگیست لیکن اندر روے — از شکر تنگ دیدہ ام بر تنگ
وہ کہ میداں فراخ یافتۂ — رخش را چابکانہ برکش تنگ
پیش رویت کہ زہرہ را ماند — ماند میزان نیکواں بے سنگ
کار عشاق بے نوازش تو — کج بماندست راست ہمچوں چنگ
عاشقان تو زخمہا خوردہ — ہم بسوئے تو میکنند آہنگ

(۴۴۱) حسن آنجا رسید نتوانست
راہ بس دور بود و مرکب لنگ **(۹)**

صبح چوں می زند دم نیرنگ — می یک رنگ خواہ چند درنگ
خور مے صبح رنگ بہ کہ کشید — صبح زنگئی ز حقۂ نیرنگ
وقت صبحست خوش بود این وقت — باد خوش بوئے و بادۂ خوش رنگ
ساقیا حبش زنگیانہ بساز — دل چہ داری چو چشم ترکاں تنگ
خیز د آہنگ بزم کن اینک — نائے مطرب بساز کرد آہنگ
باد اندر بروت دارد نائے — ننگرد ہیچ در تواضع چنگ
چنگی از بہر دام مجلس را — بگریباں چنگ در زدہ چنگ
دف کہ در دور خویش آئینہ ایست — بردہ از طبع دردنوشاں زنگ

۴۴۲	هر زمانے حسنؔ زکشتی بزم بحرے اندر کشیدہ ہمچو نہنگ	۵

ردیف (ل)

خطے از عنبر تر مر ترا خال
میانِ ہر دو زلفت فرق دیدم
لبت را یارب آں کنجد چہ زیباست
مرا آں خال مادر زاد تو گشت

خطِ مشکیں زیادت کردہ با خال
ندیدم فرقے از خطِ تو تا خال
چناں کاں روے گندم گون را خال
چنیں ہا مادرت فرمود یا خال

۴۴۳	حسنؔ چوں خال شد از تو سیہ پوش مدار از روئے خوب خود جدا خال	۵

خط تو ز عنبر خطیست بر گل
جز بر دلِ من نیست بار ہجرت
بس طرفہ طریقیست عشق بازی
بسیار نوشتہ ام حدیث خوباں

اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بنگر کہ چہ حد باشد ایں تامل
تا چند تواں زیست بر تحمل
شستم ہمہ جزو ہا کنوں گل

۴۴۴	باری چو رود نظم را تفکر در مدح شہنشہ کنم تامل	۷

اے کہ از سبزہ نہادی دام گل
تازہ می دارد رُخ تو نام گل

ایں نہ خط خوانم کہ برطرف چمن
موئے در مو بافتستی دام گل

آستیں از روے زیبا دُور کُن
جامہ حاجت نیست براندام گل

گفت وگویم از ہوائے تست باز
مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل

ذوق لعلت از کیے دہ شد بلے
مے گوارا تر بود ایام گل

عارضت صف سمن خواہد درید
زاں بچوب اندر کشند اعلام گل

۴۴۵

عاشق گلگوں رخت چوں شد حسنؔ
اینک اینک گونہ زر فام گل

۷

اے دادہ بتو ہمہ جہاں دل
از دست فراق تو بجاں دل

گر نیست دلت ز سنگ خارا
بر بندہ چہ میکنی گراں دل

دل می طلبی وگر چہ خوں شد
از دیدہ ہمی وہم رواں دل

یک روز میاں بزلف بستی
گمراہ شد اندراں میاں دل

بنگر چہ خوشت آمد اں سوادش
کز زلف تو ساخت خاناں دل

گر دست رسد توانم آورد
از زلف خوش تو موکشاں دل

۴۴۶

بشنو ز حسنؔ حدیث دردش
اے یار قدیم مہرباں دل

۷

اے در کمال حُسن تو حیراں شدہ عقول
در سینہا عزیزی و در دیدہا قبول

بر جبههٔ تو آیت رحمت نوشته اند	ای بخت آں کسے کہ تو بروے کنی نزول
عشقت خراب کرد دلم ہمچنیں بود	ہر گہ کہ بادشہ بدیارے کند دخول
ز من شکایت آید و نز تو فروتنی	تو چو سپھر سرکش و من چوں زمیں حمول
ما را غمم تو کشت و نگفتیم قصہ باز	ما کشتہ بہ کہ طبع لطیفت شود ملول
بارِ امانتِ تو ز سر کے نہم فرد	گر نام من ظلوم کنی یا لقب جہول



گر بشنوی حدیث حسن ورنہ ما تمام
گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول



چنیں یکبارہ مشکیں زلف مفتول	کہ زیر ہر شکن شہر یست مقتول
زگریہ چشمِ من تیرہ شد آرے	بشستن کے شود آئینہ مصقول
زچندیں خوں کہ کردی نوش چوں شہد	نشد شہد از لبِ نوشینت مغسول
کند صد صنعت اندر بیت خود نحل	ولے معنی او از تست منحول
رخت ہم آتش آمد ہم گلستاں	بمعجزہا نشاید جست معقول
دراں خلوت کہ محرابم تو باشی	باستغفار نتواں بود مشغول



حسن را قابلِ اسرار خواندی
ہمیشہ قابل تو باد مقبول



اے رخ چو ماہ تو دادہ جہاں را جمال	از در تو دور باد آفت عین الکمال
عید نکردیم ما پردہ ز رخ برفگن	عید بنا گوش تست گوشۂ ابروہلال

روئے چہ پوشی ازانکہ بے تو جہاں ہیچ نیست — چشم جہاں روئے تست مردمک دیدہ حال
کوئے تو جویم نہ باغ، اینک نعم البدل — روئے تو خواہم نہ گل اینک حسن السوال
گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر — دوستی تو بست مملکت بے زوال
مفتی عشق تو باز ایں چہ روایت کند — کردہ وصالت حرام خون جہانے حلال



گر تو بدانی کہ چیست عاقبتِ عاشقاں
حالِ حسن بیں نخست بگزر ازیں حسب حال



برانیم با کارواں یک دو منزل — وداع عزیزاں رسانیدنِ دل
شبے عیش نارانده رانند جملہ — یکے عہد نابستہ بستند محمل
زہے دور ناخوش زہے بخت سرکش — زہے سوز مہلک زہے دور مشکل
ہمیں بود از نقد ایام باقی — ہمیں بود از وجہ[۱] امید واصل
منم ز آتش سینہ و آب دیدہ — گہے دست بر دل گہے پائے در گل
میسر نشد یک سجود وداعی — چواں قبلۂ من برفت از مقابل



حسن چند سیارۂ اشک رانی
نہ مہ را طریقست منزل بمنزل



زہے طراوتِ حسنِ تو زہے مزید جمال — ملاحتے بتمامے لطافتے بکمال
زمشک دائرہ جیم کرد صفحۂ سیم — بجائے نقطہ دراں جیم جائے یافتہ خال
اسیر غمزۂ شوخ تو شد دل تنگم — شدہ ضعیف گرفتار شحنۂ قتال

[۱] از وجہ ایام حاصل

دل منست بچوگانت خوئے کردہ چوگوئے	رسیدہ ہر طرفش کوب وگشتہ حال بحال
غلو مکن بہلا کم کہ ذوق می ندہد	چو من شکارے وچوں تو سوار در دنبال
بیار یک قدح اے نور چشم مشتاقاں	ولے چو چشم من از خون دیدہ مالامال
ستارہ باری چشم چو دید گفت حکیم	کہ حکم طالع باراں مقررست امسال
مرا ہمی نخرد ہیچ کس بیازارے	غلام راہزنے نہ چہ عیب بر دلال



۴۵۱

زنالہائے حسن خوں گریست ہر کہ شنید
چگونہ حکم کنم زخم خوردہ راکہ منال



۷

شمائل تو لطیفست وصورتت مقبول	مباد جز تو مرا دل بدیگرے مشغول
اگر قبول نیفتد ترا ارادتِ من	نرنجم از تو کہ ہم قابلی وہم مقبول
چو نامۂ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم	ہزار بوسۂ دیگر بدست وپائے رسول
ز زندگانی من بے تو خلق حیرانند	کہ بے وسیلۂ جاں نیست زیستن معقول
وجود تو یکے آیت است از رحمت	امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول
امید آنکہ شود با حصول دیدارت	مراد ہر دمہ جاں حاصل وغرض محصول



۴۵۲

زدست عشق چناں عاجزست عقل حسن
کہ پیش شحنۂ جبار عامل معزول



۷

ایں منم کز تو سلامے بمن آورد رسول	تازہ تر کرد ہوائے من وامید وصول
نامہ آورد رسول تو ومن از شادی	گہ سرنامہ ہمی بوسم وگہ پائے رسول

گر جوابے ننویسم کرمت بسیار ست
من خود از شوق تو پیچیده سرم چوں نامہ
روئے خود ساختہ ام صفحہ بجائے کاغذ
قلم از نوک مژہ کردہ سیاہی از چشم

فضل کن ہر چہ ترا در نظر آید ز فضول
تن نالاں چو قلم از کشش عشق ملول
عذر قرطاس بود نزد کریماں مقبول
ہمہ شب شرح غمت را بکتابت مشغول

۴۵۳

گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضہا محصول

۹

بار ہا گفتم بخواہم گفت وصف آں جمال
نے خیال است ایں نیاید حسن او اندر خیال
ماہ خوبانست و در ہر خانہ کو منزل کند
ہیچ اندیشہ نباشد باچناں سر از وبال
مہر اگر یک روز مہر خود بنام او زند
کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش را زوال
عاشقاں را ضربت معشوق در کار آورد
گوئے را بر زخمۂ چوگاں ہمی بینیم حال
ایں چہ پیدا دست کاندر مجلس ما میرود
دل مغنی دزد و طنبور یابد گوشمال
لیلےٰ اندر قافلہ بس تند می راند شتر
کاروانے در جل حیران و مجنوں در جال

اے صبا بکشا نقاب از صفحۂ رویش یکے
فال ما فرخندہ کن زاں آیتِ فرخندہ فال

از فراق او غمے بر سینہ دارم ہمچو کوہ
کوہ ہم نتواند ایں غم را نمودن احتمال

۴۵۴

اے حسن دستِ تو در فتراکِ وصلش کے رسد
ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے باکمال

۷

دی گذر کردم بہ صحرائے کہ بد ماوائے گل
بلبل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گُل

بلبلاں دیدم بر آوردہ فغاں بایک دگر
از سر مستی و بیہوشی دراں صحرائے گُل

نالہ چوں بلبل بر آوردم کہ بود اندر دلم
یاد روئے یار چوں دیدم رُخ زیبائے گُل

ہمچو گل در غنچہ رُو از من نہاں کرد آں نگار
ورنہ با رویش کجا بودے مرا پروائے گُل

ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرۂ زیبائے یار
گو بیا اکنوں و بنگر چہرۂ زیبائے گل

گر نہ گل در جست و جوئے رُوے یارم آمدست
پس چرا رفتست چندیں خار اندر پائے گل

۴۵۵	اے حسنؔ چہ جائے گلزارست چوں بلبل بناں زانکہ باغ آراستست از روئے شہر آرائے گل	۷

ردیف (م)

مرا کا شب توئی ہمراز و ہمدم
برون زد[1] خواب ما خیمہ زعالم

تو مے می نوشی و من در خمارت
تو از شادی نمی خسپی من از غم

زعشق آں رخ چوں آفتابت
چو صبح اینک شمردہ میزنم دم

چگونہ آدمی حیراں نماند
پری پیدا شدہ از نسل آدم

چہ زلفست ایں چو شام تیرہ من
کہ یک روزش نمی بینم فراہم

کجائی اے بہشت ایں جہانی
فدایت ایں جہان و آنجہان ہم

۴۵۶	حسنؔ از آستانت ماندہ محروم نشد سگ در حریم کعبہ محرم	۷

چیست مطلوب تو تا از سرآں برخیزم
ور بجاں حکم کنی از سر جاں برخیزم

اندریں رستہ دکانیست مرا از طاعت
گر نہ سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم

یک جہاں طعنہ زنندم کہ نشینی بیکار
گر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم

بے تو از دنیا و عقبے چو نخیزد چیزے
تو بیا تا ہم ازیں و ہم ازاں برخیزم

سوئے گور حسن اگر بگذری اے سرو رواں
سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

اگر از زمزمہ عشق تو در نفخۂ صور
نیم بلگے شنوم رقص کناں برخیزم

[1] برمن زن خواب گو خیمہ زعام

۴۵۷	دردے از درد بنہ بر سرمن بندہ حسن تا ازیں زہد فروشی زباں برخیزم	۵

صورتِ جاں فزات می بینم
جانِ خود خاک پات می بینم

از خوشی عید خوانمت شاید
کہ بسے روز ہات می بینم

تا نہ بینی ندانیم خرسند
گرچہ چندیں جفات می بینم

نظر از چشم او بدوز دلا
کہ بعین بلات می بینم

۴۵۸	نشنیدی حسن نصیحت من چہ کنم مبتلات می بینم	۷

سرگرداں کہ خاک پائے توام
عہد مشکن کہ در وفائے توام

تا تو چوں آسماں شدی سرکش
من زمیں وار خاک پائے توام

تا تو سلطان آرزو بخشی
من بصد آرزو گدائے توام

چند بیگانگی کنی آخر
می شناسی کہ آشنائے توام

گر نہ رایت بود نیارم زلیست
من کہ خود زندہ ام برائے توام

گر اجابت کنی دعائے کسے
من شب و روز در دعائے توام

۴۵۹	از درت دور نیستم چو حسن چہ تواں کرد مبتلائے توام	۷

دلم خوں شد ندانم با کہ گویم
چہ دل کز دل بجانم با کہ گویم

نہ درکویش رہ و نے بروزش بار	چنیں بے خانمانم باکہ گویم
مراز اشکال و صلش می بپرسند	من ایں مشکل ندانم باکہ گویم
سخن در وصف زلفش خواستم گفت	گرہ شد بر زبانم باکہ گویم
کمر گاہش صفت می خواستم کرد	غلط رفت از میانم باکہ گویم
حدیث آں دہاں خود ہیچ حالے	نگنجد در دہانم باکہ گویم

۴۶۰	حسن را چارہ خواہم ساخت می گفت من بیچارہ آنم باکہ گویم	۷

اے مرغ بنال تا بنالیم	از اختر خویش در وبالیم
از دوستیٔ ہوا تو نالی	ماہم بہوائے دوست نالیم
تو بہر وصال گل زنی پر	ما دیر پر فراق بالیم
میدان فراق راشدہ گوئے	انگاہ مپرس درچہ حالیم
تو یافتۂ جمال محبوب	ماگم شدگانِ آں جمالیم
تو ساختۂ ہزار دستاں	ما سوختگاں ہنوز لالیم

۴۶۱	ما و حسن و نوا و نالہ اے مرغ بنال تا بنالیم	۷

بیاکہ تا تو برفتی زخویشتن رفتم	مرا بآمدنت شاد کن کہ من رفتم
تو ہمچو یوسفی در مصر حسن خود باقی	کہ من ز بیت الاحزان خویشتن رفتم

لب تو باز زباں بند کرده بود مرا	دو عید رفت ہماں مہر بر دہن رفتم
رخت اگرچه گلے بود از چمن به بود	من ارچه بلبل بوعدم ازیں چمن رفتم
چو لالۂ و گل خنداں نهاد عشقم خار	که سوخته دل وآلوده پیرہن رفتم
مرا نه چوں سخن خود رواں ہمی کردی	رواست اینک من ہم براں سخن رفتم

۴۶۲

رواج شهر تو از بودن حسن بودست
حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم

۷

قرار و عهد تو ایں بود من ندانستم	نوید مہر تو کیں بود من ندانستم
ہمه سخن چو دل خویش سخت می گوئی	دل تو سخت چنیں بود من ندانستم
چو دل بدادم و جاں لا اله الا الله	جزاے ایں ہمه ایں بود من ندانستم
گمان وصل ترا خواستم کشید ولے	فراق تو ہمچنیں بود من ندانستم
دل ایں قیام ترا در گماں ہمی دانست	گماں نبود یقیں بود من ندانستم
دم وفات زدم ہمچو صبح صادق آه	دمے که باز پسیں بود من ندانستم

۴۶۳

حسن که دل بتو بخشید و بیّنش ہم بردی
بلے دل تو بدیں بود من ندانستم

۷

اے گل بیا که از چو توئے دور مانده ایم	بے روے گل فشانت گلابے فشانده ایم
تا باز چوں بہشت شدست از تو گلستاں	ما از گل بہشتی خود دور مانده ایم
در موسمے که سنگ زلاله نشاں گرفت	داغے چو لاله بر رخ خونیں نشانده ایم

مرغان برسم خویش چمن خانه ساخت باز
ما در سفر که رسم نبود دست مانده ایم

تا گل بباغ دفتر پارینه باز کرد
با هیچ حرف از ورق آن نخوانده ایم

سر برزده چو سبزه زمیدان بیاد دوست
رخش دل از در همه بیرون جهانده ایم



زو گرچه پرسشے نرسد ما حسن صفت
هر دم بدست باد سلامے رسانده ایم



از من چه گنه آمدکت یاد نمی آیم
در بند فراق تو آزاد نمی آیم

گر تو ز در یاری بیداد کنی میکن
من بر در تو بارے بے داد نمی آیم

اندر رهِ عشق تو خوں جگرم زاد است
انصاف که از خانه بے زاد نمی آیم

تا تو دهن از پرسش چوں غنچه فرو بستی
شب نیست که در کویت چوں باد نمی آیم

تشریف سلام تو در دست نشد حاصل
دل کوفته گر دستی تا یاد نمی آیم

با خسته تنے در هم می آمدے گه گه
آں لاشه هم از محنت افتاد نمی آیم



گفتی چه حسن بر من چوں شاد نمی آئی
من غمزدهِ عشقتم چوں شاد نمی آیم



ما بجانان زنده می باشیم از جان فارغیم
خاک کویش یافتیم از آب حیواں فارغیم

جان فدائے دوست شد از دشمنان باکے نماند
از که اندیشیم چوں ز اندیشهٔ جاں فارغیم

دوست میدانیم بس کعبه چه باشد دیر چه
ما قلندر پیشه ایم از کفر و ایماں فارغیم

گر تو زیں کلبه گله داری برو از ما امیر
کز عطائے پادشاه و منع درباں فارغیم

ا۔ گر بدرگاه بزرگاں میروی بگزر زما
۲۔ جور

عشق دارم در درون از طعن بیباکاں چه باک — نوح داریم آشنا از موج طوفاں فارغیم
کشت ما را گر دعا میخوانی اے زاهد مخواں — ما بدیده نم کنیم از ابر باراں فارغیم

(۴۶۶)
عقل و جاں یارِ چنیں را دور می دار وز ما
ما حسن را یار خود کردیم زیشاں فارغیم
(۵)

باز بکوئے تو وطن میکنم — داغ غمت بر دل و تن میکنم
دوش سه بوسه زده ام بر درت — ایں چه دلیریست که من میکنم
دی سخن از وصف تو کردم بسے — بهرِ خدا ایں چه سخن میکنم
پسته دهن گفتمت اینک بعذر — خاک خجالت بدهن میکنم

(۴۶۷)
گر تو بزنجیر قبولم کشی
پیشکشست جان حسن میکنم
(۵)

جفا مکن که من از جان سر وفائے تو دارم — بیا که هر چه که دارم همه برائے تو دارم
خرد که از سرِ فکرت رموز غیب شناسد — اگر تو عیب نگیری نثار پائے تو دارم
گرت به پیش کشم جان مراں زخود زیرا — که ایں متاع که هم از عطائے تو دارم
چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کرمے کن — بخاک پائے تو گر من کسے بجائے تو دارم

(۴۶۸)
تو بادشاه جهانی حسن گدائے درِ تو
من ایں گلیم قناعت ازاں گدائے تو دارم
(۷)

؎ یاران حسن

امروز چہ روزست کہ از روئے تو دورم
ہر بار نمازے کہ ادا می کنم امروز
اصحاب محبت را با صبر چہ نسبت
بے زلف رخت خود بکشم من کہ بصد جاں
با طلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید
بوسے بلب جام زنُ و در دہنم ریز

از موبہ چو موئے شدم از ضعف چو مورم
واللہ چو تو غائب شدۂ نیست حضورم
اے واے بمن گر چو تو محبوب صبورم
دیوانۂ زنجیرم و پروانۂ نورم
نز طارم فردوس و نہ از طرۂ حورم
تا بوئے بہشت آید ازیں فسق و فجورم

۳۶۹

نزدیک بمردن شدہ ام چوں حسن امروز
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دورم

۷

پنج روزست کہ در شش دہ ہجرانم
تا ازاں راحت جاں دور فتادم افتاد
او چو کعبہ بحرم ساکن و من گم شدہ دل
بارہا خواستہ ام وصف جمالش کردن
آفتابیست کہ آسیب زوالش مرساد
اے دم صبح توانی کہ دعاے بدمی

دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می مانم
آتشے در دل آوارگیٔ در جانم
مدتے شد کہ دریں بادیہ سرگردانم
سالہا رفت کہ در صورت او حیرانم
وہ من سوختہ بر سایۂ او لرزانم
آں لبے را کہ برو بوسہ زدن نتوانم

۳۷۰

من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برد
ایں کرم کس نکند ہم تو کنی می دانم

۷

دریں شش روز کز روئے تو فردم
گذشت از ہفت چرخ آہنگ دردم

نخوردم آب جز از چشمۂ چشم | درین غربت ہمیں بود آب خوردم
ز رنگ آمیزی عشق بتاں بیں | سرشک لعل بر رخسار زردم
نہ عاشق گر دراہ دوست باشد | من ار گردم بکوئے دوست گردم
سحاب ادرار جوئے آب چشم | صبا اجری گستان آہ سردم
بخار ہجر عشق آو بخت ذلیلم | بدست خون و باد افتاد بُردم



حسن را قصۂ محنت درازست
منؑ ایں قطعہ ہمیں جا ختم کردم



ہفت روز از تف ہجراں دل چو دوزخ تافتم
روز ہشتم رہ بصدر ہشت جنت یافتم
بر بساط حسن معشوق از بپا آمد کسے
من چو بیدق کو شود فرزیں بسر بشتافتم
تا ز بازوئے خودم بالیں نہاداں دلستاں
بازوے غمم را بزور بے غمی بر تافتم
تار زلف او چو چنگ از پائے تا سر شاخ شاخ
خویشتن چوں شانہ باگیسوئے او در بافتم



گر حسن سرے نگہ میدارد او میدار گو
من ز مستی انچہ در دل داشتم بشگافتم



اے بخونم ملائے گردہ من برائے تو خوشم
باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم

تو زدہ در کشتنم رائے و خرد گوید گریز
من بہتد بیر خرد ناخوش برائے تو خوشم

یک خوشی ناوردہ بختم گرچہ از ادبار من
گو میاور من باقبال جفائے تو خوشم

تو بخندہ ہمچو گل خوش باش زیرا من چوابر
گرچہ غرق گریہ ام ہم در ہوائے تو خوشم

گر سرافرازاں بتاج زر سرافرازی کنند
خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم

ہر کہ میرد صوفیاں گویند اندر پردہ شد
من بہر پردہ کہ باشم با نوائے تو خوشم



گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کربلا
ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم



ترک من نازمی کند چہ کنم
چشم ترکانہ اش بہر غمزہ
سرو او سر براستی دارد
در من عشق اوست مشک خطش

ترکی آغاز می کند چہ کنم
ناوک انداز می کند چہ کنم
نرگسش ناز می کند چہ کنم
کشف این راز می کند چہ کنم

هر زماں بهر قصد مرغ خرد
دل چوں شمع سوخته زلبش

چشم را باز می کند چه کنم
هوس کاز می کند چه کنم



بر حسن کو بزخمه اش خوکرد
خوئے بدساز می کند چه کنم



تو خوش خوش چو گل خنده زن کاں منم
بمن پائے اے چشمهٔ خضر روئے
تو گیسو فشاندی ندانم که گشت
دلم تا بزلفت فرود آمدست
ز صبرم جوئے گاه برگے نماند
من ایں عشق را خود کشیدم بخود

که چوں ابر پر قطره شد دامنم
که طوفان توحست پیرامنم
پری یا خود آسیب اهرمنم
شد اندر دمِ اژدها مامنم
چو آتش زد ایں عشق در خرمنم
چه تدبیر چوں فتنهٔ من منم



حسن را گر از تو ملامت کنند
من آں دوست را بدتریں دشمنم



دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرماں ورائے تست
یاراں همی روند تماشائے باغ و گل
گه گه بطنز گوئی کز پیش من برو
راهے دراز و منزل مقصود ناپدید

از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماه روئے هم تو بگو تا کجا روم
من صورت تو دیده تماشا کجا روم
جان و دلم تو داری تنها کجا روم
نے رهبری نه قافله پیدا کجا روم

خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند سلطاں علائے دولت و دیں کعبہ منست دست مبارکش بسخا گنج گوہر ست	من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجا روم ایں جا سرے ہمی نہم آنجا کجا روم گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم



گوید حسن کہ من درِ جاناں گرفتہ ام
آساں ز آستانۂ والا کجا روم



مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم رنگ مے ہمچو جگر راحت جانست ولے عقل کز غیب خبرہا دہدم میداند جام شادی ہمہ بر روئے الغخاں امروز ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم بامیدے کہ اگر بر سر من پائے نہد	از یکے دست خورم وز دگرش گردانم بخورم راحت جان و جگرش گردانم کہ بیک جرعۂ مے بیخبرش گردانم بہترش نوش کنم بیشترش گردانم دیدۂ خویش فدائے نظرش گردانم سر خود را بحیل خاک درش گردانم



یک غلامیست حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم



ما مستی عشق تازہ کردیم اکنوں کہ تو خط خود نمودی ہرگہ کہ تو در شکار[1] باشی اے مہ کہ سر تو سبز بادا	زاں جرعہ کہ از لب تو خوردیم ما نامہ زہد در نوردیم ما در قدم سگانت گردیم دریاب کہ آفتاب زردیم

[1] تو در طلب شکار گردی

تو طبل نشاط خود فرو کوب
مستی چه کنی بسے نماند است

ما نوبت خود تمام کردیم
کز دور غمت خراب گردیم



تو شاد بمان که ما حسن وار
دور از در تو اسیر دردیم



گر تو برانی به تیغ از تو سپر بفگنم
بر نکنم دل ز تو ور بخلاف توام
غم نخورم ور مرا جائے بدوزخ کنند
گر نفسے از جور تو دم زده باشم چونے
راست چو چنگم که رگ راست نهادم بعشق
چوں تو زنی غمزه تقوی من ضائع است

ور بخلد نگم زنی دست تو بوسه زنم
موئے بر آید ز پوست پوست ز تن برکنم
سلسلها را چه باک طوق تو در گردنم
باد بروز جزا چنگ تو در دامنم
ناله بروں آمده از رگ و رگ در تنم
تیر تو تیز ست سخت بگذرد از جوشنم



عشق بتے داشتم آں صنم اینک توئی
قصد حسن داشتی آں حسن اینک منم



بکشائے در رحمت تا خاک درت گردم
پروانه منم امشب بر شمع رخ خوبت
از مار سر زلفت گر ایمنی باشد
تا جاں بودم در تن باشم سگ کوئے تو

ایں بندگیم خوش کن تا بنده ترت گردم
پروانۂ مطلق ده تا گرد سرت گردم
چوں مور کمر بسته گرد شکرت گردم
ور خاک شوم روزے هم خاک درت گردم

جاں بر تو فدا کردن باید ز حسن آموخت

۴۸۰	ور تیغ زنی واللہ من ہم سپرت گردم	۵

آرزو دہاست کہ یک قصہ بدست تو دہم
شرح خونریزی آں نرگس مست تو دہم
جان پاک و دل صافی شدہ را گر گوئی
خدمتئے دو لب بادہ پرست تو دہم
واللہ ار تیر زنی بر جگرم ہر بارے
از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم
گلہٗ نیست کہ کشتہ شدم از ناوک تو
کہ اگر زندہ شوم بوسہ بشست تو دہم

۴۸۱	اے حسن گر دل تو بشکنند از لشکر غم عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم	۷

نہ تو گفتۂ کہ روزے ز تو جوئے خوں برانم
چہ خوشست گر برانی من خستہ ہم برانم
چہ سخن بود کہ جاں را کنمت نثار مجلس
بہر چہ تو عزیزے چہ بضاعتست جانم
بدو بوسہ با تو گفتم کہ مرا ہیچ بتاں
نشد اتفاق گوئی کہ بدیں بہا گرانم
غلیان گریۂ من گذر نفس گرفتہ
غم دل تمام گفتن چکنم نمی توانم
خردم تبو بخواند ہمہ زہد توبہ من
بروا داں حکایت مرواد از زبانم
بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری جمالے
اگر او فرشتہ گردد منش آدمی نخوانم

۴۸۲	چہ ہوائے عشق گیرد جہت سماع گیرم چو حدیث درد جنبد غزل حسن بخوانم	۷

زہدے کہ من نمودم گم گشت از وجودم
ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم

لہ دو سہ بار   لہ خواند   لہ پریم

عشقے کہ با فلانے میباختم بلا شد
بر ہر وفا کہ کردم بیداد ہا کشیدم
حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت
سودات پختم اے جاں سرمایہ ہم زیاں شد
خط بر رخ تو گوئی کز سینۂ پر آتش

نخمے کہ در خطر گہ مبکاشتم درودم
بر ہر دعا کہ گفتم دشنا مہا شنیدم
جان سوختہ چو عودم سودائے بوے عودم
سودم ہمیں کہ عمرے سر بر در تو سودم
شبہا کہ آہ کردم بر مہ رسید دودم

۴۸۳ گفتی حسن زخوباں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نائی بسیارت آزمودم ۷

حدیث اشتیاقت چوں نویسم
دلم آتش ہمی ریزد مژہ آب
بوصف اشک خود از دیدۂ تر
اگر دانم کہ خواہد خواند لیلے
درون خاطر خود جائے فرما
سیاہیہا ہمہ از چشم من ریخت

زہر چہ افزوں ترست افزوں نویسم
نمیدانم کہ نامہ چوں نویسم
سخنہا چوں دُرِ مکنوں نویسم
چہ زاریہا کہ از مجنوں نویسم
حدیثے کز صفت بیروں نویسم
مگر ایں ماجرا از خوں نویسم

۴۸۴ غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افسوں نویسم ۶

چیست کہ یکبار نمی پرسیم
یار ہمانست کہ پرسد زیار

زیں غم و تیمار نمی پرسیم
چوں کنم اے یار نمی پرسیم

مردن از اندوہ تو فخر منست	گرچہ تو از عار نمی پرسیم
واقعہ بسیار شکیب اندکست	زاندک و بسیار نمی پرسیم
یار خبر داشتی از آہ من	آہ کہ چوں یار نمی پرسیم

۴۸۵ — خوں حسن آب شد و ہم نگفت / کائے بت خونخوار نمی پرسیم — ۷

باز دل دادم و دنبالۂ دلدار شدم	محرم کعبہ بُدم محرم خمار شدم
خرقہ از من بکشائید کہ زلف بت من	شکلے انگیخت کہ پابستۂ زنار شدم
چہ غمم گر خرد و صبر و دل از من ببرند	زانکہ من زیں ہمہ پیش از ہمہ بیزار شدم
طعنہا نیز دہے آہ گرفتاراں را	تا خود آہے کہ گرفت ایں کہ گرفتار شدم
آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آمیں	بارے ایں مرتبہ شد گرچہ گرانبار شدم
دوش میکشت من غمزدہ را غمزۂ یار	یار خوش می شد و من نیز بآں یار شدم

۴۸۶ — چند ازیں گونہ سخنہائے حسن کردم گوش / از قبول سخنش قابلِ اسرار شدم — ۹

ما گرچہ بدیم یا نکوئیم	چہ نیک و چہ بد از آں اوئیم
اے خواجہ بگوئے ہرچہ خواہی	بر ما تو مگیر ہرچہ گوئیم
بالاتر ہر کہ ہست بنشیں	ما خود ز فروتراں ادئیم
ہر چند کہ نیست در جگر آب	یکقطرہ ز جوئے کس نجوئیم

گر غرق کنند ہاں بدریا
گر دوست ز دست رفت بارے
گل آمد و بوئے یار آورد
ایں رفتن ما چو گل[1] بے کاش

ہم دست ازیں صفت نشوئیم
تا پائے ہمی رود بپوئیم
آں[2] یار کجا که گل ببوئیم
تا باز چو گل رسد بروئیم

۴۸۷	چوں گل غمت اے حسن بصد توست[3] گل داند و ما که در چه توئیم[4]	۷

ہمائے رخت که فال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مائی
گر دیدن خود حرام داری
مرغانِ قفس فتادگانیم
گر حبل متین بدست ناید
چوں خوش خواہیم روز خود را

با وصل تو اتصال گیریم
از پرتو تو جمال گیریم
ما کشتن خود حلال گیریم
از فر تو پر و بال گیریم
فتراک ترا دوال گیریم
از روئے خوش تو فال گیریم

۴۸۸	روزے که تو با حسن نشینی آں روز ہزار سال گیریم	۹

اے باغ و بوستانم وے بوستانِ جانم
نه صبر ماند نه دل از دوری تو آیے
برد آں ہمه خوشیہا دوران روزگارم

من جاں بہ [illegible] کم گر تو دہد نشانم
در من چه صبر ماند چوں از تو دور مانم
تا عاقبت چه باشد تقدیر آسمانم

[1] تا ماش بوسئے او ببوئیم [2] بو [3] بوئیم

چندانکہ دیدہ بودی پندار در سر من
از دفتر وصالت حرفے نماند وہ وہ
از تو چگونہ پرسم آں وقت خوش کہ گر تو
خواہم کہ باز گویم احوال ناتوانی
روزے بہ ہمت دل جاں ہم کنم نثارت

امروز اگر بہ بینی پندار یم نہ آنم
ایں غصہ باکہ گویم ایں قصہ باکہ رانم
حال دلم بپرسی من حال آں ندانم
از بیم آہ سوزاں آں ہم نمی توانم
گر فرصتے دہد دست از چرخ جاں ستانم

۴۸۹

وقتے خوش است و خرم ہاں اے حریف ہمدم
نظم حسن بروں کش تا ایں غزل بخوانم

۷

ہر صبح بدیں بوئے بہ کوئے تو در آئیم
گیرم کشاد سر گیسوت و لیکن
ہر حکم کہ خواہی بسر ما ز قضا کن
ہر گہ کہ ہمی خوانی مستغرق شکریم
امروز گروہے ہنر خویش نمودند
گفتی چہ کنی آنکہ ہنرشاں ہمہ عیب است

گر گیسوئے شبرنگ تو بوئے بربائیم
سریست دراں سر بکشد گر بکشائیم
ما ہم ہمہ بربستۂ زنجیر قضائیم
واندم کہ ہمی رانی مشغول دعائیم
ما را ہنرے نیست چگونہ بنمائیم
گر عیب نہ فرمائی آں طائفہ مائیم

۴۹۰

یکبار بگفتار حسن داشتۂ گوش
ما ہم یکے از حلقہ بگوشاں شمائیم

۹

مے دہ کہ خمار دی نداریم
ترہیں ہمہ مرد ماں زفرد است

دورے دو سہ در قنینہ داریم
ما ترہیں زحکم دی نداریم

شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواہند
ما قمشۂ کمینہ داریم
اے ابر مکن ہوائے ژالہ
ما خانہ ز آبگینہ داریم
واللہ کہ بباج می نیرزد
این جنس کہ در سفینہ داریم
با این ہمہ نیستی کہ دیری
از ہستی غم دفینہ داریم
اے خواجہ بمعرفت چہ نازی
این دُر نہ ازان خزینہ داریم
گر خلوت تو درون کعبہ است
ما عرش درون سینہ داریم

۴۹۱

ہاں اے حسن از قرابۂ خویش
مے دہ کہ خمار دی نداریم

۶

فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم
مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
شبے کہ ہمچو مہ از اوج حسن جلوہ کنی
اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم
اگر وصال ترا حکم بر ستارہ کنند
من از مژہ ہمہ آفاق پر ستارہ کنم
گرفتم اینکہ بہ بندم دہان ز نالیدن
طپیدنِ دلِ بیچارہ را چہ چارہ کنم
نمی توانم دل بر جدائی تو نہاد
مگر دلے چو دلِ تو ز سنگ خارہ کنم

۴۹۲

نیافتہ چو حسن بار بر درت یکبار
چہ بو الفضولم کیں آرزو دو بارہ کنم

۹

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاہِ ہمتِ درویش ہا یک ترک ہست
ترک جنت خوشتر ست و ہر چہ در جنت نعیم

یافتم الحمد للہ هم بکوئے عشق دوست
آنچه درالحمد مینخواندم صراط المستقیم

در گلوئے قمریاں از شوق طوقے کرده اند
تو هماں خط بینی وعارف نوائے یا کریم

دوش سودائے دگر میدیدم اندر سینه[1] من
گل فروشاں سیم می برند و دل ریشاں نسیم

مایهٔ من بیں که دست عشق تخمم می نهد
بر تراز دارالجناں بالاتر از نارالجحیم

آب خضر اندر دهن شربت چه آری اے طبیب
آسماں زیر قدم طالع چه بینی اے حکیم

وقت سعدی خوش که خوش میگفت بعداز هرچه گفت
وقت عذر آورد نست استغفرالله العظیم



زاں ندیمها که میکردے پشیماں شد حسن
آرے آخر از پشیمانی بود حرفِ ندیم



نیم من مرد دردِ او ولے برخویش می پوشم
بدستِ خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم

ردائے عشق بر بالائے چوں ماناکساں ناید
من ایں معنی نکو دانم ولے برخویش می پوشم

بدو گفتم چرا هرگز نخندی در حضورِ من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم

بهم از نوک غمزه[2] بر دل من میزند نیشے
چو در وقتے میرسم خوں می نمایم نیش می پوشم

نپرسیدم که تیرت از کدامیں کیش می آید
که من آں تیر می بوسم ولیکن کیش می پوشم

[1] هرسرے [2] غمزه تو [3] یارم می رسد

زہے غفلت کہ حال سینہ با خوباں نمیگویم
چہ درماں دردِ بدرا کز طبیباں ریش می پوشم

۴۹۴	حسنؔ میگوئیم کز دشمناں پوشیدہ دار ایں سر مگو از دشمناں کز دوستان خویش می پوشم	۷

کجائی اے زنفایت بقائے جان و تنم	بیا کہ بیش نماند احتمال جاں بہ تنم
عذابِ تفرقۂ دوستاں کسے داند	کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم
دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل ریش	مرا کہ سوختۂ روزگار خویشتنم
اگرچہ طعنۂ دشمن مرا بکشت اے دوست	گماں مبر کہ بدیں طعنہا سپر فگنم
زخاک من گل راحت بروں دمد تا حشر	گر از رخِ تو گلابے زنند بر کفنم
حدیث سینۂ سوزانم اے بہشتی روے	مپرس کاتش دوزخ برآمد از دہنم

۴۹۵	حسنؔ تو نام نہادے مرا بحسنِ وفا تو گر دگر شدی اے دوست من ہماں حسنم	۷

سر سودائے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم
بپایش در فتم زیں رہ مراد خویش برگیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری برآرم سر
چو زلفش یکشب از سودا پریشانی ز سر گیرم
چناں با عشق خو کردم دریں مدت کہ نتوانم

کہ تا من در جہاں باشم پے کارے دگر گیرم

کمر ز و طرف می بندد برائے آنکہ زر دارد
من از رشک کمر روزے رہ کوہ و کمر گیرم

بت خورشید رو گر زر طمع دارد ز من تا من
ز رنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم

دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد
مرا چوں زور و زر نبود مگر راہِ سفر گیرم

۴۹۶	حسن نظمے کہ من دارم اگر ہمچوں حسن روزے حدیث لعل او گویم جہانے در گہر گیرم	۵

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
ہمہ آباد نشیناں ز خرابی ترسند
چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

تا کہ بندہ شدمت از ہمہ آزاد ترم
من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم
من خرابت شدم و دمبدم آباد ترم
من دریں شیوہ عجب از ہمہ استاد ترم

۴۹	اے حسن گر تو ز عشق لب شیریں تبان ہمچو فرہاد شدی من ز تو فرہاد ترم	۶

امروز من آں نیم کہ بودم
خوردم دو سہ جام آتش انگیز

کاشفتہ عشق شد وجودم
از دل بدماغ رفت دودم

در پاے حریف سر فشاندم عشق آور دم بلائے من شد حالِ بدمن بتر شد از تو		از فرق خرد کلہ ربودم تخمے کہ بکاشتم درودم اے شوخ نخوت آزمودم

۴۹۸	در بند حزن نمی فتادم گر پند حسنؔ ہمی شنودم	۷

توانم کہ پیوستہ رو شستہ باشم غمِ دل بندست تسکین جانم صلاحیت باطن ازمن مجوئید تصرف چہ ورزم کہ نازک مزاجم عمل ناستودست خرقہ چہ پوشم حسنؔ ازملامت دلم می خراشی		ولیکن زخوئے کہ از دیدہ پاشم زرِ چہرہ کافیست وجہ معاشم اگرچند ظاہر بدیں شیوہ فاشم دکاں چوں کشایم کہ کاسد قماشم دروں ناستردست سرچوں تراشم شبے درخروش آوردایں خراشم

۴۹۹	ہمی پرسیم خاطرے جمع داری تو خاطر براں دار تا جمع باشم	۷

توحسنؔ مطلع حسنی من از ہوائے تو مستم
ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم
مرا بباغ چہ حاجت کنوں کہ روئے تو دیدم
مرا ز سرو چہ خیزد کنوں کہ با تو نشستم

من آں شکاری عشقم کہ از کمینگہ خلوت
چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم

رسید ہوج معشوق و ہوش رفت ز عقلم
گذشت کو کبہ شاہ و قصر ماند بدستم

خرد ز صحبت جانم قدم بروں زد و گفتہ
تو دانی و غم جاناں من از مخاطرہ جستم

چہ پرسے از غم مجنوں ببیں کہ حال دگر شد
چہ پوشی آں لب میگوں ز من کہ توبہ شکستم

۵۰۰	حسن ز درد تو گوید کہ کارخانہ تقویٰ اگر خراب شد از من بہ من مگیر کہ مستم	۵

خلق بر امید مقصود ست من یاری نیم
ور کسے از بخت خوشنود ست من یارے نیم

ہر یک از نوزادگانِ بوالبشر بروحِ خاک
عاقبت بر حرف مقصود ست من یارے نیم

صبح خیزے جانِ بدروز از غمِ جاناں ندار
آکرا آں روزِ مسعود ست من یارے نیم

گر کسے ہمدست او شد تا بوسد آستینش
آں گل سوریست یا عود ست من یارے نیم

۵۰۱	گفتیم دوشینہ ہمزانوے یار خود بدی آں تو بودی یا حسن بود ست من یارے نیم	۷

وہ ندانم تا بداں معشوق زیبا کے رسم	دل ز دستم شد بآں دلبند رعنا کے رسم

برلب شیرینش انگشتِ طمع کردم دراز	آنکه انگشتم دراز آمد بحلوا کے رسم
دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا	نردبان عمر کوتاہست بالا کے رسم
پایۂ وصلش بلند و پائے بختم آبلہ	اے عفا اللہ من بداں پایہ بدیں پا کے رسم
بارہا گفتم کنم چوں بخت آنجا مدخلے	وہم زحمت میدہد ورنہ من آنجا کے رسم
دوستاں گویند فردا بردرش خواہی رسید	ایں چنیں دردے کہ من دارم بفردا کے رسم

۵۰۲	ہر کسے راہے کہ می پوید بمنزل میرسد چوں حسنؔ من نیز جہدے میکنم تا کے رسم	۷

جاناں شبکے خود را در کوئے تو جا خواہم	وز جام لب لعلت یک جرعہ دوا خواہم
تو باغ ظریفانی ہم باغ ترا ہم نخل	دردم چو ز تو باشد پس از کہ دوا خواہم
خلقے ز در کعبہ خواہند مراد خود	اے کعبۂ وقت من من از کہ دوا خواہم
گر سلسلۂ زلفت بردو رچناں بندی	در پنج نماز خود دوزخ بدعا خواہم
ہر بار ہمے آئی شمشیر ہوا کردہ	آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواہم
چوں ہست بقائے من باقی بیقائے تو	پس ہم تو بماں باقی خود را چہ بقا خواہم

۵۰۳	بیچارہ حسنؔ گوید لطفے بامید تو نظمش چو رواں کردی امید روا خواہم	۷

امشب فلک موافق من شد زمانہ ہم	چشمم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم
خاص از برائے صید دل ما رسید باز	از زلف دام کردہ واز خال دانہ ہم

از بہر ضبط مملکت حسن ساختہ	از غمزہ دور باشش وز گیسو نشانہ ہم
گفتم کنارہ گیر بگفتا بشرط آنک	از دل کنارہ گیری و از جاں کرانہ ہم
بگرفتم آں میانِ چو نیشکرش کنار	ایں ذوق داشتم شکرے زاں میانہ ہم
ہاں اے حکیم طالع مسعود من ببیں	عیش مدام بل طرب جاودانہ ہم

۵۰۴	احسنت اے حسن غزلے خوب ساختی زہرہ[لہ] نسازد ایں غزل و ایں ترانہ ہم	۶

از دست دل بجانم و از جور یار ہم	صبر از درون سینہ بروں شد قرار ہم
دی یار کردہ بود بمن روے و بخت نیز	امروز بخت پشت بمن داد و یار ہم
یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار	آں روز از جہاں شد و آں روزگار ہم
میخواستم بروں کشم از پاے خستہ خار	سوزن دریں جراحت گم گشت و خار ہم
جاناں یکے دو لعل شکر بار بر کشائے	کیں دیدہ درفشاں شد و یاقوت بار ہم

۵۰۵	در دو غمے کہ داشت حسن در فراق تو کز اشتیاق مردم و از انتظار ہم	۶

چہ شبست ایں کہ من از شمع شکرلب دورم	شمع جاں می ندہد نور ز جاناں دورم
گر قصورے بود از ناز خوش او فردا	نز قصورم خوشی باشد و نے از حورم
شوخ چشما ز بتاں گوشہ گرفتم یکچند	گوشۂ چشم تو نگذاشت بسے مستورم
گرچہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم	ورنہ من از طرف خویش بغایت دورم

لہ زہرہ بسازد ایں غزلت را ترانہ ہم

تا خراب لب میگوں توام معمورم	تا پریشاں سر زلف توام مجموعم

۵	از لب توکہ حسن تر سخن از جرعہ اوست مست شد جملہ جہاں من چہ سبب مخمورم	۵۰۶

از ناز کویت میکند ہر بار خوشش می آیدم
شوخی ز غیرے ناخوشست از یار خوشش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بچش
بے او بہشتم نیست خوش دیدار خوشش می آیدم
زندہ زبے صبری خجل وز بیدلی پائے بگل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدار خوشش می آیدم
آں روئے چوں خورشید و مہ محراب کردم چند گہ
اکنوں ازاں زلفِ سیہ زنار خوشش می آیدم

۹	بر عشق آں ماہ ختن اقرار کردم چوں حسن انکار چوں آید ز من ایں کارِ خوش می آیدم	۵۰۷

برجوانے نظر افتاد بہ پیراں سالم من غمدیدہ ہم از دیدۂ خود می نالم من چہ صیدم کہ چنیں داشتۂ دنبالم کہ بہ بندست ہماں آیت رحمت فالم	دوستاں ہیچ میرسید کہ چوں شد حالم راست چوں نامے کہ نالیدن او از دیدہ ست اے کماں کردہ ز ابروئے و کمیں کردہ ز چشم روئے تو دیدہ دگر قرعہ نخواہم انداخت

دستے گر بر سر ایں بندہ فرومی ناری
منت سندس و استبرق فردوسم نہ
نگر از رحمت خاصم بنگرے ورنہ مرا
باغبانا کجی و راستی من منگر

پائے بگذار کہ بر چشم جہاں بیں مالم
گر ز گیسوت سلاسل بود و اغلالم
ہنرے نیست کہ آں عرض دہد دلالم
کہ بر آنساں کہ ہمی پروریم می بالم



حال خود خواستمت گفت حسنؔ چوں دیدم
حال زارِ تو بسے زار ترست از حالم



ما جگر خستگانِ مسکینیم
پاکبازان چاک دامانیم
تو ہماں بادشاہ خودکامی
با تو در کنج خانہ شادانیم
با توائے مدعی جدل نتواں
خواہ مے نوش و خواہ صومعہ شیں

جز غمت مرہمے نمی بینیم
خاک خسپاں خشت بالینیم
ما ہماں بندگانِ مسکینیم
بے تو در ہشت باغ غمگینیم
ہر چہ خواہی بگوے ما اینیم
ہر چہ دین تو ما براں دینیم



چوں حسنؔ میرویم در رہ عشق
سر نداده ز پائے ننشینیم



شبے آں چشم مست و آں لبِ خونخوار را دیدم
ز گریہ چشم من تر شد پشیمانم چرا دیدم
مرا گفتند سوئے او مبیں دیدم بلا گردم

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
ثباتِ صبر می پنداشتم در خود غلط کردم
نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
سگِ کویش بشست آں خوں کہ چشمم ریخت بر دامن
ز مردم مردمی نامد ز سگ بارے وفا دیدم
شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
بحمد اللہ دراں غرقاب روئے آشنا دیدم
ندید ایں چشم من جز در سر زلفِ بلا شورش
ازیں چشم بلا جوئیں ہمہ عمر ایں بلا دیدم

۵۱۰ حکیم ار پند خواہی گفت مگو ہر کرا خواہی
ولیکن از حسن بگذر کہ اورا مبتلا دیدم ۷

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زر بدست نہ زورم
چو مرد عشق ز نخدانش بودہ ام من مسکین
نخواستم کہ دگر پے روم بمجلس مستاں
بزلف چوں حبش او ہزار چیں چو بدیدم
پری رخا تو سلیماں دستگاہ مرادی
ز زلف خویش نسیمے بمن رساں کہ مردن

رہا کنید کہ لختے چو بخت خویش بشورم
بچہ فگند در آخر دلالت دل کورم
کمند گیسوئے ساقی کشید و برد بزورم
گہ از حبش گہے از چیں رسید غارت غورم
بزیر پائے رعونت فرو ممال چو مورم
کہ آں فرشتۂ رحمت بست مونس گورم

حسن چہ گفت کہ اے سر بجیب ناز کشیدہ

۵۱۱	براہن کرم خود مرا بپوش کہ عورم	۷

ساقی گل و مل بیار باہم — باشد کہ کنی دلے فراہم
خرقہ فگنم کہ راست ناید — ایں جامہ و جام بادہ باہم
ایں بادہ اگر صبوحیاں راست — دردہ کہ شبانہ ایم ماہم
مے دردہ و باز جائے خود شو — ما تہہیم و مبتلا ہم
گفتی کہ بکعبہ رو دعا کن — خود کعبہ ما توئی دعا ہم
خم خانہ بخاص و عام دادی — آخر قدحے بدیں گدا ہم

۵۱۲	ہر گہ کہ قدح دہی حسن را یک جرعہ کرم کنی مرا ہم	۷

بود گہے کہ سر گیسوئے تو باز کنم — برائے وصل تو از وے شبے دراز کنم
ہمہ حدیث بہشت است و آیت رحمت — بفال روئے تو ہر مصحفے کہ باز کنم
بموضعے کہ مراقبلہ مشتبہ گردد — بجانب کہ توئی آں طرف نماز کنم
نماز گز جہت خود کنم ہمہ ہیچست — دعائے تست کہ آں از سر نیاز کنم
اگر ندیم کنندم بصحبت محمود — حکایتے کہ کنم اول از ایاز کنم
مسافرے کہ برو گردے از درت نبود — اگر ز کعبہ رسیدست در فراز کنم

۵۱۳	کنوں کہ در صفت عشقت علم شدم چو حسن رواست گز ہمۂ عالم احتراز کنم	۷

دلم بردی و منت می پذیرم
اگر سر خواہی از سر دست گیرم

وگر گوئی بمیر اندر غم من
عجب باشد گر از شادی نمیرم

شبت خوش باد اے مرغ سحر خیز
کہ من در دام بد مہرے اسیرم

طبیب آں بہ کہ از در باز گردد
چو بیند درد نا درماں پذیرم

بیادت روز و شب مستم تو گوئی
شراب دوستی بو دوست شیرم

گہے زخم زباں گہ تیر غمزہ
نگارا من چہ مرد تیغ و تیرم

۵۱۴

زکاتِ حسن خود دادی حسن را
گر او مسکینت بارے من فقیرم

۱۱

خہ خہ اے ماہ روئے کبک خرام
بسلام آمدی ز دار سلام

آہوئے دام جستہ را مانی
پاکشاں از دو زلف مشکیں دام

لقب خود اگر نہ گوئی تو
ماہ و خورشید را کہ گیرد نام

مہ توئی در میانۂ خوباں
آسمانت بود کنارہ بام

برلب جام اگر نہی لب خویش
جاں چکد جائے قطرہ از لب جام

بدہ آں جام نیم خوردۂ خود
تا بگیرم نصیب عمر تمام

باتو بادہ حلال میگیرند
عمر بے تو باتفاق حرام

گفتیم حال ابتلائے تو چیست
ایں بلائیست دور از انجام

عشق در عہد تو قوی حال است
صبر آوارہ عقل دشمن کام

ہمہ در خواب خوش بیارامند
من مسکیں نہ خواب و نہ آرام

۵۱۵	ہیچ شب در غمت نخفت حسنؔ "عجبًا للمحب کیف ینام"	۵

از در دنیا چہ دم زنم کہ ندارم	از بہت دل چہ جاں کنم کہ ندارم
خلق بجست امید تخم تمنا	میفگنند من چہ افگنم کہ ندارم
نقد مراد اندر آستین حیا تست	خیرہ چہ گیرند دامنم کہ ندارم
شاد نشستہ شما بدانچہ کہ دارید	شاد تر از ہر ہمہ منم کہ ندارم

۵۱۶	دزد چہ گردد بگرد من کہ حسنؔ وار شب ہمہ شب نعرہ میزنم کہ ندارم	۷

رخت را جز مہ روشن نگویم	برت را جز گل و سوسن نگویم
اگر رنگ قبایت بینم از دور	سخن از بوئے پیراہن نگویم
نگویم با خرد احوال عشقت	حدیث دوست با دشمن نگویم
مثل گر خود رود سر در سر تیغ	ز سِرّ تو سر سوزن نگویم
حدیثت در جہاں پوشیدہ دارم	صفات کعبہ در گلخن نگویم
مرا گوئی بگو مقصود تو چیست	مگر ہم خود بدانی من نگویم

۵۱۷	اگر در وصف حسن تو نباشند غزلہائے حسنؔ احسن نگویم	۷

در جفا چہ کشائی چو در وفائے تو باشم	رہ بلا چہ نمائی چو مبتلائے تو باشم

اگر ز بحر غم تو هزار موج بر آید — چه باک دارم ازانها چو آشنائے تو باشم

اگر بپای رعونت سرم بخاک بسائی — چو سر برآورم از خاک خاک پائے تو باشم

بروز حشر چو خلقی ز بیم غمزهٔ شوخت — فغاں کنند و من آں لحظه در دعائے تو باشم

اگر بهشت برندم نظر ز حور ببندم — دریں جہان و دراں نیز در وفائے تو باشم

سفر برائے تو پویم حضر برائے تو جویم — سخن برائے تو گویم خمش برائے تو باشم

۵۱۸	تو بادشاہ بتانی امید من تو ایں بس که چوں حسن ہمه ساله یکے گدائے تو باشم	۷

باز می آیم و سر در قدمت میفگنم — میر بخشنده توئی بنده شرمنده منم

رفتنی رفت به بخشائے که باز آمده ام — گر تو دستم نه دهی دست بپائے که زنم

بوئے رحمت ز غبار قدمت می یابم — رخت امید به کنف کرمت می فگنم

خویشتن را بسر کوئے تو افگندم باز — زانکه تا بے تو همی باشم بے خویشتنم

دوستی درِ تو مایۂ ایمان منست — میکشد هم بسر کوئے تو حبِ وطنم

هیچ اندہ نبود در دلِ گورم واللہ — تا ز اندوه تو پیوند بود بر کفنم

۵۱۹	چه شد آخر که خداوندی خود کم کردی جانِ من، من نه ہماں بندہ مسکیں حسنم	۷

شمع است رخت یا مه یا هر دو خطا دیدم — در وصف نمی گنجد روئے که ترا دیدم

من در تو نظر کردم تو در سخن بنده — تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

جز عشق نمی خواہم از جملۂ حاجتہا
تا طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم

بر روئے تو ام فتنہ من باغ چرا جویم
بر قد تو ام عاشق من سرو کجا دیدم

رفتم بسر کویت سر در سر آنم شد
مستانہ رہے رفتم مردانہ سزا دیدم

با داد مقابل شد ہر چند ستم کردی
تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم

۵۲۰
شاید کہ حسن را دل چوں لالہ بود پر خوں
کاں نرگس پر خوابش در عین بلا دیدم
۹

من دوست ترا دارم اے دوست ترا نجانم
شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم

لعلے کہ بخون دل باز دیدہ بدست آمد
گر دست نیفشانی در پائے تو افشانم

عاشق کہ بماند جاں او زندہ کجا ماند
تو دیر بماں تا من میبازم و میمانم

اے راندہ رقم بر من نقش تو می بینم
اے بستہ گرہ بر شب من شکل تو میدانم

ہر گہ کہ نہاں باشی با یاد تو مشغولم
اگر پردہ براندازی در روئے تو حیرانم

خود نیست مرا قبلہ جز کعبۂ کوئے تو
گر روئے بگردانی من قبلہ بگردانم

شہرے بصف طاعت من ہم بخراباتم
خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بیابانم

با آنکہ در اندازم خود را بہ گلستانہا
واللہ نرود بیروں خار تو ز داما نم

۵۲۱
زیں شعر حسن بشنو حال دل مسکیناں
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم
۷

دل خواستہ جاناں با جاں تو می بخشم
جاں گرچہ کہ دشوارست آساں تو می بخشم

جان را چہ بقا باشد ہر خود چہ محل دارد | یا ایں بہ تو می آرم یا آں بتو می بخشم
گفتی بہ بہشت اندر ایواں بود و منظر | تو منظر خود بنما ایواں بتو می بخشم
لعل لب خود بنما تا ہر نفس از دیدہ | لؤلؤ بہ تو میریزم مرجاں بتو می بخشم
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدۂ بر من | من ہستی خود چوں گل خنداں بتو می بخشم
گر نہ علمائے دیں گویند کہ کفرست ایں | بسیار کست گوید ایماں بتو می بخشم

۵۲۲

گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سر ایں داری دیواں بتو می بخشم

۶

چوں نیم شب نمودی روئے چو صبحگاہم | ایں را چہ شکر گویم و آں را چہ عذر خواہم
گو غول راہ میزن من ہمعنانِ خضرم | گو باد شمع میکش من ہمنشین ماہم
گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانۂ تست | ور عزم راہ داری من بندہ خاک راہم
شانہ بخواہ و موے را فرقے براستی کن | من بر سر عزیزت یک موئے کج نخواہم
تو شاہ تخت و بختی من چوں پیادہ پیشت | گہ در نہیب پیلم گہ در پناہ شاہم

۵۲۳

گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

۷

اگر از گردش اختر چو شب تاریک شد روزم | ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
فضائے فصل را بازم سرود صدق را سازم | بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد | بداں فیروزہ در وصف صفائے عشق فیروزم

کمر بستہ زجوزا ایشم آمد تیر در خدمت
مرا امروز چوں باغ خزاں دریافتہ منگر
زسلطاں سنجر بخت ارا امید یکنظر باشد

وگر ناید بہ تیر آہ باجوزاش بردوزم
اگر بختم کند یاری بود ہر روز نوروزم
نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم


۵۲۴

حسن گو بید چہ باک از سوختن شمع جہانم من
جہاں تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم


۷

اے ترا خوبی ز اندازہ بروں و ناز ہم
گر یکے شوخے زراہ طنز بد خوئی کند
رسم خونریز و کمند انداختن عیار راست
رازے اندر سینۂ من بود بے تو عمرہا
یا کرشمہ کن بیا یا ناز چندیں خشم چیست
ابروان جنت طاق افگندۂ اینک بہ بیں

لعل تو در خون من شد غمزہ غماز ہم
از ہمہ بد خوتری تو شوخ ہم طناز ہم
تو بچشم و زلف خونریز و کمند انداز ہم
سینہ ام بشگافتی تنہا نہ سینہ راز ہم
خشم می سازی کرشمہ میکنی و ناز ہم
ہر یکے زیشاں مقام ساختہ کج باز ہم


۵۲۵

در ہوائے تو ندانم چوں شود حال حسن
چوں زنالیدن بماند مرغ را پرواز ہم


۵

دہ چہ رویست ایں کہ ہر ساعت در و حیراں ترم
تا ہر و ساماں گزیدم بے سر و ساماں ترم
شہسوارا سوئے من ہیں چند گردی گرد کوئے
اے سرت گردم من از کوئے تو سرگرداں ترم

خانهٔ آب و گلم در مانده از بارانِ اشک
مست بنیادم به هر بارندگی ویران ترم
تا بدیدم چند گه آں صورت جاں بخش تو
صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم



اے حسن گفتی که من حیرانم از دوری دوست
اے که بے او زنده مانم من ازاں حیران ترم



مہر منہ برکراں ماز میاں میرویم — در بجہاں خوش نہ ماز جہاں میرویم
شمع محبت توئی شحنۂ بازار عشق — گر تو نه بخشی رواج باز دکاں میرویم
کعبه نشاں یافته بنده گمراه گم — خلق براں در رود ما بنشاں میرویم
باشتر سرخ مو قافله خوش میرود — ما بگلیم سیه خوشتر ازاں میرویم
راه رواں رفته اند در ره تو مردوار — ما بطریق امید در پے شاں میرویم
مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع — ما بسماع الست رقص کناں میرویم



در همه جا چوں حسن جز تو نخواهیم دوست
گر تو نه در میاں ماز میاں میرویم



امروز چه افتاد که روئے تو ندیدم — طاقت برسید و بلقایت نرسیدم
گوشے سوئے در داشته ہوشے سوئے قاصد — باشد خبرے بشنوم از تو نشنیدم
هر راز که گفتم بنکبر نه کشادی — هر ناز که کردی بارادت بکشیدم

برخاست طبیب از سر من آه دریغا	داروئے یقین بود که امروز چشیدم

۵۲۸

بکشائے حسن از دل خود قفل تاسف
جز کعبۂ تو نیست دریں باب کلیدم

۷

اگر شبے بسر کوئے تو مقام کنم	صلائے عشق دہم عشرت مدام کنم
دو بار کوچ کنم از مقام خود ہر روز	که بر در تو رسم روز ہا مقام کنم
مثل اگر به نماز آیدم چو تو پر یے	نماز را بگذارم ترا سلام کنم
زبان فروشی من با تو کے رود آرے	زصف برائے که شمشیر در نیام کنم
تو از خمار بلب بر نهاده مهر سکوت	مرا چه زہره که در پیش تو کلام کنم
ہمه دعائے من از تندی تو غارت شد	یکے بخند که آں درد ہا تمام کنم

۵۲۹

حسن در اہل تصوف تمام بدنامست
مگر بمذہب مستانش نیکنام کنم

۴

پند میداد مرا خلقے و من نشنیدم	لاجرم آنچه شنیدن نتواں آں دیدم
صبح دار از جگر سوختۂ خوں آلود	دم مہرے زدم و پردہ خود بدریدم
رخت تقوی و متاع خرد و مایۂ زہد	ہمه بفروختم و عشق بتے بخریدم

۵۳۰

ترس می بود مرا در غمش از رسوائی
آخر الامر ہماں شد که ازاں ترسیدم

۹

باز انده تو بردل خود بار میکنم	صد بار بار کرده دگر بار میکنم

تا تو بناز و شوخی خود فخر میکنی	من از صلاح و تقویٰ خود عار میکنم
واللہ ز رخت عشق تو تا خانہ پر شدہ ست	جملہ متاع زہد بہ بازار میکنم
چوں در رہ تو مستی عشاق طاعت ست	خود را بہ توبہ از چہ گنہ گار میکنم
اے ترک خوب خط کہ مرا بندہ ساختی	خط از چہ میکشی کہ من اقرار میکنم
تا خار و خس زرہ گذر تو بروں برد	خونِ جگر بہ آب مژہ یار میکنم
ایں خرقہ کہ پارہ شد از عشق زلف تو	پیوند آں بہ رشتۂ زنار میکنم
گفتم بفاختہ کہ چہ می نالی ایں چنیں	گفتا کہ درس شعر تو تکرار میکنم

(۵۳۱)

گفتی حسن تعلق خوباں چہ کار تست
تا جاں دریں تن است ہمیں کار میکنم

(۵)

ز ہجر یار دل خوں شد کجا شد آں بگوئیدم
دریں گرداب خونخوارہ چو گم گشتم بجوئیدم
گُل نو از زبانِ حال با من گفت آخر شب
کہ من بوئے فلاں دارم ببوئے او ببوئیدم
وضو از خوں کند عاشق چو من سجدہ برم او را
بخوں صرف کز دیدہ فشانم زاں بشوئیدم
اگر چہ می نباید کرد مویہ بر سر مردہ
ولے بے او بدیں زاری کہ من مردم بموئیدم

حسن در ہر غزل گوید حدیث روزگار خود

۵۳۲ — ولے ایں درد دل پیشش کہ میگوید بگوئیدم — ۷

منم یارب نشستہ پیش تو یا خواب می بینم
تو مہمان منے کامشب شب مہتاب می بینم [۱]

تو خود گلزار سیرابی زچہ از چشمۂ حیواں
بحمد اللہ پس از دیرے ترا سیراب می بینم

ولے کز شوق آں لبہا در میخانہا میرو
کنوں از طاق ابروے تو در محراب می بینم

جہانے بادۂ ناب از لب میگونت نوشیدہ
چو دور من رسید آں بادہ را خوناب می بینم

دو چشم کعبتیں تو بکار فتنہ غلطیدہ
بخواہم باخت با ایشاں ولے قلاب می بینم

دو ابرو [۲] چوں کمانست و مژہ تیر و نظر ناوک
بخواہی کشت عاشق را ہمہ اسباب می بینم

۵۳۳ — ہمی بینم حسن را من بزیر پایت افگندہ
الٰہی بخت او بیدار شد یا خواب می بینم — ۷

آں دوست کز دل و جاں من دوستدار اویم
مستست نرگس او من در خمار اویم

با غم چہ میفرستی سروم چہ می نمائی
با کس قرار نتواں چوں بیقرار اویم

گر از خود دم بر آید ہر دم بنا امیدی
تا یکدمست در من امیدوار اویم

ہستم بنزد خلقے دیں دار و پاک مذہب
لیک از ہوائے زلفش زنار دار اویم

گرد سرش فشانم جان عزیز خود را
جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم

گفتی چو کشتہ گشتی از چیست شادی تو
کشتہ شدن چہ بینی آخر شکار اویم

۵۳۴ — سہلست رفتن دل در عشق روئے زیبا
گر سر رود حسن را من بندہ یار اویم — ۷

۱ ز نور روشن شد امشب خانہ یا مہتاب می بینم
۲ تو ابرو چوں کماں داری۔

چہ سعادتست یارب کہ بخدمتت رسیدم	دل نامراد خود را بمراد خویش دیدم
غم عشق و سر سینہ ہمہ پیش تو کشادم	دل و جان و دین و تقوی ہمہ پیش تو کشیدم
بکش آتش دل من بحضور خویش یکرہ	کہ چو آب دیدۂ خود بہ ہزار سود دیدم
تو دُری و من گہرہا ز برائے تو فشاندم	تو مہی و من منازل ز برائے تو بریدم
ببرم ہزار منزل بہ ہوائے خوبیٔ تو	کہ ہزار بار ہستی بہ از انکہ می شنیدم
خوشم از رفت بر من بخوشی شبے و روزے	کہ ببست روئے و مویت شب قدر و روز عیدم

۵۳۵	حسنؔ انجمن مخالف ہمہ دشمن اند با من مگر از دعائے تست ایں کہ بدوستاں رسیدم	۶

سحر گاہ در گلستاں بودہ ایم	بیاد رخ دلستاں بودہ ایم
در اوصاف رخسار گلرنگ یار	چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم
صبا زمرم و گل تازہ و سبزہ تر	ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم
مے چند خوردیم بر یاد شاں	کہ یک چند ہمراز شاں بودہ ایم
بشمشاد گفتم جوانی مکن	کہ ما نیز روزے جواں بودہ ایم

۵۳۶	حسنؔ وار آں وقت را گوئیا پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم	۷

عمر یست کہ در سینہ سودائے فلاں دارم	یک شہر خبر دارند من از کہ نہاں دارم
بیچارہ دلم خوں شد ایں دل نتواں دادن	ور حکم کند واللہ از دیدہ رواں دارم

روزه بکشایم من از وصل بتے دیگر
گر یاد لب لعلت بهرے بدهان دارم

جز سایه نماند امروز از هستی من با من
وین سایه که می بینی زان سرّ جوان دارم

مستانش چو بر گشتند از قاعدهٔ مذهب
ساقی قدحے درده من مذهب شان دارم

یارب نه بری از من آن مونس جانم را
هر کس کسکے دارد من بنده همان دارم

٥٣٧

آرم چو حسن بینش جان را و جهان را هم
گر جمله جهان حقا آن جان و جهان دارم

٧

یاران دل و دین ز دست دادیم
دستے که ز پائے در فتادیم

معشوق بخشم رفت افسوس
نایافته مباد دادیم

چشمم همه شب ستاره ریز است
گوئی به همین ستاره زادیم

جانان قدمے بنه که این سر
زیر قدم تو زان نهادیم

من کشتهٔ آن کسان که از ناز
کشتند و نمی دهند دادیم

گفتی کشمت بنامرادی
یارب برسان بدان مرادیم

٥٣٨

بند دل در هم حسن را
بگشائے چو سرّ او کشادیم

٥

گر هست ترا جانان آهنگ بخون ریزم
من خون دل خود را از دیده برون ریزم

تا نور بصر ناگه از دیده برون ناید
خاک قدمت هردم در دیده درون ریزم

دُرهاست به چشم من گر دست دهد دولت
نظاره کنی کین دُر در پائے تو چون ریزم

زیں پیش کزیں دُرہا کم داشت بہاشت	صدسلک ہمی ارزد لعلے کہ کنوں ریزم

۵۳۹	روزے چو حسن بوسم یاقوت شکر بارت با آنکہ بخواہی کشت زاں غمزۂ خوں ریزم	۵

آمد آں یارے کہ من می خواستم	راست شد کارے کہ من می خواستم
خانہ من کرد باغ و بوستاں	لالہ رخسارے کہ من می خواستم
نیم شب آمد نہفتہ از رقیب	ہم بہ ہنجارے کہ من می خواستم
بر سر من سایہ رحمت فگند	سرو رفتارے کہ من می خواستم

۵۴۰	یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن اینک آں یارے کہ من می خواستم	۶

من ہیچو روئے خوب تو روئے ندیدہ ام	آں روئے تو بدیدہ و دل زاں گزیدہ ام
تا بر کشیدۂ تو سر از جیب حسن خویش	من پائے دل بدامن حیرت کشیدہ ام
گفتی چہ دیدۂ کہ چنیں مبتلا شدی	گر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام
گفتم باشک خود کہ چہ می اوفتی چنیں	گفتا ازاں فتم کہ فراواں دویدہ ام
پیرانہ سر کجا رود ایں مستی از سرم	کایام شیر بود کہ ایں مے چشیدہ ام

۵۴۱	دست ار دہد حسن بگزد یگزماں لبت دانی کہ چند دست بدنداں گزیدہ ام	۵

سینہ از اندۂ بیہودہ سراسر شستم	کہ دروں یافتم آں گنج کہ بیروں جستم
ماہِ من تو بہلا کم چہ کمر بندی چست	کہ من اندر صف عشاق بغایت چستم
در تو چوں زلف تو آویختہ ام موئے بموئے	سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم
سُرمۂ دیدہ ام از گرد رہ خویش بدہ	ورنہ من دست ازیں دیدۂ پُرخوں شستم

۵۴۲	گفتیم اے حسن از باغ سخن سروی تو کاج چوں سبزہ بزیر قدمت میرستم	۹

خشم و نازے کہ ترا بود کنوں دانستم	شکل شوخیٔ تو بیروں و دروں دانستم
آنکہ پیمانۂ پیمان تو شد سر بر بست	بر تو نزدیکترے بخت نگوں دانستم
در جُدائیٔ تو شد بند من از بند جُدا	من ندانستمے ایں درد کنوں دانستم
حاش للہ کہ خورم بے لب شیریں تو مے	بے تو ہر آب کہ خوردم ہمہ خوں دانستم
آں تو داری زمیان ہمہ خوباں الحق	قد خوب تو الف ابروئے تو نوں دانستم
دی دروں دل یک شہر زدی آتش شوق	غرض آمدن از خانہ بروں دانستم
دیدہ نادیدہ ہمی کردی و میخندیدی	بدہ انصاف کہ آں تعبیہ چوں دانستم
زلف تو بوسہ زدم لعل لبت کردم یاد	آرے از مار چہ ترسم کہ فسوں دانستم

۵۴۳	اے حسن ایں کہ دل و دیں بہ بتاں بخشیدی مایۂ عقل شمر گرچہ جنوں دانستم	۶

من در اندوہ تو ایں حال نمیدانستم	اثر طالع ایں سال نمیدانستم

لاف بودست کہ فال دلِ من نیک آمد	زیرو بالا شدن قتال نمیدانستم
غمزۂ شوخ توچوں غارتِ دلہا میکرد	ترک می دیدم و قتال نمیدانستم
گفتمے غمزۂ قتال تو مادرزاد است	ایں بلائے دگر از خال نمیدانستم
در ہوائے تو بتا پر زدنم وقتے بود	کاں زماں نام پر و بال نمیدانستم



گرچہ در کار حسن لعل تو تقصیرے داشت
تا بدیں غایتش اہمال نمیدانستم



ہم در گوئے بازی شد من اینجا عشق می بازم
غریبم چوں کنم از دُور با نظارہ می سازم
سرے دارم فدایش اے رقیباں ہاں چہ میگوئید
اجازت ہست تا ایں گوئے با چوگانش در بازم
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواہد از گردن ز سر گردن برافرازم
بمن گر تیز بیند زاوج حسن خود روا باشد
کہ من چوں موم پیش چشمۂ خورشید بگدازم
اگر فردا نہ بینم در بہشت آں چشم را واللہ
ز کوثر گر کسے آبم دہد در کوثر اندازم
سہ سالہ مے کند ہفتاد سالہ راز را پیدا
بیا ساقی و بر تر دہ کہ تا پیدا شود رازم

۵۴۵	حسن صد باری گوید کہ چوں مستان راه او مرا اگر جستجو باشد بہ گفت وگو نپر دازم	۵

چو گل خوش بشگفم گر در دل تو یاد می آیم
وگر آں نیست بلبل وار در فریاد می آیم
وگر آزادگاں را بندہ سازی ہم بجانِ تو
کہ اول من ز آزادی خود آزاد می آیم
کشیدی گرچہ در سلک سگانم ہم خوشم واللہ
کہ بارے گہ گہے وقت شکارت یاد می آیم
چو خاکم گرچہ ہر روزے بروں می افگنی از در
ہم از راہ ہوا داری رواں چوں باد می آیم

۵۴۶	نہ بود امکاں کہ یابم چوں حسن بوسیدن پایت چو اکنوں[1] دادہٗ رہ از رحمت دلشاد می آیم	۷

مرا عمر لیست کاندر جان غم جانانِ خود دارم
یکے جان دگر گوئی درون جان خود دارم
بعشقش کردہ ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من ایں تصدیق وایں اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سُرخروئی خواست عشق او بحمد اللہ

[1] چو اکنوں پردہ دار رحمت رہ داد می آیم

من ایں دولت نخست از چشم خوں افشان خود دارم
زچشم خونِ دل بیروں فتاد اے میر مہ رویاں
نظر کن بر خراجے کز دہ ویران خود دارم
تو اے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم
فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
کہ من ایں تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵۴۷	حسنؔ از تو بر نجم گر کنی درمان دردِ من کہ من شادم بران دردے کہ از درمان[۱] خود دارم	۵

اگر گل رفت گو رو من گلستانے دگر دارم
خلاف باغہا من باغ و بستانے دگر دارم
گُلستانے چہ خواہم کرد کز یادِ رخ دلبر
بروں ایں گلستانہا گلستانے دگر دارم
کنم ایں جان رسمی را فدائے جان[۲] دلبنداں
مرا از مرگ بیمے نیست من جانے دگر دارم
بیک کشتی کہ نوح[۳] انگیخت کے ماند جہاں سالم
کہ زیرِ ہر مژہ چوں نوح[۴] طوفانے دگر دارم

حسنؔ تو ایں چہا زاں ترک کافر کیش خود داری

۱ جان ۲ جاناں ۳ عشق ۴ بے دوست

٥٤٨ — من ایں کافر دلیہا از مسلمانے دگر دارم — ٧

به جان تو که چو جانت عزیز می دارم	چرا بچشم عزیز تو اینچنیں خوارم
خیال زلف توام هر شبے شب قدر ست	هوائے روئے تو هر روز روز بازارم
ز سلک خیل سگانت شدم تعالی الله	کجا رسید باقبال عاشقی کارم
هزار جور بکن لیک روئے خود بنما	ز روئے خوب تو آرامم ار بیازارم
چه باک گر همه آفاق دشمنم دارند	گر انچه داشتمت دوست تر همی دارم
گرم مقابل ایں در همه جهاں بخشند	همه جهاں بگذارم در تو نگذارم

٥٤٩ — اگر ز حسن گنہے آمدست در گذراں
که شرمساری او را شفیع می آرم — ٧

دست کجا میرسد تا ز لبت بر خوریم	در هوس پائے بوس عمر بسر می بریم
قلب همه عاشقاں نامزد درد تست	قسمت ما کم مکن ما هم ازاں لشکریم
بنده شدیمت ولے تند مشو عاجزیم	صید گرفتی ولے تیغ مکش لاغریم
چند براں ایستی تا کنی ام غرق خوں	آب دو چشمم ببست بگذر تا بگذریم
کعبهٔ ما کوئے تو قبله ما روئے تو	گر ننمائی تو روئے ما بکه روئے آوریم
غیرت یعقوب بود دیده فرو بستنش	گفت چو یوسف گمست ما بکسے ننگریم

٥٥٠ — گر ز فراقت حسن گم شدهٔ حیرتست
ما که ترا یافتیم یافته حیراں تریم — ٧

شبگوں رقمے بر رخ آں ماہ بدیدم	مقصود دل المنتہ للہ بدیدم
گویند کہ در سال نہانست شب قدر	من آں شب فرخندہ بہ یکماہ بدیدم
رُخ را چہ صفت گویم و خط را چہ تواں گفت	آمیختہ صبحے بشبانگاہ بدیدم
از عارض و گیسو و زنخدانش بیکجا	ہم یوسف و ہم رشتہ و ہم چاہ بدیدم
نور صحر عشرت و مہتاب شب مہر	از دولت رویش گہ و بیگاہ بدیدم
از غیب ہراں لطف کہ صورت نتواں بست	یک یک ہمہ در صورت دلخواہ بدیدم

۵۵۱

میگفت حسن چوں برخ دوست نظر کرد
از مات بر ستم چو رخ شاہ بدیدم

۶

روئے تو ہمچو باغ می بینم	ماہ را از تو داغ می بینم
تا ز شوقت دو چشم من چارست	دو رخت ہشت باغ می بینم
کبک را در ہوائے رفتارت	شیوۂ کبک و زاغ می بینم
دل آتش گرفتہ در زلفت	گو ہر شب چراغ می بینم
می نخواہی کہ بوئے من بخشی	اتفاق دماغ می بینم

۵۵۲

اے ببازی گرفتہ شہرے را
با حسن نیز لاغ می بینم

۷

من کہ از ہجر یار می گریم	بے دل و بے قرار می گریم
یار من برق وار جست از من	لاجرم ابر وار می گریم

راست چوں ابر جامہ چاک زدہ	درہوائے بہار می گریم
گوہر گم شدست از اں ہمہ شب	لُولُوئے آبدار می گریم
خاک از خونِ من نگار گرفت	بس کہ بے آں نگار می گریم
بند بندم جدا شداست امروز	کز جُدائیٔ یار می گریم

۵۵۱ — اے حسن راتو دیدۂ روشن / ننگری تا چہ زار می گریم — ۷

من از دست گیر جہاں آگہم	کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم
ہماں خود تبخت تصرف شود	کہ بر تخت الفقر فخری شہم
زمن یوسفے دور دارد زماں	کہ بے اوست روئے زمیں چوں چہم
مہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا	دو عید ست یک غرۂ آں مہم
کشاد دل از دیدن دوستست	بدیں فتح امیدے[1] بدگہ گہم
ہم آخر ازیں فتح مژدہ دہد	ندائے اذا جاء نصر اللّٰہم

۵۵۲ — من آں بادرا کزرہ او رشد[2] / حسن وار از دیدہ خاک رہم — ۷

صبح راخوش بامدادے داشتم	بستگیہا را کشادے داشتم
ساقیم چوں آفتاب و[3] می چو صبح	راستی خوش بامدادے داشتم
یک نفس از بعد چندیں روزگار	روزگارے بر مرادے داشتم

1. بدیں فتح امید شد ناگہم 2. جہد 3. من

دوست حاضر ہمچو شاخ گل ولے	از رقیبش تند بادے داشتم
ہم صلاح حالِ من بود آں رقیب	ورنہ در خاطر فسادے داشتم
من بشستم لوح دل از ہر دو کون	عشق مشفق اوستادے داشتم

۵۵۳

از شب ما خوش چہ پرسی اے حسنؔ
صبح دم خوش بامدادے داشتم

۸

خیز تا خوش خوش سوئے صحرا کشیم	باغ جائے خوش شدست آنجا کشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحرا کشید	ما چو سبزہ ہم سوئے صحرا کشیم
باغ از گل می بخندد گل ز باد	بادہ ہم گل می کشد کش تا کشیم
چوں بیک رہ سر ہی باید نہاد	مرد وار از ہر دو منزل پا کشیم
ہم ازاں آتش کہ دی در ماز دند	داغ بر رخسارۂ فردا کشیم
پردۂ پندار ہا را بر دریم	سائباں بر قبۂ مینا کشیم
عقل را منشور عشق آریم پیش	وز خطِ ساغر براں طغرا کشیم

۵۵۴

گر حسنؔ یکبارہ شد در مے فرو
ما بزلف ساقیش بالا کشیم

۵

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم	در ریختم ز دیدہ و سفتن نیافتم
بیار خواستم کہ کنم راز دل نہاں	از دست آب دیدہ نہفتن نیافتم
عمرے چو غنچہ بو دم دل بستہ در بہار	ناگہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویمش غمِ دل آہ سینہ سوز	در حلق من گرہ شد و گفتن نیافتم

۵۵۵	گفتم بروبمش چو حسن خاک آستاں تر شد زخون دل مژہ رُفتن نیافتم	۵

تو شاہ و ما اسیر کمند غلامئیم	بر یاد نام نیک تو در نیک نامئیم
تعریف تو بقاعدۂ خواجگی خوشست	تشریف ماہمیں کہ بداغ غلامئیم
گفتی چہ حاصلست شمارا ز عافیت	شاہا مپرس ایں لغت از ما کہ عامئیم
چشمت بہ نیم غمزہ جہانے خراب کرد	آں ترک را بگوئے کہ ما اہتمامئیم

۵۵۶	گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج ما خود حسن نہ ایم غلام نظامئیم	۷

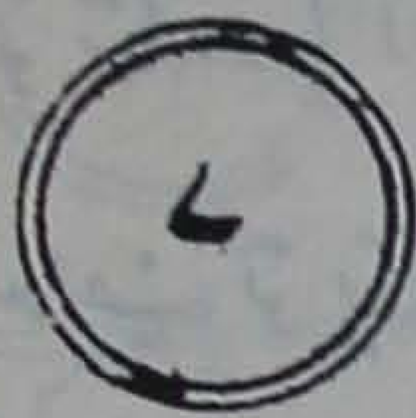
اے خوش نوا برار نوائے کہ مے کشیم	نوشاب نے شکر را بربانگ نے کشیم
اے یار مے بیار کہ دست طرب بماند	در زیر سنگ بو کہ بیاری مے کشیم
گفتی کشید کین خود از چرخ کینہ دل	تا جام صاف پیش نیاری تو کے کشیم
کے درعرب بمعنیٔ داغست مے بیار	تا داغ بے نیازی بر ملک کے کشیم
ہنگامۂ بہار جوانی نماند گرم	ہنگام آں رسید کہ سردی دے کشیم
پے در کمان کشند و لیکن کمان ماست	ہم در ازل شکستہ شدہ چند پے کشیم

۵۵۷	آمد خیال دوست اگر گوئی اے حسن درے کہ ریختی تو ہماں پیش وے کشیم	۵

امشب کمند گیسوئے مشکینت در کشم — امشب ازاں دو پستهٔ شیریں شکر کشم
زلفت دل مرا ز زنخدانت ساخت چاه — امشب رسن بگیرم و از چاه بر کشم
زیں پیش گر ز نظم چو دُر تحفه کردمے — امشب ز دیده بهر نثارت گهر کشم
روزے فشانده ام گهر از دیده بر درت — امشب عقیق خدمتیت از جگر کشم



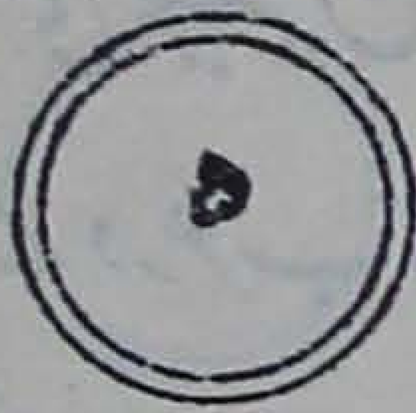
دم دم کشیدمے چو حسن دُردِ دردِ تو
امشب حریف من توئی آهسته تر کشم



دلے پرخوں و جانے مبتلائیم — چه با ایں پیشکش پیش تو آئیم
نگارا هم بخاک آستانت — که خاک آستانت را نشائیم
چه نسبت حور را با آدمی زاد — تو از شهری و ما از روستائیم
مگر یک شب بکوئے خویش ما را — تو بخشی جا و گرنه ما کجائیم
جهاں در جرعهٔ جام تو شد غرق — نه ما دریا کشاں هم آشنائیم
نمے خواهم بجز زنجیر زلفت — زهے دیوانهٔ عاقل که مائیم



حسن چوں از سگان در گهت شد
فلک گفتش که ما هم از شمائیم



رخت آئینه زنگ می بینم — خط بر آئینه زنگ می بینم
لب شیریں و غمزه شوخت — نسخهٔ صلح و جنگ می بینم
دل تو میکند زبر دستی — دست خود زیر سنگ می بینم

صلح کردم بوسۂ دہنت | چہ کنم وقت تنگ می بینم

۵۶۰

اے حسن کے رسی بمنزل وصل
مرکب بخت لنگ می بینم

۷

باز عہد نیاز بشکستیم
توبہ کردیم و باز بشکستیم

بس کہ دنبالۂ بتاں رفتیم
ہمچو زلف دراز بشکستیم

زہد گم گشت دیں فدا کردیم
رود بجست ساز بشکستیم

دوش بارے صف رعونت را
بسپاہ نیاز بشکستیم

یک طپانچہ بروے حرص زدیم
ہمہ دندانِ آز بشکستیم

رہ غلط شد عناں بگردانیم
قبلہ کج شد نماز بشکستیم

۵۶۱

چوں حسن جامے از صفا خوردیم
شیشۂ نوش و ناز بشکستیم

۹

خوش میروی اے شمع سراپردۂ جانم
بر سرورِوانِ تو فدا باد روانم

گر دوستئ جان بود اندر دلِ ہر کس
تو از دل وجاں دوست تری اے دل وجانم

یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے
بارو ے نکویت چہ بد افتد ز زیانم

بگذار کہ بازم ہمہ برروئے نکو عشق
کیں شیوہ نکو دانم اگر ہیچ ندانم

رائے سفرے داشتہ دوش براں رخش
تا غاشیہ بردوش نہم پیش تو رانم

آنجا کہ کند غمزۂ خوں خوار تو خونریز
من مطہرۂ آب ز دیدہ برسانم

همراه شوم از سرِ اخلاص چه گوئی
یا سورۂ اخلاص ہم از دور بخوانم

زیں مایہ توانم کہ شوم پائے ترا خاک
بوسہ زدن از بیم رقیباں نتوانم



ہر گز چو حسنؔ دست ندارم ز عنانت
واللہ کہ نمانم بہ ازاں کز تو بمانم



دیگر مدہ اے راحت جاں دُردی دردم
من مستم ازاں بادہ کہ بریاد تو خوردم

ہر شش جہتم عشق دغاباز تو بگرفت
دشوار بروں آید ازیں ششدرہ نردم

گر دعوی عشق تو کنم ہست موجہؔ
اینک بدو رخ ہر دو گواگونۂ زردم

نالہ بفلک بر شدہ و زخم نہ پیدا
بیچارہ طبیباں ہمہ درماندہ ز دردم

اے کاش کہ در راہِ سگان تو شوم گرد
آں بخت ندارم کہ سگ کوئے تو گردم

از خاکم اگر باد اجل گرد بر آرد
گردے شوم و گرد سر کوئے تو گردم

گویند مرا توبہ کن از صحبتِ خوباں
بسیار چنیں پند شنیدم کہ نگردم



گفتی کہ حسنؔ با دگرانے شدہ مشغول
من در غمت از ہر دو جہاں فارغ و فردم



گر از جورت بجاں بودم ببیں کاخر بجاں رفتم
رقیباں را بشارت دہ کہ من زیں آستاں رفتم

کمندت را ہماں صیدم اگر در کعبہ ام بینی
سمندت را ہماں گردم اگر بر آسماں رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں گردی
منم شاگرد اشک خود کہ در رفتن رواں رفتم

چگویم راست چوں ابرِ بہاری در ہوائے تو
خروشے صعب وبادے سرد و چشمے درفشاں رفتم

جگر پر درد و رُخ پر گرد و جاں در تاب و تن در تب
چہ پرسی ہمچناں زارم کہ دیدی ہمچناں رفتم

خطا گفتم چو بر خط وفائے تو نہادم سر
زخار و خاکداں جستم بباغ و بوستاں رفتم

۵۶۶	بیاد طلعتِ خوبے تو دیدم فال روشن را مرا فال حسن رو داد من بارے براں رفتم	۵

بکن اے شوق درمانے کہ از شوخیت در ماندم
عفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم

سوادِ زلف تو فرمانِ ضبط است از پئے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فروخواندم

خیالت در سخن با من گہر می سفت یک صبحے
زہے دُرہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم

باشک خویش گفتم روئے مردم بیں مرو گفتا
دلم خوں گردہ خونِ جگر می ریز من راندم

۵٦٧	حسن دوش از غمت می گفت باصد نالہ و زاری مرا از جاں جدائی بہ کہ از جاناں جدا ماندم	۵

چہ رویست ایں پری رویا کہ من حیراں آں ماندم
بہ پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم
ببامے بر شدی یکروز با بالائے چوں سروے
تو بالا آمدی و من بصد حیرت فرو ماندم
خدا داناست کاں دم کز دبیرستاں شدی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم
کلوخ راہ تو بر دیدہ ننشاندم زہے غفلت
چرا دیدہ نکندم واں بجائے دیدہ ننشاندم

۵٦۸	زبان خوش کردم از نامِ تو مانند حسن الحق برانم در جہاں کامے چو نامت بر زباں راندم	۷

کجا شدی کہ بصد جانت آرزومندم	بیا کہ بگسلم از خویش و با تو پیوندم
فرشتہ بُو و پری رُو و آدمی خوئی	اگر دل از چو توئی برکنم کجا بندم
سر از دریچہ بروں کن کہ ابروانِ ترا	چو روزہ دار بماہِ نو آرزومندم
گنہ مرا نہ ترا بود کز نخدا نت	تو چہ نمودی و من خویش را در افگندم
اگر بپرسی گرمم دگر نپرسی سرد	بہر چہ می رسد از گرم و سرد خرسندم

خلاف عہد بود گر گلے کنم غارت	ببوئے گردنِ گلزار نیست سوگندم

۵۶۹	سزد کہ چشم ارادت نہی بہ ہستیٔ من کہ چوں حسنؔ نظر از ہر کہ ہست برکندم	۷

دوشنبہ گذشت بجز جام دہنی نکشیم
ہزار غصہ ازیں ہفت شیشہ در دل ماست
چگونہ دور مرادے تواں کشید امروز
زشش جہات جہاں برچنیم مہرۂ مہر
خوشی زمانرود وررود ششش خوش باد
چراکنیم زغم روئے خویش صاحبِ چیں

مے ازلب خم ونقل ازلبِ نگار چشیم
کجاست شیشۂ مے تا یکے ازاں بکشیم
کہ پیش چرخ زبردست زیرِ دست کشیم
امید داناگ نداریم ماچہ مرد ششیم
کہ ما بنا خوشیٔ روزگار خویش خوشیم
ہنوز از طرفِ موئے والیٔ حبشیم

۵۷۰	حسنؔ درماندہ شامست چاشت تا ہر روز بعمرِ کوتہ خود تازہ روئے صبح و شیم	۹

دل فدائے دوست کردم جان ہم
عشق باجاں درتن من جاگرفت
ازلبت لافد صدف یارب کجاست
ماہ من خط ولبت شرمندہ کرد
یوسف ار دیدے فروغ روئے تو
نیکواں ہستند لیکن آں تراست

دیں اسیرِ زلف شد ایماں ہم
آں بروں ناید مگر باجاں ہم
تا دہانش بشکنم دنداں ہم
خضر را با چشمۂ حیواں ہم
مصر را آتش زدے کنعاں ہم
خال وخط بوالعجب باآں ہم

گر بگوئی دل کہ از تیر تو خست
چشم تو با خط خوں ریز تو یار

خدمتے پیش آورم پیکاں بہم
ترک ہیں مست آمدہ فرماں بہم

۵۷۱

بر حسن رحمے کن آن ہندوی تست
او نہ تنہا جملہ ہندوستاں بہم

۸

ہر لحظہ جان شیفتہ را در بلا نہم
ترک ختائی آفت جاں شد خطاست ایں
موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید
گر پرتو جمال تو یابم شبے چو شمع
لب مے چکاں زلف پریشاں چشم مست
میگفت بارہا دلِ بد روز من مرا

یعنی نظر بصورتِ خوباں چرا نہم
بر دیدہ عیب گیرم و بر دل خطا نہم
من جائے کفش چشم خودش زیر پا نہم
پروانہ وار ہستی خود را فنا نہم
ایں یک دلِ خراب شدہ چند جا نہم
روزے زروت دیدہ ترا در بلا نہم

۵۷۲

گویند ایں قصیدہ بہ پیش حسن بخواں
داغِ دگر چہ بر دل آں مبتلا نہم

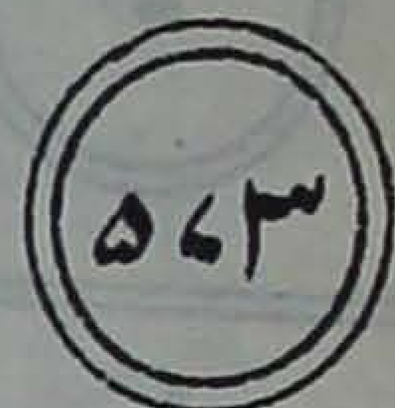
۹

ما در دوست قبلہ می گیریم
ساقیا مردمی کن انچہ کہ ہست
ہر کجا زہد آتش و آبیم
خلق آفاق شعبہ زو راند
جاں بپالیش فشاندہ ایم ہنوز

ہر چہ زاں در دہند بپذیریم
کہ نہ ما مردمانِ تزویریم
ہر کجا عشق شکر و شیریم
ما گرفتار نغمہ زیریم
ہمچناں شرمسار تقصیریم

ے آرے نظر برابروے

مصلحاں می کشند ناں از طعن — ما ز شوق سماع می میریم
مطرباں را بخانه نتواں بُرد — خانه در کوئے مطرباں گیریم
شیر گردوں بگرد ما نرسد — ما سگِ آستانهٔ پیریم



اے حسن ما ز اہل تحقیقیم
گرچه ظاہر ز اہل تحقیریم



ساقی ز خمار سر گرانم — مے ده که بلب رسید جانم
جانیست مرا بلب رسیده — بارے بلب قدح رسانم
آواره حسن خانه زادت — آواره کنند ز خانمانم
اے ماه زمیں بیار دورے — مفریب بدور آسمانم
گفتی که ستارهٔ تو سعدست — من طالع خود به از تو دانم
در قیمت من چه می فزائی — والله که به هیچ هم گرانم



گر داغ نهی سگانِ خود را
من بنده حسن دراں میانم



اشکے چو عقیق ازاں فشانم — گر لعل تو مید هد نشانم
از دست تو ناله چوں تواں کرد — مهر لب تست بر دهانم
گر تیغ زنی تو می توانی — من آه زدن نمی توانم
از پائے میفگن ایں چنینم — چوں دست گرفتی آنچنانم

برابروئے خود گرہ چہ بندی درحق توام گمان فضل است	من بندہ نہ مرد آں کمانم شرمندہ مکن ازیں گمانم

۵۷۵	گفتی کہ دل حسن کہ آزرد از غمزہ بپرس من چہ دانم	۷

اے درت گشتہ قبلۂ جانم غم تو کاں برابر جانست تا شنیدم لب تو میگونست گر بگردانیم بہر کوئے طاقت دیدن رُخ تو گراست تارے از زلف خویش تحفہ فرست	خاک پائے تو آب حیوانم نرود جُز برابر جانم من ازاں تو بہا پشیمانم من ازیں کوئے رو نگردانم من مسکیں شنیدہ حیرانم جمع گردان دل پریشانم

۵۷۶	چند پرسی کہ چیست حال حسن قصۂ اوست اینکہ می خوانم	۶

چشم گز روئے دوست تر دارم خونِ دل ریختیم شستہ نشد ہنر و عیب ما چہ می پُرسی ناصحا پند ما چہ خواہی گفت چند گوئی ز دوزخ و زبہشت	گر شود چشمہ دوست تر داریم داغہائے کہ بر جگر داریم ہمہ عیبیم این ہنر داریم ہر چہ گوئی ازاں خبر داریم ما جز ایں غم غمے دگر داریم

۵۷۷	باحسن گفت از درم بگذر ماجز ایں در کدام در داریم	۵

چشم مستت بناز می کشدم طاق محراب ابروان شما گرچہ مہلت حیات می بخشد چشم بستن نداشت سود مرا	بارہا گشت و باز می کشدم درمیان نماز می کشدم مژہ ترکتاز می کشدم چشم بستم چو باز می کشدم

۵۷۸	گر حسن شد ز عشق بیچارہ چہ کنم چارہ ساز می کشدم	۷

کجا راضی شود جاناں بدیں جانے کہ من دارم
کرا مہماں تواں خواندن بدیں خوانے کہ من دارم
روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیرا
غم ایں جاں نخواہد خورد جانانے کہ من دارم
دل من حالے آورد ست بر ہر موئے از زلفش
فراہم کے شود حالِ پریشانے کہ من دارم
دریدہ دامنے دارم بخوں آلود پنداری
گریبان گل سرخست دامانے کہ من دارم
دل پرآتشم شد از حضور دوستاں بستاں
خلیل آباد میخوانند بستانے کہ من دارم

مرا ایمان غم یارست و مذہب عشق و دیں مستی
خداوندا مزیدی دہ بایمانے کہ من دارم

۵۷۹	دریں غم چوں حسنؔ دارم ز خود سیر آمدہ جانے کہ ذوق زیستن دارد بدیں جانے کہ من دارم	۸

ردیف (ن)

ساقیا جام مے آور پیش من	دُور کُن ایں عقل دُور اندیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں	عشق پیوند منست و خویش من
سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز	صورتت نا خواندہ آید پیش من
اے مسلمانان مرا قرباں نہاد	زخم تیر ترک کافر کیش من
میل او بر مال و بر عقل است و دیں	چوں شود حال دل درویش من
تا لبش ہر بار میریزد نمک	کے فراہم خواہد آمد ریش من
ناصحا چوں نیست پندت سودمند	چندمی ریزی نمک برریش من

۵۸۰	اے حسنؔ چشمش اشارت می کند نوش می خواہی منال از نیش من	۵

اے آرزوئے امیدواراں	وے مرہم درد دل فگاراں
از دشمنی انچہ بود کردی	اے دوست چنیں کنند یاراں

تا سایهٔ زلف را گزیدم — دیوانه شدم چو سایه داراں
اینها که تو میکنی برین دل — از دل نزود بروزگاراں

۵۸۱	تا کے گذری حسن بر آں در چوں بر سر کشت خشک باراں	۷

منم ز دست تو دامن بخون دیده کشاں — نه دل ز تو خبرے یافته نه دیده شاں
چو ذره زار شدم در هوائے تو آرے — هماں دلیل کند عشق آفتاب و شاں
در آرزوئے توام هر شبے ستاره شمار — چو روز شد شوم از هر مژه ستاره فشاں
طریق زهد بیک پے ز خاطرم برخاست — ز هم نشینیٔ خوش خاطرانِ خوش نشاں
کنوں که کعبه من کوئے مطرباں گشته است — مرا مقابلهٔ زمزم است زمزمه شاں
بیا در روئے تو در روز رفتنم بینند — سماع در سر من رقص در جنازه کشاں

۵۸۲	حسن ز جام لب تو خمارها دارد اگر حریف نسازیش جرعه بچشاں	۷

اے همه شادی دلت از غم و از بلائے من — غرق بلائے عشق تست ایں دل مبتلائے من
بر دل من چو شحنه شد عشق و راز دست تو — خیمه بروں زد از جهاں صبر گریز پائے من
آه که بر امید تو عمر گذشت و همچناں — مانده بپردهٔ عدم حاجت ناروائے من
قصهٔ محنت مرا شرح و بیاں چه حاجت است — اشک زداں من نگر صوت ماجرائے من
قبلهٔ جان من توئی کعبه چه کار آیدم — حلقهٔ گیسوئے تو بس سلسلهٔ دعائے من

لاف وفائے تو زنم بس قدم سگانت را	خاک چرا نمی شوم خاک برین وفائے من

۵۸۳	اینست خطا کہ چوں حسن بوسہ زدم درترا پیش کمال عفوِ تو سہل بود خطائے من	۷

منم امروز و عشق مہرویاں	دل گرفتار سلسلہ مویاں
تا نہادم بپائے خوباں سر	لقبم شد سر سخن گویاں
من سگِ آستانۂ عشقم	آدمی گروہ پری رویاں
گرچہ بر رُخ زخونِ دل جوئیست	دل و جانم فدائے دلجویاں
گوئے صد زخم بیش خورد ہنوز	ہست پیش رکاب شہ پویاں
باگل ار خلوتے کنم گردد	خار نامحرم از زمین رویاں

۵۸۴	پا بدریائے غمم نہاد حسن دست از آب دیدگان شویاں	۷

بتاں سلطان ملکِ حسن و ما درسلک درویشاں
دلا دامن فراہم کُن کجا ما و کجا ایشاں
شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں زنظارہ نیامد قسم درویشاں
ندانم تا چہ خواہد آں دلارام جگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند دلریشاں

درآمد عشق و عقلم برد و ناوردش پشیمانی
پشیمانی کے آید گرگ را از غارتِ میشاں

کسے کاں ترک ترکش بند را دل داد نندیشد
کش از بد مذہباں گیرند یا از کیش بدکیشاں

اگر تو با غمِ لیلیٰ برغبت خویشئے داری
چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشاں

۵۸۵	حسنؔ در پائے خوباں سر بحمد اللہ فدا کردی نکو اندیشۂ کردی علی الرغم بد اندیشاں	۷

اے در ہوس رویت گل چاک زدہ داماں
برباد لبت خلقے خوں از جگر آشاماں

سرگشتہ بسے گشتم بہر سر و سامانے
سر در سر کارت شد نہ سر شد و نہ ساماں

اے خشک فرو ماندہ عقل از در دیدارت
کے در تو رسد ہرگز ایں دیدۂ تر داماں

اے خواجہ مرو چندیں پے بر پے عشاقش
کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجاماں

نا بود چنیں بو دست ایں خستہ دل مسکیں
عاشق صفتاں عاجز خوباں ہمہ خود کاماں

بر وجہ نیکو رویاں ندہند برات تو
تا نام تو در ناید در دفترِ بدناماں

۵۸۶	بازار حسنؔ گرمست از آتش عشق تو ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں	۷

سرشک لعل مرا بیں بگو عقیق ترست ایں

سرشک نیست نگارا نشانے از جگرست ایں

گر آفتاب و ستارہ نظیر روئے تو گویم
زبندہ عیب مفرما تفاوت نظرست ایں

خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظرِ من
مزید باد ازیں رو یزید فی البصرست ایں

دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب
زہے کبوتر ہمت ہنوز نیم پرست ایں

ز روزِ وصل تو ماندہ بشام ہجر دریغ
دمم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست ایں

شنیدۂ کہ شبے نیست بعد روز قیامت
شبم کہ روز ندارد قیامت دگرست ایں

۵۸۷	اگر رقیب تو پرسد حسنؔ چہ ماند بریں در برات روئے دہ اور ابگو کہ خاک درست ایں	۷

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن
قدِ تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن

ابروت کج تر بود یا ماہِ نو یا دورِ چرخ
لفظ تو خوشتر بود یا دُر یا عقد پرن

زلف تو تاریک تر یا روزِ من در عشق تو
موئے تو باریک تر یا معنیٔ دُربار من

زہرۂ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیت
چشم تو خونریز تر یا ترک مست پر فتن

ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے رواں
وصل تو خوشتر بود یا عمر یا جاں در بدن

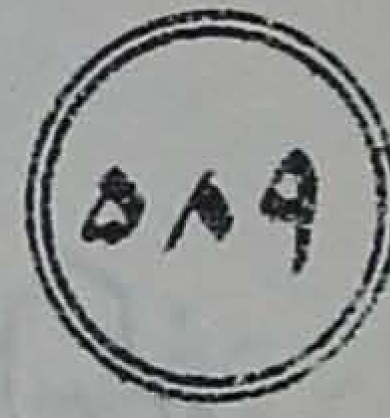
فتنۂ روئے تو یا حورِ بہشتی یا مہے — یوسفِ مصری تو یا سلطانِ خوبانِ ختن



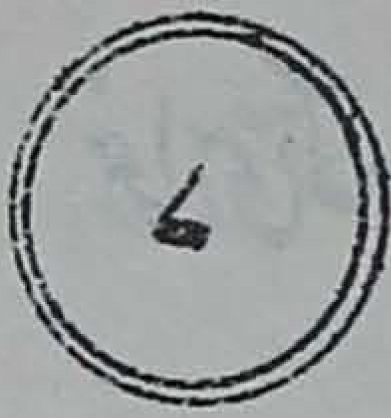
طرہ ات پر تاب تر یا تاب آتش یا دلم
حسن تو دلگیر تر یا عشق یا شعر حسنؔ



ساقی دم نقد را کمیں کن — لالہ بہ میان یاسمیں کن
خورشد و ہلال را قراں دہ — مے را و پیالہ را قریں کن
زو زر دۂ آفتاب جولاں — اے ماہ من آں کمیت زیں کن
رو را چہ ترش کنی سخن گوئے — آں سرکہ کہ ہست انگبیں کن



صد حرف حسنؔ بگوش داری
آخر بیک ابرو آفریں کن



من کہ غمخوار تو ام خوارم مکن — در[۱] جگر خوردن جگر خوارم مکن
روزگارم زیں بتر خواہی کہ ہست — از تو زیں بہتر طمع دارم مکن
گر سگم خوانی بخواں، سنگم مزن — ایں چنیں یکبارگی خوارم مکن
اوّل از یاریت تقصیرے نبود — من کیم آخر ہماں یارم مکن
زلفِ مشکن از گرفتارے بترس — در شکنج او گرفتارم مکن
زخم ظلم خود ہمہ برمن میار — من مکن گفتن نمی آرم مکن



چوں حسنؔ از ہجر زارم کردۂ
از سلام خویش بیزارم مکن



[۱] درِ جگر دادن

بیا کہ باز نشست ایں دلم بخوں خوردن
چہ شد کہ باز نمی ایستی زخوں کردن

تو آفتابی و من صبح می تواں دانست
کہ بے تو من نتوانم نفس برآوردن

بزیر سایہ خود پرورید زلف توام
غریب نیست زہندو غریب پروردن

کنوں مبارک بادت طواف ہندستاں
کہ طوطیاں را آموختی شکر خوردن



۵۹۱

زہے حسن کہ بدینساں نوائے عشق زنی
کہ قمریانت غلامند طوق در گردن



۷

اے ترک گلرخ بیش ازیں درد دلم حاصل مکن
اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل مکن

خواہی کہ حال عاشقاں آشفتہ نبود روز و شب
بر گرد ماہ عارضت زلف سیہ حائل مکن

از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنا میکنم
اے صاحب روے نکو منع دل سائل مکن

رفتی و با بدخواہ من پیوستی اے آرام جاں
من چوں ہوا خواہ توام امید من باطل مکن

جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد خونم کردۂ
بے جرم خونم ریختن بد باشد اے غافل مکن

اے عیب جوے عاشقاں ہستی ز حالم بے خبر
من غرقہ در بحر غمم تو خندہ بر ساحل مکن

(۵۹۲)

مانند یارِ خویشتن دیگر کجا یابد حسنؔ
جز بر دیارِ یارِ من اے ساربان منزل مکن

(۷)

کیست از یاراں کہ دارد در جہاں یارے چنیں
دل ندارم در جہاں از عشق دلدارے چنیں

گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں
ہم زیک پردہ بروں ناورد رخسارے چنیں

کبک در کہ زیر پا آورد چندیں تختۂ سنگ
وانگہ از یک تختۂ ناوردؔ رفتارے چنیں

دوش در خوں غرقہ گشتم تا خیالت داد دست
اللہ اللہ شب چناں و روز بازارے چنیں

امشب آمد جام مے را جائے برکف کردہ یار
مرحبا جامے چنیں جائے چناں یارے چنیں

میدؔ ہم جاں زا بجاناں گردہد پیمانہ پُر
عاقبت پیمانہ پر خواہد شدں بارے چنیں

(۵۹۳)

خوب کن کارے حسنؔ جاناں زگفتار حسن
زانکہ جوئی دنیا بی خوب گفتارے چنیں

(۷)

اے باد اراں بہار نسیمے بارساں
یعقوب وار دا اسفائے ہمیز نم

وحشت حریف گشت ندیمے بارساں
زاں یوسف زمانہ نسیمے بارساں

ﻪ ہم ناسوخت ﻪ جاں بجاناں میدہم گر پر کند پیمانہ ام

از غنچهٔ لبش که لطافت برو ست ختم — گر یک فتوح یابی ہمیے بمارساں
بلقیس وار مہر بر ستیم ماز دور — ہدہد صفت کتاب کریمے بمارساں
از حسن او بخوف و رجائیم دمبدم — از لب امید از مژہ بیمے بمارساں
از خلعت مراد کزاں در رسد بتو — زاں روئے یک سیاہ گلیمے بمارساں

۵۹۴

نظم حسن بیک نظر نرگسش در آر
یکبیک صحیح کن ز سقیمے بمارساں

۷

اے ترک کز ختائی چندیں خطا مکن — بکشا قبا و پیرہن ما قبا مکن
داغے برخ نہادہ برسم ختائیاں — اے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
باسینہ کبود مہ از جائے میرود — ایں نیل را بگوشۂ خورشید جا مکن
گفتی کہ نیل کردہ ام از بہر چشم زخم — آں نیل چشم زخم کند ہر ترا مکن
دل راست ہمچو تیر بروں شد ز کیش من — در شست او فتاد و ز دستش رہا مکن
زلفت کہ شد سوادش طومارساں در آں — تعویذ جان اہل دلست زیر پا مکن

۵۹۴

اے حاجت حسن تو حاجت روا کنش
گر از تو جز تو خواہد حاجت روا مکن

۷

اے آئینہ جانہا در خود منگر چندیں — باہم نفساں خود آخر نفسے بنشیں
صد شب[2] نگریستم از حسرت تو تا روز — یکروز نکردی تو از بازوئے من بالیں
با دوست گہے خندہ پیدا نہ کنی دنداں[1] — من خود نزیم بے تو پنہاں چہ کنی پروین

[1] دلاں [2] از حسرت ابرویت صد رہ نگریستم

ای دل تو صلا در ده گرمی ندهد امکاں
یارست قبولی جاں تا کیست قبول او
فرهاد که شیریں را گشتست بجاں طالب

ای جاں تو جگر خوں کن گرمی نکند تمکیں
یا سینست دل قرآں تا چیست دل یاسیں
تلخست همه چیزش جز دوستی شیریں



مسکیں حسن ست از وی سر فتنه مسکیناں
یکشب نشد او ساکن در مسکن ایں مسکیں

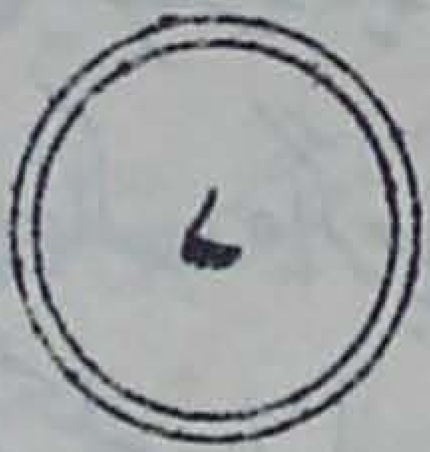


ای ملک همه هستی گرد سر درویشاں
خاک قدم هر یک در دیدهٔ روشن کش
دست همه عالم را هیهات که گرد آرد
گفتی که چرا نبود پیوند بخویشانت
در کیش نکونامان[1] من راست تر از تیرم
تو نرم دلی یارا از سخت دلاں بگذر

سرهای سراں زیبد خاک قدم ایشاں
اندیشهٔ نیکست ایں کوری بداندیشاں
چوں موج زند ناگه خون دل درویشاں
خویشی چه محل دارد در عالم بیخویشاں
چوں تیر بروں جستم از صحبت بدکیشاں
یا گرگ خطا باشد گر گرگ آشتی میشاں



بسیار خطا کردی باز آی حسن اکنوں
روی بزمیں آور درویشی درویشاں



ای دیده بما یکی نظر کن
گرد رخ خود بکش خط تر
دُرّی که بگوش تست رخشاں
ای جوی بهشت و چشمهٔ خضر

از موج دو چشم ما حذر کن
گلزار حیات تازه تر کن
آں زهره اتابک قمر کن
یک روز بسوی ما گذر کن

[1] چناں مرداں

اے باد بلب رسیدہ جانم — آں جانِ عزیز را خبر کن
تا کے غم جاں خوری حسن خیز — دل خون شد و حیلہ دگر کن

۵۹۸	معشوق مزاج چوں دگر گرد تو نیز علاج خود دگر کن	۵

اے بردہ روئے خوب تو صبر و قرار من
وے گشتہ ہمچو زلف تو آشفتہ کار من
دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید
اے راحت رواں و خداوندگار من
طوفاں شدست گرد من از آب دیدگان
اے نوح وقت من نظرے کن بکار من
وقتست گر بعین عنایت نظر کنی
کاندر غم تو سوختم اے غمگسار من

۵۹۹	امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن کامد نماز شام و نیامد نگار من	۷

آں سرو را کہ دیدی رفت از برم خراماں
بے او بدن نہ طاقت با او شدن نہ ساماں
زیں خاک رہ اگرچہ دامن ہمی کشد او
من خاک راہ او را در میکشم بداماں
مجلس بمجلس اول چوں شمع بُد ستادہ
منزل بمنزل اکنوں چوں ماہ شد خراماں
رفتارش از طراوت چوں ماہ صبحگاہی
رخسارش از نکوئی چوں یاد نیکناماں
عود از ہمہ صفتہا ہست از دو زلف او خوش
از رشکش ار نسوزد باشد یکے زخاماں
ور از قبول پُرسی خود بہترین عیدست
اقبال بر در او از کمترین غلاماں

وصفش حسن کند کو اندر سخن تمامست

۶۰۰ | وصفے کہ ہست بیروں از وصف ناتماماں | ۵

اے آفتاب نیکواں آخر شبم را روز کن — شام امید خلق را صبح جہاں افروز کن

اے صبح دولت بار من گر می بری از مہر بر — اے شمع جانہا کار من گرمیکنی از سوز کن

اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدرے دگر — پردہ ز رخ یکسو فگن روز مرا نوروز کن

گفتی بمہماں آمدن روزے شوم روزی تو — اے روز من بے تو چو شب آں روز را امروز کن

۶۰۱ | مرغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی
خواہی بدارش در قفس خواہیش دست آموز کن | ۷

اے دوست یکزمانے با دوست شاد بنشیں — ما را قرار با تست از ما فرار مگزیں

مائیم و مجلس مے زانو زدہ صراحی — امروز میہماں شو زانو برار و بنشیں

ہم جام شکریں کن ہم لعل شکر افشاں — ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر آگیں

بے آں دو رخ نباشد روے مراد روشن — بے آں دو لب نگردد کام حیات شیریں

آخر بوقت ہجراں تعجیل بود چنداں — اکنوں کہ روز وصل است تاخیر چیست چندیں

میدان عیش خالی تا کے بود نگارا — گوے طرب در افگن حالی زمانہ می بیں

۶۰۲ | بندہ حسن چو بنوشت اوصاف حسن رویت
بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسیں | ۶

اے جاں نبرت دورم دورم زبرت اے جاں — حیراں شدہ ام بے تو بے تو شدہ ام حیراں

دردے زغمت دارم دارم زغمت دردے
بیچارہ من مسکیں مسکیں من بیچارہ
باتو سخنے گویم گویم سخنے باتو
جانے زجہاں دارم دارم زجہاں جانے

درماں نکنی دانم دانم نکنی درماں
شاداں نزدم یکدم یکدم نزدم شاداں
فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں
بستاں وبدہ بوئے بوسے بدہ وبستاں

۶۰۳

ہردم حسنت گوید گوید حسنت ہردم
اے جاں زغمت مردم مردم زغمت اے جاں

۷

خوشست ارچہ نتواں نگہ داشتن
بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو
دلے را کہ با زلف افتاد میل
ترا ختم شد جعد در پیرہن
کشیدی اگر تیر خود در دلم
گہ مردنم گرنہ حاضر شوی

وجود تو در جاں نگہ داشتن
ہمینست میزاں نگہ داشتن
بزنجیر نتواں نگہ داشتن
شب قدر پنہاں نگہ داشتن
خوشم ہم بہ پیکاں نگہ داشتن
حد کیست ایماں نگہ داشتن

۶۰۴

حسن مے بہ پیمانۂ عشق کش
نہ شرطست پیماں نگہ داشتن

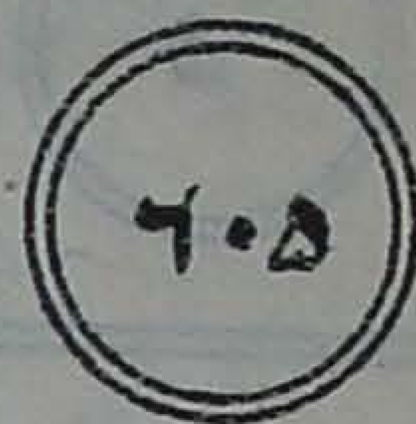
۷

سایۂ شب حجاب ماہ مکن
خط شبگوں بر آفتاب مکش
زلف را جائے بر سر یرہ مدہ

ماہ در سایۂ کلاہ مکن
روز بر عاشقاں سیاہ مکن
دزد را سوئے گنج راہ مکن

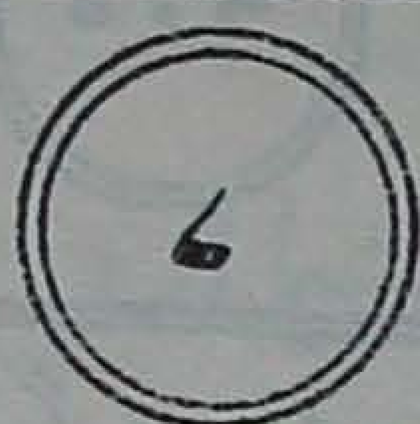
نه نگه داشت آئینه نقشت
در من آتش زدن گنه باشد
منزلے تو بگیر ہر روزے

ہیچ رو اندرو نگاه مکن
تو بهشتی وشی گناه مکن
آفتابی تو کار ماه مکن



۶۰۵

بشکستی بظلم عهد حسن
این دلیری بعهد شاه مکن



۷

نگه میدار یارا حق یاران
همه امید ما در برقع تست
دل من یک جهان غم دار واز یار
توئی گر عشق آن بہائے میگونت
بوقت گریه من خندهٔ تو
معافست اینکه نالم در هوات

بحق دوستئ دوستداران
برار امید ما امیدواران
دو چندان از بلا تنهائے یاران
چو من مستست عقل هوشیاران
چو خورشیدے که خندد روز باران
نشاید منع بلبل در بهاران



۶۰۶

حسن هر شب حسینی وار گوید
کجائی اے قرار بیقراران



۷

پرسش اے یوسف عهدار نه نسیمے برسان
چون تو جانے بمن سوخته خود نرسد
زلف تو برد دل آگاه نشد مشاطه
تا تو رفتے من بیچاره بصد نوحه گری

ما مقیم در تو گشته تو در شهر کسان
هوسے می پزم آخر چو دگر بوالهوسان
شب چو هم خویش بود وزد چه عیب عسسان
این دعا خواسته ام هر نفس از همنفسان

یارب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہرگز از برائے لب تو خاست نفیر عشاق	یک سلامی نرساند بسلامت برساں بہر شیرینئے میخیزد شور مگساں

۶۰۷	از خساں چشم مزن خیز چہ جائے آنست جائے در چشم حسن ساز علی الرغم خساں	۵

کردم جگر از درد تو خوں، از تو چہ پنہاں رازے کہ[له] دروں بود مرا دیدہ بروں داد خوں را ہمہ دارند نہاں من ز تو دارم اے ہمنفس من ہمہ کار چو کارم	خوں کز مژہ افتاد بروں، از تو چہ پنہاں اے محرم بیروں و دروں، از تو چہ پنہاں ایں دامن آلودہ بخوں، از تو چہ پنہاں با یک نفس افتاد کنوں، از تو چہ پنہاں

۶۰۸	آں قاعدۂ عقل حسن جملہ فروشد آوازہ برآمد بجنوں از تو چہ پنہاں	۷

ز دست آں خط شبگوں کہ برمہ میکشد جاناں
مسلمانی بفریاد است فریاد اے مسلماناں
مجنباں اے صبا زلفش کہ ہست آسایش دلہا
مشو رآں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں
خیالش گر نخواہد جاں بشیرینی بر افشانم
ترش روئی نباید کرد اندر روئے مہماناں
بر آنم تا بجاں بازی نہم سر بر درش امشب

له رازیکہ مرا بود دروں سینہ

درش گر بوسہ نتواں زد بوسم پائے دربانان
چہ رحمتہا کند یارم چو گردد آگہ از کارم
وے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطاناں
پشیمانم کہ بے او زیستم ہم پیش او میرم
شنیدم توبہ مقبولست آنجا از پشیماناں

۶۰۹	حسن گر عشق میورزی چنیں بر دل چہ میلرزی بیک دل در نمیگنجد غم جان و غم جاناں	۷

عمرے گذشت تا کے در انتظار بودن
طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن
گر تو بباغ وصلش خواہی چو گل کشی بسر
تعلیم گیر زاول مانند خار بودن
از سوز سینہ دم دم دودے بر آر خوش خوش
گر بایدت چو مجمر در صدر یار بودن
کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن
اے ترک تیر غمزہ بر ما چہ میگشائی
از مردمی نباشد مردم شکار بودن
در برق بیں کہ گہ گہ تیغ افگند بمردم
حاصل ازاں چہ دارد ناپائیدار بودن

۶۱۰	خیز اے حسن کہ جاں را در باختن بعشقش کاریست بد نباشد دنبال کار بودن	۷

دل جز بہ غم تو داد نتواں
جز بر درت ایستاد نتواں
روئے تو بہشت عارفانست
آنجا نظر فساد نتواں

گفتی غم ما ز دل بروں کن
شطرنج وصال تو تواں برد
ہیہات کہ بیل بند عشقت
تا سہو نیفتدت ببازی

چیزے کہ خدائے داد نہ تواں
بے تعبیۂ مراد نہ تواں
آساں آساں کشاد نہ تواں
رُخ بر رُخِ تو نہاد نہ تواں

۶۱۱

ہے ہے چو حسن روی دریں راہ
بے رہبر اعتقاد نہ تواں

۵

الا اے مونس جانِ غریباں
رقیباں گرد تو ہر یک بلائے
چو راحتہا نصیبت آمد امروز
خلاصی بخش دلہا را ازاں زلف

ز دردِ عشق تو عاجز طبیباں
بلاہا باد بر جانِ رقیباں
یکے بر پرس حال بے نصیباں
کہ شب دشوار باشد بر غریباں

۶۱۲

حسن را بس خوش افتادست با تو
کہ خوش باشند با گل عندلیباں

۷

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں
آدمۂ پری صفت چوں تو نیافتم دگر
شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزہ ات
تا نفیست در تنم بے تو نفس کجا زنم
اے بدو لعل چوں شکر زبدہ اولیں بشر

ہر چہ مراد تو بود ہست مراد من ہماں
بر صفتِ پری چرا آزاد میاں شوی نہاں
من چہ سگم کہ چوں توئے بر چو منے کشد کماں
کیست ازیں نفس مرا با نفس دگر ضماں
وائے بدو چشم جانستاں فتنۂ آخرالزماں

من بخدا کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب
روئے نیاز بر زمیں دست دعا بر آسماں



نزد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی
تو بکمال مرحمت بیکس و عاجزش مماں



عشق نہفتم بسے صبر ندارم کنوں
سینہ برآورد آہ دیدہ فرو ریخت خوں

نائب آہ منست قرصۂ خورشید زاں
ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں

عاشق صادق کسیست کو بریاضت رود
راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں

بارِ غمِ عشق را ہمچو ستوں پایدار
پیشہ ہمیں داشتست تیشہ زن بیستوں

مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ
دل شدگان کے روند از در دلبر بروں

اے دل وائے جاں شما ہمرہ دلبر شوید
ما بشما میرسیم نحن بکم لاحقون



نیست عجب گر بدوست باز رسی اے حسن
ہمت تو ہمرہست رحمت او رہنموں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں

از جور چشم کافرت گشتم چو خاکے بر درت
واں خال ہندو پیکرت در ترکتازی ہمچناں

گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجود بندہ رد
من میکنم از اشک خود رخ را نمازی ہمچناں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع وش در جانگدازی ہمچناں

۶۱۵	غم با حسنؔ دمساز شد آشوب شب آغاز شد در ہائے رحمت باز شد وآں عشق بازی ہمچناں	۷

من از ناز خوشت مستم بیا اے مست نازِ من
دروں دیدہ آ کز دل بروں افتاد رازِ من
لبت میساخت کارم پیش ازیں اکنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کارسازِ من
چگونہ شکر گویم ایں سعادت را کہ پیوستہ
منم از بندگان تو توئی بندہ نوازِ من
در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر چوں قامتِ خوبت قبول افتد نمازِ من
بقدت فتنہ شد شہرے زہے قدِ بلند تو
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر درازِ من
سر و کارے کہ من دارم اگر از عاقبت پُرسی
ہمہ محمود خواہد شد چو تو ہستی ایازِ من

۶۱۶	حسنؔ ہر صبح میگوید کہ اے روزم بتو روشن بحق نازِ مقبولت شبے بشنو نیازِ من	۷

اے زگلزار رخت عالم چمن
بستہ زلف و زنخداں تو ام
جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو
عشق ندہد بر خلل در اعتقاد
ہر چہ بد گفتم تو خط عفو کش
قامتت را سرو گفتم بر گذر

بندہ رویت ہمہ عالم چو من
درچہ افتادم چہ می پرسی رسن
جان من نشنیدہ حب الوطن
خواب خوش ناید مگس در پیرہن
من مقرم بر خطائے خویشتن
گیسویت را مشک گفتم بر شکن

(۶۱۷)

کے قبول خاصہ و عام آمدے
گر نہ نقش حسن تو بودے حسن

(۷)

مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل ببرد ہم دیں
آں شاہسوار اینک آمد بکنار صف
بنگر کہ ندیدستی ماہے بمیان زیں
واللہ کہ چناں شاہے گر رخ بہ بساط آرد
در صحبت او ہرگز پا کج ننہد فرزیں
دانم کہ دعائے من نہ پذیرد و تنگ آید
خلقش چو دعا گوید آہستہ کنم آمیں
یار از لب شیریں گر گوید سخنے با من
فرہاد صفت بدہم جاں زاں سخن شیریں

حیف است ازیں حالت با مدعیاں گفتن
گر مذہب ما داری با مردہ مگو تلقیں

۵	گفتی چو حسنؔ شینم در زاویۂ دردش گر از سر ہستیہا برخاستہ بنشیں	۶۱۸

با من نمی سازی دمے اے یادِ تو دمساز من
امشب کہ ہمرازِ توام چوں صبح بکشا رازِ من
گہ گہ سرے میباختم در کوئے تو می تاختم
با نالۂ خوش می ساختم برہم شکستی سازِ من
زابرو کمانے ساختی بر ما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترکِ دور اندازِ من
در سینہ دارم تب زتو خلقے پر از یارب زتو
اے مردنم امشب زتو یاد آیدت فردا زمن

۷	گفت حسنؔ از تست و بس ہرگز نہ گفتی یکنفس کاینک گرفتارِ قفس مرغِ سخن پردازِ من	۶۱۹

مہ عیدست و فصلِ گل قدح از بادہ خنداں کن
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما دو چنداں کن
برویت[1] عشق از اں بازم کہ در کویت سر اندازم

[1] برویت عشق می بازم کہ سر در پایت اندازم

من از تو عید میسازم تو از من بنده قرباں کن

بہار عالم افروزی یکے خیمہ بصحرا زن

سوار لشکر آرائی یکے رُخ سوئے میداں کُن

سرت گردم بہ روزِ عید رسم گوئے می باشد

سر خود گوئے گردم من تو زلف خویش چوگاں کُن

بجنباں لعل میگوں و خرد را ہوش یکسو نہ

بغلطاں چشم مستانہ فلک را دیدہ حیراں کُن

وفا خوب آید از خوباں اگر ایں آیدت ایں بہ

بہ بیداد تو ہم شادم اگر آں بایدت آں کُن

۶۲۰	اگر فرمایدت دلبر کہ چوں دل درمیاں نہ جاں حسنؔ تو بندہ فرمانی کمر بر بند و فرماں کُن	۷

ندانم تا چہ خواھد کرد عشق یار من با من

دلِ غمخوار من با غم غم دلدار من با من

چہ خوش جائیست غم گر ہست ترک مست من ساقی

چہ خوش جائیست غار ار ہست یار غارِ من با من

مرا اور ا روز دولت یار و یار غار من عشقش

الٰہی یار او با او بدار و یار من با من

نگہ میدارم از گیسوش یک موائے مسلماناں

بوقت مرگ بگذارید ایں زنار من بامن
بنائے ہر امیدم بازمیں ہموار شد آخر
چہ کینہ داشت یارب بخت ناہموار من بامن
شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میراں
مرا افتادہ بگذار و دل افگار من بامن

۶۲۱

بخواہم حاجت خویش ہیچو گفتار حسنؔ از تو
اگر حجت نخواہی ساختن کردار من بامن

۷

چہ فتادکت نیفتند نظرے بسوئے یاراں
چہ شدست کہ می نیاری ز سر بزرگواری
سوئے زاہدانِ عالم خبرے برید تا کس
بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسبزۂ نو
صنما قبائے گل بیں ز صبا دریدہ دامن
من و عالمیست چوں من بامید تو نشستہ

نخوری غم غریبی بطریق غمگساراں
قدمے بصف یاری گذرے بسوئے یاراں
بوجود گریۂ من نکند دعائے باراں
ز تو بشگفد گل دل اچو دل گل از بہاراں
چو سر آستین مفلس ز جفائے قرض داراں
تو درائے تا برآید غرض امیدواراں

۶۲۲

حسنؔ ار کند گناہے بکرم بہ بخش اورا
کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہگاراں

۵

اے آنکہ محکم بستہ کعبہ پرستی رامیاں
خوباں فریبم مید ہند استغفر اللہ زیں سخن

اکوئے بتاں نظارہ کن بتخانہ اسلامیاں
گر دین و دل غارت کنند الحمد للہ زیں میاں

اے دوست من مست توام در باغ فردوسم ببر یک رہ سوئے گلزار شو باجامۂ نیلوفری	مرغے کہ خنبد زیں ہوا آتش زند در آشیاں تا گل بصد جا بر درد پیراہنے از پرنیاں

۶۲۳

جاناں کجا تاب آورد جان حسنؔ با عشق تو
روباہ مسکیں راچہ تاب از حملۂ شیر زیاں

۹

ساقی سوئے ما یکے گذر کن	جاں را ز حیات نو خبر کن
حلقم کہ ز تفت و تاب خشکست	یک جرعۂ مے بریز و تر کن
از قلقل شیشہ غلغل انگیز	واین بخت مرا ز خواب بر کن
من خود ز غم بتاں خرابم	جامے بدہ و خراب تر کن
چوں میدہیم مے جگر گوں	نقلم کہ کنی ہم از جگر کن
اے چشم و چراغ نازنیناں	یک رہ بہ نیاز ما نظر کن
از بوسۂ لب مرا شفا دہ	وز خندہ شب مرا سحر کن
عشق آمد و صید کرد دل را	اے عقل تو فکر خود دگر کن

۶۲۴

با پنجۂ عشق زور نتواں
تا بہ تواں حسنؔ حذر کن

۷

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از بار ا طراوت لب معشوق برگ غنچہ بساخت چگویم آں رخ خوے کردہ را بنام ایزد	ہوائے بادہ بجنبید در سر یاراں نسیم طرۂ او روزگار عطاراں گل آنار بر و چیدہ قطرۂ باراں

چو دورم از شکر او بروزہ مشغو لم	وگرنہ شیوۂ من نیست کار بیکاراں
کجائی اے کہ در زاہداں ہمی پرسی	بیا و آشتئے کن زنو بخماراں
توئی چو سروز آسیب فتنہا آزاد	برحمت نظرے کن باین گرفتاراں

۶۲۵ — حسن زطاق دو ابروت قبلہ میسازد / مگر قبول شود طاعت گنہ گاراں — ۷

نوش لبے در رسید ہوش برفت از حسن	شکر خداوند را اذھب عنا الحزن
روئے چو گلبرگ او تر بگلاب عرق	بوئے گلابش ببرد درد سر من زمن
بر گل تر کاشتہ سبزہ مردم فریب	اگر دمہ آویختہ طرۂ توبہ شکن
مرغ بگل عاشقست ما بگلستانِ او	کعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چمن
قاعدۂ اتحاد لازمۂ عاشقی است	تا کہ بدو حاضرم غائبم از خویشتن
پیرہن ہستیم از تنِ من بر کشید	یوسفِ من با منست من چکنم پیرہن

۶۲۷ — ایں چہ حدیثیست باز کز تو بروں میفتد / تیغ بلا بر سرت لب مکشا اے حسن — ۷

پردہ برانداز و جہاں تازہ کن	لب بلبم برنہ و جاں تازہ کن
اے شدہ دل از لب میگو نست مست	شب قدحے دادۂ آں تازہ کن
بوئے ازاں بادہ بعشاق بخش	عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن
بے رخ تو تازہ نگردد جہاں	پردہ برانداز و جہاں تازہ کن

از تو دلم خستۂ خارِ بلاست بر ورق حسن خود از خط و خال	برگل تر خطِ اماں تازہ کن حجت نو ساز و نشاں تازہ کن

۶۲۸	اے حسن اندیشۂ اغیار رفت باز ز سر عشق فلاں تازہ کن	۸

رسم عاشق چیست جاں در عشقِ جاناں باختن
هم بیک داوِ نختیں کفر و ایماں باختن

بر بساطِ عشقبازی قائمست ایں تعبیہ
از بتاں دل بردن از اصحابِ دل جاں باختن

ایں دل گردیدۂ رسوا چہ بازم در رہش
پاکبازانند وانجا قلبِ نتواں باختن

ذرہ را گفتم کہ رقصست ایں کہ پیدا کردۂ
گفت عشق آفتاب، انگاہ پنہاں باختن

نقد جاں در ششدرِ عشقش بنہ عیار وار
ایں چنیں نردے نمی شاید ہراساں باختن

گیسوئے او بردلم منصوبہا آورد کج
عاقبت او برد با چندیں پریشاں باختن

کعبتین چشم غلطانی و بازیہا دہی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں باختن

۶۲۹	اے حسنؔ بازآے از زلف وز نخدانِ بتاں پیر گشتی خوب ناید گوے و چوگاں باختن	۷

کارِ عاشق نیست بے معشوق چندیں زیستن
بے لب جاں پرور او مردنست ایں زیستن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل بلے
جز دریں مذہب نشاید بے دل و دیں زیستن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق
تا قیامت بعد ازاں بر نام شیریں زیستن
من بروئے تو ہمی بینم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں بیں زیستن
ہر زماں از شرم می میرم چگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است ایں بے یار چندیں زیستن
گر بیائی مے خورو ہیچ از غم ما غم مخور
عاشقاں را عادت است اے دوست غمگیں زیستن

۶۳۰	مرگ مسکیں وار دہ یارب حسنؔ را پیش دوست چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکیں زیستن	۷

دل خوں شد و شد چشم تر آں دلبر ما ہمچناں
عہد و وفا کمتر شدہ عشوہ گر ما ہمچناں

ساحر بدی در دلبری الحمد للہ دید مست

آں ساحریہا برقرار آں دلبریہا ہمچناں

از شہریاں دلہا بری لشکر کشی خونہا خوری

در شہر زینساں بینمت در لشکریہا ہمچناں

ہر بار می پوشد دلم از صبر بر خود پردہ

واں چشم شوخت میکند پردہ دریہا ہمچناں

تا سر بریدی زلف را موئے نہ سنجیدی زنا

زنار ببریدی ولے آں کافریہا ہمچناں

گر غمزہ خونریز تو در خوں جانم شد چہ شد

ہست آں لب جاں بخش را جاں پروریہا ہمچناں

۶۳۱	گر از تف آہ حسن ہر ہفت دریا خشک شد در چشمہ چشمش نگر در وے تریہا ہمچناں	۸

زمن برگشت یارِ من دریغا روزگارِ من

زہر دریاں کہ من کردم جوے کمتر نشد دردم

نہ دل در غم قرینم شد نہ دلبر ہمنشینم شد

بتے بود ست دلجویم کنوں در حسرت اویم

بجائے نوش نیش آمد بلا برجان ریش آمد

کجا رفت آں جوانیہا نماندآں کامرانیہا

بجاں افتاد کارِ من دریغا روزگارِ من

دریغے میخورم ہردم دریغا روزگارِ من

نہ آنم شد نہ اینم شد دریغا روزگارِ من

کہ می پرسد کرا گویم دریغا روزگارِ من

چہ روز ست ایں کہ پیش آمد دریغا روزگارِ من

چہ شد آں زندگانی ہا دریغا روزگارِ من

بترس از گل کہ خارست این زمے بگذر خمارست این — چہ ناخوش روزگارست این دریغا روزگارِ من

(٦٣٢)
غمے کز سینہ میروید دل از جاں دست میشوید
حسن ہر روز میگوید دریغا روزگارِ من
(٥)

بے لعل لبت پر شد چشمم ز دُرِ مکنوں — اے مردمک دیدہ آخر نظرے مکنوں
ابروئے تو خوش نقشے وان خال بر آن بالا — نوں شد مگر ابرویت وان خال فقط بر نوں
قانوں طبیبانست غم خوردن بیماراں — من جاں بدہم پیشت گر نگذری از قانوں
اے لیلیٰ اگر محمل رانی بسوئے کعبہ — اصحاب حرم بینی دیوانہ تر از مجنوں

(٦٣٣)
مردم چو حسن آرم از دیدہ و دل پیشت
اشکے چو عقیق سُرخ نظمے چو دُرِ مکنوں
(٥)

اے سروِ سمن بو بیں روئے چو بہارستاں — بے چہرۂ گلرنگش عالم ہمہ خارستاں
چوں رفت بباغ اندر شد باغ بہ از جنت — چو راند سوئے خانہ شد خانہ نگارستاں
ہر جا کہ گلے باشد از شرم فرو ریزد — آں شوخ چو بنماید روئے چو بہارستاں
در سوئے شکار آید خورشید ز رشک او — چوں ذرہ نہاں گردد در گرد شکارستاں

(٦٣٤)
کم لاف حسن چندیں از جامۂ زہد خود
جامِ لب میگونش بے نوش چہ کار است آں
(٧)

سرویست قامت تو ز باغ کہ خاست این — آرے لطافتے کہ تو داری کراست این

هم سنبلت پریشاں هم نرگس تو سرمست
رویت که هست مصحفے از آیت جمال
با دل حدیث عشق تو میگفت دل چه گفت
معلوم شد جراحت ظاهر هر آنچه بود
شب بوده ام بخون جگر آشنا کناں

اے عالم خراب نهاده چهاست ایں
بر خیره خط همیکشی انجا خطاست ایں
ایں درد را دوا مطلب لا دواست ایں
خوں کز دو دیده میرودم از کجاست ایں
ناگه خیالت آمد و گفت آشناست ایں

۶۳۵

دلبر بچشم دل ز میاں رفت صبر کن
از هیچ کس منال حسن کز خداست ایں

۵

اے که از شرم رخت روے نهفته پریاں
مشتری یکطرفے دارد از افلاک و تو ماه
لشکر غمزهٔ تو دیں مرا غارت کرد
شب همه شب غم عشق تو ندمیست مرا

برده لعل لب تو آب همه جوهریاں
میشوی طالع و ز هر طرفے مشتریاں
چه کنم غارتیانند همه لشکریاں
ذکر خوبیٔ تو افسانه شاه پریاں

۶۳۶

حسن از جمله جهاں روے بدیں در دارد
لاف ازیں در نتوانند زدن هر دریاں

۵

آں جان همه عالم واں میر همه میراں[۱]
دل مست مدام او بر بسته بدام او
عشقم ز کجا افتاد تا کرد دلم پر خوں
ایں کودک نورسته چوں سرو رواں یار

بگرفت جهانِ دل بر رسم جهانگیراں
یکشهر غلام او بر رسم همه میراں
ایں فتنه ز چشم بود اے خانهٔ او ویراں
از کوئے که می آید تو به شکن پیراں

[۱] او میر همه میراں

٦٣٧

با بندۂ حسن گرچہ پیوستن او خیر است
پیوستہ مسلم باد از آفتِ شرّیاں

٧

ساقیا جامے بیاور پیش من — دُور کن این عقل دُور اندیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں — عشق پیوند منست و خویش من
اے مسلماناں کند قرباں مرا — زخم تیر ترک کافر کیش من
میل او بر مال و بر عقل است و دیں — چوں شود حالِ دل درویش من
تا بشس ہر بار میریزد نمک — کے فراہم خواہد آمد ریش من
سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز — صورتش ناخواندہ آید پیش من

٦٣٨

اے حسن چشمش اشارت میکند
نوش میخواہی منال از نیش من

٧

اگر یابم از تو یکے نامہ من — نہد سر بر خطِ آں خامہ من
بیاد دہان چو انگشتریت — دہم بوسہ بر مہر آں نامہ من
ہم از مہر آں مہر بیروں کشم — نگینہا ازیں ہر دو بادامہ من
کجائی تو اے بادِ آراستہ — کہ بے تو چو گل میدرم جامہ من
نظارہ کند چرخ ہنگام شب — چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من
سرے دارم از بہر تیغ تو خاص — ندارم سر خاصہ و عامہ من

٦٣٩

حسن دار روزے رسم عاقبت
بکام خود از یار خود کامہ من

٧

اے مدعی کم داں آخر چہ کلامست ایں	لاف از دم خاصاں زن تشنیع عوامست ایں
بسیار بدم گفتی بسیار نباید گفت	تو نیک نیندیشی دشنام تمامست ایں
من بر قدم فقرم سرمایۂ فخراست ایں	تو در طلب سیمی اندیشہ خامست ایں
چوں دور نشست اینک ریزم مے معنیہا	بستاں قدحے درکش یا بر تو حرامست ایں
بر اوج ثریا بیں تکیہ گہ درویشاں	اے تحت ثری رفتہ بنگر چہ مقامست ایں
پُر شد زگل نظمم ہم مشرق وہم مغرب	تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں

۶۴۰	نامم کہ حسن باشد از عالم غیب آمد ہم نامورے چوں من داند کہ چہ نامست ایں	۵

ایں سعادت کہ بجہ دیدمش از دور عیاں	نہ در اندازۂ شرحست ونہ در حدِّ زباں
آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود	ایں قدر ہست کہ دیوانہ شدند آدمیاں
عقل چوں در شدہ در خدمت او حلقہ بگوش	رُوح چوں بند کمر پیش لبش بستہ میاں
گفتم اورا کہ زسودات زیاں دیدم گفت	کار سوداست گہے سود بود گاہ زیاں

۶۴۱	بزباں آمد از آسیب غمش جان حسن گو یکے بوسہ بدہ مردہ خود راز دہاں	۷

بوئے دل من برد نسیم سمنست ایں	یا جنبش آں سرو سمن بوئے منست ایں
سرویست کہ چوں در دل عاشق بخرامد	من ہیچ ندانم زکدامیں چمنست ایں
چشمم ہمہ پر نور شد از گرد قبایش	اے مدعیاں قصۂ آں پیرہنست ایں

زیں پیش بیک غمزہ بکشتست جہانے	اے دل سپر افگن کہ ہماں تیغ زنست ایں
اے عقل چہ لشکر کشی از توبہ و تقوی	بگریز ازیں ترک کہ لشکر شکنست ایں
دی یک غزلے در دفزا در نظرش بود	میگفت بیاران بہ طریق حسنؔ است ایں

۶۴۲	جاں را چو شکر از لب جاناں نتواں داد فرہاد بداند کہ چہ شیریں سخنست ایں	۵

جاناں دلم خراب نہادی چہ باشد ایں	از خط و عہد دور وفادی چہ باشد ایں
روزے ہزار بار دل از دست عشق تو	فریاد کرد و داد ندادی چہ باشد ایں
گفتم کہ دل بیند بہ بدگفتِ دشمناں	دل بستی و زباں کشادی چہ باشد ایں
شہرے زپند من بصلاح آمدند باز	تو ہم بداں طریق فسادی چہ باشد ایں

۶۴۳	ہر لحظہ سینۂ حسنؔ از ناوک مژہ خستی و مرہمے نہادی چہ باشد ایں	۶

زہے محراب شرع و قبلۂ دیں	بنوت راز تو امکان تمکین
تو بر تخت نبوت شاہ بودی	بریں رقعہ نہ شہ بود و نہ فرزیں
نزا آں روز شد بنیاد ایں کار	کہ آدم بود بین الماء والطیں
خدایت لشکرے دادہ ز قرآں	پس آنگہ قلب آں لشکر چہ یاسیں
الا اے مردم چشم دو عالم	نگے در حال ما بیچارگاں بیں

دعا ہائے حسنؔ در دین و دنیا

۶۴۴	با آسین تو مقرون باد آسیں	۵

گل تو میرسد نے شکل سرو خانہ خیز ست ایں
چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار مشک بیز ست ایں

نگارم آفتاب حسن و رویش قبلہ گاہ جاں
طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیز ست ایں

چو خوبان عرب محمل نشیں آمد بیا مطرب
بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت حجیز ست ایں

مرا غمزہ زناں میگفت تا کے لاف ایں تقوی
ترا ہمچوں نماز ست آں و ما را تیغ تیز ست ایں

۶۴۵	حسن در وصف عشقش پا نیفشرد ندسر بازاں تو خواہی در پناہ توبہ بگریزی گریز ست ایں	۹

ردیف (و)

اے بہ خلوت گاہ جانہا جائے تو
جاں بصد جاں کمتر مولائے تو

رائے سرگردانی من داشتی
اے مسرت گردم کہ گشت از رائے تو

تا کمر بستی تو چشم آفتاب
دلو خوں بالا ست از جوزائے تو

تا خط آوردی تو سلطان خرد
ترک فرماں گفت از طغرائے تو

لہ امالہ حجاز - از مولف

آسماں چوں بندہ درخدمت دوتاست — تا کشاید بندے ازیکتائے تو
بررکابت بوسہ خواہم زد چو بخت — دست آں ندہد کہ بوسم پائے تو
دستبوس ارنیست دستوریم دہ — تا مگس میرانغم ازحلوائے تو
مدتے شد تا نامہ نوگشتہ — اے جہانے چوں حسن شیدائے تو

(٦٤٦)
این غزل آرایش ہر بزم راست
راست چوں رائے جہاں آرائے تو
(٥)

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فراق تو — خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو
رائے بکشتنم زدی روے مپیچ ازانکہ من — روئے برائے تو کنم کار باتفاق تو
بہ کہ بیکدمم کشی زانکہ من اندریں میاں — شمع بلاکشم یکے سوختۂ فراق تو
ابروئے جفتت اے صنم طاق فتادہ لاجرم — دل ہمہ داد صبر را داؤ بجفت طاق تو

(٦٤٧)
مرحسن شکستہ را نامہ روزگار ہیں
روز گذشتہ و شبے باندہ بہم وثاق تو
(٦)

گل خواہم ازجہان ومے چوں گلاب تو — در دُرِ ناب ریختہ یاقوت ناب تو
امشب بدیدہ ودلم ار میہماں شوی — تا وقت صبح ماو شراب و کباب تو
روزے بہ بینم آں شب اندوہ خویش را — صبحے دمیدہ ومے چوں آفتاب تو
خواہم کہ درخرابۂ من سردروں کنی — من باشم و ولے کہ تو کردی خراب تو
گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا — دانی کہ فرقہا ست میان جواب تو

۶۴۸	گفت حسن خوشست کہ گویا ش کردہ در وصف و مدح مکرم مالک رقاب تو	۶

خلعت نوروز ہیں راست ببالائے سرو
شور فگندہ بمرغ خندہ شیرین گل
سرو قداں جابجا دیدن سرو آمدہ
نرگس سرمست تو تا کہ در آمد ز خواب
ابر مظلہ کناں بر سر باغ آمدہ

ریختنی سیم و زر ریختہ در پائے سرو
صبر ربودہ ز باد قامت زیبائے سرو
کردہ ز گل خرمنے راست ببالائے سرو
دیدہ نکردست باز جز بتماشائے سرو
تا کہ نہ بیند فلک سایۂ بالائے سرو

۶۴۹	یک گرہے بر کشا از سر زلف دو تا کار حسن راست کن چوں قد یکتائے سرو	۷

امروز ماہ و باغ و گلستان و روے تو
دی چوں بباغ رفتم نرگس ستادہ بود
پروار کے کند بہوائے بہشت بیش
خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او
خلقے ز زلف کافرت ار گم کنند راہ
رو تازہ دار اے گل دلہا کہ ہمچو مرغ

نوروز ما بس است گل افشان روے تو
چشمے کشادہ داشتہ حیران بروئے تو
مرغے کہ خو گرفت بہ بستان روئے تو
پروانہ شمار ز دیوان روئے تو
ما پاک مذہبیم و مسلمان روئے تو
مائیم چند روزے مہمان روئے تو

۶۵۰	جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او خوش بلبلیست بر گل خندان روئے تو	۷

ے ہم بہواہائے سرو۔

دو لعل تو که مرا امید هند جان هر دو
دلے و جانے دارم فدائے شان هر دو

تو گیسوان بمیان لبسته و ز پریشانی
نگرده کم سرِ موئے ازان میان هر دو

هلال و قوس قزح باچنان بلندیها
چو ابرویت نکشید ندیک کمان هر دو

اگر قلم نه دهانت صفت کند هر دم
بزخم تیغ فرو برشش زبان هر دو

مرا که چشم چو چشمه شد است گر آئی
نثار سرو روانت کنم روان هر دو

غرض توئی ز جهان هر دو ورنه خود والله
بیک پشیز نمے ارزد م جهان هر دو



بهائے بوسه همیخواهد از حسن دل و جان
بیا که او بتو بخشید رائیگان هر دو



اے دل اگر تو عاشقی نالهٔ جان گداز کو
بانگ نوائے عشق را پرده کجا و ساز کو

گردم عشق میزنی چون پسر سبکتگین
پس سر اعتقاد تو در قدم ایاز کو

حرقهٔ هستئے که هست از سر سر نمی کشی
رقص و سماع شوق را صوفی خرقه باز کو

دوش من خراب را راز بباد داد دل
گفت همه صفحهٔ صفا پست فتاد راز کو

نقش سجود بر زمین نقد دعا در آستین
ساز صلاحیت شد این سوز جگر گداز کو

اے بساط زاهدی کاسه کجا پرم شده
مائده خود تمام شد چاشنئے نیاز کو



هست طراز نیستی زیب قبائے معرفت
اے حسن ار تو این قبا یافته طراز کو



چشم مستش که دلے گوشه نشین دارم ازو
خوش کمانیست که پیوسته کمیں دارم ازو

تیغ برداشت اگر خون دلم خواہد ریخت یار بد مہر کہ باما ہمہ کیں می ورزد حاصلِ ہر دو جہاں در سرِ و کارش کردم	گو رواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو باکہ گویم من دلسوختہ کیں دارم ازو آخر الامر نہ دنیا و نہ دیں دارم ازو



اے حسنؔ تا شدہ ام بندہ آں خاتم لعل
ملکت روئے زمیں زیر نگیں دارم ازو



بیا درمانِ دردِ من کہ در ماندست جاں بے تو
ندارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو

نو تا چوں از چشم مشتاقاں شدی غائب
نمی خواہم کہ بینم بیش سوئے آسماں بے تو

اگرچہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو

مرا بے تو مغیلاں در سرو خار و خسک در پا
نکو تر یا معاذ اللہ بہار و بوستاں بے تو

بہ بستان و بباغم میفرستی من نمی خواہم
تو ئی بستان و باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو

سخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من واللہ
عذابِ جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسنؔ را ہر زماں گوئی چہ بربستی زباں بے من

۶۵۴ — تو گل او بلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو — ۹

زہے شرمندہ گلبرگ تر از تو
حلاوت وام کردہ شکر از تو

بنہ لب برلب جام و مرادہ
کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو

چو سروے رستۂ اندر دل ما
کہ یارد کو خورد جز من بر از تو

نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر
نہ چابکتر بجملہ لشکر از تو

اگرچہ غایبی از روئے ظاہر
بباطن نیست کس حاضرتر از تو

مرا ہر شب بیاد روئے خوبت
گل و لالہ دمد در بستر از تو

مرا کشتی و ایں بد کردن امروز
چہ نیکو میرود اے دلبر از تو

ہمہ در روئے تو حیراں بمانند
کہ خواہد داد روز محشر از تو

۶۵۵ — حسن کہ سر نہد در پات گہ روئے / نہ سر دارد دریغ و نہ زر از تو — ۷

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو
روئے تو ماہے و خورشید فلک لرزاں برو

آنچہ رخسارست تر و تازہ است باآں خط خوش
یا گل سوریست رستہ جابجا ریحاں برو

گر فتد روزے خضر را برلب شیرینت چشم
وہ کہ تا چوں تلخ گردد چشمۂ حیواں برو

دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف داد
کانچناں کو میرود عاشق شدن نتواں برو

زلف جاں آویز و چشم دلستاں بنما بمن
تا تن خاکی بریں[2] خوبی نشاند جاں برو

گفت مشاطہ روم رویش بیارایم چو مہ
چوں حریر سادہ ہست از مشک[1] فرماں برو

[1] بروہ   [2] تا دتن خاکی بہ آسانی فشاند جاں برو۔

۶۵۶	لب ہمی خاید ہمہ روز از فراق او حسن تا چہ حد دارد الٰہی بخت بد دنداں برو	۷

فال مبارکست نظر بر جمال تو
مصروف باد عین کمال از کمال تو

ہر صبحدم بر آتش خورشید آسماں
سیارہ را سپند کند بر جمال تو

جاناں توئی و جان جہانے طفیل تست
ریحاں توئی و عالم خاکی سفال تو

گر بنگریم ابرویت اے ماہ یک شبے
عیدے دگر کنیم زہر یک ہلال تو

مردم چگونہ سر کشد از خطِ عاشقی
جائے کہ ہست فتنۂ روئے تو خال تو

بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت
دوزخ فراق تست بہشتم وصال تو

۶۵۷	مسکیں حسن خیالے ماندست در غمت زاری کناں ہمیشہ بنزدِ خیال تو	۸

میکشم ایں دو دیدہ را سرمہ زگرد راہِ تو
دیدہ شود دگر شبے آں رُخ ہمچو ماہ تو

اے ز ازل قد ترا چست قبائے نکوئی
تا بابد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو

در عرصات ہمچنیں روئے کشادہ اندر آئے
تا بدعا بدل شود کینہ دادخواہ تو

توکہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است
اے من و یک جہان چو من خاک شکارگاہ تو

بندۂ خویش را چرا نام گریز پا نہی
از تو گریز کردہ ام و آمدہ در پناہ تو

گر بہلاک عاشقاں کار تو پیش میرود
من کم جاں گرفتہ ام بہر مزید جاہ تو

در عرصات[1] ہمچنیں روئے کشادہ اندر آ
تا بدعا بدل شود دعوی دادخواہ تو

[1] یہ شعر مکرر ہو گیا ہے

۶۵۸	ہر گنہے کہ میکنی عذر کہ میکند طلب اے ہمہ طاعت حسنؔ گرد سر گناہ تو	۵

لعل دلارامم نگر آرامگاہِ جاں درو	کفرِ سرِ گیسوش بیں سرمایۂ ایماں درو
حوریست درصورت قمر انجم ازو زیر و زبر	رو چیست در ظاہر بشر روحانیاں حیراں درو
در ظلمت زلفش مرو رو گرد لعل ناب او	یک سبزہ بیں خضر وش صد چشمۂ حیواں درو
زلف و خط مردم کشش ایں چیں گرفتہ آں حبش	چشم از ہمہ خونریز تر از غمزۂ ترکستاں درو

۶۵۹	خود کیست بیچارہ حسنؔ تا خون او ریزد کسے یکمشت خاکست او بلے از یاد جاناں جاں درو	۷

اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو	ویرانۂ غریباں گلزار و گلشن از تو
اے دیدہ مردمی کن مہمان من شو امشب	بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو
تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت	قمریت بودے من طوقے بگردن از تو
اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن	بسیار شکر گفتم با دوست دشمن از تو
چہ باک اگر زمانہ جاں از تنم برآرد	حقا ذخیرہ دارم صد جاں دریں تن از تو
برخیز تا کہ ہر دو رقصے کنیم یک جا	من مستم و تو مستی تو از مے و من از تو

۶۶۰	جان حسنؔ مرنجاں زیرا کہ ہستی اے جاں تو پاک دامن از وے او چاک دامن از تو	۷

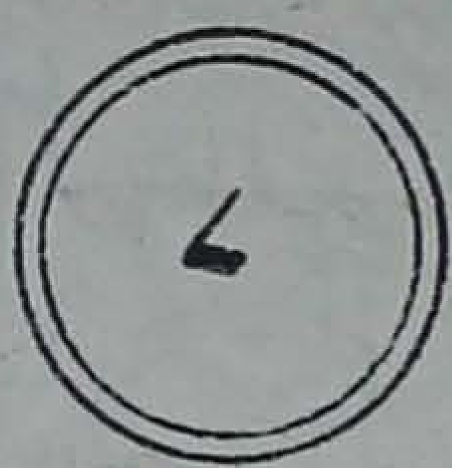
گر غم قسمت کنی غم باش گو	در بلائے دادہ ہم باش گو۔

عقدِ عقلم گر برفت از انتظام
گر دلِ غمخوار کردی غرق خوں
از غمت ہر زخم کاید بر دلست
روئے تو دیدن چو صبحم آرزوست
بے لب و رخسار تو راحت کجاست

عقدۂ عشق تو محکم باش گو
آں دل خونخوار خرّم باش گو
ہر کرا دل نیست بغمم باش گو
ور زبانے نیست یکدم باش گو
جوئے خضر و باغ آدم باش گو


۶۶۱

مہرۂ مہرانہ از حسن بر میچینی
بر مچیں ایں مہرہ درہم باش گو

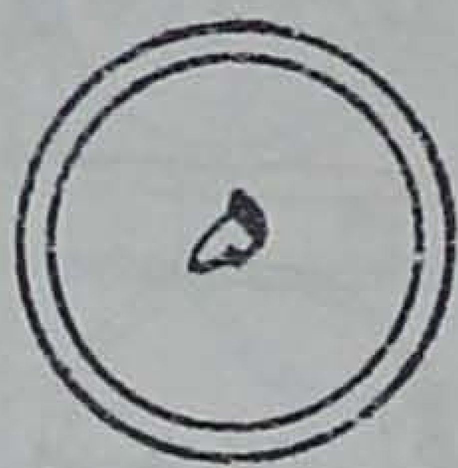

۷

مائیم یک قبا شدہ آں یک قبا گرو
اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم
گر میہماں بیاید جائے نشست کو
شرمندہ مانم از پئے ترتیب نان شاں
کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند

در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اسپم گرو سلاح گرو چارپا گرو
صفّہ گرو رواق گرو بارجا گرو
قزغاں گرو تغار گرو آسیا گرو
شادی گرو ملیح گرو زیرکا گرو[1]
حجت گرو تنبالہ گرو ماجرا گرو


۶۶۲

حالم ز بے نوائی اکنوں چناں شدہ ست
بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو


۵

دل بدو دادیم چوں دلجوست او
چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد

ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او
می نگنجد ہیچ گل در پوست او

[1] نام غلامان شاعر

دل ز زلفِ او شکایت میکند	معتبر نبود پریشاں گوست او
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر	عالمے بدگویدش نیکوست او

(۶۶۳)

گر کسے راہست در عالم کسے
مر حسنؔ را ہر دو عالم اوست او

(۹)

اے حسنؔ عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو	دام ہستی بر درو مرغ بلا را دانہ شو
حاصل عالم چہ پرسی عشق را برکش علم	دہ بدہقاناں رہا کن شحنۂ ویرانہ شو
در مقالات رخش چوں آئینہ یکروئی باش	در صفاتِ گیسوانش صد زباں چوں شانہ شو
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را	اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
ظاہر اندر جامۂ زہدی و باطن سوئے جام	مرد آں پیماں نۂ دنبال ایں پیمانہ شو
جاں شیریں در رہ جاناں بدہ فرہاد وار	گر فسانہ میشوی بارے چناں افسانہ شو
پنجۂ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار	خواہ شیر کعبہ و خواہی سگ بتخانہ شو
در رہ دلبر منہ بر خویش و بر بیگانہ دل	خویش[1] کن از خود جدا و خویش ہم بیگانہ شو

(۶۶۴)

کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن
اے حسنؔ عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو

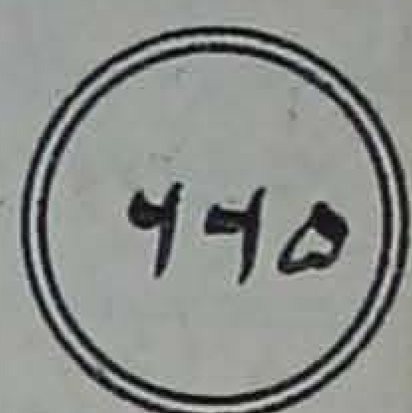
(۹)

قوت جاں در لعل خنداں دارد او	آب حیواں در زنخداں دارد او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے	آں ندارد ہر کسے کاں دارد او
انچہ یوسف داشت در حسن و جمال	بیش زاں اکنوں دو چنداں دارد او

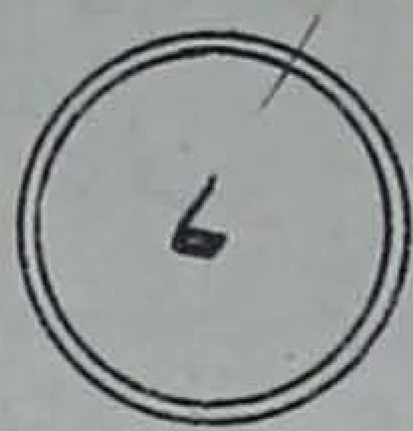
[1] خویش بیگانہ بجاں

سینۂ سیمین نرمش را ببیں
از رخِ چوں لاله وز قدِ چو سرو
عرصۂ روئے زمیں در چشمِ من
زیر درج لعل و یاقوت لبش
گرد روز رخ شب زلفین خویش

دل بسختی ہمچو سنداں دارد او
عاشقاں را باغ و بستاں دارد او
بے رخِ خود ہمچو زنداں دارد او
وہ چہ شیریں دُرِّ دنداں دارد او
گوئیا بہر چہ پنہاں دارد او

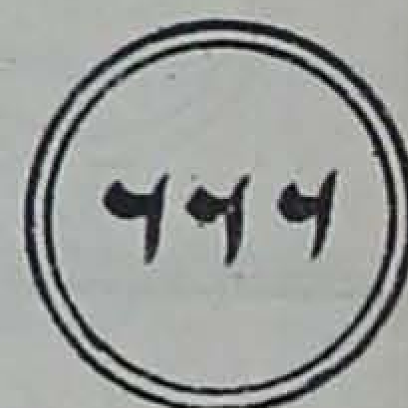


گر حسن از غم بنالد آشکار
درد پنہاں در دل و جاں دارد او

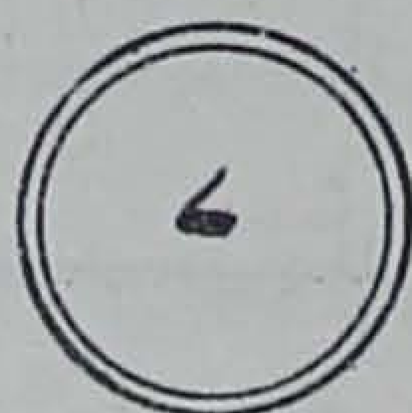


اے منور گشتہ روئے آفتاب از روئے تو
روئے خنداں خوئے آلودہ چہ می پوشی ازانکہ
راحت جاں گر لقب کردند گل را در بہار
مہ چو رویت کے بود زاں روئے کو پیوستہ نور
رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا
حسن یوسف را سخن سازاں صفتہا کردہ اند

یک دلی دارم درو صد گونہ تاب از روئے تو
جملہ مجلس در گلست و در گلاب از روئے تو
چند روزے عاریت بود آں خطاب از روئے تو
میبرد از آفتاب و آفتاب از روئے تو
قبلۂ من تو دعایم مستجاب از روئے تو
دہ اجازت تا براندازم نقاب از روئے تو



روئے بکشا زانکہ اکنونہا حسن را از فتوح
وعدہ کردند باوے فتح باب از روئے تو



دارم دلے دیوانۂ در ہم پریشان زلف تو
اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں احوال من

دیوانہ و در پائے او بند گران زلف تو
من بندۂ شوریدگاں اول ازان زلف تو

گفتی که حال خود بگو این حرف گفتن کی توان | قصه دراز ست ای صنم چون داستان زلف تو
چون وعدهٔ دیدار شد زلفی بشوخی بر فشان | بر کنگر مه کی رسم بی ریسمان زلف تو
والفجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم | واللیل گر خوانم دو شب یابم نشان زلف تو
گر چین زلف کافرت زد بر خراسان دلم | آباد بادا تا ابد هندوستان زلف تو

(۶۶۷)
کلک حسن رازان بود سودائی عطر او روان
کو مشک بندد بارها از کاروان زلف تو
(۵)

باز فتاد در سرم غلغلهٔ هوای تو | سوختهٔ غم توام ساختهٔ بلای تو
دیده نثار میکنم در قدمت قبول کن | تحفهٔ ناسزای ما خود نبود سزای تو
دل طلبیدهٔ ز من پیش کش تو میکنم | وز همه رای سرکشی سر نکشم ز رای تو
سر چه بود که تا از و تو بسر رضا شوی | هر دو جهان فدا کنم از پی یک رضای تو

(۶۶۸)
زار شد از غمت حسن ای مه آفتاب رخ
گر همه ذرهٔ شود کم نکند هوای تو
(۷)

ردیف (ہ)

ای غمت آشنای دیرینه | با تو ما را هوای دیرینه
عمر ما یار چند روزهٔ ماست | عشق تو آشنای دیرینه
گر شبی از درم درآئی شاد | ای تو شادی فزای دیرینه

من فرو ریزم انده نو نو	دیدہ ہا ماجرائے دیرینہ
گر زیار قدیم می پرسی	منم آں مبتلائے دیرینہ
سر ما آستان حضرت دوست	کے گذاریم جائے دیرینہ

۶۶۹ — تو جفا ہا ہمی کنی و حسن
ہمچناں بر وفائے دیرینہ — **۷**

مردنہ تا ہمہ دل خوں نہ	لاف محبت چہ زنی چوں نہ
با تو چہ ضایع کنم افسون عشق	سنگ دلی قابل افسوں نہ
طعنہ مزن نقطۂ تقلید را	چوں تو ازیں دائرہ بیروں نہ
مدعئے گفت بلیلی بہ طنز	رو کہ چناں چابک و موزوں نہ
لیلی ازیں حرف بخندید و گفت	با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نہ
خشم فرو خور ہمہ عالم تراست	تا نکشی بار فریدوں نہ

۶۷۰ — اے حسن احوال تو دیگر شدست
انچہ کہ اوّل بدی اکنوں نہ — **۷**

شورشے زاں لعل شیریں درجہاں افگندۂ	آتش غم در رواں عاشقاں افگندۂ
یوسفی یا ماہ گردوں یا فرشتہ یا صنم	دائما عشاق را اندر گماں افگندۂ
خونِ دلہا ریختی چندانکہ بیند چشم من	کشتگاں عشق را در ہر مکاں افگندۂ
ماہ رویا نالہائے زار من بین و بگو	کایں چہ فریاد ست کاندر جسم و جاں افگندۂ

حیف باشد زاں چناں روئے بجز مہر و وفا من بمیدان غم تو پہلوانی کردہ ام	گرچہ تو جور و جفا اندر میاں افگندۂ زیں جہت گویم کہ شاہا پہلواں افگندۂ

۶۷۱	در دل دارد حسنؔ از لعل خود درمانش دہ تا بگویندت کہ سایہ بر فلاں افگندۂ	۷

اے بہ خوبی در جہاں افسانۂ	خود تو گنجی و جہاں ویرانۂ
ہر چہ در کاشانہ خلدست حور	نزد تو نقشے است بر کاشانۂ
چشم از خوں جگر در آشناست	با تو میگویم نہ با بیگانۂ
من تہی کردم دل از پیماں زہد	کیست کو پُر ے دہد پیمانۂ
گر دلِ دیوانہ بردی جاں مبر	گفتہ اند از خانۂ دیوانۂ
یک شبم بر وصل خود پروانہ دہ	گو بسوزاں شمع تو پروانۂ

۶۷۲	قابلِ سنگِ حرم نامد حسنؔ کاش خشتے بودے از بتخانۂ	۶

خہ کہ از ماہ خوبتر شدۂ	سمن اندام و سیمبر شدۂ
راز من ہمچو روز پیدا شد	تا چو خورشید پردہ در شدۂ
آئینہ در نظر مقابل دار	گرچہ منظور ہر نظر شدۂ
دوش دیدم مہ بہ دگر بارہ	مہ ہمانست و تو دگر شدۂ
خوبی و ناز کبت چہ تواں گفت	زانچہ گویند خوبتر شدۂ

۶۷۳	چند گوئی رحیم دل شده ام بر حسن رحم کن اگر شدهٔ	۷

اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ — وز[1] بذلہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ

ہرگز نبود بستہ چوں غنچہ دہانت — گل در شب نختیں می باشد و دگر نہ

شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود — ور سر و سر بلندست ہم با تو سر بسر نہ

چوں دید در تو نرگس چشمش بماند حیراں — در باغ ہم بماند اما در آں نظر نہ

ہر شام تا سحرگہ در سایہ دو زلفت — چوں شمع میگدازم ہمسایہ را خبر نہ

پیش[2] آ کہ از دو چشمم صد جوے خوں رواں ست — آنگہ ز آشنایاں کس را بما گذر نہ

۶۷۴	ز اشک حسن حسن را تا لب رسید طوفاں اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ	۷

اے ز لعلت آبِ حیواں ریختہ — لولویت آتش ز لعل انگیختہ

از قد تو شاخ طوبی بشکند — اے لب تو آبِ کوثر ریختہ

شاہ انجم بر بساطِ آسماں — خانہ خانہ از رخت بگریختہ

آسماں عقد[3] ستارہ در ہوات — ہر سحر از[4] روئے خود بگسیختہ

خاک درگاہ ترا از روئے عطر — آہواں با نافہا آمیختہ

زلف جاں آویز تو دیدم شبے — ماند جان من بداں آویختہ

۶۷۵	گفت نعت حسن تو بندہ حسن بس دقیقت آں و نیکو بیختہ	۶

۱ در ۲ پیش من از دو چشمش صد چشمہ خوں رواں شد ۳ از برش ۴ در

عمرم فدای روی تو ای مه چگونه   عمریست تا ندیده است وه چگونه
بی تو چو ماه داشتم کاهشی تمام   بی من تو ای تمام تر از مه چگونه
امشب اگرهی نه نمائی رخ چو صبح   چون صبح از افق دمد آنگه چگونه
مه نیم جام شکل بدین گاو پشت راند   مائیم و یک صراحی و خرگه چگونه
گفتم دلا بچاه زنخدان او مرو   ای پا بگل بمانده دران چه چگونه

(۶۷۶) ره میروی دل حسن خسته می بری
ای برده صد هزار دل از ره چگونه (۶)

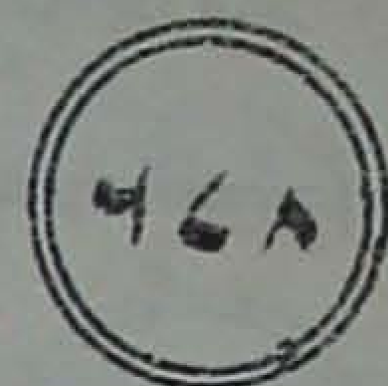
ای در همه روم و ری یکسر روی چو رویت   کوی تو چو فردوس فردوس چو کویت نه
یوسف شده در خوبی بل خوبتر از یوسف   از دیدن او سیری وز دیدن رویت نه
تنها نه منم دل را بر بسته بموی تو   کو آنکه بهر موی دل بسته بمویت نه
شوریدگی عالم از خوی تو شد نی نی   از بی نمکی بخت است از تلخی خویت نه
تو چشمهٔ خورشیدی من ذرهٔ خورشیدت   هر سو که روی چشمم مشنو که بسویت نه

(۶۷۷) بگذار حسن دعوی کز عالم معنی من
رنگیست نمی بینم چه رنگ که بویت نه (۷)

شاید ار یار کشد پرده بران روی چو ماه   چه توان کرد دران روی بدین دیده نگاه
گر به داور برم او را که دلم را بردست   نبود راست تر از قامت او هیچ گواه
آب حیوان نستانم بدل خاک رهش   نور یوسف که بدل کرد بتاریکی چاه

توبہ فرمایدم از عشق مبادا کہ کنم
ہر یکے از ورقِ عشق فرو خواند و نشد
چہ تواں کرد اگر رخت بمنزل نرسید

نیست در مذہب عاشق بتر از توبہ گناہ
بحقیقت کسے از سرِ حقیقت آگاہ
خضر را نیز دریں بادیہ گم گردد راہ



۶۷۸

حسن ار سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ
طالب سر شدہ "ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ الله"



۷

آہ یارا کہ ز دردِ دلم آگاہ نہ
ہمچو دل محرم مستاں شبانگہ می باش
تخت شاہیست کہ بر فیل نہد فرزیں بند
رخش تسلیم تو در صف صفاحی لنگر
سیر سیارہ چہ پرسی ز منجم شب و روز
منم و بادیہ حیرت و گمراہی چند

آہ من می شنوی محرم ایں آہ نہ
گر چو گل مونس مرغانِ سحرگاہ نہ
رخ دریں عرصہ منہ بیدق ایں شاہ نہ
مرد میدان توکلت علی اللہ نہ
کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نہ
تو عناں باز کش اے خواجہ کہ گمراہ نہ



۶۷۹

گفتیم اے حسن ایں خرقہ چہ کردی تو کبود
وہ ز دودے کہ بروں میدہم آگاہ نہ



۹

چو بنمائی رخ گلنار گونہ
ہمیشہ چشم تو مست است جانا
بدفع چشم بد گرد لب لعل
شفا حاصل نشد درد دلم را

اگل اندر حال گردد خار گونہ
ولے در دلبری عیار گونہ
یکے خطے بکش زنگار گونہ
اگرزاں نرگس بیمار گونہ

اگر تو سوئے ترکستاں نگردی … بگرد آید بت فرخار گونہ

خرد در صدر دیواں خانۂ عشق … ہمی باشد ولے بیکار گونہ

کجا بودی کہ ژولیدہ است زلفت … لبت ہم اندکے افگار گونہ

چہ عمر است اینکہ بے تو میگزارم … نفس پیمودن بیکار گونہ

۶۸۰ | حسن ہموارہ در وصف قدست
ازاں گوید سخن ہموار گونہ | ۹

زہے بہ آمدنت بخت مرحبا کردہ … بنفشہ زیر کلہ سرو در قبا کردہ

عتاب چوں شب گیسوئے خود کشیدہ دراز … ولیک صبح صفت عاقبت صفا کردہ

تبارک اللہ تا آں چہ روے آنچہ خطست … گلے و سبزۂ از رحمت خدا کردہ

ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ … فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ

بگرد تو نرسیدہ بتانِ چابک چیں … ختائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ

بسان سرمہ سیہ کردہ روز بر خوباں … دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ نا کردہ

ہزار خوب بچشمم در آمد و بگذشت … تو نور چشم منی در دو دیدہ جا کردہ

چہ گویمت کہ چہ نغز آمدی مسیح صفت … بیک نفس ہمہ دردم را دوا کردہ

۶۸۱ | حسن بگرد درت گشتہ بر طریق طواف
تو کعبہ وار ہمہ حاجتش روا کردہ | ۷

ساقی مئے لعل فام در دہ … ہنشیں وعلی الدوام در دہ

ا‍ شعر رش نقد

مے را بعرب مدام گویند	من ہم گفتم مدام در دہ
گر پختہ نصیب پختہ گاں است	ما سوختہ ایم خام در دہ
مپسند مرا چنیں تہی دست	چوں سبحہ نماند جام در دہ
بر زعم صلاح نا تمامال	مارا قدحے تمام در دہ
فردا تو و دوستان خاصت	امروز صلائے عام در دہ



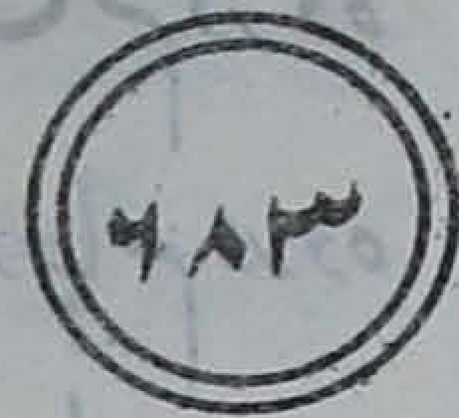
گر دوست گرفتۂ حسن را
آں دشمن ننگ و نام در دہ



اے غیرت حور و پری وے حیرت خورشید و مہ
مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ
گر دولت از ما شد چہ شد با بخت باقی باش تو
گر مہرہ[1] گم شد چہ شد بر عرصہ[2] قایم بادشہ
جان پریشاں خاطراں در زلف تو آسودہ بس
زلفت عجب شوریدۂ شوریدہ حالاں را پنہ
شبگہ خیالت ایں طرف یکبار گشتے گرد من
دہ بار گشتم بر سرش پاداش یک نیکیست دہ
ساقی تو کان عیش را لعلے شدی با لعل و دُر
مہ را چگویم چونکہ تو طالع شوی با بدر مہ
ساقی بمیگوں لب بسے بُردی خمار مردماں

[1] بیدق [2] تخت

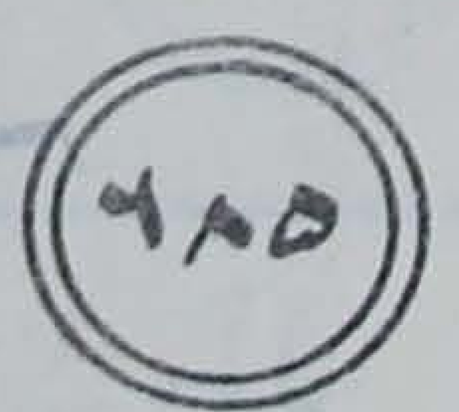
اے چشم و جاں رام دمکے لختے ازیں سو کن نگہ

	یک جرعہ پردہ بشو جملہ گناہانِ حسن از تو چہ آید جز کرم وز ما چہ آید جز گنہ	

بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیروں دہ	مرا ز دائرۂ جمع یک خط افزوں دہ
کباب شد جگرم بے مے جگر گونہ	مرا جگر مدہ آں بادۂ جگر گوں دہ
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعہ	بیار و سبحہ و سجادہ را بجیحوں دہ
عنایتے بکن اے میر کارواں یک روز	مہار اشتر لیلی بدست مجنوں دہ

	حسن لطائف غیبی نہاں نشاید داشت جواہرے کہ درونِ دلست بیروں دہ	

سبزۂ تر گرد گل سیراب پیدا کردۂ	بلبلانِ عشق را سرمست و شیدا کردۂ
اے بعہدت پارسائیہا برسوائی بدل	من یکے زاں پارسایانم کہ رسوا کردۂ
ترک بسیار آمدست از بہر یغما ہر طرف	تو عجب ترکی کہ چندیں شہر یغما کردۂ
می نیندیشی کہ فردائیست ہر امروز را	وہ کہ در یک وعدہ چند امروز فردا کردۂ
ہر چہ می خواہی بکن باچوں توئے خصمی کراست	ما بحل کردیم بارے ہر چہ با ما کردۂ
از لب و از غمزہ ہم جاں بخشی و ہم جاں ستاں	من ندانم تا چہ دعوی آشکارا کردۂ

	اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردۂ	

ا؎ لطافتے   ۲؎ امروز

اے سرو خراماں و گل تازہ دمیدہ — نرگس گل سروے چو تو در خواب ندیدہ
صبح آیت زیبائی و افسون لطافت — ہر روز بخواندست و بروئے تو دمیدہ
در آب حیات آتش غیرت زدہ حقا — بادے کہ ز خاک سر کوئے تو وزیدہ
ہر لحظہ دلم را ہدفے ساختہ چشمت — صد تیر درو شاندہ یکے را نکشیدہ
از گوئے تو باید صفت دوستی آموخت — سر دادہ و ہم پیش رکاب تو دویدہ
ابر کرم لطف تو بارانست برحمت — اے برہمہ باریدہ و برما نچکیدہ

(۶۸۶) گرچہ نرسیدست حسن را ز تو بوئے — باد ات ہمہ میوہ مقصود رسیدہ (۷)

اے صبا گردے کہ زاں خوں ریز ما آوردہ — چشم خوں افشان ما را توتیا آوردہ
آشنا ہا میکنم در خون چشم از انتظار — ہاں بدہ گر نامۂ زاں آشنا آوردہ
تیر شوقش در دل من می نشانی بے خطا — ایں نشانہا گر زاں ترک ختا آوردہ
نیست اندر شہر ما امروز آشوبے دگر — جز ہماں شورے کہ زاں شیریں قبا آوردہ
آں دبستانی نماز عالمے برہم نہاد — اے معلم بت بمسجد از کجا آوردہ
اے سلیمان پری رویاں یکے آخر بہ بیں — سوے مورے کش ز مستی زیر پا آوردہ

(۶۸۷) تا ز چشم شوخ یک غمزہ بزندی بر حسن — زخم دیگر بر دل آں مبتلا آوردہ (۴)

اے غم عشق تو راہ[۱] جاں زدہ — چشم مستت زخم[۲] برامیاں زدہ

۱ ام بر   ۲ راہ

تیغ راندہ بر ضعیفاں آشکار	وز مژہ تیرے دگر پنہاں زدہ
شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم	خیمۂ اندر دہِ ویراں زدہ
آں دہاں شکر ینت غنچہ وار	خندہا بر پستۂ خنداں زدہ
بارخ خوے کردہ بربام آمدی	چوں گل نوخاستہ باراں زدہ
زلفت آوردہ زفتنہ لشکرے	گہ بچین وگہ بہندستاں زدہ

۶۸۸	پائے بند زلف تست اینک حسن دست در سودائے بے پایاں زدہ	۷

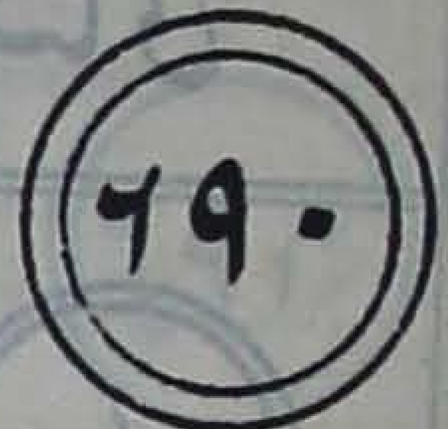
جان خود جائے تو کردیم ارچہ خود آنجا نہٗ	یادمے بے تو نبودہ گرچہ تو باما نہٗ
ماترائیم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ ہست	اے عفا اللہ پس کرائی تو اگر مارا نہٗ
ترک من خونریزیت پنہاں نمی ماند عجب	زخم تو پیدا و تو در ہیچ[1] جا پیدا نہٗ
گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا	ہرچہ میخواہی ہمگوئی بگو تنہا نہٗ
عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق[2] بشکند	ملک خوبی خوش ہمیراں تو دریں غوغا نہٗ
تو ز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست	ہاں حریفا ایں خرابی چند ہستی یا نہٗ

۶۸۹	جاں فروشند و غم جاناں ستانند اہل دل رخت گرد آرائے حسن تو مرد ایں سودا نہٗ	۶

اے طبیب آخر ز من تا کے نہ پرسی آہ آہ	در مندانِ غمت را پرسشے کُن گاہ گاہ
میکشم[3] بار غم عشق تو بر دل کوہ کوہ	خرمن صبرم بباد نیستی شد کاہ کاہ

[1] در پیش کس۔ [2] بر درد [3] تا کشم

در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال پیل بند عشق تو بر عرصۂ دل استوار درد جاں سوزم بدرماں بہ نگردد اے حکیم	میشود باریک زیں غم میگریزد ماہ ماہ شاہ رخ بنما کہ مات است از غزائے شاہ شاہ داروئے درد دل ریش از لب دل خواہ خواہ


۶۹۰

از سر مستی حسنؔ چاہِ زنخدانش گرفت
دست بگرفتش کہ اے دیوانہ مستی چاہ چاہ


۷

بت مست خوے کردہ گر مازدہ یکے لام الف بستہ عیار وار ز نوک مژہ بر دلِ عاشقاں کمیں کردہ آں خال ہندوئے او ز گیسو برانگیختہ لشکرے بخوبی او کے رسد آفتاب	رسید آتش عشق در مازدہ بداں حرف کونین را لازدہ زدہ ناوک و بے محابا زدہ رہِ دین و دل ہر دو یک جا زدہ ولے خویش بر قلب تنہا زدہ یکے ہر زہ گردیست صفرا زدہ


۶۹۱

حسنؔ را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشاں و سودا زدہ


۷

ردیف (ی)

مست دوشینہ بادۂ باقی یکدم از دور ماہ مجلس شو	قم علی السّاق ایہا السّاقی گرچہ خود آفتاب آفاقی

ے یادہ

دل بیک داؤ بردہ احسنت	ہیچو ابروئے جفت خود طاقی
قول خود راست کے توانی کرد	کہ ز پردہ دران عشاقی
پا ر لستی بقول خود میثاق	تا خود امسال ہر چہ میثاق
قصد جاں میکنی و خوشنودم	کہ تو مقصود جان مشتاقی

۶۹۲	بحسن دہ بوجہ احسن وام تا کند جسم غصہ در باقی	۷

زہے خطت نہادہ بر قمر پائے	ز خط عہد خود بیروں مبر پائے
من[1] از رشکِ رخ تو داغ بر دل	گل اندر جیب[2] دارم خار در پائے
تن از بہر کابت خستہ کردم	مگر بوسے توانم داد بر پائے
اگر یک پائے بر چشم بالے	بمالم چشم و گیر بر دگر پائے
سخن می بشکنی تا وقت گفتن	ز تنگی دہانت شد شکر پائے
ز عشقِ آنکہ برخطت نہم سر	قلم کردار میسازم ز سر پائے

۶۹۳	اگر جورت حسن را دیر تر گشت تو از دورِ فلک ہم دیر تر پائے	۷

دلا با آں لب دلبر چہ بازی	ترا صفر است با شکر چہ بازی
ببازی دین تو برد آں دغا باز	حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی
حذر کن اے تنک دل زاں دل سخت	کلالے[3] را با آہنگر چہ بازی

ا؎ مہ   ۲؎ گل اندر جستجویت خار در پا   ۳؎ زجاجی

چہ نرد عشق می بازی بداں چشم	ترا باست عذراست ہر چہ بازی
چہ گردی گرد آں مژگان و غمزہ	چنیں با تیر و با خنجر چہ بازی
چہ مہرہ می نہی در ششدر عشق	کہ او بردست مطلق ہر چہ بازی

(۶۹۴) حسن اول چو دل برداشت دلبر
کنوں داو پیس با سر چہ بازی (۶)

اے باد ز گل خبر چہ داری	زاں آب حیات اثر چہ داری
سرگشتہ چو گردباد گشتم	از غایب ما خبر چہ داری
بر عارضش از نظر فتادت	بخش من ازاں نظر چہ داری
گفتی ہمہ داغ خواہدت دوست	اے من سگ تو دگر چہ داری
دشنام لبش فزودہ عمرم	زیں عمر فزائے تر چہ داری

(۶۹۵) ہر صبح حسن ہمی نوازد
کاے باد ز گل خبر چہ داری (۷)

روئے کہ صفت کنند داری	سرخیل بتانِ روزگاری
تا کوکبۂ تو مہ رواں شد	مہ پیش نشست از عماری
گل پیش تو کمترین پیادہ	اے سروِ رواں چہ شہسواری
پار ارچہ یکے بدی زخوبی	امسال یکے ازاں ہزاری
بر بندہ کماں مکش کہ تیرت	افسوس بود بہر شکاری

اے چشمِ[1] تو ترک غمزہ ہا تیر
هم ترکی و هم سلاح داری

(۶۹۶) اے زندہ دلے حسن بیادت
یک بوسہ بنجش یادگاری (۶)

اے رشک همہ بتان چینی
مہ جبهۂ و مشتری جبینی

مہ می تابد زآسماں روئے
زاں روئے کہ تو مہِ زمینی

ناز تو عظیم دلنواز است
الحق کہ عظیم نازنینی

اے چوں تو یکے نیا فریدہ
در خورد ہزار آفرینی

در پردہ چہ ماندۂ چو غنچہ
بخرام کہ سرو راستینی

(۶۹۷) با بندہ حسن دے زاحساں
بنشیں[2] کہ حریف و ہمنشینی (۷)

مائیم و دلے و آرزوئے
در ماندہ بعشق ماہ روئے

بے مایہ تراز سبوئے بے آب
آبے بچشیدہ[3] از سبوئے

خلقیست بجستجوئے آں ماہ
از ہر مژہ کشادہ جوئے

او موئے ز موئے فرق کردہ
ما در غم موئے او چو موئے

وصل از بخموشی دست ناید
زیں پس من و عشق و ہائے ہوئے

اے باد ببر پیامے آنجا
از بستۂ بند آرزوئے

کاے یوسف روزگار آخر

---

[1] اے چشم تو تنگ غمزہا تیز [2] بنشینی [3] نچکیدہ

۶۹۸	دریابِ دلِ حسن بوئے	۷

گر چوں لبِ تو شراب بودے
اے کاش چہار جوئے فردوس
چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ
گر سینہ نہ ترُ بُدے ز اشکم
گشتہ شدے آتش دلم نیز
گیرم کہ ہمہ جہاں شب آمد

جاں مست و جہاں خراب بودے
یک جرعہ ازاں شراب بودے
روح القدسش خطاب بودے
از تف دلم کباب بودے
گر در جگر من آب بودے
باری شب ماہتاب بودے

۶۹۹	کرد از تو سوالہا حسن دوش یا لیت یکے جواب بودے	۷

آرزو دارم کہ روزے یا شبے
بالبِ شیریں تو شکر ریک
گر زمیں را آسماں سازد خدا
اے دبستانی کہ بود استاد تو
عاقبت دم از ہوائے تو زند
دست عشق تو دہانِ من بہ بست

بر لبے دستے بمالم یا لبے
نزد روز روے تو لیلی اشبے
از تو روشن تر نتابد کوکبے
گر لبت شوریست در ہر مکتبے
ہر کرا جانے بود در قالبے
ورنہ بکشایم خدنگ یاربے

۷۰۰	صد طریق است اہل معنی را ولے از حسن وصف تو خواہند اغلبے	۵

از ما چه دیدهٔ که چنیں زود میروی | مارا بکشته خود گله آلود میروی
از ما عناں بتافته درتاب میشوی | آتش بجان ما زده چوں دُود میروی
ایں جان دیر مانده زما زود میرود | زیں غم که دیر میرسی و زود میروی
اینجا نمی نشینی از بهر خاطرم | هر جا که میل خاطر تو بود میروی

۷۰۱

از بهر یک نسیم تو صد جاں دهد حسنؔ
گر تو بدیں معامله خشنود میروی

۹

دل ندهم اگرچه دلستانی | الحق که تو حق آں ندانی
کو از دل تست نیم ذره | یک ذره دراو نه مهربانی
بے مهر عظیم دیدمت پار | امسال شنیده ام همانی
از بهر چه خوئت این چنیں است | آخر تو بروئے هم چنانی
گفتی چو زباں کنم بکامت | یا تربیتے بُد آں زبانی
باآنکه بسے نماند عهدت | یارب که بعهدها بمانی
گفتی سخن روانت بادشت | دشنام بده بدیں روانی
بیچاره حسنؔ سگ در تست | چه چاره که از درش برانی

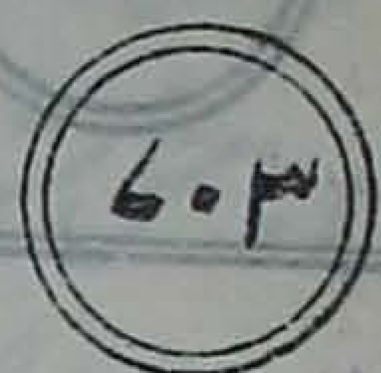
۷۰۲

گر طوق شکار در خورش نیست
داغیش بنه بپاسبانی

۷

دل تو زنده است مگر جان توئی | منت جاں چیست که جاناں توئی

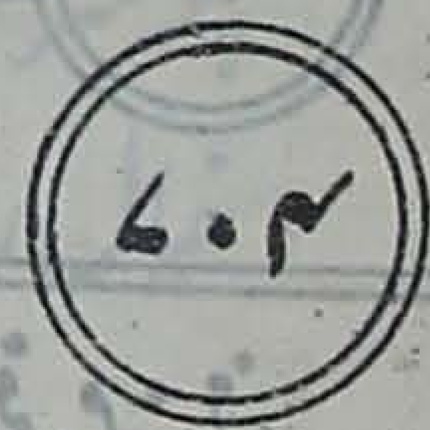
با تو چرا شاد نباشد دلم	دولت شہر است کہ سلطاں توئی
آنچہ صفت میکنم از حد بروں	وانچہ بروں صفتست آں توئی
ایں ہمہ تاریکئ گیسوئے تو	چیست مگر چشمۂ حیواں توئی
گر بعذاب اند ز تو عاشقاں	ہم سببِ راحتِ ایشاں توئی
ما ہمہ در خوف و رجا ماندہ ایم	حکم تو کن صاحبِ فرماں توئی



جان و سر تو کہ وجود حسن
صورت عشق است و درو جاں توئی



بگلزار رفتی و مے نوش کردی	حریفان خود را فراموش کردی
ہمہ آشنائی نہادی بگوشہ	سخنہائے بیگانہ در گوش کردی
گلم دادی و نقل الوان نعمت	ولے بادہ جائے دگر نوش کردی
تف دل بروں میدہد از دہانم	دگر بار ایں دیگ در جوش کردی
گل افشاں ہمی آئی اے باد خوشبو	مگر سرو ما را در آغوش کردی
نمیدانمت نافہ یا چیست با تو	مرا بارے از ہوش بیہوش کردی



نکو شد کہ بیہوش کردی حسن را
ازیں گفت و گوہا فراموش کردی



از روے دلاویزت گر پردہ براندازی	عشاق ز سر گیرند آئین سر اندازی
طوبیٰ کہ بہ ہر شاخے از قد تو میلافد	گر تو بر سی آنجا از بیخ براندازی

باز آ کہ دریں میداں کس نیست حریف تو	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی
اے در تنِ مسکیناں از تیغ تو جانے نو	افتد کہ بریں کشتہ زخمے دگر اندازی
جاں راہد فے کردہ نزدیک تو می آیم	تا ناوک مژگاں را نزدیک تر اندازی
اے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد	گر جانب بدروزاں روزے نظر اندازی



۷۰۵

کت گفت کہ شہرے را بدہی بکرم دستے
چوں وقت حسنؔ آید از پاش در اندازی



۷

درستم را ستم یک رائے و یکروے	کجی در من نہ بینی یکسر موئے
عروس دہر تا در جلوہ آمد	دلم ہرگز نظر ننداخت ہر سوئے
کہ خواہد آں عروس بیوفا را	کہ ہر روزے کہ نوشد نو کند شوئے
یکے چوں بگذرد دیگر در آید	بآمد شد عمارت یافت ایں کوئے
ہمہ بر طبیع خود کم می تواں یافت	طبائع را تقاوتہا ست در خوئے
نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف	نہ در ہر پیرہن دریابی آں بوئے



۷۰۶

نباشد حاسداں را با حسنؔ خوش
بتابد زنگبار از آئینہ روئے



۵

اے کہ لاف از عالم من میزنی	ترک عالم کن گر ایں فن میزنی
دین و دل دادی بدنیا اے عزیز	دوستاں را کفش دشمن میزنی
روز بانِ خویشتن را سر ببر	بے زباناں را چہ گردن میزنی

عربدہ با چرخ داری اے عجب	کوہ را سنگ فلاخن میزنی

۷۰۷	اے بمعنی صد شہے ہمچوں حسنؔ چوں بمعنی میرسی تن میزنی	۵

دلا خواہم کہ یک ساعت توصف یار ما گوئی	ولے چوں حد حُسن او ندانی از کجا گوئی
مرا با ریست در دل اے امیر بار ہیچ افتد	کہ احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی
چو نامش بشنوم غمہا بشادیہا بدل گردد	بشارت نامۂ عشق ہست نام یار ما گوئی
ہمہ دشنام گوئی گر سلامی گومیت جاناں	من از تو خود نیازارم ندانم تا چہا گوئی

۷۰۸	ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے حسنؔ اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی	۶

بیا اے تازہ سروِ جوئباری	کہ نوشد با تو شرط دوستداری
بیک نظارۂ رویت بہم زد	ہمہ ہنگامہ پرہیزگاری
ہمہ پیش تو سرگرداں چو گوئیم	بزن چوگاں کہ تو چابک سواری
چرا سرخست آں دامن قبایت	سرشک ماست یا خون شکاری
خیال روئے تو وانگہ دلِ من	دریں کلبہ نگنجد آں عماری

۷۰۹	حسنؔ یار تو شد تو یار او شو کہ یاراں ایں چنیں کردند یاری	۶

اے برخ شمع بتاں چشم چراغ دل توئی	روز من از تست روشن اختر مقبل توئی
عالم باطن تو داری میل ظاہر حکم نیست	در زباں با دیگراں مشغولم و در دل توئی
گر بکنج خانہ نشینم نور آں خانہ ز تست	ور سفر پیش آیدم ہمراہ و ہم منزل توئی
در سواد زلف تو اشکال بینم موبموئے	من نمیدانم معما داں آں مشکل توئی
پرسم از ہر ساربان کت چیست در محمل بگو	پرسم از محمل وے مقصودم از محمل توئی

۷۱۰	اے حسن جاں برفشاں بر صورت مقبول یار با تو زاں گویم کہ ایں احوال را قابل توئی	۷

من کہ باشم تا مرا تشریف ہمرازی دہی	کاش کز پابوسی خویشم سرافرازی دہی
نزد عشقت پاک میبازم ولے ترسم ازانکہ	کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی
چشمت از خنجر گذاری عالمے را خوں بریخت	غمزہ را دیگر چہ شغل ناوک اندازی دہی
بندہ خود را میکشد ہیبت زمانے خوش بدہ	وہ چہ خوش باشد اگر تیغے بایں غازی دہی
طرہ را از خال یکسو کن کہ نیکو نابد آنکہ	دزد را با آں چناں طرار انبازی دہی
تحفہا میسازم از نقد سخن در وصف تو	تا من درویش را ملک سخن سازی دہی

۷۱۱	گر بنوشی دُردِ از خمخانہ درد اے حسن داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی	۷

اے عشق ترا بر دلِ من منت جانی	جاں را بتو بخشم کہ تو جاں بخش جہانی
ایں دیدہ ما سوئے تو دایم نگراں بود	اے رفتہ و بگذاشتہ بر ما نگرانی

باید کہ یکے شرط کنی با من ازیں دو	یا خود برسی یا دل ما را برسانی
از درد غمت بر جگر سوختہ داغیست	اے بیخبر از درد تو ایں داغ چہ دانی
پرویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد	ما را شکرے بخش کہ شیریں ترازانی
ایں درد چنانست کہ گفتن نتوانم	ور نیز بگویم تو شنفتن نتوانی

۷۱۲

تا چند حسن عشق شراب و غم شاہد
باز آ کہ ز پیراں نہ پسندند جوانی

۹

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی	سر در خرابۂ من بیچارہ در کنی
اے رفتن خوش تو بہ از چشمۂ حیات	روزے بود کہ جانب ما ہم گذر کنی
امروز آشتی کنی و مہر و مرحمت	ناز و عتاب و عربدہ روز دگر کنی
گفتی بداغ خاص مکرم کنم ترا	ایں وعدہ را امید وفا ہست گر کنی
قصہ ہمی ستانی و ما ہم بایں خوشیم	گر ایں طرف بگوشۂ چشمے نظر کنی
دی گفتیم بخونِ تو شمشیر تر کنم	ہم عاقبت برفتن من دیدہ تر کنی
گوشے بدردِ دل نکنی ہم خوشیم ما	گر اینطرف بگوشۂ چشمے نظر کنی

۷۱۳

چوں بر در تو جاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶

دُر در صدف آں آب ندارد کہ تو داری	مہ بر فلک آں تاب ندارد کہ تو داری
با خال خوش و خط ترا افزوں تری از ماہ	سرو آں ہمہ اسباب ندارد کہ تو داری

چشم تو بیک غمزه جهاں بستد و نرگس	این دولت در خواب ندارد که تو داری
عالم تو نیک است تو بخشائے که سلطاں	این گوهر نایاب ندارد که تو داری
نوروز بفصل گل و در صد ورق وے	یک فصل ازیں باب ندارد که تو داری

٧١٤

بوے بحسن ده که شود مست بآں لطف
کیں لطف مے ناب ندارد که تو داری

٥

جگرم بے تو کباب است تو هم میدانی	دل دیوانه خراب است تو هم میدانی
دوستی نیست که در باغ نشینم بے تو	باغ بے دوست عذاب است تو هم میدانی
بامید تو کنم صبر ولیکن چه کنم	عمر در عین شتاب است تو هم میدانی
هم ازاں تشنه نوازی که لبت کرد شبے	جان من در شکر آب است تو هم میدانی

٧١٥

از حسن این چه سوال است که معشوق تو کیست
این سخن را چه جواب است تو هم میدانی

٥

بخون دیده می غلطم چو مستے	چراندهی دریں غرقاب دستے
چراچوں تو بتے در پرده باشد	مگر از ننگ چوں من بت پرستے
اگر سروے چنیں زیبائی خواست	جهاں از فتنها ایمن نشستے
شکست قلب مسکیناں گراز تست	مرا فتحیست اندر هر شکستے

٧١٦

اگر خون حسن را ریخت چشمت
چه میرنجی خطائے کرد مستے

٧

؎ ازیا

گلے یا سرو یا بدرِ منیری	بہ ہر وجہے[1] کہ گویم بے نظیری
برے ناخوردہ از نخلِ جوانی	دریں حسرت بسر بردیم پیری[2]
دل و دیں خدمتیٔ تست بپذیر	سرے شکرانہ گر ہم می پذیری
زگورِ کشتہ ات می آید آواز	کہ یارب قاتلِ ما را نگیری
یکے در ہمت ذرہ نگہ کن	ہوائے کیستش با آں فقیری
اسیرت خواہم ایں دل را و ہرگز	خلاص او نخواہم زاں اسیری

(۱۷) حسن عمرِ تو از نو تازہ گردد
اگر در پائے مہ رویاں بمیری (۷)

زہے روئے خوبت بہارِ خوشی	غم تو مرا غمگسارِ خوشی
تو سروے زبالا رواں کردہ خوش	من از دیدہ ہم جوئبارِ خوشی
رخت خوشتر از روئے گل در بہار	خطِ تو بر و نو بہارِ خوشی
ترا گرد لب سبزہ زارے خوشست	مرا از مژہ لالہ زارِ خوشی
مرا دوش با تو شبے بود خوش	نہ شب بود بل روزگارِ خوشی
لبت پر مے و چشم ہا پر خمار	شرابِ خوشی یا خمارِ خوشی

(۱۸) غزل خوب خواہی حسن را بخواں
کہ یادت دہد روزگارِ خوشی (۹)

اے کہ سر[3] تا بقدم جاں کسے	جاں کشم پیش تو جاناں کسے

[1] بہ ہر وصفے [2] ہمیں حسرت رسانیدم بہ پیری [3] ز

چند دشنام چو زہرم بدہی	اے بہ بوسہ شکرستان کسے
زلف چوں چتر سیہ باز کشائے	اے بدیں قاعدہ سلطان کسے
خانۂ چشم زدم آب و لے	تو کجا آئی مہمان کسے
خال تو دل ستد و باز نداد	نیست ایں طفل بفرمان کسے
نیست در عہد لب کافر تو	ناخلل یافتہ ایمان کسے
خوانی از طنز مرا کافر دل	چہ تواں گفت مسلمان کسے
داغ کردی چو دلم صد جا بیش	بیش ازیں داغ مکن جان کسے

۷۱۹

صد سخن داں چہ حسن عاشق تست
اے تو معشوق سخن دان کسے

۷

بگرداں نگارا شراب خوشی	بہ تشنگاں دردہ آب خوشی
کہ مارا از زلفت شبے خرم است	زروئے خوشت ماہتاب خوشی
من از ناز مستانۂ تو خراب	تو مست خوشی من خراب خوشی
لبت خواہم آخر زبانے بدہ	سوالے خوشی را جواب خوشی
چو خوش بود دوشینہ مطرب کہ داشت	سرود ترے و رباب خوشی
ولے سالہا شد کہ این بخت من	بخفت است نادیدہ خواب خوشی

۷۲۰

حسن کار بخت ناخوش مشو
خمش باش و درکش شراب خوشی

۷

یکزماں گلگشت گر در جانب صحرا کنی
شہرے اندر عشق خود اے شوخ رسوا کردۂ
ایکہ در عالم بحسن خویش لیلی گشتۂ
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک
فتنۂ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ

صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
بس کہ آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی
چند چوں مجنوں مرا سرگشتہ ہر جا کنی
بو کہ یکدم ایں تن ما را بخاک پا کنی
وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی
یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا رسوا کنی


۷۲۱

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کے حدیث آں رخ زیبا کنی

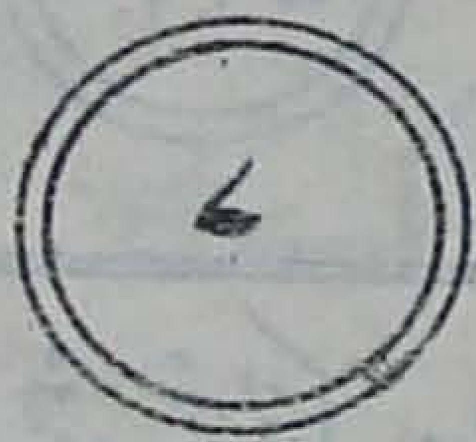

۶

اے رخ چوں زہرہ ات رشک رخ مشتری
بے رخ چوں زہرہ ات ماہ ندارد کمال
نوش لبا وقت بوس زلف چہ آری بلب
خوئے زبرت باز شد بند قبا باز کن
خیز بدو رخ یکے آتش موسیٰ نمائے

حاصل ازاں اختریت حاصل نیک اختری
بے لب چوں شکرت آب ندارد تری
زلف ز لب دور دار دیو ز انگشتری
زانکہ خوئے بشود زاں برخ مشتری
اے کہ بدو لعل تر زاب خضر خوشتری


۷۲۲

شو بہ حسن ختم کن خاتم گویائے خود
زانکہ برو میشود ختم سخن گستری


۷

مرا بروز غم امروز یار بایستے
گزار بردر گورم در آرزوئے فلاں

صد اندہ ست یک اندہ گزار بایستے
یک آرزوئے فلاں در کنار بایستے

ے بو کہ یکرہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی ے شیدا ے بری ے تو

مرا خود آه درونه برد از سر وقت	درین چنیں سر وقت آه یار بایستے
طبیب چونکہ مرا شربتے دہد گویم	کہ چاشنی زلبِ آں نگار بایستے
منم غریب زشہر و توئی غریب زمن	ہوائے غربتِ ما سازگار بایستے
من از غم دل و دل در ہوائے یار بسوخت	عجب ازیں دو یکے برقرار بایستے

۷۲۳	حسن تو در صفت عشق استوار کردی پائے ولیک پایہ عمر استوار بایستے	۷

باد آمد واز سرو من آورد سلامے	از دوست سوئے دوست رسانید پیامے
آباد ہراں باد کہ چنداں بدمید او	کاں سرو مد آورد یکے سر بسلامے
اے ہدہد نامہ بر عشاق اگر صبح	افتد سوئے آں کبک خرامندہ خرامے
خدمت برسانی و بجز تو کہ رساند	در بارگہ شاہِ زمین بوس غلامے
کے باد برد نامہ و ہدہد خبر آرد	ایں خستۂ صحرائی و آں رستۂ دامے
آہ ایں چہ ہوا و ہوس ست آہ کہ نبود	ناپختہ تر از ہیچو من سوختہ خامے

۷۲۴	برخیز حسن گام طلب در رہِ حق نہ کالحق نرسی جز کہ ازیں گام بکامے	۷

چشم شوخ تو کہ در عین دغا اندازی	مہرہ برچید ازیں سوختہ بازی بازی
من بماندہ بخطر خانۂ مات و تو ہنوز	دست در مہرۂ یدمہری خود می یازی
با تو من[۱] دایم شطرنج وفا خواہم باخت	گرچہ تو خود بجفا لعب دگر آغازی

۱ باتو من دانم شطرنج وفا قایم باخت   ۲ ونو

ببری از شہ انجم گرو حسن تمام
گردم بامید زدل طرح چو میدانم انکہ
زلف[1] کج[2] میشکنی چوں روش فرزیں باز

گر دو رُخ را تو دریں[3] عرصہ بہ پیش اندازی
باچو من مفلس بے مایہ تو کمتر سازی
ایں چہ منسوبہ فتنہ است کہ می[4] پردازی


۷۲۵

دست بردے بنمایم دو جہاں را چو حسن
بحریفیِ خودم یک نفس[4] ار بنوازی


۷

مہ من چہ باشد اگر گہے سوے دوستاں گذرے کنی
بمراد ما نفسے زنی بہ نیاز ما نظرے کنی

شب من نگر کہ چہ تیرہ شد منو تعم بعنایتت
کہ نقاب بر فگنی ز رُخ شب تیرہ را سحرے کنی

چو بہ پیش تیغ تو سر نہم غلطست گر پے کشتنم
ز خط سیہ سپہے کشی ز صف مژہ حشرے کنی

بچہ کار روم ز صف غمت کہ درید قلب مرا ہمہ
تو توانی از سر زلف خود کہ نشانہ را ظفرے کنی

دل خستہ را بنمایمت بامید آنکہ مگر گہے
ز رخ و ز لب مددے دہی ہم ازاں دو گلشکرے کنی

چہ غمست ازیں مرضم اگر بعیادتم قدمے نہی
چہ خوشست بر لحدم اگر بزیارتم گزرے کنی

حسن از طریق رضائے تو دگرے نکردہ بجائے تو

ا؎ بدیں تعبیہ ۲؎ زلف گرہ میشکنی چوں روش فرزیں بازو۔ ۳؎ کج میبازی۔ ۴؎ شبنم
۵؎ ز رخ و بیے مددے دہی ہم ازاں گل و شکرے کنی۔

۷۲۶	نسبز دکنوں بوفائے تو کہ بجائے او دگرے کنی	۶

بوسے بدہ از شکر چہ پرسی
رو باز کن از قمر چہ پرسی
بردار نقاب از رخ خوب
اوصاف بہشت بر چہ پرسی
گفتی کہ چہ حال شد دلت را
دل سوختہ شد دگر چہ پرسی
سوزِ دلِ خویش با تو گفتم
بریاں شدن جگر چہ پرسی
لختے سخنانِ بندہ را باش
چندیں ز درو گہر چہ پرسی

۷۲۷	جاناں خبر حسن زمن پرس از قاصد بے خبر چہ پرسی	۷

بیا ساقی کہ قوت جاں تو داری
بالماس اندروں مرجاں تو داری
قدح میداں و مے رنگیں کمیتے
بعیاری چنیں میداں تو داری
سر از چوگان زلفت ہر کہ برتافت
سرش را گوئے کن چوگاں تو داری
دلم جانِ نو از چشم تو دارد
ہے چوں چشمۂ حیواں تو داری
چو مے دادی بگو نقل از کہ خواہم
شکر در پستۂ خنداں تو داری
نمک را عاشقاں آں نام کردند
بحمد للہ کہ امروز آں تو داری

۷۲۸	حسن دور سخن بر پادشہ نوش کہ آں معنی دریں دوراں تو داری	۹

در جاناں زدن کاریست جانی	دلا آں در مزن تا در نمانی
چو میدانی شب آمد ایں جہاں را	یکے شمعے برافروز آں جہانی
مراد از شمع نور عشق دارم	مرادِ من ہمین کے میر سانی
گرایں رہ میروی ہشیار میرو	تو ناز نازنیناں را چہ دانی
نثار افشاں تیغ یار جانست	ازو تیغ وز عاشق جاں فشانی
بجاناں داد عاشق جان خود دوش	شباک بارے برآسوداز گرانی
بشہر امروز آوازہ چنانست	کہ نیکو مرد آں بدزندگانی
بہ موسیٰ گو کہ بر ہر کوہ تیغ است	ولے بر طور تیغ لن ترانی

٤٢٩ — بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار
اگر خواہی بقائے جاودانی — ٤

سرچشمۂ نوشش است دہانے کہ تو داری	ہر رشتۂ عشق است میانے کہ تو داری
کوثر بحضورت نکشاید دہن لاف	کابش ببرد آب دہانے کہ تو داری
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم	بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری
بشکست صف عقل مرا غمزہ وابروت	صفہا شکند تیر و کمانے کہ تو داری
از نوک مژہ چاک زدی جوشن صبرم	جوشن چہ کند پیش سنانے کہ تو داری
گرفتنہ بعالم فگند قامت خوباں	بارے ہم ازاں سروانے کہ تو داری

٤٣٠ — گفتی حسن آشفتہ خوبان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری — ٤

چو دل را رفتہ می بینیم بارے	بیادت شاد بنشینیم بارے
زخوباں یک نظر وجہ زکاتست	بما بنگر کہ مسکینیم بارے
چہ بینیم ایں جہاں بیوفا را	بیا یکدم ترا بینیم بارے
چو خرما گہ گہے خارے بما زن	کہ گر خشکیم شیرینیم بارے
دریں رہ کار کارِ بیخودانست	تو با خود باش ما اینیم بارے
چو جام پارسائی خورد بشکست	ازاں لب جرعہ بگزینیم بارے

۷۳۱	حسن گر مذہب تقلید خوش کرد بکن گو ما بریں دینیم بارے	۷

گرہ زد باز بر زلف بلائے	بہ ہر موئے مسلسل مبتلائے
بنام ایزد زہے خال و زہے زلف	بلالے ہمنشین مصطفائے
بکعبہ بردنم حاجت نداری	کہ من دارم درحاجت روائے
نہادہ خال بر رخسارہ خوب	فزودہ دلبرے بر دلربائے
بیا اے آنکہ ہستی طالب دُر	دریں دریا ہمیزن دست و پائے
مرا گوئی کہ جائے او نشاں دہ	بگویم گر نہ خواہی گفت جائے

۷۳۲	حسن صد بار سر آشنائی بگوید گر بیابد آشنائے	۷

کہ می آرد ز زلف یار بوئے	خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

فرو شد دل دراں بالا و هرگز
نگفتم هیچ بالا و فروئے

اگر روزے ازاں رخ فال گیری
زہے روز خوش و فال نکوئے

گل ارچہ تو[1] بر تو شد همہ لطف
نشد همتائے او در هیچ توئے

بہ یوسف چشم روشن داشت یعقوب
چنینها چشم دارند از چو توئے

کجا پیراهنِ یوسف کجا ما
بند ست از سرِ گیسوش بوئے

۷۳۳	حسنؔ تو جاں بجاناں دہ کہ خوبست فدائے خوب روئے خوب گوئے	۷

زہے دل کز جہاں جانش تو باشی
زہے جانے کہ جانانش تو باشی

گر ایں دل را بتف عشق سوزند
دراں دوزخ گلستانش تو باشی

دلم در تنگنائے مرگ ماندست
کجا میرد اگر جانش تو باشی

شو د مرغانِ عرشی را نوا بخش
هراں بلبل کہ بستانش تو باشی

چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس
دراں مجلس کہ ریحانش تو باشی

مژہ چوں چتر میدارد مرصع
بشرطِ آنکہ سلطانش تو باشی

۷۳۴	بامیدت حسنؔ با درد خو کرد خوشا دردے کہ درمانش تو باشی	۷

اے دو چشم مرا تو بینائی
کس مبیناد و درد تنهائی

چشم از طلعت تو روشن بود
در کہ بینم چو رفت بینائی

[1] بمعنی تہ

هر چه بایست آدمی باشد
همه دارم ولے[1] تو می بائی

درد دیدم ز زود رفتن تو
درد دیگر که دیر می آئی

جان نپاید اگر نپائی تو
جان من پیش ازیں چه میپائی

هر کرا پائے بند گشت فراق
عاقبت سر کشد برسوائی

۷۳۵ — حسن این جا سرشک خوں می بار
یار یکبارگی شد آنجائی — ۷

دلم را در ہوائے خویش بستی
مرا بیدل رہا کردی و جستی

که میگوید که رفتی از برم دور
ز دیده خاستی در دل نشستی

مرا گفتی دل تو نشکنم بیش
اگرچه عهدہا کردی شکستی

لب شیرین تو تا ہست میگوں
مرا از سر نخواہد رفت مستی

بہل مستانه در پایت شوم پست
مثل نشنیده مستی و پستی

بگویت آمده در خور چه بینم
دروں کعبه نتوں بت پرستی

۷۳۶ — حسن چوں از دو عالم در تو آویخت
براں بے خانماں در از چه بستی — ۵

ترک من دی گزر به خم کردی
مست گشتی و راه گم کردی

مست گشتی و تند راندی رخش
مور بیچاره زیر سم کردی

گفته بودم که دل نخواہم داد
من نه دادم تو اشتلم کردی

[1] کنوں تو می آئی

تا نہ گردند گرد گنج رخت | مار زلفت دراز دم گردی

(٧٣٧)

حسن از ساکنانِ صومعہ بود
تو بشوخیش وقف خم گردی

(٦)

اے سرو روان جوئباری
ما بے توچو بلبلاں بزاری

روزے نتواختت روزگارم
تو ہم بہ مزاج روزگاری

سرمہ کنم استخوان خودرا
با آنکہ بدیدہ در نیاری

ما دشمن عقل و جاں خویشیم
اے دوست بیا کہ تاچہ داری

کارم بہ تمام کرد ابتر
بہ زیں نبود تمام کاری

(٧٣٨)

بشنست حسن بزلف او دل
حیفست گرش فرو گزاری

(۵)

اے تو بحسن بادشاہ بندہ نواز کیستی
پردۂ ما ہمیدری محرم راز کیستی

دُر بزرگ قیمتی تاجِ سرکہ میشوی
سرو بلند قامتی عمر دراز کیستی

روئے تو زنیکوئی بردہ زماہ چاردہ
اے ہمہ داوہات خوش چاردہ باز کیستی

اے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندگان
حاجتِ ما روا کنی سرِ نیاز کیستی

(٧٣٩)

بندہ حسن بصد زباں گفت کہ بندۂ توام
تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی

(٧)

بیا کہ برہمہ خوبان شہر شاہ توئی	چو غنچہ درصف گل صاحب کلاہ توئی
کلہ بپوش کہ فرمان ہر دیار تراست	کمر بہ بند کہ سالار ہر سپاہ توئی
زہے نشاط دراں سینۂ کہ منزل تست	زہے رواج دراں کشورے کہ شاہ توئی
بروشنانِ فلک حاجتے ندارم ازانک	مرا بروز و بشب آفتاب و ماہ توئی
زدست تو بکہ نالم زمام حکم تراست	زتو سوئے کہ گریزم گریز گاہ توئی
ہراس چیست چو امید مرحمت از تست	گناہ چیست چو بخشندہ گناہ توئی

۴۰؍ ۷	کدام قاضی حکم حسن تو اند کرد کہ ہم میانجی و ہم خصم و ہم گواہ توئی	۷

چہ گلے کہ ہیچ غنچہ نبود بدیں جوانی	چہ بتے کہ ہیچ سروے نبود بدیں روانی
سفرے چو تو عزیزے زنظر بود نہ از دل	خبر از بروں چہ پرسم کہ تو در درون جانی
تو عناں بدیں طرف دہ چہ رسول میفرستی	تو بیا سلامت اینجا چہ سلام میرسانی
بجمال جانفزایت کہ غرامتست برمن	اگر ایں حیات گیرم بحساب زندگانی
ہمہ روزہ می نشانی غمِ تازہ بردلِ من	چہ شود شبے نشاطے ببری بروِ نشانی
بہ ہوائے یک حدیثت منِ صد ہزار سودا	بہ مفرحے مدد کن ہم ازاں شکر کہ دانی

۴۱؍ ۷	بجمال حسن وقتے زحسن ربودۂ دل دل و جاں فدائے رویت کہ ہنوز ہیچنانی	۵

من و آہِ سحر گاہی تو از جانم چہ میخواہی	منم درویش و تو شاہی مرا با تو چہ ہمراہی

سراز دام تو نتواں تافت میکش ہرچہ میگیری	مجال دم زدن ہم نیست میکن ہرچہ میخواہی
بگرد نقطۂ خورشید مشکیں دائرہ برکش	ممالک را مسلّم کن بطغرائے شہنشاہی
تو از درد فراقِ من چہ دانی زانکہ دریارا	چہ معلوم است تابے او چگونہ می تپد ماہی

۷۴۲	زغمہائے حسن اے جاں اگر آگہ نۂ شاید زاندوہِ تہی دستاں تونگر راچہ آگاہی	۹

وعدہا میکنی و میگذری	شادمانی ما نمی نگری
ہر سحر یک دو گام پیشتر است	آہ من از ستارہ سحری
نشد از من خیال زلف و رخت	من ندانم فسون دیو و پری
کس بحسن تو نیست در عالم	خود تو از حُسن عالمے دگری
اے بوقت طلوع بدر منیر	وے بگاہِ خرام کبک دری
نہ سلامے دہی نہ دشنامے	نیک بیگانہ وار میگذری
من ہمہ عمر خود ندانستم	کہ ہمہ عمر نام من نبری
ہم بجانِ عزیز جات کنم	کہ ہنوزم ز جاں عزیز تری

۷۴۳	حسن از عشق مست و بیخبر ست تو ازاں مست خویش بیخبری	۹

اے بشوخی نہادہ بنیادے	از غریبان نمی کنی یادے
دل گرفتار غمزۂ تو بماند	بیگناہے اسیر جلادے

چشمِ تو جاں ستاں و لب جانبخش	ہر یکے در فن خود استادے
داد جستم زگیسوئے تو بتافت	تا فتن چیست گر نمیدادے
کو نسیمِ صبا کہ از زلفت	ہر کجا مشکلست بکشادے
زلف تو توبۂ مرا ماند	گر ہمی بشکند بہ ہر بادے
اے کہ تا دور عالم است نزاد	از تو زیبا تر آدمی زادے
دلِ ویرانِ من بدولت عشق	ہست امروز محنت آبادے

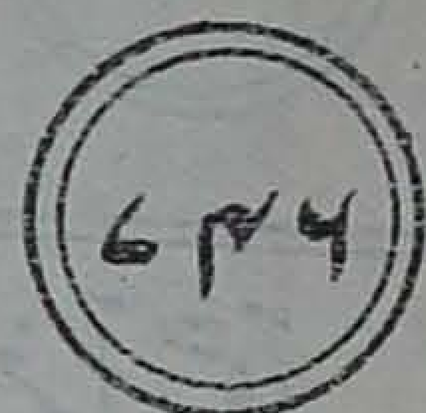
(۲۴۷) بہ کہ در پایت او فتم چو حسن
نیست مارا جزایں بہ افتادے (۷)

اے رخت اوراق گل را محلے	خود توئی سر دفتر خوبی بلے
سرو ہرگز رہ برفتارت نبرد	ہرگز ایں اقبال یابد کا ہلے
عقل عشقت را ندیدہ آخرے	آنچناں در آفرینش اولے
از کژاں ناید نشانے با تو راست	یکدو بیند ہر کجا ہست احولے
دل بجاں بستہ چہ آید بر درت	در حرم نبود جنب را مدخلے
از قدومت ہر مقامے روضۂ	وز فراقت ہر رباطے مقتلے

(۲۴۵) باحسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را و بے (۵)

زہے با عاشقاں نو کردہ نازے	چو ناز تو مرا با تو نیازے

همه شب در خم آں زلف مشکیں	چه پرسی مختے دارم درازے
بود گاہے که مهمانِ من آئی	شوی بیچارهٔ را چاره سازے
چرا بیمار خود را جاں نبخشی	نمیدارد عفی الله جاں نوازے



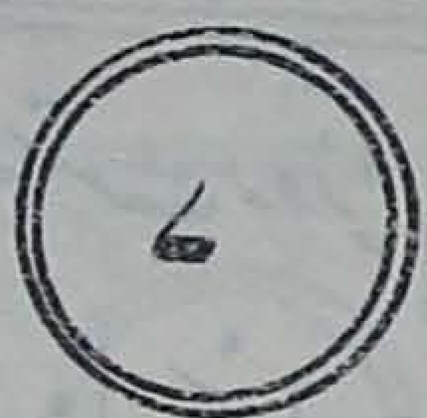
حسن گر روئے تو قبله نسازد
مبادا کش قبول افتد نمازے



جاناں اگر امید من از تو روا شدے	جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے
خورشید رویت ار نشدے غائب از نظر	ایں روز روشنم شب تیره کجا شدے
از دست وعدہائے تو با یارب آمدم	یارب چه بودے ار یکے از صد وفا شدے
من ایں جدائی ار مثلاً دیدمے بخواب	ہستم براں که بند ز بندم جدا شدے
تو کعبه منی وچه بودے که از تو ام	طاعت قبول گشتے وحاجت روا شدے
چوں خواست بود روز فراق تو عافیت	اے کاش کایں بقائے دو روزه فنا شدے



کے کردمے بخوں چو حسن ہر دم آشنا
آبِ حیاتم ار نفسے آشنا شدے



نظر بر ہیچ غمخوارے نداری	وگر داری بمن بارے نداری
طبیب عاشقانت نام کردند	ولے تیمار بیمارے نداری
بسمل کردنم ہر دم کشی تیغ	مگر جز من گرفتارے نداری
اگرچه سوختی جان و دل من	ز من دلسوز تر یارے نداری

بروائے عقل ما دانیم و عشقش بروائے مدعی عمرت حرامست	تو با ایں کارہا کارے نداری کہ دل داری و دلدارے نداری

۷۴۸	دکان لاف مکشائے حسن باز کہ چنداں روز بازارے نداری	۶

رفتی و رسم وفا برداشتی داشتی در دل کہ بیجانم کنی خشم را از سر فگن چوں خوب نیست گفتی از تو نگذرم نگذارمت روز عمرت بر سر آمد ہوش دار	خشم را حد نیست آخر آشتی کردی اے جاں انچہ در دل داشتی آشتی کن آشتی کن آشتی عاقبت بگذشتی و بگذاشتی تا بکے در بند شام و چاشتی

۷۴۹	اے حسن عاشق شدی رافت مجوئے گندمت ندہند چوں جو کاشتی	۵

گر غم تست روزہم مونس روز غم توئی کعبۂ دل بخون جاں پاک بشستم از بتاں وعدہ قبول کردۂ نعمت خود تمام کن صفحۂ جاں عاشقاں ہست بخوں رقم زدہ	ور ستمے رسد ز تو داورِ آں ستم توئی جز تو کہ رہ برد دراں محرم آں حرم توئی منت غیر چوں برم زانکہ ولی نعم توئی خود چو حساب میکنم حاصل آں رقم توئی

۷۵۰	روزِ قیامت از حسن ہمچو شمار ہر کسے عرض سخنوراں شود در صفِ شاں علم توئی	۶

اے چو ہلال داشتہ شخص مرا بلاغری — در دو ہلال خود نگر بین دو کواکب دری
سی و دو کوکبت بمن راجع دارتا مگر — بیست و دو سالہ عمر را باز رجعت آوری
یوسف اگرچہ روشنست آئینہ جمال زو — یوسف عہد ما توئی آئینہ کو کہ بنگری
تاز تو قوتے ہمی یابد اساس حسن تو — بر دلِ من قوی بود قاعدۂ قلندری
کارد باستخوان و تو خوردہ ز ظلم خون ما — گر پری استخواں خورد تو ہمہ خوں چرا خوری

٧٥١

روئے تو مشتری حسن از پے حوت می تپد
ہم تو بران مقیم شو کوست مقام مشتری

٦

اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میروی — پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی
خلق ببوئے تو دوان شد سوئے باغبان روان — اے تو بہشت نیکوان تو بچکار میروی
رشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ — زلف کمند ساختہ سوے حصار میروی
غمزہ چو تیر داشتہ زہر بران گماشتہ — رحم فرو گذاشتہ زخم گزار میروی
رہ چو صبا نوشتۂ تازہ چو گل گذشتۂ — کبک خرام گشتۂ گام شمار میروی

٧٥٢

اے ہمہ دل بدامِ تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکامِ تو تو زکنار میروی

٧

اے کس چو تو نہ از چہ منے سیر چرائی — چوں دور زمانہ بکسے دیر نپائی
دور از تو چو تو دور شدی بند ز بندم — از در د جدا گشت زہے درد جدائی
سروے کہ سوے کس نکند میل بہر باد — امروز چہ بادست کہ ایں سوئے گرائی

جهان منی خانهٔ من تنگ تراز دل | دل خانه تو سازم اگر تنگ نیائی
جان تو که من بے تو ندانم که کجایم | اے جانِ من آخر تو ندانی که کجائی
افلاس مرا طعنه مزن بہرِ خدا زانک | کا قبا لم واد بارم حکمیت خدائی



تدبیر چه سازد حسن اکنوں که بر آید
نام تو بسلطانی و نامش بگدائی



اے ماه که شمع همه خوباں طرازی | روئے چو مہت ہست چو شمعم چه گدازی
امروز دریں کار مرا چاره که سازد | گر چارهٔ کار من بیچاره نسازی
ہرگز نتواں داشت نہاں راز دل از تو | کز گوشه نشینان نہاں خانه رازی
پیوسته بدنبالهٔ چشمت رود آں خال | ہندو بچه با ترک کماندار ببازی
بر حلّهٔ نیکوئی ترکاں چو طراز ند | لیکن تو ورائے همه ترکان ترازی
از بہر سجود در تو دوشش همه شب | رخساره خود کرده ام از دیده نمازی



از تو نبرد بنده حسن جاں بحقیقت
کیں عشق حقیقی ست نه سودائے مجازی



اے سرو خوش خراماں یا رب چه خوش خرامی | جانم فدائے نامت با من بگو چه نامی
ہرگش چو نه سپہری روشن چو هفت کوکب | در چاره نباشد ماہے بدیں تمامی
تا عارض تو باشد سیماب گوں درافشاں | گر سیم خود بپوشم نوعے بود زخامی
با آنکه دُر وصلم بخشیدهٔ نخواہم | زاں لعل آبدارت یک چند بوسه وامی

عفوست گرز حشمت تیرے رسید مارا گوئی تو کعبۂ دل دل کمتریں غلامست	بے قصد بود دانم "رمیا بغیر رامی" اے کعبہ راکشیدہ در حلقۂ غلامی



سہلست اگر حسن راکردی بکام دشمن
باید کہ دوستش را بینم بدوست کامی



اے یار بیعتے کن کز یار برنگردی گر روزگار با من زنہار خورد برگشت یاری چو کردی از نو در گردنت کہ من بعد سرمایۂ جوانی بس اندکست جاناں	امسال یار باشی چوں پار برنگردی تو خون جان من خور زنہار برنگردی یاری کنی و ہرگز از یار برنگردی تا گرد اندک خود بسیار برنگردی



ہر بار از حسن گر برگشتۂ نگارا
بارے امیدش اینست کیں بار برنگردی



اے دل بہ تمنائے غرض خویش نیابی دردے بتو دادند ترا مایہ ہمانست زاں سوئے جہانست رہ یافتن دوست از خویش برو ل شو زدر دوست درون آ دنیا طلباں راچہ خبر از غم مولے	بے محرم خود مرہم یک ریش نیابی آں مایہ کہ از دست دہی بیش نیابی آں رہ بچپ و راست پس و پیش نیابی تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی ایں گنج بجز در دل درویش نیابی



بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت
دعوی ہمہ ہیچست چو معنیش نیابی



ازکرشمه باز شورے درجہاں انداختی
لب فرو بستی و بارا در زباں انداختی

آں دہان پرنمک بر ہیچکس پیدا نبود
خندهٔ کردی و شورے درجہاں انداختی

شہسوارا اے کہ بیرونی ز میدان صفت
گوے بردی گفت گوئے درمیاں انداختی

چست بربستی کمر انگہ نہ چیزے درمیاں
بازوے عالمے را در گماں انداختی

دی کہ رفتی سوئے بستاں ہمچو گلزار بہشت
غلغلے در بلبلان گلستاں انداختی

گل دہانِ باز کردہ میزد از شکل تولاف
رخش بر کردی و خاکش در دہاں انداختی


۷۵۸

بامداداں نامهٔ دادت حسن گریہ کناں
قصہ اش خواندی و در آب رواں انداختی

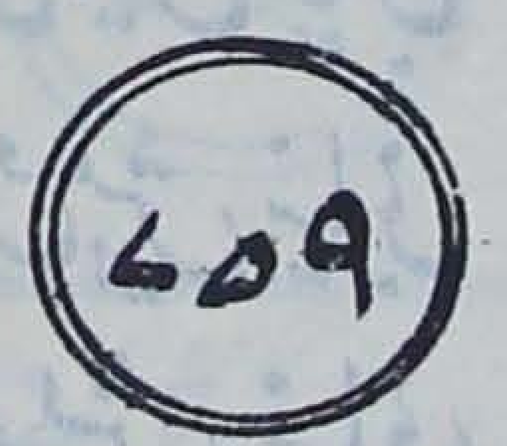

۵

اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہان دیگری
باغ و بہار حسن را سرو روان دیگری

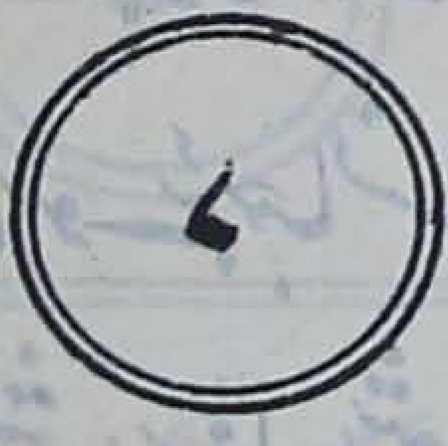
گرد بگرد شہر ما ہست ہزار گلستاں
تو برخان لالہ گوں لالہ ستان دیگری

عقل سپر نمی کند پیش خدنگ عشق تو
زانکہ تو در صف بتاں سخت کمان دیگری

زآفت مرگ ہیچ تن جان نبرد مگر کہ من
من بتو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری


۷۵۹

اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن
گرد سرت ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری


۷

اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی
بہ نشیں کہ ہست در تو بیمائے آشنائی

از آستینت ما را پر مشک گشت دامن
ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی

دارم بشہر ماہے کز خرمنِ جمالش
خورشید خوشہ چیند مانند روستائی

بادام چشم مستش وان پستهٔ سخن گوئے	جاں بخش جاں ستاند بے دعوی خدائی
عشقش کشید شمشیر در راہ لاابالی	سوداش کرد غارت بازار پارسائی
امروز وقت صبحم آمد از و سلامے	خوش وقت صبحگاہاں آغاز روشنائی

(۷۶۰) ہاں اے حسنؔ شب و روز آید ندا کہ آخر
روز وصال باشد بعد از شب جُدائی (۵)

اے شہد نوشین لبت پاک از ہمہ آلودگی	بنشیں مگر باز ابید چشم ز خوں آلودگی
داری جمال بے بدل روئے تو بے شل شل	خالے و خطے بے خلل چشم و لبے فرمودگی
گفتم بر غم عاشقاں آسائشے گیرم ز تو	استغفر اللہ زیں سخن عشق تو و آسودگی
اے خون خلقے ریختہ وانگہ ازاں خوں رختین	نہ دست تو دارد خبر نہ تیغ تو آلودگی

(۷۶۱) نور حضور تو چناں بر ما تجلّی می کند
گر خود حسنؔ غایب شدست از غایت گم بودگی (۶)

اللہ اللہ این توئی یارب کہ مہمان منی	دوش در دل بودهٔ امروز در جان منی
سر بسودا ے تو در بازم کہ سرباز توام	جاں بزیر پایت افشانم کہ جانان منی
مرغ صبح از بوستان و باغ یادم مید ہد	من ازاں مرغانِ تو، تو باغ و بستان منی
خسرو و پرویز گر شیرین و شکر ہر دو داشت	تو بدیں لبہائے شیریں شکرستان منی
اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر وصل ترا	قطرهٔ در کار من کن کاب حیوان منی

گر حسنؔ صد بار میگوید کہ من زان توام

٧٦٢	کے چناں باشد کہ یک رہ گوئیش آن منی	٥

اے دو چشمم در ہوائے لعل تو در خوں یکے — جام جاں پرور کرم کن زاں لب میگوں یکے
ظاہر و باطن بداغ اتحادت سوختم — ہم دروں با تو یکے داریم ہم بیروں یکے
دی ز درد سینہ با دیوار میگفتم حدیث — خشتہا صد پارہ شد ہر پارۂ در خوں یکے
صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد ز اہل عرب — باک نبود چوں دل لیلیٰ ست با مجنوں یکے

٧٦٣	گر حسن آہے زدے دوش از درون بیقرار برقرار خود کجا ماندے ز نُہ گردوں یکے	٧

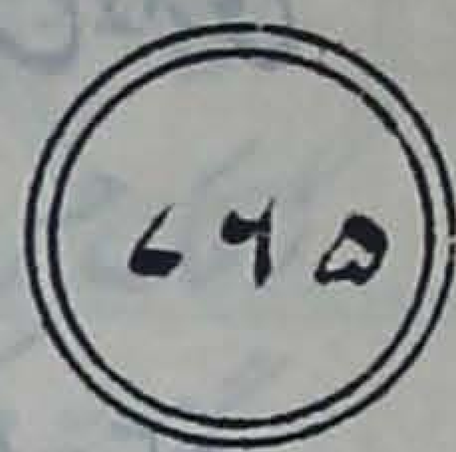
اے بہار خرم از رویت گرفتہ خرمی — چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی
زلف تو با ایں کہ درہم شد ولے این من کہ او — چند دلہا را فراہم کرد با ایں درہمی
حسن تو ہر روز از روز دگر افزوں تر ست — نعمت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون او — آدم آنجا ہا بلغزیدست مسکیں آدمی
کوئی غمہائے تو اندر جائیگاہ جاں رسد — حال اینست و تو ز احوال غریباں بے غمی
گر بہ بخشی ور بگیری چارہ جز تسلیم نیست — من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی

٧٦٤	آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن کیں بنائے زہد را چنداں نباشد محکمی	٧

اے ز طراوت رخت تیرہ شدہ گل تری — غنچہ چہ گر خوش ست و تر در نظرم تو خوشتری

حمله بتانِ نازنین از ختن اندیار چین
شکر و گل یکے شوند چوں تو بباغ در شوی
جاں بغمت دہم مگر رحم کنی و دل دہی
جاں بہ نثار میکشم بر قدمے کہ می زنی
روز غم تو مر مرا از شکست گو شکن

تو بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگری
ماہی و مہ قراں کنند چوں تو در آب بنگری
سر برہت نہم مگر پائے نہی و بگذری
دیدہ قدم کنی ہمی بر طرفے کہ پے بری
من بہ شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری

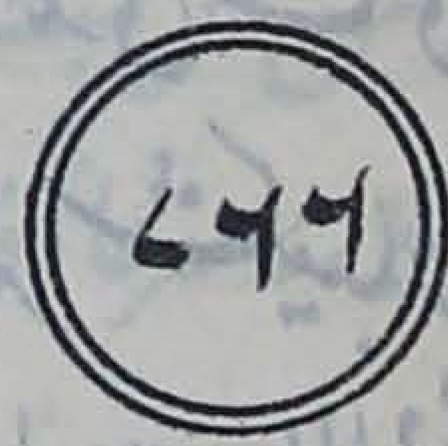


چیست کہ بر شکستگی از حسن شکستہ دل
خون دلش بخوردۂ ہیچ غمش نمیخوری

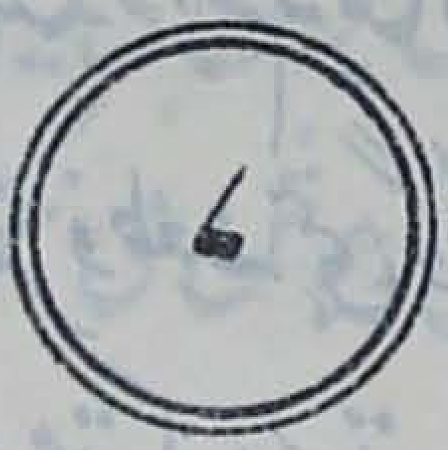


باز ایں چہ جورہاست کہ اہمال میکنی
بیش کہ خط نوشتۂ اے شوخ کز جفا
حالی چو نیست درہمہ میداں حریف تو
ساقی بدہ مے کہ دہد راحتے بعمر
اے محتسب چو توبہ بد سنت نداده اند
جاناں تو از نخست صف صبر می دری

جانم اسیر غمزۂ اقبال میکنی
ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی
خود گوے می ربائی و خود چال[۱] میکنی
تعجیل عمر ہیں تو چہ اہمال میکنی
خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی
بس قلب عاشقاں را دنبال میکنی



ایں طرفہ کز حسن کہ ضعیفست و بے نوا
گہ قصد جاں و گہ طلب مال میکنی



پر پرویا بنام ایزد جمال حور عیں داری
مژه چوں نیش زنبورے دلے چوں انگبیں داری

لہ چال کردن بمعنی گرو بردن

که بیند تیز در خالت ز بیم چشم فتانت
که از بهر یکے هندو دو ترک اندر کمیں داری
اگر مه روئے روشن دارد و گل بوئے جاں پرور
ترا چوناں صفت کردن ہماں داری ہمیں داری
اگر خوباں بساعدہائے سیمیں خون خلقے را
ہمی ریزند ایں حجت تو خود در آستیں داری
زحال دین من گہ گہ چہ می پرسی تعالی اللہ
مرا چوں خود تو ئی قبلہ بس انگہ لاف دیں داری
اگر در چیں بتاں باشند گیسو ہائے خم در خم
تو اندر ہر خم گیسوئے چندیں جائے چیں داری

۷۶۷ حسن گر بار سلطاں وار حکمے کرد بر جانت
ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمیں داری ۷

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
نزار دل شدہ را بند بستہ بکشائی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شایند
اگر بتاں بتو سجدہ بر ندمی شائی
بطنز و طعنہ ہمی گوئیم شکیبا باش
تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی
بقامتے کہ نہ پیستت و لے بلند ترا
میان خوبان سرو بلند بالائی
منازعے سخن سرو گرد راز گشد
بگو سخن ہدر از بیت یا بزیبائی
سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم
غلام امر توام ہر چہ حکم فرمائی



اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بعمر خویش ببیناد روئے بینائی



چو از شبہائے من آگاہ بودی
نہ روزے بر دل من مہر کردی
من از تو چوں شفق در طشت خونم
ز ملک حسن بہشد در ازل ذکر
مرا گفتی سفر کن یا بدل کن
بدل جستم کسے چوں تو ندیدم

چرا روز مرا بدخواہ بودی
نہ یک شب منزلم را ماہ بودی
تو مہ خوش خفتہ در خرگاہ بودی
دراں بیعت تو شاہنشاہ بودی
مگر ز عشق من آگاہ بودی
ق سفر کردم تو ام ہمراہ بودی



حسن ایں راہ صاحب نعمتاں بود
تو بارے فی امان اللہ بودی



چہ شد کہ قول حریفاں بگوش می نکنی
بیک کرشمہ مرا مست کردہ بودی دوش
ز عشق لعل لبت صد ہزار در سفتم
ز کاسئہ سر عاشق گذشت آتش عشق

مے شبانہ کہ باقیست نوش می نکنی
چرا ہماں کرم امشب چو دوش می نکنی
چہ فائدہ کہ یکے زاں بگوش می نکنی
چہ دیگ اے دل سنگیں کہ جوش می نکنی



چہ مرغی اے حسن ایں نالہائے دلکش چیست
اسیر دام شدی و خموش می نکنی



چه باشد گر شبے با من بسازی
کُنی دلدادهٔ را دلنوازی

قیامت کردهٔ از شب کمندے
به از روز قیامت در درازی

اگر رویت نباشد قبلهٔ من
نباشد یک نماز من نمازی

چه شکر می نماید تلخی دوست
چه شیرینیست یارب عشق بازی

(۷۷۱) (۶)

حسنؔ کاریست بر عکس او فتاده
ازیں سو عجز و زاں سو بے نیازی

حریف من توئی امشب اگرچه مستِ خرابی
نصیب عمر همینست قدح بیار شرابی

درآمدی و برآمد امید گم شدهٔ من
حدیث من بچه ماند بماهتاب و عرابی

چه نیم مست گذاریم شهر بند تکلف
بیا که عالم عقلم نهاد رو بخرابی

به جستجوئے تمنا مباش تافته اے دل
چو حکم اوست سراسر تو سر زحکم چه تابی

بدوستئ منجم ستاره سعد نگردد
بهم نشینئ زرگر کلید گنج نیابی

(۷۷۲) (۷)

منم مقیم در او حسنؔ کجا رسد انجا
که آں مقام ندارد محل خاکی و آبی

خواب دیدم که چو گل خنده زناں می آئی
چوں سمن تازه و چوں سرو رواں می آئی

گرد رخساره نبفشانده بحکم عادت
همچناں ناز کناں خنده زناں می آئی

دیده ام رفتن تو نغز تر از چشمۂ خضر
چشم بد دور چه گویم به ازاں می آئی
من چه گفتم چو بدیدم که درا بسم اللہ
جاں کنم جائے تو کز عالم جاں می آئی
چمن آب و گل ایں میوه کجا آرد بار
بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی
بخت را مانی و بنیاد همه دولت ها
بخت ایشاں تو که در خانۂ شاں می آئی

۷۷۳	جایگاہت حسن از دیده بدل کرد بدل چکند کز نظر خلق نہاں می آئی	٦

خه خه چه پرسم از کجا خوے کرده خنداں آمدی
بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی
خوش خوش به تخت دل برآ جاں خاک راه تو چرا
آگاه ناکرده مرا ناگاه مہماں آمدی
گنجے که گوہر چینمت سروے که سایه شینمت
ماہے که روشن بینمت صبحے که خنداں آمدی
اے شاخ گیسویت علم وے قلب عشاقت حشم
از مشک بر گل دم بدم صف کش که سلطاں آمدی

رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید وش گہ خاستہ تنہا بمیداں آمدی

۷۷۴

مسکیں حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبۂ تاریک وے چوں آب حیواں آمدی

۷

خط خوش تو کہ سرسبز باد تا دیرے
بخدمت لب خندانت غنچہ دل دربست
درون دل کنمت جا و لے بہ تنگ آئی
بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارد از شب ہجر
بہار حسن تو خواہیم تا قیامت خوش

چو زلف تو بکژی وعدہ داد تا دیرے
بخو باند دریں اعتقاد تا دیرے
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے
کہ نے بداری و شت کشاد تا دیرے
کہ می بنالد ھر باد داد تا دیرے
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

۷۷۵

سر از دریچہ بکش یا بکُش حسن را زود
کہ بر درت نتواں ایستاد تا دیرے

۷

دل می طلبی سہلست گر حکم بجا نستے
رہ یافتے ار یک رہ دستم بدہانِ تو
غنچہ دہن تنگ است تا دیدہ شد دل تنگ
گل رفت و لیس از رفتن عیشش چہ کنم اے کاج
انگشتری لعلت پوشیدہ بماندار نہ

جان و سر تو جاناں کاں ہم بمیانستے
با آں ہمہ تنگی ہم دستے بدہانستے
خوں میخورد از حسرت کے کاج چنانستے
کو با ہمہ خیر خود چیزے بنو مانستے
ہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنستے

گفتا کہ در اشکت از دیدہ رواں کردم	در گنج سخن گفتی آں نیز روانستے

۷۷۶	خط تو بعین عشق افگند جہانے را ورنہ حسنؔ خستہ ایں حرف ندانستے	۷

دل ضعیف قوی شد بیک پیام کہ دادی
دوگانہ واجبم آمد بیک سلام کہ دادی
نصیب بود لبم راکنی ز شکر خاصت
کنوں فرشتہ مگس شد صلائے عام کہ دادی
تو دیر ماں کہ نماند سہ سالہ مے بہ دو بوست
سہ سالہ مست بماند بدیں دو جام کہ دادی
بصف بار برآ دیدۂ لگام با بلق
کہ بر دو کون برآید بیک لگام کہ دادی
عقیقے از لب لعلت بدیدہ وام گرفتم
چو دیدہ لعل فشاند بگیر وام کہ دادی
پیام دادی و گفتی قرار گیر بہ محنت
مزید راحت من شد ہماں پیام کہ دادی

۷۷۷	حسنؔ ز تست بریں در مقام یافتہ وہ وہ گرش مقیم گذاری دریں مقام کہ دادی	۷

روزم به مے فروشند در عشق میفروشے
خردے ولے بخوبی یک فتنهٔ بزرگے
در وصل دل فروزے در ہجر سینه سوزے
ہنگام عشق دادن ہر موے از و زبانے
داده مرا لبالب جوشان مے که از وے
گویند ہست درچیں شہر سیاه پوشاں

دل را از و ہراسے جاں را از و خروشے
چشمش بغمزه نیشے لعلش بخنده نوشے
در ہر سست عہدے در کینه سخت کوشے
در وقت دلنوازی یکبارگی خموشے
ہر جرعهٔ فگنده در مغز عقل جوشے
در چین زلف او بیں ہر سو سیاه پوشے



پیرِ خرد حسن را اکنوں مرید گردد
گر توبه تو به گردست بر دست مے فروشے



رویش نگر از طلعتِ خورشید چه پرسی
یارے که کند یارِ من از غیب چه جوئی
از عقل صفات رُخ محبوب نیاید
گفتی بچه حدست امید تو بدلبر

کویش طلب از مسند جمشید چه پرسی
بوے که دہد عود تو از بید چه پرسی
از بوم صفائے رخ خورشید چه پرسی
تحقیق امید از دلِ نومید چه پرسی



ہر بار ہمی پرسی کا حوال حسن چیست
ہیہات ازیں محنت جاوید چه پرسی



سرے که بر در ایں آستانه می زنمے
زلفت از سر موے طمع کند شانه
چه کرد طوبیٰ با قامت تو پائے دراز

بروں خرام که تا زیر پایت افگنمے
بخاک پات که دندانهاش بشکنمے
خدائے دست دہد تا زبیخ بر کنمے

تو یار غار منی و مرا چہ بہتر ازاں اگر نہ خار غمت می گرفت دامن من دلے بر آتش سوزاں ہمی زنم یارب	کہ عنکبوت صفت بر در تو می تنمے کہ می گرفت کہ چوں گل دریدہ دامنمے چہ سخت جانم گوئی ز سنگ واصنمے

۷۸۰	فسردہ ماند حسن از غم جہاں اے کاش ز آتش غم تو شعلۂ براو زنمے	۶

ساقی بیا کہ از شب بگذشت نیم پاسے زاں پیش کاورد صبح از زر سُرخ طشتے با ما پلاس دارد چرخ ارنہ درنہ بستے دارم خمار غصہ صافی دہ اردہی مے پیش سگ افگنم دل تا قدر من شناسد	زاں جام جاں نماندہ بر جانِ ما سپاسے دردہ سبو جہاں را زاں لعل صرف تاسے با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے خود درد را نباشد با درد من قیاسے چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے

۷۸۱	بے خوف و بے رجائے ہمچوں حسن نباشد نرگس امید دارد ز ہیچکس ہراسے	۶

شب و روز چوں غریباں گشتم ز غم تو خواری شکرے ز پستہ بکشا بظرافتے کہ دانی نہ بہ ہفت چرخ باشد ملکے بدیں لطیفے بکرم چو آفتابی چکنم اگر نتابی ہر و کار من دریں غم بکجا رسد کہ داند	ز تو بس غریب باشد اگرم فرو گزاری نظرے بحال من کُن بلطافتے کہ داری نہ بچار رکن عالم ملکے بدیں سواری بصفت چو ابر رحمت چکنم اگر نباری نہ مرا مجال قربت نہ ترا طریق یاری

۷۸۲	حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ برسر ببر تو بندہ اکنوں کمر امید واری	۵

گل خیمہ بصحرا زدہان گر ہوسے داری	پاے بگلستاں نہ گر دست رسے داری
اے سرو بتو شادم شکلت بغلاں ماند	اے گل بتو خشنودم تو بوئے کسے داری
مارا بدعائے ما نکشاد درے امشب	اے صبح تو یاری کن گر خوش نفسے داری
جاناں ہمہ خوباں را باشد ہوس کشتن	من کشتہ ایں کارم خیز ار ہوسے داری

۷۸۳	گر با تو حسن وقتے صحبت طلبد مشنو حیفست کہ گوہر را در سلک خسے داری	۷

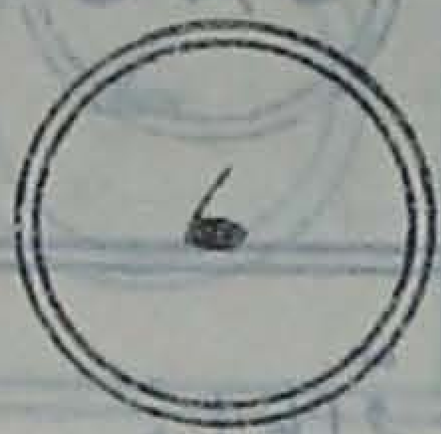
گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے	داریم امید اکنوں نظارۂ گلزارے
اے تازہ بہار جاں رغم دل دشمن را	امروز کہ گل داری بر دوست فشاں بارے
گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی	امروز مرا باشد ز اقبال تو بازارے
من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دو نا	ایں کار گر از بختست اے بخت بکن کارے
چشمم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی	دریا بگہر دادن مفلس نشود آرے
تا چند بجاں بردن در قصد کساں باشی	یکبار بدل دادن دریاب دل یارے

۷۸۴	تو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت آں کیست کہ می دارد از بندگیت عارے	۵

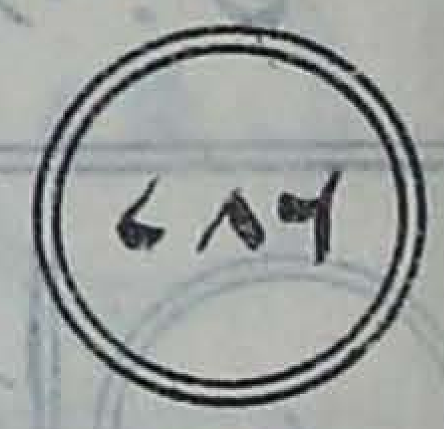
کودک میفروش بیں کردہ چو عقل سر کشی — میوۂ باغ نیکوئی مایۂ شوخی و خوشی
من چہ کسم کہ از کفش جام نبید در کشم — کاج مقررم شود قاعدۂ سبو کشی
روئے چو آفتاب او چوں بہ پیالہ تافتہ — در دل آں تنور ترمے شدہ آب آتشی
اے خضر از شراب خود جرعہ فشاں بخاک رہ — جرعۂ او بجش اگر آب حیات می چشی



خیز و چو خاک پست شو پیش سگ درش حسن
گر تو بہمت بلند آدمیٔ ملک وشی



گلہا ہمہ باز آمد وقتست کہ باز آئی — جاں بے تو ہمی نالد چندیں چہ ہمی پائی
گل آمد و صد گونہ خوبان چمن با وے — با جملہ جہاں بے تو فریاد ز تنہائی
گر غنچہ دہد بوئے دانم کہ تو میخیزی — ور صبح شود طالع دانم کہ تو می آئی
سودائے سر زلفت افگند بمن شورے — تا کرد مرا چوں خود شوریدہ و سودائی
فالے کہ نکو دیدند در شہر بتان چیں — نامِ تو بروں آمد از دفتر زیبائی
اے مردمک دیدہ افتد کہ بنور خود — ہم چشم کنی روشن ہم خانہ بیارائی



گفتی کہ بخواہم شد مہمان حسن روزے
تاخیر نمی شاید حکمے کہ تو فرمائی



مکن ناز ار چہ ترک نازنینی — چرا با بندگان در بند کینی
زخاموشیت عیش بندہ تلخ است — دہاں بکشا کہ جملہ انگبینی
ز رشک روئے تو اے ماہ بت رو — شود روئے بتان زرد ہم چینی

بہ پیش تو کمر بند و ستارہ	کلہ کج نہ کہ ماہ را ستینی
مرنج ار خوانمت ماہِ زمانہ	زماں داند کہ خورشید زمینی
ترا خوبی چو مُلک کیقباد است	بنزد ہر گدائے کے نشینی



۷۸۷

حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے
کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی



۵

مرا طاقت نمی ماند برفتارے کہ می آئی
شدم دیوانۂ رویت نمی ترسم ز رسوائی
توئی روشن دریں عالم من مسکیں بگرد تو
چو پروانہ ہمی سوزم مگر تو شمع دلہائی
اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے
ز ہر سو سروہا تازد بدیں خوبی و رعنائی
نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودی دل
دلم خود رفت و می ترسم کہ جانم نیز بربائی



۷۸۸

حسن چوں روئے تو بیند زند نعرہ چنیں گوید
مرا طاقت نمی ماند برفتارے کہ می آئی



۷

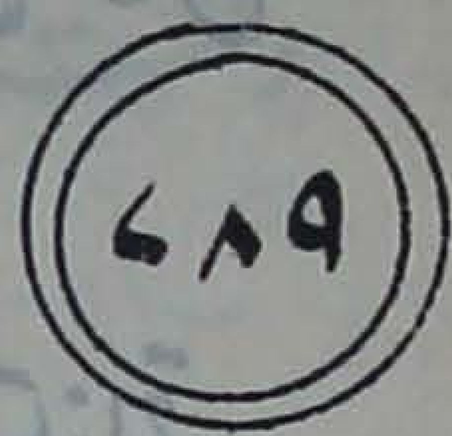
من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی	وز ہیچ غمے غم نخورم تا کہ تو باشی
وحشت چہ گذر دارد آنجا کہ تو آئی	دل تنگ چرا باشد آنرا کہ تو باشی

از طنز ہمی گوئی خوش باش تو بے ما
آں روز بود روز خوش ما کہ تو باشی

دینے و دلے بود مرا قبلۂ احوال
اکنوں ہمہ اینست تمنا کہ تو باشی

گردم تہی از نقش بتاں کعبۂ دل را
تا کس نبود در حرم الّا کہ تو باشی

ایں گرد حرم گردد و آں گرد خرابات
من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی


۷۸۹

اے عقل مزن لاف کہ یار حسن ام من
بیگانۂ عشقی تو مبادا کہ تو باشی


۷

ماہ سبک سیر مرا اشتر بکار آید ہمی
ترکم برسم ساربان اشتر سوار آید ہمی

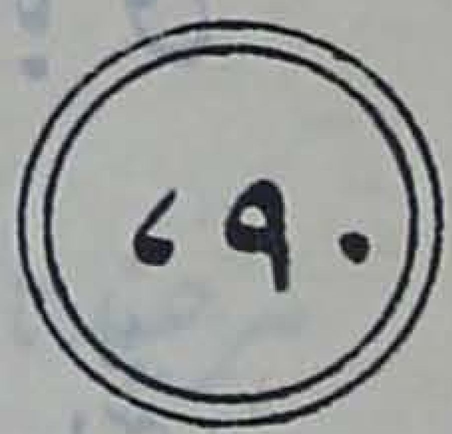
دادہ چو اشتر ناشم از خار و خارا باشم
در پائے اشتر ناشم خلخال وار آید ہمی

تا اشتر او شد رواں چوں بحر کف لب بر دہاں
جرعِ منش در ہر زماں گوہر نثار آید ہمی

تا آہوئے من یک نفس راند شتر را پیش و پس
از شیر مرداں چوں جرس آواز زار آید ہمی

اشتر چو گردوں ہیچگہ ناسودہ از ہنجار رہ
اشتر سوارم ہمچو مہ منزل شمار آید ہمی

از سکۂ رخ زر کشم بر اشترش زیور کشم
پس رشتۂ جاں بر کشم کز وے مہار آید ہمی


۷۹۰

پیشش حسن رو بر زمیں بر رخش جاں افگند زیں
چوں ہست رخشے ایں چنیں اشتر چہ کار آید ہمی


۷

من از مے توبہ کردم میل خاطر ہمچناں باقی
ازاں لبہائے میگونت خمارم بشکن اے ساقی،
بدہ یک جرعہ ام حالی و نام نیک باقی کن

نکو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی

مرا مستی نہ از بادہ ست ہست از چشم مست تو

کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی

مثل گویند شہرے و گلے اکنوں توئی آں گل

چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی

ترا اگر روز و شب خورشید و مہ گویند می شاید

کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی

چہ فرماں میدہی چندیں کہ زہر افشاں شواے غمزہ

یکے آں لعل شیریں را اجازت دہ بتریاقی

۷۹۱ چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں
چو مرغ در قفس ماندہ بروئے دوست مشتاقی ۵

من بندۂ آنکس کہ دل و جانش تو باشی

آباد ہر آں خانہ کہ مہمانش تو باشی

ملکِ دل من مِلک تو شد تنگ نگردد

اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی

اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاءٌ"

از من مبر آں درد کہ درمانش تو باشی

عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسد از آتش چو گلستانش تو باشی



دل تنگ تر از حلقۂ خاتم شدہ لیکن
دیوانۂ آنم کہ سلیمانش تو باشی



وقتست بوئے عود را گیسوت بکشا اند کے
شام است ماہ عید را ابروت بکشا اند کے

دیدم بوقت صبح دی یک نیمۂ پیشانیت
چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے

صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود
یک رہ بخندہ باز کن لعل شکر خا اند کے

خلقیست از خاموشیت با اشک چوں عناب تر
وہ آں لب عناب وش بکشا چو پستہ اند کے

مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شدہ
آخر ازاں خط خوشت زنار بکشا اند کے

ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیارست ہم
گہ گہ مراعاتے بکن احوال مارا اند کے



جاں مید ہمیت چوں حسن با انکہ چیزے اندکست
بسیار بخشا از کرم بپذیر از ما اند کے



ہر شب من و نظارۂ سیارہ کہ گاہے	بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے
آں چشم کجا تا بجالت نگرم تیز	بارے بہ نگہ کردہ چشم تو نگاہے
بیداریٔ شبہائے مرا صبح گواہست	صادق ترازو خود نتواں یافت گواہے
ہر تعبیۂ ناز کہ در تست نینگیز	بارے چو شوم مات بدست چو تو شاہے
رو تافتی از من کہ زوم بوسہ بپایت	وہ ایں چہ عذابست بدیں سہل گناہے
روزے نگری سبز و زگورم شدہ پیدا	صد قطرۂ خوں بر سر ہر نوک گیاہے

۷۹۴	فارغ منشیں گرچہ حسن می نزند دم آہ ارز دل سوختہ بیروں زند آہے	۹

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے

خیز اے خطیب برخواں ہر خطبۂ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے

گر سرو و مہ ندیدی با یکدگر موافق
بالاش بیں چو سروے بالائے سرو ماہے

با آنکہ کرد توبہ فسق از دلم فراموش
ہم گر لبش بہ بینم یاد آیدم گناہے

بندے اگر کشا نید از زلف ظالم او
از ہر خمے بر آید فریاد داد خواہے

هر صبح اشک من ہیں سر بر زدہ ز مژگاں
چوں شبنمے کہ افتد بر روئے ہر گیا ہے

یارب نگاہ داری چشم و چراغ ما را
گرچہ نکرد دھر گز در حال ما نگاہے

قاضی گواہ نجوید در عشق بازی من
داند کہ نیست حاجت اقرار را گواہے

۷۹۵
عقل حسن چہ باشد اندر حضور عشقت
طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے
۷

ہر لحظہ زشوق خود سوز دگرم بخشی
در دے بگلو ماندہ دردے بگلو ریزی
ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم
مریم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
دردِ دل مسکینم شاید کہ بیار آمد
گفتی کہ مفرح کن آں ہم بتواں کردن

من پیش کنم خدمت گر پے سپرم بخشی
تیرے بجگر شستہ تیرے دگرم بخشی
تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی
افتد کہ ز نخل خود خرمائے ترم بخشی
از خندۂ شیرینت گر گل شکرم بخشی
گر از لب و دندانت لعل و گہرم بخشی

۷۹۶
من بندہ حسن زاں رو پیش درت افتادم
امید شکر دارم و قتست گرم بخشی
۷

یاد نام تو بہ از ملک جہاں بسیارے
رنج عشق تو بہ از راحت جاں بسیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ نہد دل بجہاں
یک رضائے تو بہ از ہر دو جہاں بسیارے

پیش لعل لب تو سنگ ندار دیا قوت
جوہر جاں نہ بہ از گوہر کاں بسیارے

گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند
تو براں عادتِ دیرینہ بماں بسیارے

سُرخ گل کیست کہ لاف رُخ رنگیت زند
خاک پائے تو بہ از خون فلاں بسیارے

جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد
اندکے عفو تو آخر بہ از اں بسیارے



حسن از نالۂ مرغانِ قفس عبرت گیر
خامشی بہ بود از زخم زباں بسیارے



یک ہفتہ گذشت در جدائی
اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی

افتد کہ فتادگانِ خود را
از دور نظارۂ نمائی

ما خود عدمیم بے وجودت
ما ذرہ تو آفتاب مائی

مارا بتو ہیچ نسبتے نیست
جُز نسبت عید و روستائی

نادیدہ جہانیاں جہاں ہم
بے روئے تو روئے روشنائی

ہجر تو علامتِ قیامت
وصلِ تو لطیفہ خدائی



در بحر غم تو شد حسن غرق
دستیش بدہ باآشنائی



افتد کہ شبے بدل نوازی
با سوختگانِ خود بسازی

بے آب دو چشم خون دل نیست
رخسارۂ عاشقاں نمازی

چوں زلف تو ہندوے ندیدم	در چین و حبش بہ ترکتازی
زلفت چو شب دراز یارب	تاریک شبے بدیں درازی

٧٩٩

گرچوں حسن او فتم بپایت
زیں پس من ولاف سرفرازی

٩

حبیبی مہجتی قلبی منائی	ترحم حالتی وانظر بکائی
چو نور چشم من چشم تو باشد	مکن دور از دو چشم روشنائی
شربنا شربۃً فی یوم ہجر	بصحراءِ الفراق من فضائی
زبانم نالہ و خون جگرے	حریفاں جملہ یاران ریائی
وجودی مولم قلب جریح	فراشی حزن وھمی متکائی
چہ خیزد گر بپرسی عاشقانرا	چہ باشی کز درم ناگہ درائی
رجائی فی لقاکم یا حبیبی	شفائی فی شفاکم یا شفائی
اِذا ما انت عنی غاب روحی	چہ بودے گر نبودے آشنائی

٨٠٠

حسن را وارہاں از ظلمت غم
چو داری در رخان نور خدائی

٧

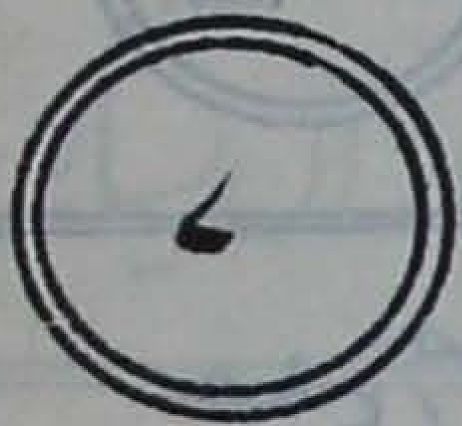
بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی	ہزار دل شدہ را بند بستہ بگشائی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شایند	اگر بتاں بتو سجدہ برند می شائی
بطعن و طنز ہمی گویدم شکیبا باش	تو حاضر آمدہ آنگہ مرا شکیبائی

منازع سخن سرو گر دراز کشد
سگ تو باشم وخاک درت شوم حکیم
بقامتے کہ نہ پست است نے بلند ترا

بگو سخن بدرازیست یا بزیبائی
غلام امر توام ہرچہ حکم فرمائی
میان خوبان سرو بلند بالائی



اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بعمر خویش مبیناد روے بینائی

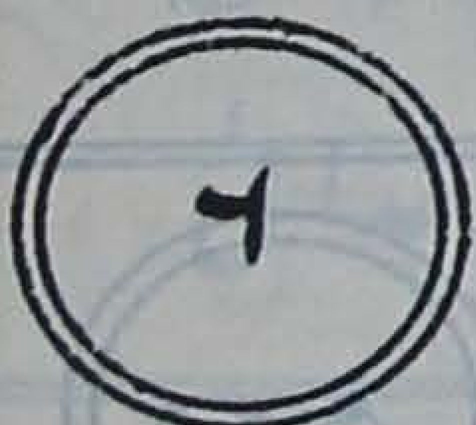


چو بامداد پگہ بر کنار بام آئی
مرا بہ بینی وگر من بہ ہیمت از دور
زتو توقع پرسیدنی نمی دارم
منت سلام کنم صد ہزار بار اے کاش
دلم ربودی وجاں می بری چہ باشد اگر
زچوں تو شاہ سوارے دمے بیا سودم

جہاں بطلعت آراستہ بیارائی
جمال خود چو ہمہ نوبہار بنمائی
سلام می نکنی گہ گہے کہ پیش آئی
کہ وہ سلام مرا یک علیک فرمائی
دلم بخشی و بر جان من ببخشائی
تو از جوانی و خوبی خود بیا سائی



زپا در آمدہ دست حسن بگیر امروز
وگرنہ قصہ او سر کشد برسوائی



لعبت زیبا جمالی آیت فرخندہ فالی
دیدہ در روے تو حیراں اینت صنع لایزالی
گل کجا روید بہ بویت مہ کجا ماند بہ رویت
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

سبزہ گرد گل عیاں کن خال مشکیں را نہاں کن
باچناں خالے نباشد روز گار از فتنہ خالی

آدمی زادی تو یا سر یا پری استغفر اللہ
ہر خیالے کاں ببندم تو بروں از آں خیالی

ماو عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینوید
ان یکن ھذا ضلالی ما ھدانی من ضلالی

۸۰۳

ہر یکے راست حالے با یکے صاحب جمالے
اے حسنؔ تو حال خود گو حال من ایں بود حالی

۵

زہے درونہ دل را زماں زماں تو میلی
بیا کہ مائدۂ لطف کرد گار جہاں را
اگرچہ در عرب از بہر قبلہ کعبہ نباشد
بسان قطرۂ باراں سرشک من ہمہ در شد

مرو کہ میرود اینک زنوک ہر مژہ سیلی
تو میہمانی عالم دریں میانہ طفیلی
نبود قبلہ مجنوں جز از قبیلۂ لیلی
ہمیں اثر دہد الحق طلوع چوں تو سہیلی

۸۰۴

عنانِ عہد حسنؔ را سزد کہ سہل نگیری
کہ سخت مشکلش افتاد با جمال تو میلی

۷

مرا بخط مشکیں چندیں چہ ہمی پوشی
در پردہ چہ می داری آں روے نگاریں را
دستے بعزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی

در خون من مسکیں چندیں چہ ہمی کوشی
حال من بیچارہ می دانی و می پوشی
جامے بعزیزاں کش گر بادہ ہمی نوشی

موقوف بہ بندِ غم در کنجِ فراموشی		گفتی کہ کجا بودی از دولت توانیک	
واللہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی		باآنکہ بروں بُردی رخت از نظرم ظاہر	
درچشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی		اے خواجہ بقلبے چند آں دُر کہ خریدستی	

۶۰۵	بگذر حسن از دعویٰ کاشفتۂ خوبانم در تونزدند آتش بیہودہ چرا جوشی	۹

خلوتے خوش دارم امشب باچو تو سیمیں تنے

سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں منے

آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت

مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم اشکنے

بے لبت مے ذوق ندہد بے رخت حور بہشت

بے حضورِ دوستاں گلشن چہ باشد گلخنے

مہ بپا بوس تو صدرہ افتد از بالا فرو

چوں کند چوں نیست بام آسماں را روزنے

زحمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست

ہرکرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے

دی مگر دامن کشاں سوئے چمن کردی گذر

کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے

دعوی حسن بت من میکنی اے گل مکن ؛

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیراہنے
دوستے کز مہرو مہ رویاں حذر فرمایدم
نیست واللہ نزد من دشمن ترازوے دشمنے

۸۰۶	خونِ من در گردنش گر ناوردیاد از حسن ہر کہ بازیبارخے دستے کند در گردنے	۸

دیر ست تا نمیکنی اے دوست یاریے	غرق غمم کنی نکنی غم گساریے
در آتش غمت دل و جاں زار سوختم	گرچہ دلت نہ سوزد بر ہیچ زاریے
درمان دردمن نہ ببازوے ہرکس ست	تیرے ز دست غمزۂ چشم تو کاریے
معذوری ارمن نظرے نفگنی کہ نیست	اندر خور کمند تو چوں من شکاریے
خلوت سرائے غار اگر اہلِ قرب راست	آخر بعنکبوت رسد پردہ داریے
از ما نہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت	راہی ہمی رویم بامید واریے
میدان گیرو دار تو داری ہم ازازل	ناموختست عقل درین صف سواریے

۸۰۷	جانا ز درد عشق تو درماندہ شد حسن نشنیدۂ کہ در حق درماند یاریے	۶

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہمان منی
دوشش در دل بودۂ امروز در جان منی
سربسودائے تو در بازم کہ سرباز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانانِ منی

مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد

من ازان مرغان نیم تو باغ و بستانِ منی

خسروِ پرویز گر شیرین و شکر ہر دو داشت

تو بداں لبہائے شیریں شکرستانِ منی

اے کہ عمرے تشنہ بودم شربت وصل ترا

قطرۂ در کامِ من کن کاب حیوانِ منی

 ۸۰۸	گر حسن صدبار میگوید کہ من آن توام کے چناں باشد کہ تو گوئی کہ توزانِ منی	 ۷

ببرد از من روان من روانے

مہے مہرے گلے مشکے عبیرے

حریفے دلبرے شنگے دلیرے

طبیبے داروے دردے بلائے

کمندے ناوکے تیرے خدنگے

شریفے شاہدے خمرے خمارے

بتے شوخے لطیفے دلستانے

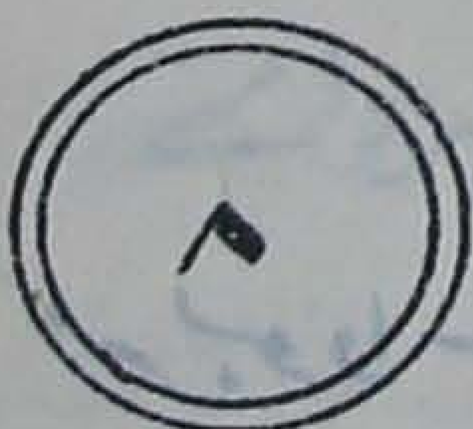
خوشے خوبے حبیبے مہربانے

ظریفے نازکے تیرے کمانے

قضائے محنتے رنجے قرانے

امیرے بادشاہے پہلوانے

لطیفے سرکشے جانے جہانے

 ۸۰۹	حسن مداح او گشتی ازاں شد زبانت در سخن گوہر فشانے	 ۸

نه دردِ دلم را دوا میکنی
نه بر گفتهٔ خود وفا میکنی

نه یک شب بحالم نظر میکنی
نه فکرے زروزِ جزا میکنی

نه کامِ دلم یک نفس می دہی
نه از قید جورم رہا میکنی

چرا زخم بر دوستاں میزنی
چرا کام دشمن روا میکنی

بخونِ غریباں کمر بستهٔ
مکن جاں مکن جاں خطا میکنی

فغانے برآرم زجورِ تو من
نگویم که بامن چها میکنی

چو جاں درہوایت دہم مرد وآ
جفا بامن آخر چرا میکنی

ترا در جہاں نیست عیبے جز ایں
که بیداد بر آشنا میکنی





روے زردم زرد دارد روئے او	دور ازاں دل دارد آں رو آبرو
آرزوئے روئے اُو دارد دل	آہ از درد درون و آرزو

دورِ دولِ داوری آزرو روح
داروئے روئے حسن شد روئے او

اے دلبرِ بے وفا کجائی	تا کے برِ عاشقاں نیائی
بیگانہ ز دوستاں شدستی	با دشمن دوست آشنائی
روزاں و شباں دو دیدہ بردر	تا بو کہ چو مہ ز در درائی
در رخ کفِ موسوی تو داری	وز دم دمِ عیسوی نمائی
مانند تو نیست در ہمہ شہر	تو صورتِ رحمتِ خدائی

گر خشم کنی حیات جانی	ور تیغ کشی مراد مائی
عشقت چو قضا گرفت مارا	اے جان جہان مگر قضائی
بردی دل و رفتی از میانہ	چوں میکنی از برم جدائی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

مجنوں تو ئیم اے پریرو	برپائے دلم چہ بندی آں ہو
بکشائے دو زلف تاکہ زہرہ	از چرخ در آوری بگیسو
خواہی کہ ھزار دل ربائی	یک تیر زن از کمان ابرو
اے صاحب حسن نیکوئی کن	تا چند جفا کنی تو بدخو
از نافہ مشک گیسوانت	در خون جگر نشستہ آہو
کے باشد و کے بود کہ یکدم	در گوشۂ خلوتے من و تو
غم ہائے دل اسیر گویم	باشد کہ رہد ز چشم جادو
اے باد صبا گرش ببینی	بر رہ گذرے بماہ من گو

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

تا کردہ غمت ز پردہ آہنگ	عقل از سر ما برفت و فرہنگ
در ہر سر موینت اے دلارام	صد دل چو دل منست او ننگ

چوں سنگ دلی کنی تو من نیز | بستم بدل حزین خود سنگ
در باغ در آے تا بہ بینی | بر لالہ و گل ز خون ما رنگ
از دل بدر آر مکر و دستاں | وز سر بنہ اے نگار من جنگ
دریاب کہ جاں بلب رسید ست | اے سرکش شوخ و دلبر شنگ
نالیم چو فراق تست چوں نائے | پشتم ز غمان تست چوں چنگ
اے فتنۂ دلبراں چیں چوں | در دامن رحمتت ز دم چنگ

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

اے روئے تو بر قمر زدہ دق | مویت ز عبیر بردہ رونق
مثلے تو نیامد از نہ و چار | شاید کہ کنی تکبر الحق
ہم فتنہ بزلف تست مضمر | ہم شیوہ بچشم تست ملحق
گر من نشوم ترا بجاں دوست | نامم ننہند جز کہ احمق
گر زانکہ جفا کنی تو امروز | میکن کہ ترا است دست مطلق
من با تو نظر بپاک بازم | زینہار مکش مرا بناحق
اے دلبر جاں فدائے سرکش | چوں بندۂ تو شدم محقق

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

در روئے مہا چو آفتابی | در لب صنما چو لعل نابی
محراب دو ابروئے کمانت | در مسجد دل کنند خرابی
من با غم و غصہ و مشقت | تو با مے و چنگی و ربابی
در زلف تو جان بندہ گم شد | بنگر تو خودش کہ بازیابی
آخر ز چہ خاست من چہ کردم | با ما تو ہمیشہ در عتابی
حاشا کہ ز تو خطا بیاید | زیرا کہ مدام بر صوابی
تنہا نہ حبیب مائی اے دوست | محبوب جمیع شیخ و شابی
یغمائے وجود کرد چشمت | گر طالب رحمت و ثوابی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

اے چشم تو دلربا و سرمست | وے زلف تو دل کشاد و پر بست
از ہجر تو ایم چو خماراں | وز عشق تو ایم دائما مست
قدت چو بناز و عشوہ برخاست | جاں بر سر درد و غصہ بنشست
آخر بنگر بابروانت | کز ما ببرید با کہ پیوست
گر زانکہ دل تو نیست با ما | با ما غم عشق روئے تو ہست
چوں دید دلم کہ چارہ نیست | پا در غم تو ببست و آرست
ہیپسند جفا و جور چندیں | اے جاں ورواں چو رفتم از دست

مسپار دلم بچشم خونریز

بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

چشم تو بجادوئی نگارا
بربست روان و جان ما را
هم رحمت و شفقتے و مهرے
هم لطف و ترحمے نگارا
در زلف که هست همچو چوگاں
چوں گوئے مزن دلم سوارا
آخر چه شود اگر بعاشق
یک ساعتکے کنی مدارا
زنهار مرا مکش بعشوه
دریاب مها بتا خدارا
گر باد صبا وزد بکویت
از غیرت پے کنم صبارا
در درد دلم مدام جانا
بفرست بدرد ما دوارا
هر شام و سحر بیاد زلفت
گویم که بیار گو که یارا

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

از روئے تو روے روح زیباست
وز موئے تو در درون سوداست
آں زلف چرا بود پریشاں
او نیز مگر ز عشق شیداست
زاں مومیاں چرا ببندی
آں رهزن دیں مگر چلیپاست
اے باد صبا بگو بیارم
کاں یار ز جان خود مبراست
در گفتن او بکو نگه کن
گز از سر عهد خویش برخاست
بنشینم و صبر پیش گیرم
ور زانکه دل طبیب باماست

برخیزم و دست یار گیرم	گر جمع بتان دل من او خواست
القصہ بجوش کاے دل آزار	گویم سخنے چو قد تو راست

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں و زراہ فتنہ برخیز

آں زلف سیاہ پر شکن بیں	واں روئے چو ماہ پر فتن بیں
تا بندد خواب عاشقاں را	درحلقۂ زلف اہرمن بیں
بکشائے دو چشم را بیاکی	وانگاہ رُخ نگار من بیں
در ہر طرفے زعشق رویش	جاں دادہ ہزار مرد و زن بیں
در ہر مژہ زچشم جادوش	افزوں زہزار راہزن بیں
اے دوست تنم چو موشد از غم	یکبار بیا و حال تن بیں
یکشب بدرم گذر کن آخر	نالیدن وزاری حسن بیں
بگذر زجفا و جور و عشوہ	انصاف وزیر انجمن بیں

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وزراہ فتنہ برخیز

زلف شور انگیز او با مہر و مہ بازی کند	چشم سحر آمیز بیں با فتنہ طنازی کند
شرح حال بیدلاں از غمزۂ مستش بپرس	کو بیک دم صد ہزاراں مکر و غمازی کند
ہر کہ دید آں طرہ بربالائے پیشانی چہ گفت	ہندوی آشفتہ بیں تا ترک سربازی کند

تا ہمائے درد عشقش سایہ بر من گسترید
مایہ دار عشق رویش مایۂ محنت دہد
تا قبولِ زلف آں بت گشت جان پر غم
میروم از دست جورش تا درِ شاہ جہاں

بلبل ذہن منیرم دعوی بازی کند
ابلہی جان من ببیں با کہ انبازی کند
باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند
آنکہ سم رخش او با سدرہ ہمرازی کند

شہسوارے کز بن دریا غبار انگیختست
تارک ترک فلک از طاق عرش آویختست

چشم کافر کیش او از دل مسلمانی برد
اے کہ گفتی چارۂ کن دل ز چشمش وارہاں
قصد دل کردن روا نبود ولے معشوق من
زلف عنبر بیز او باشد پریشاں زیں عجب
من بدیں شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں
گر بنقاشان چیں رسمے برند از صورتش
ظلمت غم از رواں جان محزونم مگر

مشکلاتِ عقل را از تن بآسانی برد
چارۂ او چوں کنم کو دل بہ پیشانی برد
کو دو گیسو اینہا نداو ز نادانی برد
کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
کو بیک ساعت رواں ہر انسی و جانی برد
در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
نور رائے روشن آں لطف یزدانی برد

سرورے کز فرط جودش زہرہ اندر آب شد
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہر چہ چشمش میکند ابرو باو یاری دہد
خط او باشد موجہ لیک مشکل ایں بود

آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری دہد
کو چو بیند عاشقاں را خط بیزاری دہد

بوئے زلف عنبریں آں نگار سرو قد ‏— در مشام روح بوئے مشک تاتاری دہد
اینچنیں خورشید روئے من ندیدم در زمیں ‏— کو بماہِ آسمانی غاشیہ داری دہد
من ز چشماں صد ہزاراں لعل در آوردہ ام ‏— او ہمیشہ مر حسن را نالۂ زاری دہد
تا خور و خول روانم چوں بہ بیند مر مرا ‏— چشمہائے مستِ او در حال ہشیاری دہد
دلبرا ظلمے مکن در عہد ایں صاحب قران ‏— آنکہ عدل خفتہ را از تیغ بیداری دہد

سرفرازے کو سزاے افسر و دیہیم گشت
میزبان خلق عالم ہمچو ابراہیم گشت

آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می نہد ‏— و آنکہ شاہ نہ فلک بر پائے او سر می نہد
مصدر افعال نکو کف راد رود من ‏— تابع آں حر فیم کو اصل مصدر می نہد
خسرو اندر خدمتش بند میاں چوں بندگاں ‏— قیصر اندر درگہ او تاج و افسر می نہد
گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند ‏— لیک خوش خوش بخت بد در ہر رہش پے می نہد
رخش او در مرغزارے چرخ چوں جولاں کند ‏— یک قدم بر قطب و یک بر فرق محور می نہد
ہر کہ اندر دامنِ وے دست دل زد دائما ‏— آفتاب اندر کف او صُرۂ زر می نہد
تا زباں را بر کشودم در مدیحش ہر زماں ‏— در دہانِ خاطر من چرخ گوہر می نہد

شد نشانی گر جبینش مہر و مہ پیدا بود
لایق تخت قباد و مسند دارا بود

اے کہ فتح و نصرت اندر ہر رہت ہمرہ بود ‏— وی کہ شیر چرخ از شمشیر تو روبہ بود

آیت نصرٌ من اللہ در جبینت دائما
توسن تند فلک در زیر ران چون آوری
دشمن اندر روز حربت گر شود خود عالمے
عقل کل بر قد جاہت گر بدوزد جامہ
آسماں خرگاہ جاہا و ح فراش تست
با چنیں جاہ و جلالت با چناں رائے ہنر
صد ہزاران در جہاں پرور بمدحت آختم

ہمچو نور آفتاب اندر جبینِ مہ بود
در زبان اہل گردوں جملہ بسم اللہ بود
خندہ طنز تو آں دم جملگی قہقہہ بود
از شعار چرخ اطلس بر قدش کوتہ بود
بندہ طبعش شدند انچہ درین خرگہ بود
مہر اگر شہپر نسوزاند عظیم ابلہ بود
حق تعالی بر ضمیرم شاہد و آگہ بود

در مدیحت خاطر من شمع جاں افروز باد
روزگارت دائما چوں عید چوں نوروز باد

سرورا چتر سعادت بر سرت دوّار باد
شاہدانِ بخت را در کارگاہ بے زوال
ہمچناں کاں جان پاکت بحر گوہر بار شد
دوستانت از نعم در نشاط خرمی
سرفرازا از عطا و بذل و احسان کفت
زاد فی الطنبور نغمہ می شود گر خواہے
رخش دولت گاہ و بیگہ در صحاری جلال

باغ اقبال جلالت دائما پربار باد
سال و ماہ و روز و شب در بارگاہت بار باد
ہمچناں کف سخایت ابر لؤلؤ بار باد
دشمنانت از عنا و غم بریز دار باد
مرمرا در ہر مدیح جبہ و دستار باد
از صطبل خاص اسپے تنگ در رفتار باد
زیر زیں عزم و حزمت دائما سیار باد

ناصرت در کار دینی رائے عقل مستفاد
حافظت در دار عقبی خالق جبار باد

چوں شود حالم دریں سیلاب غم صبر کم دل غایب و دلدار دور	ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد بخت ما بنگر چہ بدبخت اوفتاد

اے حسن مردانہ بر سختیٔ عشق
دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے	مہ رخے شیریں لبے دلدار کے
شاہدے شنگے لطیفے چابکے	فتنۂ حیلت گرے خونخوار کے
خلوتے خوش بود ازیاران جنس	بندہ و او بود دیگر یار کے
گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد	لیک برداز پائے ہجرم خار کے
صبر کردم تا شد او مست و خراب	پیش رفتم چست از طرار کے
دست در پایش زدم باصد ادب	تا کنم در نیم شب بازار کے
چوں گرفتم از لبش شفتالوئے	حالے اندر جان من زد نار کے
قصد شلوارش چو کردم گفت ہے	من ندیدم ہمچو تو غدار کے
گفتمش اے شاہ حسن از روئے لطف	رحم کن بر بندگاں یکبار کے
گفت بے زر چوں رسی در سیم ما	کے بیابی ذوق بے ایثار کے
اقچۂ چند انچہ بود از ما حضر	پیش بردم بستہ در ایزار کے
چونکہ بستد دیدم آں دم شیخ را	ایستادہ راست چوں مسمار کے
در نشاندم گفت ہی ہی چیست ایں	رو بساز از بہر خود افسار کے
اے برادر بہ ازیں کاری مداں	زانکہ نبود بہتر ازایں کار کے

یک زماں گلگشت گردرجانب صحرا کنی	صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
خلق اندر عشق خود اے شمع رسوا کردهٔ	بس کن آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی
اے کہ در عالم بحسن خویش لیلے گشتهٔ	چند چوں مجنوں مرا سرگشتہ ہر جا کنی
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک	بو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی
فتنۂ روبت شدم اے فتنہ انگیز جہاں	وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ	یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا شیدا کنی

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کے حدیث آں رخِ زیبا کنی

رسید جان جہانے ز غیب نزد رہی	ہماں بہ بندگی جان خود فرستادم
طویلۂ گہر از درج دل چو خاقانی	بصدر دولت خاقان خود فرستادم
امید واری من دفتریست تو بر تو	بہ تحفۂ کہ ز دیوان خود فرستادم
نثار راہ سم خنگ و خاک گلگونش	گل سخن ز گلستان خود فرستادم

ہزار جاں بفدائے دلش کہ دریائیست
کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

تیغت ز پے ضبط جہاں حجت قطعیت	تیرے تو بدیں قول دہد راست گواہی
دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود	تا حشر زرہ دور نکرد از تن ماہی
اے چتر سپید تو در آیات سیاست	بگرفت جہاں جملہ بسپیدی و سیاہی

چوں شد حسن اندرہ اخلاص تو یکتا — ناز د فلک اندر تن او بیش تناہی
بادا بجہاں قاعدۂ کلک تو محکم — حکم تو بر احوال جہاں آمر و ناہی
اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ — و اندر پنہ عدل تو شہری و سپاہی

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہد
عمرِ تو فراواں تر از انست کہ خواہی

عله در پردہ چہ داری تو آں روئے نگاریں را — حال من بیچارہ میدانی و می پوشی
دستے بہ عزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی — جامے بہ غریباں بخش گر بادہ ہمی نوشی
گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک — موقوف بہ بند غم در کنج فراموشی
با آنکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر — واللہ کہ درونِ دل پیوستہ در آغوشی
اے خواجہ بقلبے چند آں ور کہ خریدستی — در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی

بگذر حسن از دعوی کاشفتۂ خونابم
در تو نزدند آتش بیہودہ چرا جوشی

یکے حکایت حال فلاں وزیں میگفت — کہ شاد باد زہے ذات بار شاد آمیں
نشاند وقت ملاقات باز باغ بہشت — بریخت وقت حکایات آب در ثمیں
ز چرخ نالہ بر آمد چو او کشید کماں — بہ ہر لرزہ بر افتاد چوں کشاد کمیں
ولے چہ سود کہ یک عیب دارد آں سرہ مرد — کہ ایں ہمہ ہنرش را فرو برد بہ زمیں

سوال کردم و گفتم بگو چہ عیبست آں

عله یہ غزل مطلع کے ساتھ غزلیات میں موجود ہے۔ کاتب کی غلطی سے مکرر ہوگئی ہے۔ مولف

بہشت بستہ اشارت نمود وگفت ہمیں

کسے کہ خلق حسن یافت یافت ہر ساعت
ولے کہ یک رمہ پارہ کند برات طمع
بداں کہ تا شود اسباب حقد وحرص وحریق
شوم برآتش خود خاک وآب بر سرآنک

زخلق تحسین وز کردگار احسانے
بجل وعقد دو گونش دہند فرمانے
زدل تنوری سازم زدیدہ طوفانے
بباد بردہد آب خود از پئے نانے

برائے ناں نکنم پیش دست خق دانا ست
مگر کہ وقتے آبے خورد مسلمانے

شہنشاہ زمانہ دولت تو
ہمہ عالم زمشرق تا بہ مغرب
جہاں درروے تو اقبال یوسف
دریں میداں بہر عیدے کہ باشد
علوے طالع شہزادگانت
ہمیشہ شادیت بادا مبارک

امان اہل ایماں باد آمیں
ترا برخط فرماں باد آمیں
چو روئے عید خنداں باد آمیں
بد اندیش تو قرباں باد آمیں
فراز چرخ گرداں باد آمیں
بہ دیدار خضر خاں باد آمیں

ازاں چار اختر مسعود یارب
مدار چار ارکاں باد آمیں

خسرو ازراہ کرم بہ پذیرد
سخنم چوں سخن خسرو نیست

انچہ من بندہ حسن میگویم
سخن اینست کہ من میگویم

ضابط دائرہ ملک علاء الدنیا　　که بدو دائرہ چرخ ہمی گردد شاد
تاکہ در دائرہ و نقطہ حدیثے گویند　　فتح در دائرۂ لشکر او حاضر باد

اے ہم از زور و ہم از روئے لقب　　آمدہ ارکان این دولت اسد
نور رخسار تو شمع ہر نظر　　لفظ دُر بار تو جانِ ہر جسد
بر درت آوردہ دانایان سجود　　وز کف تو بردہ دریا ہا حسد
این قوافی خواستی حال مرا　　دل بدین خستہ کہ گفتم می رسد

خصم تو از خار خاری خستہ باد
در گلوش افتادہ "حَبْلٌ مِنْ مَسَدْ"

بخیل نز پئے حرمت گذر کند ز سماع　　کہ خوب گفت بخیل این لطیفۂ نرمے
کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند　　ازاں قبل کہ ندارد کرامتے کرمے

نہ صدق بود دروکز سرود گیرد ذوق
نہ آں کرم کہ بہ مطرب بہ بخشد او درمے

فصل نوروز موسم بادہ است　　خاصہ روزے کہ بادہا باشد
شیشۂ نزد خاکیاں باشد　　کہ دراں شیشہ بادہا باشد
زندگی چیست دل ہمی دادن　　مرد باید کہ بادہا باشد
باد جاں پرورست اما باد　　گر پئے دال بادہا باشد

عقل از باد میرود گورو
از منش خیر بادہا باشد

خواجہ برخیز یک دم از سر جاہ
کس چنیں پائے بند جاہ نماند

یک سر مو دولت سفید نہ شد
ہیچ مو بر سرت سیاہ نماند

چوں حواصل بہ دام گاہ آمد
ہیچ زاغے بہ دام گاہ نماند

گاہ گاہے بران خطا ہایت
دم سردی چو دود آہ نماند

اے حسن توبہ آں زماں کردی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترا نیک گفت نیم درم سنگ
بہ کہ مکافات او کنی تو بمنہا

خلق چو جام سلام نزد تو آرند
تو قدحے بیش بر احسن منہا

❊

میکنندم سوال از حرفے
کہ بہ تنصیف نقش می گیرد

بست و چارست حرف نقش پذیر
کالھوام انچہ نقش بہ پذیرد

❊

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا
عفو تو پذیرائے پشیمانی ہا

از لطف بکن کار پریشانم جمع
اے جمع کنندۂ پریشانی ہا

❊

اے یک نظرت طبیب بیماری ہا
مائیم گرفتار گرفتاری ہا

دشوار مرا بفضل آساں گرداں
اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

❊

صدر القبے چوں لقب خاص تو نیست
ثلثانی از و صد بست و یک ثلث دو بیست

بنگر چہ نیکو نشست ایں جا لقبت — معنی غریبست دریں حرف بالیست

ما ہیست ضمیر پاکت اے صدر زماں — کلکت ذنبے ولے نہ برجیس نشاں
اینجاست نہفتہ نکتہ از لقبت — از ماہ و ذنب مگر بروں آید آں

دیدم پسرے کہ پاۓ مادر برداشت — وز دست پدر کلاہ زر بر سر داشت
بس دست برآورد و پدر را بنشاند — ہم بر سر آں پاۓ کہ مادر برداشت

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند — از لوح و فاش یک رقم باز نخواند
بر صفحۂ دل زخون دل قصۂ خویش — بنوشتم و پیش بردم و باز نخواند

جاناچو دلت نرم نگر دو دانم — الا بہ نم دو دیدۂ گریانم
گفتی کہ چنیں سیل مریز از دیدہ — در کوۓ تو تا ہمی رود میرانم

ہر دم ز تو اشک من دگرگوں آید — گاہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید
در شیوۂ عشق تو ہمی غلطد جاں — بینم کہ تا چگونہ بیروں آید

جاناگل اگرچہ رایت حسن افراشت — پندار ورا چو باد باید پنداشت
گوید کہ قباۓ لطف دارم چو تو چیست — گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید | با قافلہ مراد خوش می آید
فصلے خوشست موسم گل اینک | ہم اول روز باد خوش می آید

❊

قمری بہ قفس ہوائے بستاں دارد | بازاری ہر چہ زار تر می زارد
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرود آمد دوش | او غلغلہ می کند کہ بیروں آرد

❊

غنچہ ز دروں چو گنج زعفران است | شبنم ز صفا چو طبق ظرافان است
گلزار کہ گرد ست گل رنگیں گرد | گویا کہ محلۂ سپر بافاں است

❊

امروز صبا را از قدم ہاے بہار | در علم حدیث بود گوئی تکرار
گہ با خورشید در مشارق جنید | گاہے بر چید از گل اخبار ثمار

❊

برخاست بت سنگدلے سیمبرم | چوں سیم نمانده یک درم سنگ برم
چوں سیم و چو زر گرچہ گراں سنگم لیک | گر بے زر و بے سیم روم سنگ خورم

❊

دیوان بر سانمت چو فرماں باشد | گر بخل کنم مایۂ حرماں باشد
تو واحد عہدی ز کرام کرماں | نزد تو سخن زیرہ بکرماں باشد

❊

یا لیت ہزار جاں بہ تن داشتمے | تا در قدم شاہ زمن داشتمے

بغداد چو دجلہ آب شد زیں حسرت | کاے کاش چنیں خلیفہ من داشتمے

ے خلق مبارک تو جان پرور خلق | وز عدل تو جوشن اماں در بر خلق
خواہند ہمہ خلق ز حق تا باشی | تو سایۂ حق و سایۂ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد | نوبت نوبت فلک بپائے تو فتاد
تا پنج بود نماز را قوت وقت | اسلام بہ پنج نوبت قائم باد

کارے کہ دل مبارک سلطاں خواست | آں خواستہ را خدائے می آرد راست
در ملک موافق تر ازیں کار کجاست | کاندیشۂ تو موافق حکم خداست

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس | صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم | اے اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود | واندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرۂ گلرنگ چہ می ریزی اشک | باران بہار را بقائے نہ بود

دارم دل و دیں و سر چہ پیش تو کشم | لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد | بخشیدۂ تست ہر چہ پیش تو کشم

جانا بہ کرم یک نظرے بر جانم کز طالع خود چو رخ سرگردانم
من ہیچ ندانم بجز از غم خوردن یک بار بگو کہ غمم مخور من دانم

❁

اے روئے تو والنہار اذا جلیہا گیسوئے تو واللیل اذا یغشیہا
اے عقل تو سر بنہ بگو کہ طاہا طاہا کاں قبلۂ ماست قبلۃً ترضیہا

❁

یک تر بیت تو یافتیم می پویم - دنبال دگر
حال دل خود بگفتیم و می گویم - احوال دگر
صد سالہ حیات تو مقرر گشتہ - در روزِ ازل
از فضل خدا و بعد ازیں می جویم - صد سال دگر

❁

دل یافت نسیم جاں فزا در شب گیر - یعنی بوییت
کر دست بہ رفتن گلستاں تدبیر - یعنی کوییت
چوں کرد مرا بہار گہ دیوانہ - یعنی روییت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر - یعنی موییت

❁

غافل مرواے حسن دریں رہ زنہار بین السعدین است وجودت ہشدار
زاں گو نہ کہ ہیچ بودۂ اول بار صد بارہ ازاں ہیچ تری آخر کار

❁

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است ہم از ورق حیات روزے باک است
گر نوح ہزار سال در عالم زیست شد چند ہزار سال کاندر خاک است

❁

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جملہ ورق شاخ چو سر بالا شد
غنچہ چو حساب عقل می گیرد باز

❖

برابر فرو میرود ایں نم کہ مراست
در صبح اثر می کند ایں دم کہ مراست
گویند مرا کہ صبر کن در غم یار
اندازۂ صبر نیست ایں غم کہ مراست

❖

عاشق چو شنیدست کہ رفتی بہ شتاب
از دیدہ ہمے ریخت سحرگہ مے ناب
از پردۂ چشم خویش بہر سفرت
می دوخت بہ سوزن مژہ جامۂ خواب

❖

اے یار بیا بیار پیوند آخر
با یار مرا بیار خرسند آخر
گر دولت آں نیست کہ میرم پیشت
ایں محنت بے تو زیستن چند آخر

❖

ہر صبح دمے واقعۂ ما بنگر
از آتش ہجر سوختۂ جان و جگر
آہن صفتم در غم آں آہنگر
با سوختگی کوفتگیہا بر سر

❖

ما آیت ہجراں ترا بر خواندیم
جان و دل خویشتن بکویت ماندیم
اے آنکہ دلت بہ کام خویشست امروز
تو کام دل خویش براں ما راندیم

❖

در عشوہ چرخ ہیچ تقصیرے نیست
در رفتن عمر ہیچ تاخیرے نیست
ہر چند بگرد حیلہ بر می آیم
جز فضل خدائے ہیچ تدبیرے نیست

مفرد بچہ روئے درسفر می آرد
چندیں دل وجاں زیروزبر می آرد
بر می دارد دل ازہمہ چہ تواں کرد
کشتی گیرست وسنگ بر می آرد

❖

چرخ ازدل من تمام بر بود نشاط
عمریست کہ پیش روی نہ نمود نشاط
باغصہ بسازم چہ کنم پندارم
یک خادمۂ گریز پا بود نشاط

❖

دل را غم یار رخسارے دگرست
تقوی وصلاحیت شعارے دگرست
مشغول شدن بدو شمارے دگرست
بیروں زنماز و روزہ کارے دگرست

❖

لعلیست بہ ازہزار فیروزہ ترا
خواہیم بصد ہزار دریوزہ ترا
گفتی مہ روزہ است اینہا کم گوئے
یک بوسہ بہ ثواب سی روزہ ترا

❖

بقال بچہ ازہمہ شوخاں شنگ است
بروے ہمہ چیز ہست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو کہ سنگش قلب است
بر قلب بداں حدیث قلبش سنگ است

❖

جانا ستم تو برکہ ومہ بگذشت
دستان وفائے توازیں دہ بگذشت
گفتی شنبہ بیایم آخر شد مہ
از وعدہ تو چہار شنبہ بگذشت

❖

دل تنگ مشو اے حسن از مشتے دوں
دارند ہنر کم ومباہات فزوں

گر لاف زنند فاعف عنهم فاصفح   هر طائفه بما لدیهم فرحون

دل بستهٔ و بوسهٔ نه فروختهٔ   سود از دکان خویش را سوختهٔ
داد و ستد است کار بازرگانان   آخر ز پدر ہیچ، نیا موختهٔ

دزد آمد و گرد خانه ام جولاں کرد   نظارهٔ افلاس منش حیراں کرد
یک جامهٔ نو نیافت یک دانهٔ جو   شرمندهٔ او ہم شده ام چه تواں کرد

ہنگام جوانی که چو گل بشگفتیم   ہم آخر کار راه رفتن رفتیم
ہرگز نه بود میان ما و پیری   پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

مدخل مردے در خور طعن و طاعون   برخاسته اش ہر کسے از مناعون
منہی صفتے ز جمله سماعون   در طائفهٔ و یمنعون الماعون

داری خط و لب از کرم یزدانی   چوں لعل تر و زمرد ریحانی
ما را به یکے بوسه چه می رنجانی   آخر پسر خواجهٔ بازرگانی

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند   پایت بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم ہدف ناوک مژگانت ساز   آں روز که امتحان تیر تو کنند

عرضے کہ تو داوہ دراں عرصۂ دشت — حیراں تو بود حور و جنت ہر ہشت
ابروے ترا اگرچو کماں گوشہ گہیست — چشمت بارے سلامت از تیر گزشت

❊

جانا رخ تو کہ مہ دراں حیران است — میزان صفت از دو روی نور افشان است
ہر طرہ بروچو سنبلہ می بینم — از سنبلہ بگزری ہماں میزان است

❊

امشب منم از شکل مہ نو حیراں — آں کوکب رخشندہ بدکردہ قراں
گوئی کہ فرو خزید روز جولاں — یک میخ زر از لعل سمند سلطاں

❊

با آں کہ نہ ایم ماز دنیا داراں — خواریم بہ پیش چشم نعمت خواراں
با ایں ہمہ شکرہا باید کردن — بسیار نکو تریم از بسیاراں

❊

شطرنج کزو ھزار منصوبہ کشاد — قایم بہ یکیے دگر نیار د استاد
شہ را چو ہزار فیل در دست افتاد — ایں تعبیہ تا قیامتش باقی باد

❊

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی — چوں غم رسدت ہزار فریاد کنی
دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک — کنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی

❊

مائیم ز تف غم جگر تافتہا — با سلسلۂ درد تو دریافتہا

جانا بمراد خود مکن چندیں جور ❖ بر طائفۂ مراد نا یافتہا

زر خواست بتے کہ ساعدش سیمین است ❖ گویم کجا است زر سخن اندر دین است
اینک رُخ چوں زر و سرشک چوں سیم ❖ ہر سیم و زرے کہ ہست مارا این است

بکشائے دگر بہ نرمی و لطف دہاں ❖ دل راز کف حرص و حسد باز رہاں
بامردم و مردمی جہاں خوش باشد ❖ بے مردم خود نمی تواں دید جہاں

اے گاہ تنم سوختہ چوں سوختہ عود ❖ گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام زبخت نا ساختہ کار ❖ با سوختہا ساختہ می باید بود

شیری تو چہ شیر گو میت شیر نری ❖ بس شیر دل و شیروش و شیر فری
یک شیر نہ دہ شیر نہ دیدم صد شیر ❖ تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں ❖ بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت ❖ چوں میدانی کہ خواندنی ہست بخواں

نام بت من بیا باخلاص تمام ❖ در فاتحہ فکر کن ہے بیروں آر

محمدؐ گر بروں آری ز احمد روا باشد کہ ہست احمد محمدؐ

(⁘)

لطف خدا کہ بر ہمہ واجب سلام تست گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

(⁘)

یک حرف تو صد صباح آدم نور یک حرف تو ہشت خلد را مایہ سور
حرف سویمی چہل ولی زاد دستور زاں چار چہار رکن عالم معمور

(⁘)

گل آمد و بوئے او ندارد چہ کنم چوں آب ز جوئے او ندارد چہ کنم
دی دفتر گل ورق ورق میکردم یک نسخہ ز روئے او ندارد چہ کنم

(⁘)

گرمے دہی از دو نرگس مستم دہ وز مشک ازاں دو زلف چوں شستم دہ
زلف تو کہ نامہ مرامی ماند انکار قیامتست در دستم دہ

(⁘)

با قاضی عشق داوری بیہوداست کو را ہمہ حکمہائے ناحق بوداست
زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنوداست غم را و مرا ملازمت فرموداست

(⁘)

از مکید کہنہ نو بہ نو غم دیدم یارے کہ بہ غم یار بود کم دیدم
یک چند زدیم دست در دامن صبر اے صبر گریز پا ترا ہم دیدم

(⁘)

چندازمی غم مست نشینم بے خود | من بے دل و ایں دل حزینم بے خود
من بے تو ہزار بار دیدم خود را | روزے باشد ترا بہ بینم بے خود

از غنچہ آں دہن دل من باغ است | از زلف تو در سینۂ من صد داغ است
طوطی لبت را بہ سخن نتواں داشت | بر زلف تو دست کس نیابد زاغ است

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود | کاندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرہ گلرنگ چہ می ریزی اشک | بارانِ بہار را بقائے نہ بود

دعوی چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ | آں عکس رُخ گل مراداں اے باغ
تو بیش نہ از و پس ایں گلہا را | بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو | اے دیدہ و . . . .
جاں مید ہمت ہم بہ بہائے اول | نہ فروشی کہ بوے مشک . . . . . .

دوش آمد و زلف عنبریں بر سر دست | در بر شکنے شکستہ را می بست
گفتم ز نم بزلف چوں مست تو دست | خندید کہ نازدہ چہ می گوئی ست

سبزہ ز خط ترش دبیری آموخت | گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل راگفتم کہ سحر گیر از چشمش ــ زلفش بگرفت و مار گیری آموخت

❊

گفتم بہ نہم زرے کہ درچنگ آید ــ از بہر کفن چو پائے درسنگ آید
آں خواجہ کہ نان وجامہ دادت ہمہ سال ــ آں روز ز بہر یک کفن تنگ آید

❊

معز ملت وملک اے عزیز کردۂ حق ــ مدار دولت الغ خاں سر ہمہ خاناں
برآمدی وگرفتی جہاں بنام ایزد ــ چو آفتاب کہ طالع شود زر افشاناں
دریں سراچہ ششش روزہ زیر ہفت طبق ــ تو میزبان کریمی وخلق مہماناں
مخالفان تو از عمر خود پشیمانند ــ چناں کہ مرگ بخندد براں پشیماناں
بماندہ اند پریشاں عدو چو تخم یہود ــ کہ ہیچ تخم مبادا ازاں پریشاناں
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت ــ دعائے خود کنم وجملۂ مسلماناں
خدات درسفر و درحضر نگہباں باد ــ خدا بحق خدا از ہمہ نگہباناں
ہمیشہ برسر تو باد سایۂ سلطاں ــ کہ اوست سایہ سبحان وچشم سلطاناں

❊

نو نوز فلک فتوح خواہم شہ را ــ افزونی عقل و روح خواہم شہ را
گرنوح ہزار سال درعالم زیست ــ من عمر ہزار نوح خواہم شہ را

❊

گل آمد و فتح نامۂ شہ بودست ــ درپوست نمی گنجد و جائے آں ہست
یک مژدہ کہ داد جاہ نو برتو یافت ــ یک خوشخبرے کہ گفت زرہا بربست

اے شاہ تغلق تو چہ ماند گل لعل | از ہر ورقے مدح تو خواند گل لعل
چوں خندہ زناں رواکنی تنگۂ زر | گوئی کہ بہار می فشاند گل لعل

در خدمت شاہست کمر بستن گل | وز بخشش بے گراں است زر بستن گل
بر شادی شاہ قبہ می بندد باغ | انگاہ روو بہیں بسر بستن گل

در شادی شہزادہ خضر خاں بنگر | بر قبہ چرخ آفتاب اسپر زر
بادا ہمہ زیں سراچہ اش عشر تہا | آراستہ تا دامن روز محشر

العیش کہ عیش بیکرانست امروز | شادی شہنشاہ جہانست امروز
الیاس تغلق می دہد شربت خاص | یعنی کہ شہی زاں خضر خانست امروز

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر شد راد | خضر یست کہ از سکندر ثانی زاد
تا خلق کند ز خضر و اسکندر یاد | ایں خضر بداں سکندر ارزانی باد

شہزادہ مبارک کہ شہ گیہان است | خان ایست کہ تاج سر صد خاقان است
خدے کہ دلیل بخت تبواں دانست | در روئے مبارک مبارک خان است

شہزادہ کہ شادی دل سلطان است | شادی کہ شہاں کنند شادی آن است

تا ہست جہانِ شادی شادی خاں باد
چوں شادی جانہا ہمہ از شادی خان است

تا ہست جہاں فرید خاں خواہد بود
از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید
الحق کہ یگانۂ جہاں خواہد بود

شہزادۂ ابو بکر کہ خاں الیست عزیز
با خلق جہاں صدق نہاں دارد نیز
بو بکر کہ او خلیفۂ اول بود
بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

شہزادہ عمر مدار دوراں بادا
موصوف بہ عدل و بذل سلطاں بادا
شاہے کہ کند شاہ عمر عدل امروز
یک یک مدد عمر عمر خاں بادا

زاں گونہ کہ یافت در نبی عثماں راہ
آثار نبی گرفت زیں عثماں جاہ
تا در عالم مناقب عثماں ہست
باقی بادا مراتب عثماں شاہ

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے
چوں نام علیست نام او روح فزائے
تا در ہمہ نسخہا علی شیر خداست
ناظر بادا بداں علی شیر خدائے

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است
رایش زبدو نیک جہاں آگاہ است
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است
ہم خلق کریم او شفاعت خواہ است

شاہے کہ بہ اوج فلکش دست رس است | باخضر چہ پایہ زیستن ہم ..... است
آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے | درعالم ہمیں سعادت اوراست بس است

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید | ملک عرب و عجم بہ سلطاں بخشید
آراستہ شد قصیدۂ ملک بہ شاہ | شہ بیت سعادت بہ خضر خاں بخشید

خاں راکلاہ بخت مبارک بادا | بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
چوں بیت سعادتش موافق افتاد | ایں منقبتش نیز مبارک بادا

شاہے کہ رخ اوست سوئے دولت ودیں | بر پیل نہاد زیں زہے رائے متیں
پیل از جہت فسکوہ خود فرے داشت | شہ بیں کہ مزید کرد باا و فرزیں

جز بر در شہ کس ایں قدر پیل ندید | پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل | واللہ کہ کسے طیر ابابیل ندید

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی | بگرفت زنور چہرہ ات زیبائی
اقبال ترا تعبیہ ملک آموخت | تا ہرطرفے کہ رخ نہی بکشائی

مائیم زتف غم جگر تافتگاں | باسلسلۂ درد تو دریافتگاں

جاناں بہ مراد خود مکن چندیں جور
برطائفۂ مراد نایافتگاں

❁

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوہ
ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارد
زاں پس من و دست عشرت و دامن کوہ

❁

چوں ریخت ز ژالہ آسمان مہرۂ یشم
پیدا شدہ ابرہا پراگندہ چو پشم
ہم غنچہ شد از زر فراواں پر دل
ہم باغ ز بسیاری نرگس پر چشم

❁

گفتی کہ مرا باغ و زر و کاشانہ است
آں کز تو بجز تو طلبد دیوانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است
بارُوئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

❁

چشمم ز غمت دوش ہمہ خون انگیخت
باراں سر شکم آبروئے جملہ بریخت
خوں گرچہ ز باراں سر شکم بگریخت
بیچارہ بہ ناودان مژگاں آویخت

❁

اے دل ز لبش شکر و قندے می ساز
وز زلف دراز او کمندے می ساز
کار تو بداں دہان و زلف افتاد است
در جاں چہ بود بہ تنگ و بندے می ساز

❁

عاشق چو بہ پہنائی دل می بیند
بر عشوہ چرخ شادی می شیند
تو روشنئ صبح نگر ہر صبحے
کز چرخ چگونہ مہرہ بر می چیند

آں دور نویس کودک پر تلبیس | ہر چند کہ نقش اوست چوں دُر نفیس
نو شتہ خطے کہ دور شد بر رُخ او | ہست ایں ہمہ فریاد من از دور نویس

(٭)

در خانہ چشم آں بت حور نژاد | شب مہماں بود و من بداں مہماں شاد
صبح آمد او رفت من اندر فریاد | خانہ نبود بہ جُز بہ مہماں آباد

(٭)

گہ آب ترم موج زند دریا وش | گہ آتش سینہ سینہ را دارد خوش
با ایں ہمہ گنج عشقت اندر دل ما | چند انست کہ نہ آب بود نے آتش

(٭)

گردوں کہ بحال زار من خوں نکشد | یک غم ز درون سینہ بیروں نکشد
ایں غصہ کہ گردوں نکشد از دردش | بار سیت بریں دلم کہ گردوں نکشد

(٭)

اے گاہ تنم بہ سوخت چوں سوختہ عود | گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دُود
من سوختہ ام ریختہ ناساختہ کار | با سوختگاں ساختہ می باید بود

(٭)

اُشتر زِ بہ نہ ہر شتر شیر نراست | ایں بیت شُتر بیں کہ شتر بر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل | احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

(٭)

بر پیل نشیں پیل تنا پیل براں | تو پیل وشی پیل صفت پیل تواں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہ نیست
یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

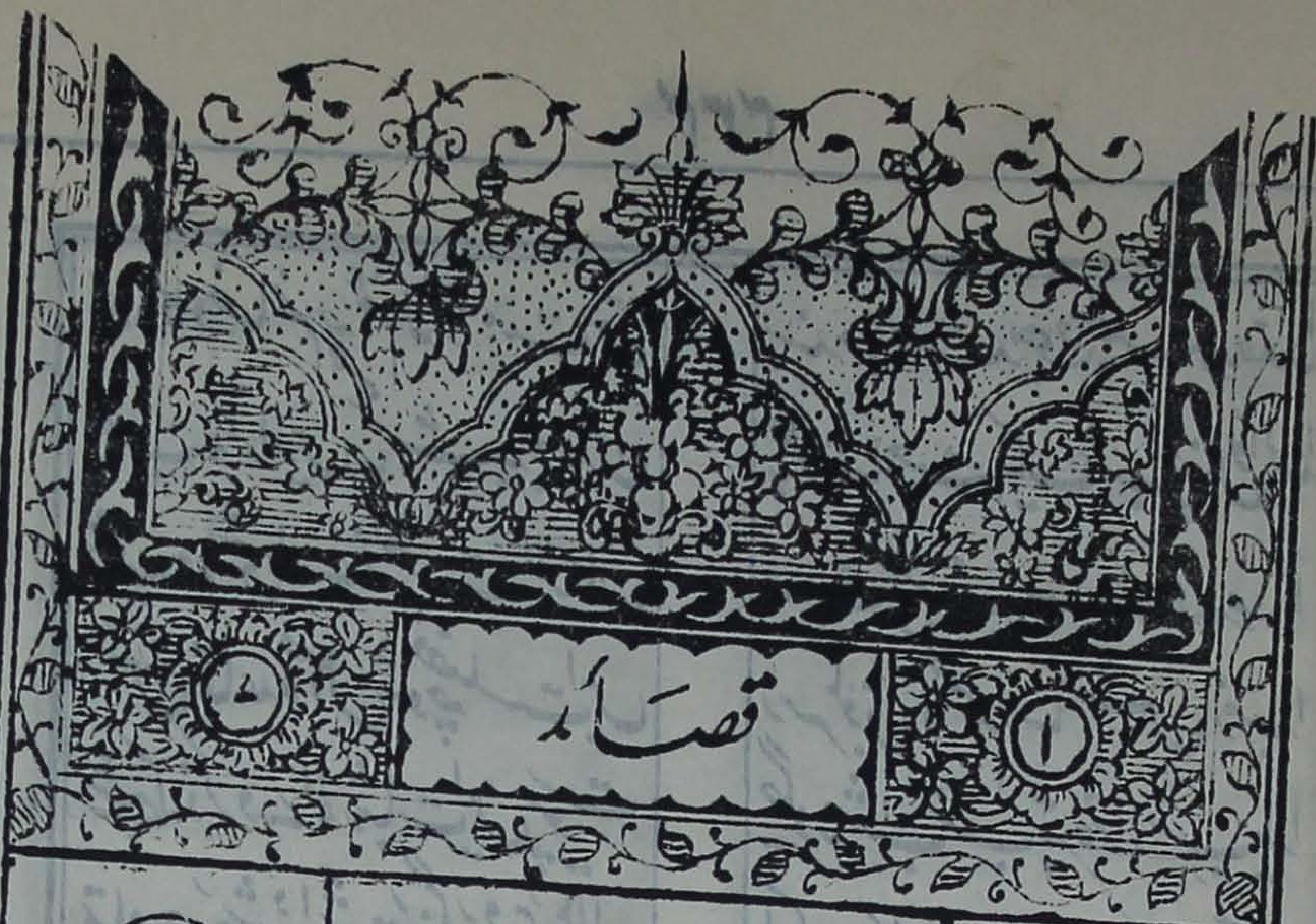
آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت
یکبار عناں ز نامراداں برتافت
گفتم کہ یکے بوسہ بہ درویشاں بخش
چنداں کہ نفس زدیم توفیق نیافت

امروز خلاصۂ زمن جز من کیست
در حُسن ملاقات حسن جز من کیست
از انجم و انجمن منم نجم مہین
کاخر بنگر در انجمن جز من کیست

از آتش و آب و باد و خاک است بشر
من ز آتش و آب و باد و خاکم برتر
روحم نہ ز خاک و آب و باد و آتش
بر آتش و آب و باد خاکم چہ گزر

فرزند عزیزت بہ امیری برساد
در ہر ہنرے بہ بے نظیری برساد
ایں بخشش غیب ہست از حکم ازل
ہم در نظر پیر بہ پیری برساد

ہمائے اوج ممالک علائے دنیا و دیں
فگندہ سایۂ انصاف بر زمان و زمیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہمائے ذکر کنند
جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آمیں



۴۸	ردیف الف	١

شبے کہ ممدِ سخن بود فیض فضلِ خدا
بداشت یک نفسم از غرور نفس جدا

شبے چگونہ شبے من ز دستیاری طبع
زپا در آمدہ و دستگیر فضل خدا

شبے چگونہ شبے بر خلاف عادت عرف
گہر قرین خس و شاہ، ہمنشین گدا

شبے چگونہ شبے بر سماع دعوت من
سپہر چرخ زدہ صبحدم دریدہ ردا

زمیں مثال فرو ماندہ من منادی غیب
بگوش ہوش من از آسماں رساندہ ندا

کہ خیز بر حسب ایں ندا مطرا کن
ہوائی گل زندامت چو روی گل زندا

باسمِ حق ز سر سر بخنیز کاسمٰعیل
بدیں طریق بذبحِ عظیم یافت فدا

مرا بشربتِ ایں وعظ امیدِ صحت شد
کہ اندکے دلِ بیمارِ من گرفت غذا

طبیب چوں بکشاید در دواسازی
در آں مقابلہ رخت وداع خواہد دا

ہزار معنیٔ نو یافتم ز ہاتف غیب
بنکتہ کہ ادا کرد نیست حسن ادا

ازیں قصیدہ چو خواندم بر آسماں یک بیت
زہفت گنبدش آشفت خاست گاہ صدا

زکاو کاوخسانم چہ غم کہ عصمت حق
بسندہ باشد بینی و بنیمم رشدا

عجب مدار ازیں یکشبہ جواہر من
چگونہ ساخت بیک شب چناں نوائے صدا

شنیدہ باشی بوئے زنفحۃ الریحاں
حدیث نغمہ سلسل داور حمتہ عسدا

حسن بقاعدہ اصل شوچہ فضیلست ایں
زسر بگوئی و بختمم رسانشش ازمبدا

شبے کہ ذکر وے اندر ثبات ایں پیوست
چگونہ شب شب تیرہ تر از شب یلدا

تمام چہرہ شب داشت رنگ روئے بلال
ولیک کام سحر بوئے درد بود روا

شب درازو من اندر نظارہ گردوں
شدہ زجملہ جہاں فرد و چشم بر فردا

خیال اینک ازیں آئینہ یکے صورت
بود بریں دل تاریک گشتہ زنگ زدا

نخست مرکب بہرام آں شگافتہ سم
بدیں شگفتہ چراگاہ سبز شد پیدا

عظیم سخت سر و سخت نرم دم رخشے
خرد زہیئت اضداد او شدہ شیدا

رسیدہ بر پئے او چار پایۂ دیگر
کہ پایہ پایہ بیفزود در دلم سودا

گہے بجستن بیچارہ گزاردہ شاخ
گہے بکار غزر بیے لکدزدہ عمدا

دگر بصف دور و جوئی زرق و نفاق ؟
بشکل حور کمر بستہ بام او دردا

زشول آں شجرہ بس عجب ہمیدارم ؟
کہ ہیچ خوشۂ جوزانہ ہم من جوزا

پدید گشتہ دگر آب کار مد بر طبع
بر و ہمیشہ یکے رنگریز کار افزا

گریہ کثر روآں پنج پاکہ علت اوست
چو پنجہ اسد آفت رساں و عمر گزا

اسد ہمہ حسداں بدمزاج کافر چشم
کہ قتل کافۂ اسلام نزد اوست غزا

کشادہ موئے زسر سنبلہ بقوت کرم ؟
دروں و لے شدہ جو جو بروش غزا

دو کفہ دگر آنجا اگرچہ ظاہر داشت
عدالتی بتمام و سوسیتے بازا

نوٹ۔ جن اشعار پر علامت استفسار بنائی گئی ہے وہ باوجود کوشش کے پڑھے نہ جاسکے۔ صرف صورت نویسی کر دی گئی ہے۔ اس قصیدہ کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔ موٴلف

ولی بمعنی چون خوی ناسزایان گرش — بعدل فرق نکرده ز ناسزا و سزا
زهی ترازوی انصاف باد و پلّه عدل — که این سرش همه هزل است و آن سر استهزا
دگر که گشت دمی الحق گزنده تر ز سنان — ز زور زهرش گزیده مار افعا ؟
کمان چرخ پی فتنه زه شده که گریز — ز شست آفت او واجبست تیر آسا
بُزی که سبزه او آسمان شبان زحل ست — ازو چگونه کسی را بود امید کُشا
نداد گو بیکی پشه آب تا داند — تعلقش بدو تار رشته صباح و مسا
نشانه شده اندر صف جفا ماهی — کشیده لشکر غم بر دل ستم فرسا
منازلِ به ازان لشکر بلا فوجی — مقدمه شرطین آمدست و ساقه رسا
بدان شدم که دهم شرح آن دگر هیچم — مسامحت کنم انشار وحدهٔ انشا
ز هندوی فلک احوال بخت من تیرست — ز مشتری همه ایام عیش من چو عشا
ز ترکتازی مریخ و کینه سازی مهر — شدست طالع من زین دو چشمه چشم گشا
خسی که دور قمر پیش ازان که می باشد — میان کاه خس و برگران کوه حصا
بخلق زخمه ناهید و کلک تیر ازهم — همان نموده که فرعون را نموده عصا
جفای این همه را کی توان نمود که هست — برون ز دائره حصر و از خط احصا
سپهر چیست دبستان فتنه را لوحی — کواکبش همه ازنه برکنان بحرف هجا
برو نگاشته شعری معطل از همه چیز — نه حسن مدح درو بینم و نه فتح هجا
تمام شب من و ناله ز چرخ و انجم او — رسیده اند به هفت اخترم بهفت اعضا

همین قدر دُرِ این فصل نظم یافته بود — که ناگهان درِ از فضل باز کرد قضا

رسید وقت صبوح و وزید باد صبا — سپهر سبز کله گشت و کوه زرد قبا
شده ز کثرت انوار و غایت پاکی — فلک مدینهٔ اسلام و صبح کوی قبا
رکاب خسرو انجم روانه شد اینک — خروس هر طرفی در خروش چون نقبا
چمن نموده دو صد جام گل نبیذ نبیذ — فلک کشیده یکی خوان زر بغیر ابا
می شبانه خورد خندهٔ خوش از لب کاس — ترش گرفت چه شینی چو کاسهٔ سکبا
یکی خلیفهٔ ملک معانی آمد جام — دلیل کفر بود از چنان خلیفه ابا
نزاد یک خلف آراسته چو بنت الکرم — هزار سال ز چار امهات و هفت ابا
ز پای بادہ طلب جشن عیش را امداد — بوقت آنکه بر امداد وصل گردد پا
صریح گویم یعنی چو بامداد شود — صبوحیانه سبک دور نوش و دیر میا
ز بوی صبح چنان گشت رنگ لالهٔ لطیف — که لعل گشت از و جمله کوه سرتاپا
به لاله بین در تقی کاغذی سیاهی رد — چو کودکی که به مکتب فرستدش بابا
دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ — غم جهان که خوری آن حرام دان چو ربا
شراب لعل طلب خاصه آن زمان که فلک — بدل کند شبه خویش را بگاه ربا
کنون که صبح بر آمد می مصفا جوی — وگرنه عیش مکدر کنی و عمر هبا
برون فتاد ز خمخانهٔ فلک جرمی — بشکل همچو قرابه برنگ چون صهبا
فرو نشست چو سلطان شام از ادهم — سوار گشت شهنشاه صبح بر شهبا
سر از دریچهٔ گردون کرد شاه مشرق — پدید گشت ز سر عشق بازی حربا
خیال دیو چو شد بسته از بسیط جهان — جمال داد ز ایوان جم عروس سما
چو زیر پای عدم پست گشت صورت زشت — بجلوه دست بر آورد لعبت زیبا

بلے کہ این و گہے آن بود کہ بافتہ اند
بکارگاه ازل هم گلیم و هم دیبا

نہ هر یکے ز پے چیزے آفریدہ شد است
یکے نشانۂ راحت یکے نشان بلا

برائے قلعہ ثمود است ناقہ صالح
برائے مہد رسول است ناقہ غضبا

یکے است محض کرم نام او نسیم سحر
یکیست مایۂ نکبت خطاب او نکبا

یکیست تا بہ ابد بد اثر چو باد سموم
یکیست هم ز ازل خوش نفس چو باد صبا

چو نیک درنگری در هر آدمی همہ است
نشان قبح و صباحت هم از اوان صبا

چنانکہ کوکبۂ صبحدم دلیل کند
کہ شاه شرق برون تاخت آورند لوا

نوائے فاختہ و برگ تازۂ گل سرخ
صبوحیان را ترتیب کرد برگ و نوا

صدائے نوبت و آوائے نوش نوش لبان
هزار بار مرا خوشتر از هزار آوا

تو سبزه بطلب و ز پیالہ میدان کن
چو ساخت شاه افق قصر سبزه را ماوا

برائے تسلیت جان تافتہ جگران
بہ ارشمامۂ کافور صبح نیست دوا

شب دراز و شاقان چرخ درباری
چنانکہ میل جوانان بود بلهو و هوا

یکے شرارۂ گلریز ریختہ بہ زمین
یکے ستارۂ آتش گذاشتہ بہ هوا

فلک بہ خنجر خورشید خون آن طفلان
روان بریخت چنان خون کہ داشتست روا

بر و گواه چہ حاجت بود درین صورت
ازانکہ سرخی شمشیر او بس ست گوا

همہ معاملت او بصدق باز آید
نخست اگرچہ غلوئے کنند در اغوا

ز زهره نغمہ آهنگ آنکہ او دارد
گرفت مرغ سحر یاد امینست ذهن و ذکا

فلک کہ گوهر خود را بریخت پنداری
نکاح دختر نعش است و عقد ابن ذکا

خزینہ هائے فلک سر بمهر تقدیر است
نصیب صبح کہ یکدم میان خوف و رجا

کشیدہ لشکر کشورکشائے رومی روز
زتیغ ہائے سحر در گریز خیل نجوم
نمود روشنم این نکتہ کاسماں ہر صبح
عجائب فلکی را نظارہ می گردم
درین نظارہ خیال نگار در نظرم
بران خیال خطاب من آنکہ تا نکنی
دہان خم بکشا بادۂ دمادم دہ
چہ خفتہ اید حریفان بادہ کش کہ کشید
بصبح صادق بیندر حُسن مطلعِ او
رواں چو باد ببادہ قریب باید شد
نہ خوش بود کہ رود رایگاں حسن وقتے

نماند زنگی شب را بہیچ جا منجا
ہمہ بزاویہ غرب ساختہ ملجا
کنند زصفہ انجم یکے صف ہیجا
غرایب فکر اندر ضمیر یافتہ جا
گہے پدید گہے ناپدید ہمچو سُہا
منِ زپائے درافتادہ راز دست رہا
کہ برنہ بینم چیزی زدانش وزدہا
زبانہ مہرۂ زراز دہان اژدرہا
خلاف شعر کہ ہست احسن او اکذبہا
بداں صفت کہ قریب است داں بادِ صبا
کہ کس نیافت ہمہ عمروقت خوش بہا

۳ | عروسِ صُبح بدیں خوبی و تری آنگہ
مزید کردہ بروز یور بہار بہا | ۴۹

کنوں کہ لشکرِ غم صف کشید بر سرما
چو در رسید بہار خجستہ گرما گرم
چہ التفات زسرمائے گُل کہ در مجلس
در آفتاب نگر برکشیدہ تیغے تیز
حمل ز آفت عین الکمال ترسد

چہ شد کہ آں مے گلگوں نیاوری برما
خنک بود اگر آہستگی کند سرما
اثر ہمی کند از آفتاب می گرما
برانکہ ذبح کند برہ ثمین سما
کہ یافت است زہر برج پایۂ اسما

چو رنگ لاله و بوی سمن گرفت جہاں   مئ چو لاله طلب از بت سمن سیما

مے طلب که نمود ار رنگ بہرام است   ہماں شمائل این ہفت گنبد شمآ

چو گل برآر صف طرب نشانهٔ عیش   که چند گاه نماند نشان ما و شما

یکے نظارهٔ نورستگان بستان کن   ز ابر باد بہاری گرفت نشو و نما

گل از جواہر شبنم چو تخت کیخسرو   چمن ز نرگس جامِ جہاں نمای نما

نماز را طرف سیستان نما گویند   بنفشه روز و شب اندر رکوع مست و نما

بنفشه کیست چو خاتون گل جمال و ہر   میان صف کمربستگاں یکے دا اما

بصحن باغ برافروخته گل سوری   ہزار شعلهٔ آتش ز چند قطرهٔ ما

به غنچه بین صبیے نو نہد گل خفته   چو طفلکے که بگہواره بند و شش ما

چه خوش بتے است گل اما وفا ندارد ہیچ   خوش آنکسے که بگوئی ورا آخرش ازما

زمانه در ہمه روئے زمیں ز سوسن و گل   مثالِ داد به تشہیر تیغ و سنگِ و نما

نظر به ہیچ نظاره نمیکند نرگس   کجا رود چه کند سخت علتے است عما

ہوا که عطر طراز ست از کجاست مگر   رسید محمل مشک از طراز و از یغما

چه می کشای چندیں متاع مشک اے باد   اگر ولایتِ یغما نکردهٔ یغما

بہار از گل و مل باغ آدم و حوا ست   چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خرما

گل شگفته مگر گفت شرح یحیی الارض   زبانِ نامیه تحریر اخرج المرعیٰ

بہار را چه دہم شرح و بسط پنداری   بہشت را بزمیں کرده اند استدعا

غرض اقامتِ سرو ست و بار گیے چمن   که ہدہداں به نمازند و بلبلان بدعا

بنفشه پشت خمیده سری فرو کرده   گماں بری که مگر می به پیچدش امعا

همه فروشدگان سر ز خاک بر گیرند
بتیغ مثل زند این روز را بروز جزا

کتاب خلقت گل را که بس خلق شده بود
فراهم آمده بار دگر همه اجزا

چو زاء زر بکف آمد طراز زر پیوند
اگرچه مرکز پیوند را نگیرد درا

گلاب میچکد از شیشهٔ فلک آرے
ز فیض اوست چنین بوے خوش گرفته صبا

بهر ورق که از وجه گل شود تازه
بخط سبزه کند کدخدائے باغ امضا

گزشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ
ولیک مرغ دمے میزند با سر حیا

طریق عاشق دارند شیوهٔ معشوق
که این تمام ستیزه است و آن تمام رضا

بجوئے باغ نگر مار پیچ چون ثعبان
کشیده هر طرفے یاسمین ید بیضا

چه موسم ست که مخصوص شد شگوفه گل
برائے خنده و گریه چو عید عاشورا

نمود لاله و گل حسن را مراعاتے
مراعتے که نمایند بر سبیل مرا

هزار گونه غرورست در سر هر گل
چه حاجتست که با او سحر کند اغوا

مگر بهار بنام ستم کند خطبه
که سرو منبر او گشت و قمریان قُرّا

مگر که بر رخ گل یار من تجلّی کرد
که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا

جمال گل همه از روئے خوبرویان ست
درین حدیث نه بینم مجال چون و چرا

بهار گوئی که می آرد از در خوبان
گل و صبا را هم جاگی و هم اجرا

سلامے از لب دلجوئے من مرا خوشتر
که هشت باغ در و چار جوئے را مجرا

دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بخر
چنین کنند ببازار عشق بیع و شرا

مے چو گل طلب از گلرخان آهو چشم
سپیده دم چو رسد آهوئے فلک بچرا

فسون گری صبا و خیال بازی صبح
کشیده لاله از خار و نعلے از خارا

بنفشه می نگری کو زچون قد وامق — قد چنار نگر راست چون قد عذرا
بنفشه پیش بتان چمن سرافگنده است — که جمله لعل و سپیدند او یکے سمرا
چنار پنجه برآورده شاخ زر خوشه بست — تو گوئیا اسد است این و آن دگر عذرا
عروس غنچه بصد روئے روئے پوشید — بجز صبا که کشاید نقاب آں عذرا
نوائے مرغ شنو پند ناصحاں مشنو — که جمله هرزه درایند بر مثال درا

۴

درآ به مجلس و جامے بخواه از مے جام — تو پخته ئے حذر از ناقصان خام درا

۴۹

چه جائے زرق و نفاقست ای غلام بیا — بیک دو باده مرا وارهان ز ریو و ریا
زباں بمهر بدم ماند مطربا تو بگو — خرد به شهر عدم رفت ساقیا تو بیا
بیا و جرعه مے ده بدیں شکسته خویش — که مومیائی من نیست جز به میم و به یا
بخنده گفتی بوسی ببخشمت یا نه — همان ببخشم نغز ست اگر نگوئی یا
نداهی کندت روح یا ندیم القلب — ازاں گهے که ندارا علامت آمد یا
که پائے وصل توام صلح میکنم بدو بوس — نگرچه قافیه بر محل نشست که یا
هوا به قالب گل میدمد دم عیسیٰ — یکے عزیز صفت کن نظاره احیا
دهان بلبله بکشا که گردد از بویش — زبان سوسن چوں سوسن زباں گو یا
بخاصیت بدهد باده ناتواں را زور — بلے تواند بودن خواص در اشیا
بخاک اگر بچکانند آں گداخته لعل — همه زمرد سر بر زند بجائے گیا
نگر چه روشن شد روز عیش ما چو گرفت — ز آفتاب شراب آسماں شیشه ضیا

شراب نیست که دریائے گوهر طربست
سمن برے که کشد یک دو جام شرم شکن
زجام باده اگر قطرۂ فرو افتد
چو هست کوثرے مجلسے کنیم امروز
طلب کنیم مزامیر را اول از بربط
مغنیانش نیایش کنان ولیکن اوست
دگر همان که بیک پا قیام میکند او
رگش ز پوست برون آمده عجب پیرے
رباب راست انائے غذائے روح درو
گہے ملازمتش با ورق چو اهل صلاح
دف است صاحب دو رو بدان همی ماند
بکوب سینۂ دف تا مے آرزو کندم
نے است شور دماغ بیارد همدم
چه نے که زاغ سیاهست خوشنوا زاغی
چو مرد معنی خوش دم به سخنی فرمی
نگر ز بانگ کمانچه بخواب شد ساقی
چه رنج می برم این باز کن سر گنجے
سخاوتم بکن اے ترک یک شرابم ده
زغم چو جامۂ گل شاخ شاخ شد دل من

پدید گردن گوهر دراو به از دریا
بدست باز چو گل بر درد نقاب حیا
حیات تازه دهد خاک مرده را چو حیا
ولے چو مجلس فردوس مجلس علیا
که اول او در رحمت کشاد در دنیا
چو کودکے که بود خفته در کنار نیا
سلام گوید هر شیب کرده آمده تا
که در هواپه پیراست و در سخن برنا
بپوستے تنکے بر کشیده روے انا
گہے معاملتش با خرک چو اهل زنا
که حاضرست بهر مجلس از پے آنها
بلے ز صد رهی خیزد اے پسر تنها
دمش نماند اگر یکدمے بود تنها
که همچو مرغ شکر خوار هست شکر خا
چو اهل همت یکساں بشدت و برخا
بلے خواص سماع آمدست استر خا
که انتهاش به میم ست و ابتداش زخا
زننگ چشمان جالے همیں بس ست سخا
بیار جام مے لاله رنگ لاله رخا

اگر بر دم کنند از صفائے مے صفتے   عجب مدار که زناز بگسلد ترسا
مے که گر مثلا خوردش بجا بلقاست   روایح خوشش او می رسد بجابلسا
نشاط می زد روں گنجها بروں آرد   گزاں شگفته بگردد سر رجال و نسا
مرا هم ایں دم خوش طیب از می مغنی ست   که تحفه می بردش کارواں بمرو و نسا
بتانِ سحر بیانم بهفصد ده و دو   نگرچه نقش بروں زد ز زلفِ غالیه سا
تا ملے که نمودم دراز تر ز امل   نگر که بر امل خود دراز کردم تا
چو رد ز ضیف اگرچه دراز گفتم شعر   ولے خوش است چو قلب شتا بقلب شتا
دراز گفتن نزدیک من ستوده نبود   ولے زبان خرد هست ایں قصیده ستا
قصیده نیست کتابے شدست از یک شعر   کم از کتاب نباشد که نسخه شد به سه تا
گر ایں کتاب من استاد ژند برخواند   فرو درد همه اوراق ژند باوستا
یکے به بیں که چه رنج برده آرے   زکات گنج هنر را هم آمدست ایتا
لزومِ قافیه جنس وز حمتِ اقوا   نگاه داشتن از شایگان و از ایطا
همه مواهب غیبے است ایں و آنم نیست   ازیں طرف همگی شکر وزاں طرف اعلا
خدائے عز و جل اندریں گریوه تنگ   گشاده کرد در فضلم از کمال عطا
همیشه بر حسن از فیض غیب کشف غطا ست   چو بر علی رضی الله عنه کشف غطا
اگر خلاصه انشار خود کنم انشاد   سپهر چاک زند بر خود ایں کبود قبا
سپهر نه هم از احکام طارِ طبع منست   بلے حساب جمل حرف نه چو آمد طا
قلم زنا قلم آهسته دار چند و ماغ   اگرچه هست سواد خط تو مشک ختا

درین خطه گه خاکی و خطه خذلاں

۵ — بنا صواب در آو نخستی خطاست خطا — ۴۵

یکے بصفۂ صفوت قرار گیر ولا ... کہ ہر چہار طرف در گرفت گرد بلا
بشہرِ نفس تو آشوبہاست از شہوت ... چہ بہ اگر کنی آن شہرہ را ز شہر جلا
در مجاہدہ زن تا شود دولت روشن ... کہ ہیچ آئینہ بے صیقلی نیافت جلا
غبار بود و صفا در دل زمین و فلک ... کہ این بسفل گرائید و آن دگر بعلا
اگر صفا نکند ہر دو بر دلست فتور ... اگر و فا نکند ابر غلہ است غلا
اگر ولایتِ تحقیق ملک خود دانی ... بیار حجتے از والیانِ ملکِ ولا
خلیل وار چنان راہ رو کہ از ہمت ... بجبرئیل نگوئے انا الیک فلا
معائنہ کہ ہمی پرسیم بخلوت پرس ... از انکہ حکم ملانیست ہیچو حکم خلا
بپرس ہر چہ کہ خواہی کہ خاصگانِ خدای ... جز از خدائے نگویند در خلا و ملا
عطیہ ایست مرا این سخن ز خالقِ من ... اگر چہ بر ملاء خلق میکنیم املا
ہر انچہ من کنم املا عجب کہ گر نکند ... زبان روح قدس بر ملائک استملا
ز چار طاق فلک ساز خیمۂ وحدت ... مسیح وار گرت ہست ہمتے والا
حجاب راہ تو طبع چہار پایۂ تست ... کجا رسی تو بدین نردبان بر آن بالا
کجاست جائے تو در بزم قرب تا نکنی ... بسان چشم قرابہ دو دیدہ خون پالا
گرت چو دریا شوری و جوششے باشد ... بدیدہ باشد اشکت چو لولوئے لالا
اگر بشوئی آلائش فضول از خویش ... معاینہ کنی از فضلِ حق ہمہ آلا
دل فرشتہ وشت ار اخدا خریدارست ... بدستِ دیو چرا می فروشی آن کالا

بکنج غمکدہ بستنی چو لا بر بند — کہ گنج دربری از گنج خانۂ الّا
بہ چار بالش الّا کہ تکیہ زد مگر انک — بدار گرد جہاں ہر دو بر دو گوشۂ لا
بہ ترکِ ہر دو جہاں گوئے گرچہ باکے نیست — ازانکہ ہرچہ کہ لا باشش تر بود ادنیٰ
زخار خار امل آں زماں اماں یابی — کہ ایں درخت ہم از بیخ بر کنی اصلا
مرا کزیں صفت اعراض کردہ ام کلی — گماں مبر کہ دگر پے در او فتم کلا
روم بہ سایۂ دین وخرم گریزم ازانک — یگانہ یافتم آں ہر دو مرغ را چو ہما
وجود من کہ یکے بوم عار غفلت بود — ازاں دو عز ہما یافت دام عز ہما
گر آرزوست کہ بر چرخ پایۂ شرفت — بر آورند چو سیارہ باش شب پیما
بہرچہ می طلبند از تو ایں جہاں بفروش — بریں متاع بدیں حد نشاید استقصا
جہاں چہ باشد نزدیک نکتہ پیرایاں — چنانکہ مزبلہ در جنب مسجد اقصا
اثر نماید تسکین ہر دمم بہ سخن — پدید باشد تلفیق نامہ ام بہ سخا
کجا رسند بریں سر جماعت غافل — کہ غافلاں را دور ست کعبہ از بطحا
اگر با اہل ضلالت جدل زنی صدرہ — چو گمرہند چگونہ برند رہ بہدا
دگر بہ سوئے ہدیٰ ساں کنند استدعا — خدا چہ گفت فلن یہتدوا اذا ابدا
بدار ملک بنا کن بنائے خانۂ دیں — ترا ہوس ہمہ بر مولد ست و بر منشا
بنصِ پاک ہمہ نیکبختی است ولیک — ترا ہوای تو بدبخت میکند حاشا
ہوا و حرص مکن ہر چہ ہست دریابی — چو رفتنے است ز دار الفنا بدار بقا
جوانیم شد و گر عمر ہم رود خوشتر — کہ من بہ آمدن خویش ناخوشم حقا
مرا ز عمر چہ راحت کہ تنگ شد روزی — مرا ز مشک چہ حاصل چو لنگ شد سقنا[1]

[1] کمر وغیرہ

چہ سود چشمۂ نیلے کہ میرود در مصر — کہ مرد قافلہ در بادیہ باستسقا
سوئے خراسان سازے کہ ہست عنقا نام — دریں دیار نہفتہ ترست از عنقا ٩
دریں دورنگی دوران نگہ کن اے خواجہ — حذر بہ ہست ازیں دیو فعل حور لقا
جہان خراب و تو عشرت طلب کنی لاحول — وساوسیست کہ شیطاں ہمی کند القا
جہاں بہ آبے ماند کہ ایستادش نیست — تو بر گذر چہ نشینی چو بقلۃ الحمقا
بہ شعبدہ نتوانی نصیب برد از خلق — مقام مرے نبرد از مقامراں بدجا
ہمانچہ قسمت تست آں کشند در پشت — اگرچہ شاہ و سپاہی و گرچہ شیر وغا
حریص راند ہند از جہاں پر مگسے — اگرچہ نخل بعالم در افگند غوغا
فلک ز خوشۂ خود توشہ نبخشد ناں — مثل اگر ہمہ شب بانگ شب کند غوغا
کسے کہ نعمت حق را نگاہداشت ز خلق — دریں جہاں خلق است و در آں جہاں رسوا
حسن بہر نفست شکر واجبست از انک — رساند حضرت حق ہرچہ داشتی دروا[1]
بہ میزبانی اصحاب دل ز دیدہ و دل — کمر بہ بند چو کردی در معانی وا

(٦) کنوں بیار پس از شرح ہر صفت غزلے
کہ شرط باشد از بعد ہر خورش حلوا (١٢)

کجاست آں ہمہ ترکاں گرفتہ ترک وفا — زدہ ز ترکش شوخی ہزار تیر جفا
دروں چو شانہ بے کین من ہمہ دنداں — بروں چو آئینہ با ہر ہمہ طریق صفا
کشادہ چشم و لبش در ولایت خوبی — بغمزہ دار سیاست ببوس دار شفا
چناں ز غیرت رویش قفا خورند نہاں — کہ بتگراں نشانند روئے شان ز قفا

[1] دروا = مطلوب

چو دل ممالک دل گشت و عشق او سلطان / وزیر عقل طلب مینماید استغنا

کنون کہ رفت ز من ہمچو یوسف از یعقوب / من و بلائے فراق و نوائے یا اسفا

دل مرا اگر آوارہ شد زخانۂ صبر / درخدائے بسندست حسبہ و کفی

حسن تو از ظرفائے زیادہ گوئے مباش / بلے فضول نبودست حرفت ظرفا

فرو گذار ز راز زبانت فار فضول / وگرنہ فا و بمانی چو مردم فا فا ؟

اگر ز نائرہ طبع شعلہ خیزد / سبک بآب ادب واجب آیدش اطفا

بگوی زین سپس اوصاف اہل حسن صریح / نگر بہ صنعتِ اضمار رو شیوۂ اخفا

مدار بیش بوصفِ جمالِ خوبان میل / کہ میل نبود صاحبِ جمال را بوفا

(۷) وگر کلام کنی بارے از کلام رسول / کہ ذوق در صفت مصطفاست مستوفا (۴۸)

زہے ہوائے تو از من خلاص داد مرا / پیامبر ثقلینی یگانہ دو سرا

مدار عالمی و علویانت شکر گزار / مراد آدمی و عرشیانت مدح سرا

امینِ صاحب سر صاحبِ سریر توئی / سر سران ملک صدر صفۂ دو سرا

زیاد نام تو دل را علامتِ دولت / زخاک پائے تو سر را عمامۂ دو سرا

ز فر دین تو وجہ کین تو دیدہ / موافقان ہمہ سر آمنافقان صبرا

رسول بازپسینی و پیشوائے ہمہ / شہ دو کونی و منشور تو ہمین طغرا

محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود / بدادہ حاصل این خطہ زمان خط ابرا

ز ننگ صحبت این گندہ پیر شیرین نام / نگاہ داشتہ تا روز مرگ استبرا

شکسته صدمهٔ تو قهر صدمهٔ کسری ربوده صرصر قهر تو افسر دارا
ز درفشانی تو بوده بحر را لرزه ز گنج بخشی تو آفتاب را صفرا
ترا مظلهٔ مجلس ز دوحهٔ طوبی ترا سراچهٔ مطبخ ز گنبد خضرا
شبی که مجلس عالی غیرتت بردند به نه بساط ازین هفت مفرش غبرا
نخست مسند جاروب تو مقرر شد زچه ز دیدهٔ رضوان و طرهٔ حورا
اگر نه زیر کف پای تو نهادی سر بهشت همچو کف دست میشدی صحرا
براق جاه ترا جبرئیل پر بسته ز کار خانهٔ والنجم اذا هوی بهوا
ستاره بهر بشارت شده در منشور شب از برائی مشام تو عنبر سارا
حسن ز فر ثنائی تو بر افاضل عصر مقدم است بدین یک قصیدهٔ غرا
یکی بهر گره از جنس اوست پیش روئی صف کلنگ نه بینی یکی ازاں غرا
ضمیرم این قدری گرد در سخن یاری چنانکه حق ثنایت بود گرایارا
جهانیات به نسبتی کنند ولیک تو آفتاب جهانگیری و جهان آرا
خیال از تف خورشید همت چه عجب اگر شود همه یاقوت و هر همه حمرا
تو شهر علم و دراں باب با علی است تولی تو باغ فضل و درو دو شگوفهٔ رعنا
ز گنج فضل برین مطلعی که هفتم شد نثار کن که بسی گنج دیده ام زیرا
لزوم را و الف کردم این قوافی صرف حکیم آخر حدی نهاده قافیه را
کنون چه هدیه نون و القلم بمدحت خاص کنم ملازمت نون پس از ندارم را
نقاوهٔ لفظ تو شد چشم و گوش را راحت که نور دیدهٔ دینی و در درج دنا
کمند دعوت تو آنچنان دراز افتاد که عالمی ز درازی گرفت تا پهنا

چو اتفاق سواری بود عجب نبود | که آفتاب جنیبت شود هلال خبا
کسیکه خاک در ترا نساخت سرمهٔ چشم | شد آب دیدهٔ او جمله خون برنگ حنا
سزد که بر در تو جان خود کنم قربان | تو کعبهٔ منی و سدهٔ تو جای منا
چو میهمان مرا میر تکیهٔ خاصم | مرا برون ز حد امیر فقر نیست غنا
چه جای فقر گر امروز تا ابد با من | ز گنج مدح تو و نقد نعت تست غنا
طویله ز جواهر کشیده ام اینک | نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا
تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست | سخن فروشی چون من فضولی رعنا
بصدر تو سخن من چنان بود که کسی | کشد بخوانچهٔ خورشید ماهی صحنا
دلی بفر ثنای تو و بفضل تو هم | توان شد از فضلای زمانه مستثنا
تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد | تو مایهٔ کرمی دستگیر اهل عنا
اگر فنا شوم از دوستی نام تو به | بقای نام تو خواهم چه غم خورم ز فنا
فلک کشد بدعا دست ز آستین هر صبح | بر آن طمع که شود پیش آستانت فنا
اگر بپای تو افتد فلک رهاش مکن | روا ندارم بر پشت پای تو مینا
کمال حسن ترا خود حسن چه دریابد | نگارخانهٔ چین است و چشم نابینا
خهی دقایق طبعم ز نیم اشارت تو | تمام تر ز اشارات بوعلی سینا
کنم بدولت ارشاد تو مناجاتی | بدرگهی که دل و دیده راست انس و سنا
قبول بختا یارب قبول گردانی | زکات خاطر من بر خواطر دانا
رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن | بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا
چو در محلت ایمان خویشتن گردم | بنام هر یک بیتی ازین قصیده بنا

وریں معاملہ رازیست بندہ راپذیر حسنؔ چو ختم سخن میکنی دعائے کن	کہ ایں خراب ہماں از پئ بود دنیا چنانکہ رسم کہن آمدست بعد ثنا

۸	وریں محل چہ کنم جز دعائے خاقانیؔ کہ ربنا وقنا شر ما قضیت لنا	۱۰

اینست بزرگ نعمتے صبر بحالت بلا توچو زمیں رہا مکن قاعدۂ فروتنی ہر کہ بدور ایں زماں کرد جلالت آرزو خلوت ذکر بس خوشست الفت خلق گوشہ کن فقر اگر سیہ کند آئینۂ مراد تو چوں ز وفا کشادۂ بر دل خود دریچۂ صدق چو نبود اندروں ورع اوفتد خلل خلق جہانست یکبیک بہر فساد ساختہ از سپہ نیاز خود بدرقہ ساز چوں حسنؔ ہر کہ دمہ کہ درجہاں یافت نشان زندگی	دام بلا قبول کن چوں زدۂ دم ولا آں فلک است کو نہاد برخود علامت علا حاصل ازاں جلالتش غر گہ پست یا جلا جمع علائق خوشی یاد خلائق خلا تو بسرشک دیدہ رخ سرخ نمای برملا روی بداں دریچہ کن بام کشا پس ادلا نم چو نبارد از فلک بر غلہ اوفتد غلا آہ کہ کس نمی دہد خوان صلاح را صلا بو کہ بروں بری گہے پے زگزر گہ بلا ہستی او بعاقبت ہست بہ نیست مبتلا

۹	نوحؑ ہزار سالہ بد ہم بہزار سالہ شد در عدد جمل نگر بعد ہزار چیست لا	۱۳

از برائے عید می پرسید شہرے ماہ را	عید من آں بس کہ بوسم آستان شاہ را

جشن سلطانی مرتب شد چه پرسم عید را
غرهٔ میمون شه دیده چه بشنم ماه را

بس عجب نبود که ماه عید ازین پس بنده وار
قبله سازد آفتاب روی ظل الله را

شد علاؤالدین والدنیا محمد کاسمان
هر زمان پیشش زمین بوسد مزید جاه را

کرد فراش ازل نصب از پی سلطان عهد
برتر از نه بارگاه چرخ خرم گاه را

هست در افواه کامد سال عمر او هزار
بس اثرها دیده ام آوازهٔ افواه را

تیغ چون آتش همه بر راه دین دارد گزار
پاک کرده از خس و خاشاک کفران راه را

خلق نیکوخواه شد دست دعا برداشته
وانکه بد خواهد خدا بردار دان بدخواه را

خصم بد دل را خدنگ شاه لب بر لب بدوخت
تا برون نارد بآسانی ز سینه آه را

چرخ را با بندگان شه ستیزه روی نیست
پنجه با شیران نباشد مصلحت روباه را

تا که بر مصداق یحی الارض نو نو نامیه
جان دهد برگ درختان را و برگ کاه را

باد از بخشش رسیده مژده های جانفزا
دشمن اندر جان گرفته اندهِ جانکاه را

(۱۰)

جان من بنده حسن شادان ز جان بخشی شه
حرز جان خویش کردم مدح این درگاه را

(۱۱)

این منم یارب که بوسم خاک پای شاه را
جان نثار آرم سر زیر پای شاه را

خاک پایش بوسه دادم پای بوسم آرزوست
بی اجازت بوسه نتوان داد پای شاه را

شه علاؤالدین والدنیا محمد کز ازل
شاه عالم آمد و عالم برای شاه را

جبرائیل از آیت نصر من الله هر زمان
نقش بند و رایت کشور گشای شاه را

چرخ از جوزا کمر بربست بهر بندگی
تا چه فرمان روی خواهد داد رای شاه را

بے رضائے شاہ جاری نیست گوی آسمان
بر قضا سابق ہمی دارد رضائے شاہ را

بحر با صد لرزہ بر یک جائے ساکن شد ز شرم
تا صفت کردم روانے من عطائے شاہ را

منت ایزد را کہ سر تا پائے من رحمت گرفت
اول این دیدہ کہ می بیند لقائے شاہ را

عیسیٰ از قانون طب میساخت معجونے ولے
شربت از نوش خضر دارد شفائے شاہ را

شد بہار دولت اینک بہ بستانہا چنار
دست بالا کردہ میگوید ثنائے شاہ را

(۱۱)

چون محمد بادشاہ در عصمت عون خدا ست
این حسن ثانی حسان شد ثنائے شاہ را

(۷)

ساقیا جان تازہ کن از جام مے یکدم مرا
خرمست بادا ہمہ عمر ار کنی خرم مرا

گر دریں مہ قوم اندر کعبہ و زمزم رسید
چتر شہ چون کعبہ بود و کفتیں زمزم مرا

فتح شد ذوالحجہ فتح آرزوہا شدم
گر کنی پیش از محرم با قدح محرم مرا

آخر ماہ ست اگر چہ آخر سال ست نیز
اول عمر ست حالے از شہ عالم مرا

شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک
جز بمدح جانفزائش بر نیاید دم مرا

خسروے کانعام عامش بر طریق معدلت
کارساز دہر ہمہ آفاق را و ہم مرا

(۱۲)

صد ہزاران سال بادا بر سریر ملک شاد
زانکہ شادی ثنائش وار ہاند از غم را

(۶)

شہنشہ را اساس ملک تا با د اقوی بادا
سریر خسرویش از افسر کیخسروی بادا

علاء الدین والدنیا محمد شاہ کز عشقش
ظفر در ہمسری خواہد فلک در پیروی بادا

فلک هر شب همی آرد نثار شاه شعری را ‎ ‎ پس از شعری که آورد او دو پیکر مثنوی بادا
چو گنج افشاند سلطان آفتاب آسا بهر سوی ‎ ‎ عدو چون بوم اندر کنج عزلت منزوی بادا
شه شاهان شهنشاه است و بازوی ملک را جان ‎ ‎ همیں سر باد پاینده همساں بازو قوی بادا

(۱۳)

ید بیضاست نے مشکل مراد هر ثنائے شه
چو دستش موسی آمد هم دعایش عیسوی بادا

(۵)

بیا ساقی که فصل عید رونق داد عالم را ‎ ‎ روان شد باد نوروزی روان کن باده جم را
ازیں پس ماه جامی از هلال عید روشن تر ‎ ‎ که از اقبال شه هر روز نوروزست عالم را
ازاں یکجا همی ایند عید و روز نو اکنوں ‎ ‎ که ایں ساقی شدواں میر مجلس شاه عالم را
بصف بندگان نوروز و عید استاده پنداری ‎ ‎ مبارک باد میگویند سلطان معظم را

(۱۴)

علاء الدین والدنیا که از روز نی خلق او
به از عید است هر روزے که هست اولاد آدم را

(۱۷)

الٰهی دولت سلطاں همیشه کامراں بادا ‎ ‎ چو عمرش جاوداں وانند ملکش جاوداں بادا
خضر یار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش ‎ ‎ همه حاجت روا بادش همه فرمان رواں بادا
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور ‎ ‎ که از الطاف غیبی انچه او خواهد همان بادا
درش کامد زوهم چار طبع و پنج حس بیروں ‎ ‎ پناه شش جهات و قبله هفت آسمان بادا
جهاں از بندگی شاه آزادی کشد دایم ‎ ‎ جهان و هر که دروے بنده شاه جهان بادا
چو از شادی شاهان شاد شد یارب که پیوسته ‎ ‎ بشادی که پایانش نباشد شادماں بادا

هراں مجلس که او فرمود زهره مطربش آمد
بهر قلعه که بکشاید عطارد مدح خوان بادا

چو از قلعه چه انداندر زمین الاکه بر گردوں
ده و دو برج از انیز فتح شه ضمان بادا

برین فرخ بساطے کز نشاط بو مطر اشد
فتوح غیب و عیش جاودانی میهمان بادا

بهر خضر خان و مبارک خان و شادی خان که هر خانی
ز آفات و مخافات زمانه در امان بادا

عمر خاں و شه حید صفت بوبکر خان هر یک
چو بوبکر و عمر حکم هدی را حکمران بادا

هماں خان مبارک فال از نام فرید الحق
که همچوں نام مقبولاں جمیع انس و جان بادا

خدایا حق آں پیر جوان بخت بو اں گستر
که بخت آں جواناں تا جهاں باشد جوان بادا

شهنشه آفتاب آسا برین سیارگاں قایم
شعاع طلعت او نور بخش خاں شان بادا

حسن کیں آستاں کهف عصمت یافت در عالم
کمینه مادح و کمتر سگ ایں آستان بادا

۱۵

چه باشد گرچه باشد خاطر یک شهریار او
من آں گویم که یارب شهریارش مهربان بادا

۷

وقت است کز ابر صفا یکسو نهم گرد جفا
روشن کنم چشم وفا از خاک پائے مصطفا

ای بحر عفو و عاطفت کافی کف و صافی صفت
یاقوت درج معرفت خورشید برج اصطفی

در پیش او هفت آسماں سر بر زمیں در هر زماں
دل را درش دار الاماں جاں را لبش دار الشفا

ما زاغ در باغ کهن دیباچه او لاف کن
چوں ماه کامل در سخن چوں صبح صادق در صفا

چوں حیم صدر جنت او چوں را دلیل رحمت او
چوں دال تاج دولت و بد همچه عنا فردا

اعداش را چوں گمرهاں مهر ضلالت بر دهاں
اخراج برده از جهاں سیلے خدمت از قفا

اکنوں حسن دانی چه به پایش ببوس و سر بنه

۱۶	جاں در وفائے او بدہ در عذر آں چندان جفا	۳

دستِ فلک چو برکشد بندِ صبحگاہ را — رُوحِ آمین دعا کند دولتِ پادشاہ را
شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق — عصمتِ حق پناہ باد ایں شہ دین پناہ را

۱۷	عید رسید پیش کش کردہ کماں ماہ را تہنیتے ہمی کند دولت بخت شاہ را	۹

دیدہ بر مستی ندارد عاشق دیدار ما — مست دُرد و درد باشد محرمِ اسرار ما
خواجہ را گو تا دکان ہستی گرد آورد — زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما
ما یکے را بر شمیم آں دیگرے را در شمیم — کار کار ماست کس را کار نے با کار ما
خار خار عشق ما در جاں جانبازاں طلب — کے خلد داماں ہر تردامنے را خار ما
آنکہ از دنیا و عقبیٰ یار ئیے میخواہد او — ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم او یار ما
بر در ما بار خواہی بار خود از خود بنہ — گر تو ایں رہ میروی یا بار خود یا بار ما
اندریں رہ مہر تاباں یک بدیگر میرسد — آنکہ واصل نیست حاصل نیستش انوار ما
ای محمد سر ز زنداں خانۂ خاکی بر آر — پس قدم در نہ بہماں خانہ دیدار ما

۱۸	چوں حسن را بلبلی دادیم اندر نعت او تو صبا خلقی گلے بفرستش از گلزار ما	۲۲

به شکل دائره غم گرد من محیط شد است — من ضعیف چو نقطه دران میان تنها

همی رود بخطر گاه مملکت هر روز — زهے گرفته چو خورشید آسمان تنها

نخورده هیچ به تلخی من آن نواله غم — سفندیار که رفت او بهفت خوان تنها

مباد هیچ کس از دوستان چنیں که منم — بکام دشمن و از جمله دوستان تنها

ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار — ز اهل بیت غریب و ز خانمان تنها

به تیر بیں که چگونه است در کشاکش هجر — بگاه آنکه همی گردد از کمان تنها

سفر گزید همه مردمان و من غافل — چو خفته که بماند ز همرهان تنها

دلاوری جهاں بیں که از مکابر دزد — عجب بود که توان برد نقد جان تنها

هزار شکر خدا را که نقد ایمان هست — اگرچه مانده ام از نعمت امان تنها

چو شیر خفته به تنها دهم ز حصه خویش — نه چوں سگے که فرو گیرد استخوان تنها

بصدر شسته عزیزان من آستاں بوسم — روا ندارم و دربان بر آستان تنها

چو گرد طبع بر ایم صلا دهم همه — که از کرم نبود طوف بوستان تنها

دلے ز طایفه میوه دزد می ترسم — که باغ سخت بزرگ است و باغبان تنها

جهاں ز نظم ترم هست چوں دهان آب — منم زبان سخن گو دران میان تنها

بحسن نظم حسن یک زبان شدند همه — منش همی نستایم بیک زبان تنها

زبانش نعت زبان رسول گوید و بس — ازان زبان سخن گوست این زبان تنها

مه چهارده خورشید آفرینش گوست — میان دائره کون قطب سان تنها

کجاست یوسف بختم که همچو یعقوبم — به بیت احزان با چشم خون فشان تنها

بما فرست خط عشق ما به هیچ خودے — دگر کسے به پذیرد بمار سان تنها

جہاں چو حلقۂ خاتم شدست تنگ و منم | نگینہ وار بماندہ بیک مکان تنہا

۱۹

دراں زماں کہ نہی پا بر آستانۂ خلد
تو دستگیر کریمی مرا عله میاں تنہا

۱۸

دوش معراج بُد از خانۂ خمار مرا | سرِ خم باز کشادہ در اسرار مرا
جنبشِ شہپرِ طاوسِ ملایک خورشید | کرد آواز لبِ بلبلۂ بیدار مرا
شبِ معراجِ من از خطِ خوش ساقی بود | قابِ قوسین نمود ابروئے دلدار مرا
مستیم بیں کہ چہ اسرار بروں میریزم | اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا
مدہ اے خواجۂ ہمسایہ مرا چندیں پند | یا بروں میکنی از سایۂ دیوار مرا
گفتیم در تو نمی یابم ازیں پند اثر | کاش در دہر نمی یافتے آثار مرا
چند گوی کہ در دولتسیاں لازم گیر | ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا
خار خارِ رہِ معشوق بہ از صد گلزار | گل و گلزار ترا خارِ جگر خوار مرا
سبع ایوان بتو بخشیدم و ہر ہشت بہشت | ثانی اثنین و بن غار و سر یار مرا
عشق کاریست و گر بار دگر گویم نہ | حاجتے نیست دریں نکتہ بتکرار مرا
دوست گوید کہ عزیزم کند از آتشِ عشق | ہیچ دشمن نتواند کہ کند خوار مرا
اندکے یارِ من ار از غمِ من اندیشد | بس چہ اندیشہ بود از غمِ بسیار مرا
زہد بتقلید یم از جادہ بروں می فگند | گیسوی دوست نگہداشت چو زنار مرا
بستۂ زلفِ بتاں گشتہ ام ومی ترسم | کہ رسن بستہ بر آرند ببازار مرا
مرکب از شیر کنم مقرعہ از مار از آنک | جائے جولاں نبود جز بہ سرِ دار مرا

عله حمان = نگراز

بند منصور سر زلف پریشانش بود — این همان سلسله گرده ست گرفتار مرا

همه روز از لب تو جان نوم امیدست — تا چه روزیست ازین غمزهٔ خونخوار مرا

دجله دجله چو می از دیده فرو ریخت حسن — جام می تا خط بغداد وده ای یار مرا

20

ردیف (ت)

دل نهادیم بهر حکم که از تقدیر است — ترک تدبیر پسندیده ترین تدبیر است

خانهٔ عافیت امروز مسلم نشود — بام او خار گرفتست و درش زنجیر است

عمر آن نیست که صد سال بخون خوردن رفت — عمر آن سی سه طفلیست که اندر شیر است

دهر سازیست که زیر و زبرش آهنگست — هرچه آن سوی بم است این سوی دیگر زیر است

کثرت مطلق از اجزای کمان چون نبرد — اثر راستی حرف که اندر تیر است

گر پیاده است برین نطع دو رنگی باشاه — همه منصوبهٔ شه تعبیهٔ تقدیر است

ای به تذکیر نشسته گنهت یاد آری — که همان یاد گناه تو ترا تذکیر است

ظالمان را نبود پند بزرگان مانع — گورکن را شب آدینه چه دامنگیر است

سر به نخوت چه بر آوردهٔ ای سروبلند — پنجهٔ مرگ نه چون پنجهٔ بید انجیر است

21

والله امروز همین بود دم من که چو صبح
کای حسن این چه روا داشتن تقصیر است

خلقی خوشنود و شاد که نوروز عالم است — نوروز بنده یک نظر شاه عالم است

برشاخ و برگ باغ کرم میکند بهار — باغ و بهار من کرم شاه عالم است
یکدم که آفتاب صفت رخ برین کند — صبح سعادت من مسکین همان دم است
هرکس که راه یافت به بستان فضل او — کارش سرور هست و چو غنچه فرحم است
شاهنشه جهان که ز خلق مبارکش — آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است
سلطان علا دنیا و دین آنکه رای او — اندر حریم غیب همه ساله محرم است
صاحب قران محمد شاه جهان کشای — کاندر جهان همیشه چو قرآن معظم است
داؤد دار بلکه سلیمان صفت برو — هم ملک و هم خلافت ملکش مسلم است
شد سالها که در هوس دست بوس شاه — فیروزه سپهر خمیده چو خاتم است
در اوج قدر او نرسد عقل را قدم — گرچه بر آفرینش گیتی مقدم است
ذات کریم شه که کرم وصف خاص اوست — بر خلق مکرم آمده وز خلق مکرم است
هستند شهری از کف چون ابر شهریار — امیدوار رحمت و بنده حسن هم است
تا نام باغ زنده ز آثار نامیه است — تا روزگار نامیه زنده هم از نم است
خوش باش فرش مجلس شه چون بساط خلد — کاعداش را بسیط جهان چون جهنم است

۲۲	ایوان ملک شاه مدام استوار باد کارکان او بقاعدهٔ عدل محکم است	۷

بریں بساط نه بنشینم که همنشین رفتست — مردمے که گمان داشتم یقین رفتست
ز خلق ازان گنم انزا که خلق ناپیداست — به موم ازان زنم آتش که انگبین رفتست
درین خزان سبب باغبان که باغ مرا — طراوت از گل و تری ز یاسمین رفتست

صفای دل نشود چوں درو حضوری نیست	شکوه جم برود چوں از و نگیں رفتست
هزار مردم دیده ز چشم من رفتند	ولے مرا نظر اعتبار ازیں رفتست
کسے که پا ز نخوت بر آسماں می رفت	بسر شکستگی امسال در زمیں رفتست

۲۳	اگر نه رفت بکام تو در جهاں کارے حسن مرنج که کار جهاں بریں رفتست	۱۵

ز فتح شاه عالم را بهار است — بهار او فتوح روزگار است

جهاں ملک او زانست تازه — کز آں پروردهٔ پروردگار است

دریں حضرت ز نو نو غنچهٔ فتح — همه ایام گوئی نو بهار است

گل نصرت که رست از سبزهٔ تیغ — ز سرسبزیٔ بخت شهریار است

شهنشاهے که دائم طالع او — بهر عزمے که خواهد اختیار است

علاء الدین والدنیا که از وے — بنائے دین و دنیا استوار است

محمد شاه بحر و بر که اسلام — ز تیغ بیقرارش برقرار است

چو پیدا کرد تیغ یاسمیں فام — زمیں از خون کافر لاله زار است

چو حق را در میاں می بیند الحق — همه مقصودها اندر کنار است

بحمد الله که از باران عدلش — هوائے ملک و دولت برقرار است

الا تا وقت نصرت رایت گل — زمیں را ز آسماں هر دم نثار است

نثار فتح بر رایات شه باد — که فتحش دین و ملت را مدار است

دعائش خواستم گفتن چه گویم — که عمرش چوں عطایش بیشمار است

خدا گورامنزه عیبم از یار	شهنشه را بهر تدبیر یار است

(۲۴) حسن زین بادشاه بنده پرور
چو دیگر بندگان امید وار است (۷)

باغ امروز مگر طلعت سلطان دیدست	که گل دولت او هر طرفی خندیدست
این چه شادیست که در پوست نمیگنجد گل	گوئیا شاه جهان مهر زرش بخشیدست
دفتر غنچه سراسر صفت خلق شه است	گر تری هر ورقش یک بیک گرچقیدست
همه از مجلس شاه است گل سوری را	چند پر کائیل که بدامن چیدست
برکف شه نظر افتاد مگر نرگس را	زانکه تا چشم کشادست همه زر دیدست
شاه زر بخش جهان گیر علاء الدینا	که همه ساز فلک گرد سرش گردیدست

(۲۵) حامی و حافظ او فضل خدا باد آمین
هر دعائے که حسن گفته خدا بشنیدست (۷)

روئی خود را ماه میخوانی که میگوید که نیست	موے خود را مشک میدانی که میگوید که نیست
چون رخ خود را بهشت عاشقان کردی گفت	بر سمن سنبل چه میشانی که میگوید که نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چه مشکل اندران	روے تو نور مسلمانی که میگوید که نیست
گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که هست	ور مرا تو سخت جان دانی که میگوید که نیست
جانم از خاک در شه آب حیوان یافتست	آنکه هست اسکندر ثانی که میگوید که نیست
شه علاء الدین که می بینم زجان بخشی او	بر همه کس منت جانی که میگوید که نیست

٢٦

شاه را صد بنده چون خاقان و من میدانم که هست
بنده پیشش صد چو خاقانی که میگوید که نیست

٨

تا خطت ریختن خون مسلمان آموخت
شاد باد آن لب شیرین چه خطا خوش دارد
مقری تو لب خونی تو مید آخر
حسن امروز نوائے دگر آموخت اگر
سحرہائے که بدشواری ازو می زاید
غمزه تست که ختم است شکاری زدنش
مصطفیٰ خلق معز دول آن کزپی خلق

چشم خوں ریز تو گوئی که دو چنداں آموخت
زلف تو گرچه خطا آموخت پریشاں آموخت
کافرے را چه غرض بود که قرآں آموخت
دوش تو ناله از مرغ سحر خواں آموخت
آں ہمه غمزهٔ جادو ہمه آساں آموخت
آں شکارے زدن از تیر آتغ خاں آموخت
جبرئیل از لب او آیت احساں آموخت

٢٧

عمر چوں خضر علویش چو سکندر بادش
که صفاداری وصف کردن ازایشاں آموخت

٧

باغ بہشت وصف جمال محمدؐ است
نون والقلم ہدایه از لوح خلق اوست
کرسی که ہشت تخت فلک تحت قدر اوست
آغاز عید شادی و انجام صوم غم
زان شد فلک ز تخته خاک این چنین بلند
ہست این نعم نوالهٔ از خوان او بلے

ختم رسل صفات کمال محمدؐ است
طاہا اشارتے ز جمال محمدؐ است
یک پایهٔ ز جاه و جلال محمدؐ است
موقوف ابروئے چو ہلال محمدؐ است
کیں حرف خم پذیر چو دال محمدؐ است
جمله نوالہا ز نوال محمدؐ است

۲۸	آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے کو بندۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ است	۷

اے خواجہ بدولتم ہوس نیست
بے یاد تو مرغ را نوائے
من شمع غمم تو صبح شادی
آں پائے ترا کہ عرش سایست
حلوائے پسین انبیا تو
گیسوئے تو بندہا کشادہ

ایں دولت بندگیت بس نیست
بے نام تو صبح را نفس نیست
جز پیش تو مردنم ہوس نیست
چوں بوسہ دہم کہ دسترس نیست
ایں طرفہ کہ بر تو یک مگس نیست
آرے شب عید را عسس نیست

۲۹	بر بیکسی حسن بہ بخشائے آں ظالم نفس گرچہ کس نیست	۹

بہر طرف کہ نہد روئے بخت بیدارت
خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں
چو کعبہ قبلۂ اسلامیاں محمد شاہ
جہاں ز خصم ستانی بہ بندگاں بخشی
نظام و مصلحت ہفت کشور از در تست
موجہت کہ برابر برق خندہ کند

خدائے عزوجل بس بود خریدارت
کہ سجدہ میبرد از دور چرخ دوّارت
کہ نصرت ازلی ہست تا ابد یارت
جہاں ستاناً نیست در جہاں کارت
چو نور دیدہ ہفت آسمان ز دیدارت
کہ قطرہ بار و پیش کف گہربارت

نگرچه بازخجسته است مطلع این شعر
دوباره میکنم این دُر غیب اشارت

نگاهدار تو بادا خدای عزوجل
بهر طرف که نهند روی بخت بیدارت

(۳۰) حسن چگونه ثناگویدت چو بار دهی
که جبرئیل دعا میکند به هر بارت (۱۱)

صبح بر گل خنده زد تدبیر بستان واجبست
بادهٔ گلرنگ و بزمی چون گلستان واجبست

بادهٔ جان راراحتی، تن را دهد روحی دگر
پاسبانیٔ تن و غمخواریٔ جان واجبست

می چو مرجان، جام چون دُر نوش چون ساقی رسید
در مفرح هم شکر هم در و مرجان واجبست

جام بر یاد ثنای شه کشم خود روز و شب
جام این معنی کشیدن بر ثناخوان واجبست

حضرت شه را دعا گویم چو دیگر بندگان
زانکه بعد ازین فریضه بنده را آن واجبست

بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا
روز و شب مداحیٔ درگاه سلطانی واجبست

شه علاء الدین والدینا محمد شاه آنکه
دوستیش اندر همه دلها چو ایمان واجبست

خاص و عام از بخشش بخشایش او میخورند
خاصه امروز این طرف بر کل ارکان واجبست

ز آب حیوان شست سر شهزادهٔ دوران بلی
از پی سرشستن خضر آب حیوان واجبست

از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق
عمر خضری خواهم الحق دو چندان واجبست

(۳۱) اندرین مجلس حسن از باغ طبع این گل فشاند
هر کجا مجلس مرتب شد گل افشان واجبست ( )

زهی جان جهان آرا و خورشید جهان دولت
کریم کامیاب و کامگار کامران دولت

نکو رائے و نکو روے و نکو فال و نکو طالع
معز الحق والدنیا الغ خان زمان داور
ہمیشہ ایں نہال ملک را سرسبز می بینیم
کمان چرخ با اوج نگشت و تیر کے گردد
فلک سر بر در ایں خانہ می مالد چو می داند
چو در صدر سعادت جان ما کش میہمان آید
حسن تو دولت پابوس او ہر بار ہیجستی
دعا را باش و ہر ساعت بخواہ از حضرت ایزد

نصیبش از فلک فتح و نصابش از جہاں دولت
کہ دارد او نہ تائید ازل از لامکاں دولت
برو بارید گوئی جائے باران ز آسماں دولت
چو بہر بازوے او راست کرد دست از کماں دولت
کہ ہرگز سر نہ پیچد زیں مبارک خانداں دولت
ز لقمہ خانہ غیبش بہ پیش آورد خواں دولت
خدا را شکر کن کامروز ہیوستی بآں دولت
بقائے جاوداں بابقائے جاوداں دولت

۳۲

ہمیشہ تا کہ دولت اصل شادیہا بود او را
بہ بزمش ہمنشیں شادی بعزمش ہمعناں دولت

۱۵

صبح چوں روئے گلستاں آراست
بسرودے کہ شب ہمی گفتند
وقت صبح ست رود باید و مے
ساقیا گر صفائے آموزی
خیز یار از خواب و سر بر کن
صبح صادق ہمہ جہاں بگرفت
صبح را دوست داشتند ہمہ
سر ز بالیں بر آر تا گویم

ہیچو گل تازہ روئے باید خاست
ہم شراب شبانہ باید خواست
تا کہ توفیق ایں دوگانہ کراست
بارے از صبحدم کہ عین صفاست
ق وقت بیداری و سعادتہاست
ہم چنیں باشد آنکہ باشد راست
دوست بہ سر رسید خواب خطاست
روز روشن شد و جہاں آراست

بادہ بر یاد شاہ عالم نوش
شاہ عالم علائے دنیا و دیں
بادشاہ جہان محمد شاہ
ہمہ از اتفاق طالع اوست
مے صاف و کف مبارک او
خواست گفتن حسن دعایش لیک

که ز شاہان عهد بے ہمتاست
کہ درش از سر فلک بالاست
کہ چو دور سپہر دیر بقاست
بسعادت کہ در جہان پیداست
گوئی ایں گوہرست و آن دریاست
او چہ محتاج ایں دعا و ثناست

۳۳

ہر کجا ہست و ہر کجا باشد
حافظ و ناصر و معینش خداست

۱۱

اے فضل خدا نگاہبانت
بخت از لست ہم رکابت
زر بخش علائے دنیا و دیں
شاہ عرب و عجم محمد
احسنت زہے سعادت من
اے آب حیات جرعۂ تو
گر ہست کسے بہ روم یا چین
تو شاہ جہان و جملہ عالم
ایں عالم پیر باد پیوست
تو آمدہ میہمانِ اسلام

سرہائے سران بر آستانت
فتح ابدست ہم عنانت
اے جاں و جہان فدائی جانت
ملک عرب و عجم از آنت
کاحسنت کشید از زبانت
نہ جام سپہر جرعہ دانت
بادا ہمہ ریزہ چین خوانت
پر از علم جہان ستانت
در سایۂ دولت جوانت
اسلام چو ملک میہمانت

تو دین خدا ے را نگہباں	تائید خدا نگاہبانت

۳۴	ردیف (د)	۹

منازا ے بت چیں کہ چیں ہم نماند
قرار جہاں ایں چنیں ہم نماند

بزہر غم ار عاشقے گشتہ گردد
شکر خندۂ نازنیں ہم نماند

تہی دست ویرانہ خسپ ار بمیرد
جہاندار اورنگ شیں ہم نماند

نہ جم ماند اینجا نہ نقش و نگینش
چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماند

نماند بچیں ہیچ بتخانہ آوخ
چہ بتخانۂ چیں کہ چیں ہم نماید

بچرخ بریں میسکنی تختہ دایم
ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند

چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے
کہ مونس نماند قریں ہم نماند

اگر بگذرد مرد کژ گوی و کم داں
سخنداں باریک بیں ہم نماند

۳۵	ہمی نالئے مانند مسکیں حسؔن را بترسم از آں روز کیں ہم نماند	۷

گزشتگان جہاں حال خویش چوں گویند
کہ زیر ضربت چوگان عشق چوں گویند

یکے بپرس ز نورستگان باغ ایدل
ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند

فراق دیدۂ گل چہرگاں بنید انم
کہ از کہ یاد کنند آں زماں کہ گل بوینید

خبر شدت کہ فلانی برفت آگہ باش
کہ روزے ایں خبر تو بدوستاں گویند

غم جنازۂ خود اے عجب چرا نہ خورند
کساں کہ بر سر تابوت مرد ماں پوئید

چو روشن است که آن رفتگان کجا رفتند — هنوز این دگران هم کجا همی پویند

۳۶ — ۷

حسن بکوی عدم گم شدند یارانت
بگو نشان ز جا گم شده کجا جویند

فلک با کس دل یکتا ندارد — ز صد دیده یکی بینا ندارد
درخت دهر سر تا پای خار است — تو گل میجوئی او اصلا ندارد
جهان از مرد میها مردمان را — نویدی میدهد اما ندارد
درین کوی اریکی سرکه فروشد — مرنج از وی که او حلوا ندارد
کسی کز هفت بام چرخ بگذشت — ببلغ هشت در ماوا ندارد
کسی کاینجا مربع شنید از کبر — در ایوان مشتمن جا ندارد

۳۷ — ۷

حسن آخر چرا اندیشی امروز
ازان فردا که پس فردا ندارد

بوی راحت در همه عالم نماند — آدمیت در بنی آدم نماند
چند پرسی از نکو نامان از آنک — نیکوئی را نام در عالم نماند
مردم از غم کی رهد انصاف رفت — بیژن از چه چون جهد رستم نماند
مانده ام با یک ولی صد جای ریش — چون کنم چون در جهان مرهم نماند
یک نفس برکار بود آنهم گذشت — نیم جانی مانده بود آن هم نماند
با که خواهی دم زدن از نیکوئی — محرمیت را یکی محرم نماند

۳۸

حال محرم بشنو از مسکین حسن
در همه عالم یکے محرم نماند

۱۵

ساقیا مے دہ کہ مہ میکدہ بکشاد عید — کرد جانہا را ابجام شادی افزا شاد عید
بود در مغرب کلیدے گم شدہ چوں یافتند — قفل نور از مشرق خمخانہا بکشاد عید
گر خرابی داشت از دوری مستاں میکدہ — داد استظہار ساغر را و کرد آباد عید
ساخت جامے نو دریں یک مہ ز زر دہ دہی — یازدہ مہ را صلای عشرت اندر داد عید
داد عشرت داد عید از عین عدل شہ و لے — دور داد ست ایں نیار د بود دور از داد عید
شہ علاء الدین والدین محمد شاہ آنک — ملک را نو نوز ماہ رایت او داد عید
عید شکل عبد شد بر شاہ یعنی بندہ شد — بندۂ شد از ہمہ بند محن آزاد عید
تا شود صید از پئے قربان شاہ بے بدل — عین خود خواہد کند حالے بدل با صاد عید
خسروا اگر غرہ است رونق بہ بخشد عید را — ہمچو طبل عید ہر سو بر کشد فریاد عید
نعل خنگت بر فلک ماہ نوے بنیاد کرد — بر کشید ایوان شادی ہم براں بنیاد عید
فتح را بود ست عزم در گہ شاہ فلک — در رکابت ہمعناں فتح بفرستاد عید
عید میگوید کہ ز رمت را مبارکباد فتح — فتح میگوید کہ بزمت را مبارکباد عید
تا ز سیارہ نماید خندۂ شیریں سپہر — تا ز ماہ نو بر آرد قامت فرہاد عید
عید خنداں باد نو نوروز یت از دور چرخ — باد چوں عاشور گریاں روئے بر حساد عید

یک نظر از شاہ بر التمام امید حسن

۳۹	همچناں کاندر ردیف شعر او افتاد عید	۱۸

تا چہار راه سخن بر دل من بنده کشاد
دل بداحی سلطان جہاں کردم شاد

شاه جاں بخش جہانگیر علاء الدنیا
کز جہاں تا که جہانست چو او شاه نزاد

داور کل ممالیک محمد شاه آنک
دیر اسلام بد ور کرمش گشت آباد

آں خلیفه بتحقیق که هم اکنون فرمانش
بیمم از دجله روان تر بمیان بغداد

هر کجا راند سپه پیش وے افتاد عدو
در ره دیں به ازیں نیست دگر پیش افتاد

باد و در سر نکند هیچ کس اندر عهدش
ور کند داده بود هم سر خود را بر باد

بانگ بر عدوے که و گاه همی خیزد چیست
ابر از دست در افشانش کرد آرد فریاد

دست شه کرد بهر منزل ازیں ره پیدا
اختران از زر و جنگش همی نواز پولاد

شهر یارا چو توئی زبدهٔ کونین امروز
حق تعالے بگفت و او سر رشته داد

رمضاں در سپه خاص تو میر همه است
عرض آں هر سه دهه پیش تو بتوانم داد

دههٔ اول ایں مه دههٔ رحمت بود
رحمت ایں دهه دانی که کجا روے نهاد

هر که در بندگی شاه جهاں دل در بست
ایں دهه بر دل آنکس در رحمت بکشاد

دههٔ دوم ایں مه دههٔ مغفرتست
کایزدش از پئے آمرزش ما بفرستاد

هر که او طاعت شه کرد شد آمرزیده
ور ز اولی الامر همیں طاعت شه هست مراد

دههٔ سیوم ایں مه دههٔ آزادست
ور دل بنده حسن بیں که چه می آید یاد

هر که در بند غم افتد چو من از جور جهاں
شود از یک نظر تربیت شه آزاد

خسروا وقت دعا شد بدعا ختم کنم
هم به بستی که با خلاص تو دارد بنیاد

۴۰ — ۱۵

دین حق را چو نگهبان و نگه داری تو
حق همه جائے نگهدار و نگهبان تو باد

روز نوروز که گل پرده ز رخ برگیرد   مرغ هر پرده که دارد همه از سر گیرد
روئے گل تازه شود از دم صبح صادق   صد در گل نه که در هر که بود در گیرد
نرگس آید همه تن چشم بنگران چمن   غنچه از شوخی او روے بجان در گیرد
صبح جام زر خورشید برون آرد چرخ   جام بر یاد شهنشاه مظفر گیرد
شاه جان بخش جهانگیر علاء الدینا   که جهان را نه بتعلیم به خنجر گیرد
سر شاهان جهن ندار محمد شاه آنک   از سر تیغ بیک عزم سر افسر گیرد
شاه را ز آئینه غیب جهان روشن شد   که بقائے خضر و ملک سکندر گیرد
نام سنجر بچنین جائے که گیرد امروز   نوبتے دار درش نام چو سنجر گیرد
کمترین بندهٔ او دست چو سنجر یابد   کمترین حاجب او پایهٔ قیصر گیرد
شاه زر بخش بخورشید همی ماند راست   چو شود طالع ازو عالم همه زر گیرد
خسروا خلق جهان نام تو بر دیده گرفت   وانکه نگرفت خدایش ز جهان برگیرد
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند   ابر نیسان ز دهش در دُر و گوهر گیرد
همچو بلبل حسن آورد نوائے بر خویش   تا چو گل خلعت و چون غنچه تر زر گیرد
تا بهر کشورے امروز بود خندان گل   نرگس از شادیٔ آن جام معنبر گیرد

باش صد قرن چو گل خرم و خندان که گفت

۴۱ — جام مے بخشد و خواہد ز رکشور گیرد — ۱۲

بوقت صبح چو مرغ از بہار یاد کند — صبوحیان را عیش سحر ز یاد کند
بران قوافی و عجمی کہ رسم مرغانست — ہزار دستان ہر لحظہ مستزاد کند
اگر ز گرمی این فصل غنچہ تنگ آید — ہم ابر آب زند ہم چنار باد کند
سیاہی است در اوراق لالہ یارب چیست — مگر مکارم اخلاق شہ سواد کند
علاء دنیا و دین بو المظفر آنکہ چو بحر — بہ بزم و رزم گہر بخشد ایستاد کند
خدایگان زمین و زمان محمد شاہ — کہ کار دین محمد باعتقاد کند
ز مرتبہ کہ بدرگاہ شاہ یافت سلام — ہمان زمان غم صد سالہ خیر باد کند
ز دست چرخ ستمگر عنان شہ گیرم — کہ شاہ ہر چہ کند بر طریق داد کند
چو دولتست شہنشاہ را اصلاح اندیش — کرا مجال کہ اندیشۂ فساد کند
اگر نہ ہم بہ ضمیر مبارکش گذرد — مرا بصدر چنان بادشاہ کہ یاد کند
خدایش شادی نو نو دہد کہ ہر نفسی — ہزار غمزدہ را ہمچو بندہ شاد کند

۴۲ — ۱۵

کلید حکم ہمیشہ بدست سلطان باد
کہ کار صد چو حسن در زمان کشاد کند

باز عہد گل بگلگشت ریاحین در رسید — شاخ اگر در دل امیدی داشت اندر بر رسید
دی بگلگشت تماشای چمن خوش بود گل — دوش چون تر شد زباران صبحدم خوشتر رسید
گل ز یکدیگر برونق میرسد یکسال بہ — سال ما امسال خود بر رونق دیگر رسید

غنچهٔ فتح از بهار خسروی بشگفته بود — نونهال دیگر از بستان شادی در رسید
سرو باغ سلطنت نخل ریاض مملکت — کز قدوم او بهار نوبهر کشور رسید
هست جمشید دوم با فر و فرهنگ تمام — ثانی جمشید از ثانی اسکندر رسید
شه علاء الدین والدنیا محمد شاه آنک — طالع سعدش سعادت بخش هفت اختر رسید
ضرب نقش سکه‌اش بر روی هفت اعرام اشست — صیت صوت خطبه‌اش زانسوی بر منبر رسید
یافت پیغمبر ز حق نامه ز بهر ضبط کل — این زمان آن نامه بر همنام پیغمبر رسید
آسمان هر جا که منزل ساخت او شب پاسبان — فضل حق هر سو که رو برداشته رهبر رسید
لشکر منصور را هر گه که کرد فوج فوج — گوئی افواج ملائک مدد لشکر رسید
خون کافر همچو جرعه بر زمین شد ریخته — چون گل آمد دور مے شد نوبت ساغر رسید
چون حسن بگشاد گل تیر دهن در مدح شاه — هم دهانے پر گهر هم دامنے پر زر رسید
خواست کردن گوش مجلس از دعای شاه خوش — مژدهٔ خوش‌تر بگوش این ثناگستر رسید

۴۳

شاه ما جاوید خواهد ماند بر تخت بقا
خاطرم این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

ما منتظر عید که عید دگر آمد — صبح طرب از مطلع امید بر آمد
زان پیش که فردا برسد گو که عید — امروز یکی مژدهٔ عید دگر آمد
ما شاد بدین عید مجازی که ز حضرت — از آمدن عید حقیقی خبر آمد
اقبال خبر داد که بر طالع مسعود — در خانهٔ خاقان معظم پسر آمد
خان زادهٔ فرخنده قدم کز قدم او — شادی بدل کافهٔ اسلام بر آمد

اسلام از و چشم کرم دارد و یارب
تا مژدهٔ ملکِ ابد و دولتِ سرمد

جاں بخش علاء الدین سلطان جہانگیر
سلطان قضا حکم قدر قدر محمد

ہر شاہ بتاجے است سرافراز دلی او ست
چتر سیہش مردمکِ دیدہ فتح است

در مدح کمر بستہ بدہ جا حسن امروز
طبعش زرہ تہنیت اینجا گہر افشاند

شہ را چہ دعا گوید از آن روئے کہ ملکش
این دیدهٔ دولت چہ مبارک نظر آمد

در بندگی خسرو جمشید فر آمد
گر صبح جہاں گیر جہانگیر تر آمد

کا فلاک مطیعش چو قضا و قدر آمد
آں شاہ کہ بر تاجوراں تاجور آمد

گرد سپہش سرمۂ چشم ظفر آمد
آمد چو نے راست ولی نیشکر آمد

آرے سخن از روئے معانی گہر آمد
در عین امانی ملک دادگر آمد

۴۴

تا حشم ہموں شاہ جہاں باد کہ اورا
نصرت حشم و فوج سعادت حشر آمد

۹

طراوتے کہ گل و سبزہ را جواں دارد
ازاں میاں چو گل آزاد مے زید سوسن

نثار غیب کہ نو روز راست کردہ ہمہ
نگر چہ راست فتاد است پہ شب و روز

خدائگان سلاطین علاء دنیا آنک
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ

عجب نباشد اگر ایں سکندر ثانی
ز فر دولت شاہنشہ جہاں دارد

کہ مدح شاہ جہانگیر بر زباں دارد
برائے حسن شہنشاہ کامراں دارد

نگر نشانی عدل خدائگاں دارد
کسے چو ابر بہارے گہر فشاں دارد

کہ خلق او ہمہ عالم چو گلستاں دارد
ہنر از تخت بگیر و کہ وقت آں دارد

هزار جان گرامی فدای جانش باد — که زنده از کرم اوست هر که جان دارد

۴۵

حسن رعایت اخلاص ورد خود کرده
دعای شاه که چون فاتحه روان دارد

۹

نوبهار آمد جهان را تازه کرد — سبزهٔ نو تازه جهان را تازه کرد
دوشش صوتی در دل من میگذشت — مرغ صبح امروز آنرا تازه کرد
باد بوی صبحدم را تحفه ساخت — آبروی بوستان را تازه کرد
مهرهای نو کشید از غنچه شاخ — گل بساط گلستان را تازه کرد
گل بدست شاه دارد نسبتی — کز زر افشانی جهان را تازه کرد
شه علاء دین و دنیا کز کرم — هم زمین و هم زمان را تازه کرد
نام او در دار ضرب معدلت — سکهٔ نوشیروان را تازه کرد
گرد میدانش صبا بر چرخ برد — گلشن هفت آسمان را تازه کرد

۴۶

تا حسن طوطی مدحت خوان اوست
زین شکر هندوستان را تازه کرد

۴

یارب همه جهان مدد عمر شاه باد — اسلام در پناه شه دین پناه باد
تا در جهان ز دین و ز دنیا سخن رود — سلطان علاء دنیا و دین بادشاه باد
بر صدق آنکه عرصهٔ آفاق ملک اوست — احسانش حجت آمد و عدلش گواه باد

هر جانب که رایت اعلی روان شده

۴۷	فتح مبین و نصر عزیزش سپاه باد	۳

فتح غیبی همعنان شاه باد اختر مسعود رهبر بینشش	تخت او بر فرق مهر و ماه باد نصرت سبحانیش همراه باد

۴۸	شہ علاء الدین و دنیا کاسمان چوں همه گیتیش دولت خواه باد	۹

مرا امشب مئے چوں صبح نورانی همی باید	عقیقے در تن الماس پنهانی همی باید
پیاله رنگ و روا و قرابه رنگ فیروزه	مرا از هر دو آن لعل بدخشانی همی باید
می و خرگاه آتش دان دلخستی عود بر آتش	زمستانی و اسباب زمستانی همی باید
فلک را گفتم این دُرها چه بیرون میکنی گفتا	همه بهر نشار بزم سلطانی همی باید
کرمها کرد حق در حق سلطان سلمانان	حقیقت شد که او را این جهانبانی همی باید
علاء الدین و الدین که تا نام جهان باشد	همایون ذات او اندر جهانبانی همی باید
فراهم میکند از فضل یزدان کار ملک و دین	بلے آن کارها را فضل یزدانی همی باید
چو شد در دور ملکش تا زنعمت در جهان ارزان	بس این ملک جهان بر وے هم ارزانی همی باید

۴۹	برین درگاه هر بنده فزون آمد ز صد خاقان حسن کردار صد مادح چو خاقانی همی باید	۷

ماه من ز مشرق جمال برآمد	اخترم از مطلع وصال برآید

عقل تواں باختن بر ابروے معشوق — عید تواں کرد چوں ہلال بر آمد

خوئے چو ستارہ زرخ بروں زدہ گوئی — کوکبۂ ماہ بر کمال بر آمد

صبح دماں فال نیک جستم از افلاک — طالع شاہ خجستہ فال بر آمد

خسرو عالم علاء دولت و دین آنک — قرعۂ عمرش ہزار سال بر آمد

بخت چو زد سکۂ عمر و ممالکتش را — ہر دو طرف نقش لایزال بر آمد

(۵۰) ورد حسن شد مزید فضل و جلالش — واں ہمہ از فضل ذوالجلال بر آمد (۱۱)

روئے گل از ہوا نمے دارد — پشت شاخ از صبا خمے دارد

مرغ صبح بامداد نالۂ زار — از چہ دارد مگر غمے دارد

گر نہ زیر خروس خوش گیرند — دل صبح ہم بہ بے دارد

صبح راد رہوائے گل یارب — جاں بروں رفت تا دمے دارد

باغ را ایں دروں و بیروں خوشش — ہمچو من وقت خرمے دارد

غنچہ از برگ سازی نوروز — روزگارے فراہمے دارد

گرچہ امروز فاختہ با من — صوت سجعی دمادمے دارد

ساقیا خیز می بدہ کہ حسن — سر ایں گفتگو نمے دارد

دلش آسودہ از غم عالم — تا چہ آسودہ عالمے دارد

گرچہ بیکس نیست شہریارش — شہریارے معظمے دارد

کعبۂ دیں علاء دنیا آنک

۵۱ — سرو کفے ہمچو زمزمے دارد — ۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوے بہارم میرسد
اے ابروے گل شواے گل دل بلبل بجو
خیزم سوے میداں شوم باقد چوں چوگاں شوم
زیں پیش غم زادم بدے بر جان من نو دستم

یک دو قدح در کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
بلبل تو صوت نو بگو کاں نوبہارم میرسد
چوں گوے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
اکنوں ازاں غمہا چہ غم چوں غمگسارم میرسد

۵۲ — گفتم حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم بے اندہاں
کانچہ از در شاہ جہاں امیدوارم میرسد — ۵

طرۂ رخسار صبح چتر سیاہ تو باد
ای تو شہ دین پناہ دیں بتو آور دوپشت
عقدہ نہ آفتاب تاب کمند تو شد
سکۂ فضل حق ملک اقالیم ملک

سرمۂ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد
عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد
نور دہ صبحدم طرف کلاہ تو باد
تا باید ہمچنیں عدل گواہ تو باد

۵۳ — تا ز ہوا بر زمیں سایۂ ابر اوفتد
بر سر ہفت آسماں پایۂ جاہ تو باد — ۷

سلام ضعف بہ نقش ہوا پرست رسید
غبار واقعہ در جوئبار عیش آمیخت
شد آں توجہ در ہاے کارخانۂ غیب

نوید قطع بجز حرص دراز دست رسید
خمار حادثہ در نرگسان مست رسید
کنوں چہ پشینی دیوار خانہ پست رسید

جوانیم ہمہ شد چرخ و ہیچ حاصل نہ
دریں معاملہ یکبارگی شکست رسید

مزاج عمر بران راحتے کہ بود نماند
بلائے شیب بدان شدتے کہ ہست رسید

چو تیر میگذرد سال عمر من امروز
حساب میکنم آن تیر ہا بشست رسید

(۵۴)

حسن اگر نفسے داشتی بلند آہنگ
بدار کان ہمہ آہنگہا بشست رسید

(۱۵)

گرا گویم کہ بخت گمرہم در راہ اندازد
بگیرد دست من یکبار در پائے شہ اندازد

گرا گویم کہ آرد ز آفتاب مختتم بیروں
چو سایہ در پناہ دولت ظل اللہ اندازد

شہنشاہے کہ رائش عقل را دانائی آموزد
چو استاد کہن کو طفل نو را در رہ اندازد

علاء الدین والدین محمد شاہ کز ہمتش
فلک چوں زہ شود چوں زہ چہ میگویم زہ اندازد

مبادہ شاہ دست قہر بر برج فلک دارد
مبادا شیر چشم خشم سوے روبہ اندازد

دگر روباہ یابد از سگان صد کاہش دل
بیک پنجہ ز شیران درندہ پنجہ اندازد

عدو چوں ابر گر بالاہی جوید وجودش را
چو باران قطرہ قطرہ کردہ از بالا تہ اندازد

چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت بدل دارد
چہ دیوانہ کسی کاتش در انبار گہ اندازد

جہانگیرے کہ تیرش ہمچو برقے بگذرد روشن
اگر بر اسپر خورشید و برجاس مہ اندازد

فلک بازیں ز ہر روز خنگ نوبتی شہ
سہ نو نعل زریش کہ بعد ہر مہ اندازد

بہ از صد چشمۂ خورشید بینی چشم انکہ را
کہ از عین عنایت یک نظر آنکہ اندازد

چو جوزا دار بربند و کمر بہر شکارے را
اسد از قوس او خود را چو داو اندر چہ اندازد

حسن میزان مدح شاہ سنجد بس کہ تا فردا
خدا در پلہ جاے یکے نیکی وہ اندازد

الا تا چست تر گردد قبائے شب تابستاں | بساط روز فراش زمستاں کو بہ اندازد

(۵۵) بساط مملکت بر درگہ شہ باد گسترده
کہ دولت رخت خود در سایہ ایں درگہ اندازد (۷)

سلطان جہاں جہاں ستاند
اسکندر روزگار ما را
چوں مردم دیدۂ جہاں اوست
بر خلق چو صبح مہربانست
فتحش ہمہ سال ہمرکابست
زیں پیش ہر انچہ خواست آنند

بر گلِ مراد کامراں باد
چوں خضر بقائے جاودان باد
از چشم زمانہ در اماں باد
بر خصم چو چرخ قہرماں باد
نصرت ہمہ عمر ہمعناں باد
زیں پس چہ طلب کند ہماں باد

(۵۶) یارب قلمِ حسن بدخش
پیوستہ چو تیغ او رواں باد (۷)

بنامت میکشایم نامہ را بند
خداوندا تو عالم را خدائے
نہاد عالم از فضل تو قایم
توئی پروردگار جملہ عالم
نہ گشتست از تو در صدف دُر
زہے وصف جمالت قُل ہُوَاللہ

کہ جانم را بیاد اوست پیوند
خداوندانِ عالم را خداوند
نہاد آدم از فضیلت برومند
منزہ از زن و فارغ ز فرزند
نئے بستست از تو در کمر قند
بیک دیدار شاں خشنود و خرسند

۱۲	توزین چابک روان بسیار داری حسن رادست بر فتراکشان بند	۵۷

چو شہ بفال ہمایون علم بروں آرد	زمانہ نزل ظفر و مبدم بروں آرد
علائے دولت و دیں گلستان حضرت او	زفتح و نصرت و فیل و علم بروں آرد
محمدے کہ ہم از بہر دین و ہم نامش	چہ لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد
بحق کعبہ کہ چوں او قدم نہد بمصاف	ہزار زمزم فتح از قدم بروں آرد
سیاہ روی ماہ از خسوف نیست از انست	کہ با وجود سپاہش حشم بروں آرد
شہنشہا، فلک ار جنبشے کند بخطا	کف تو خط امان اسم بروں آرد
وگر زمانہ مبادا فرو رود بزمیں	عنایت تو بدست کرم بروں آرد
زفیض فضل تو آنکس کہ جرعۂ بچشد	بجام ہندسۂ جام جم بروں آرد
دل مبارک تو ہر رقم کہ بر و جست	یگان یگان غرض آں رقم بروں آرد
حسن بگرد ثنایت بر آید از پے آنکہ	ز صحن سینہ ہمہ گرد غم بروں آرد
بر و منازع من سر بہ بحر فکر فرو	ولے چنیں در بے مثل کم بروں آرد

۱۶	بقائے ذات تو چندانکہ تا بنی آدم سر وجود ز جیب عدم بروں آرد	۵۸

ہر کرا نصرت سلطان ازل یار آمد	اخترش بندہ و افلاک خریدار آمد
تا ابد یاریٔ اغیار نبودش حاجت	ہر کرا یاریٔ یاری دہ او یار آمد

چونکه شه تازه نهالیست برآورده حق | لاجرم شاخ امیدش همه در بار آمد
شه جهاندار جهانگیر علائے دل و دیں | که جہاں را ابدالدہر خریدار آمد
داور کل اقالیم محمد شه آنک | داد او راه سر گنبد دوار آمد
دست افلاک و ستاره همه از کار بماند | بختِ عالی قدم شاه چو در کار آمد
کارزارے که در ایام شه عالم رفت | کار بر خصم چه گویم که چه دشوار آمد
هیچ کس راه گریزے نتوانست گرفت | وانکه بگرفت سرانجام گرفتار آمد
رائے باریک شهنشاه چو روشن گردید | هرچه از هندسه غیب پدیدار آمد
رفت چوں چشم جهاندیده سر فتنه بخواب | ایں همه از اثر دیده بیدار آمد
قاف تا قاف همائے سر چترش بگرفت | جان سیمرغ ازاں رشک بمنقار آمد
سر پابوسی شاهنشه دوراں دارد | دور افلاک ازاں دائره کردار آمد
چرخ در پائے وے افتاد سرش برگرفت | گوئیا همت والائے ورا عار آمد
حسن اندازه وصف تو نیارد گفتن | گفت او انچه در اندازه گفتار آمد
حافظت باد خدا هم شب و هم روز کزو | روز هر دشمن دیں هیچو شب تار آمد

۵۹

حق نگهدار و نگهباں سزدش در همه حال
خلق را او چو نگهبان و نگهدار آمد

۱۱

هر کرا دل چوں گل از باد صبا خنداں شود | روئے او خنداں چو گل نے بلکه صد چنداں شود
شاه ما چوں ملت حق را کند پشتی بعدل | می سزد گر نصرت غیبش بپشتیباں شود
شه علاء الدین والدنیا که چشم آفتاب | در علو طالع میموں او حیراں شود

ابر گردستے زند بردست شہ از خاصیت   این کہ بر ما قطرہ می بارد گہرباران شود
شاہ را صف صفا با حضرت حق راستست   زان شب و روز ابلق شاہیش در جولان شود
زان طرف فیلانِ جنگی بر سرِ ریشہ رسید   زین طرف زین گونہ لشکر در حق فرمان شود
مغربی چندین ہزاران فیل کز خرطوم شان   آسمان را کنگرہ بر برج ہم لرزان شود
از برائے تختہ نرد شاہ می انگیختند   تعبیہ کان بخشش انگیز و حقیقت آن شود
در بساط ملک فیل افزود حق بادشاہ   بر خلاف اتفاق فیل آب آسان شود
شاہ قایم باد بر تخت بقا تا خصم را   مہرۂ گردون بپائے تخت او غلطان شود

۶۰
شہ محمد را باسم و فعل امید است آنکہ
این حسن در بارگاہ دولتش حسان شود
۱۱

شاہ ما را ایزد از شاہانِ دوران برکشید   کیست کز وے سر کشد آنرا کہ یزدان برکشید
خاص درگاہ خدا اعظم خدیو اعظم است   کو علم بر اوج ماہ و فوج کیوان برکشید
شہ علاء الدین محمد آنکہ رائے کاملش   روئے ماہ آسمان را داغ نقصان برکشید
گاہ جوشش آب زر دار زہرہ خور برگشاد   وقت بخشش خون لعل از دیدۂ کان برکشید
سائبان از بہر دفع گرمی خورشید شاہ   سائبانے دیگر از خورشید تابان برکشید
چتر ایران گیر را چون رایت توران کشاد   بر سرِ شہزادۂ ایران و توران برکشید
خسروا لعل سخن را بیش ازین نامے نبود   دور انعام تو نام ہر سخن دان برکشید
بخشش شہ را عطارد در شمردن عاجز است   زہرہ نتواند ازین زرہا بدامان برکشید
بحر جود دست او بشنید و شورے در گرفت   رعد برق خنجر او دید و افغان برکشید

تو سخن سنجیده میگوئی و لعل مدح تو — هرگز اندر پله اندیشه نتوان برکشید

(۶۱)

پایهٔ تخت ترا بنده حسن تابنده شد
چرخ در تحسینش گردن دست احسان برکشید

(۱۴)

سعادتے که پیاپے دریں دیار آمد — ز فرّ طالع همیون شهریار آمد
جهان و خلق جهان را نوید دولت و کام — زمین دولت سلطان کامگار آمد
خدایگان سلاطین علاے دولت و دیں — زمانه را به زمیں بوسش افتخار آمد
ابو المظفر شاه جهان محمد شاه — که چوں محمد مقصود هشت و چار آمد
رسیده از چپ و از راست فتح باریده — چو باز دولت ایں شاه در شکار آمد
بریده گردن گردن کشان علی الاجمال — بخنجرے که علی القتل ذو الفقار آمد
جهان ز پشتی شمشیر اوست رو تازه — که پشت مملکت و روئے روزگار آمد
بلندی از سر شه یافتست کنگره وار — ده و دو برج که در دوره حصار آمد
هزار گنج بشکرانه در میان آورد — که هر چه خواست بزودیش در کنار آمد
چو گل شگفتن شهزاده با همی خواهم — که هر یکے چمن ملک را بهار آمد
بباغ دولت او خضر خاں نهالے خواست — وزاں نهال نهالے و گر ببار آمد
همیشه باد گلستان ایں ممالک خوش — که گل بدیدهٔ بدبیں خصم خار آمد
ثبات ملت و ملک از بقاے شه بادا — بقاے اوست که اسلام را مدار آمد

(۶۲)

حسن چگونه تواند شمار عمرش کرد
که عمر و مملکتش هر دو بے شمار آمد

(۸)

شاہے کہ بیک جرعہ صد گنج عطا بخشد
تا نام بقا باشد یزدانش بقا بخشد
خورشید ندید دستی گو بر ہمہ کس تابد
خورشید صفت سلطاں زر در ہمہ جا بخشد
زر بخش علاء الدین بر دنیا و دیں حافظ
دیں را بکنف دارد و دنیا بعطا بخشد
یارب تو بفضل خود ہر گنج مرادے را
کاندر دل سلطانست می بخش کہ تا بخشد
چوں چرخ دم ہمت بر اوج علو راند
چوں صبح زر روشن بر صدق و صفا بخشد
وقتے کہ ثنا خوانند عالم چہ بود آنجا
محصول بتمام آں بر نسیم ثنا بخشد
در چہرہ او بینی نورے کہ خدا بخشد
در سایۂ او یابی فرّے کہ ہما بخشد

(۶۳)
ایں مملکت کامل بخشید خدا آرے
نقصاں کہ تواند کرد آنرا کہ خدا بخشد
(۷)

مرا امشب مے چوں صبح نورانی ہمی باید
عقیقے در تن الماس پنہانی ہمی باید
من و خرگاہ و آتشدان و لختے عود بر آتش
زمستانست اسباب زمستانی ہمی باید
فلک را گفتم ایں دُرہا ز بہر چیست گفتہ
ہمہ بہر نثار بزم سلطانی ہمی باید
کرم ہا کرد حق در حق سلطان سلماناں
حقیقت شد کہ او را و ر سلمانی ہمی باید
علاء الدین و الدنیا کہ تا نام جہاں گم شد
ہمایوں ذات او اندر جہانبانی ہمی باید
فراہم میکند از فضل یزداں کار ملک و دیں
بلے ایں کارہا از فضل یزدانی ہمی باید

(۶۴)
چو شد در دور ملکش ناز و نعمت در جہاں ارزاں
بس ایں ملک جہاں مروے ہم ارزانی ہمی باید
(۱۱)

بازتازه نعمتے از حضرت سبحاں رسید
گوئی از فال مبارک چشم عالم نور یافت
کوکبے کاں چشم جاں را نور بخشد رو نمود
صوت ساز خرمی از کام ہفت اختر کشاد
بوستانے درمیانِ گلشن شادی شگفت
شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنکہ
آں خداوند خداوندان عالم کز خدائے
جان خلق ودین خالق را پناہ از عدل تست
تاکہ دوراں را بقائے ہست از دور سپہر
داور دوراں ہمیشہ شاہ عالم باد و بس

بازنو سروے بباغ دولتِ سلطاں رسید
یا خضر بد پشیر وکاں چشمۂ حیواں رسید
میوۂ کاں شاخ جاں را مایہ بخشد آں رسید
صیت طبل تہنیت بر بام ہفت ایواں رسید
آفتابے درکنارِ سایۂ یزداں رسید
نعل رخش ہمتش بر تارک کیواں رسید
تا ابد بر خلق فرماں دادنش فرماں رسید
رونقے در دل فزود وراحتے بر جاں رسید
تاکہ نوئے خواہد اندر عالم انساں رسید
چوں ز دور عدل او آسائش دوراں رسید

۶۵

مدح سلطاں ختم کن ہم بر دعائے او حسن
زانکہ ہر گز در کمال عدل او نتواں رسید

۶

شہر یار املک وملت بر مزید آوردہ اند
شہ علاء الدین والدنیا تو آنی کز ازل
دیدہ روشن شد شہا از بخت سر سبزت نگر
عیش تو با شادی شہزادہا فرخندہ باد
اے کمینہ بندہ ات برتر ز صد خوارزم شاہ

ہمت درہائے ہمت را کلید آوردہ اند
ہفت گردوں از پے جاہت پدید آوردہ اند
سبز و دیدن چشم مردم را مفید آوردہ اند
زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آوردہ اند
در ثنایت بندہ را رشک رشید آوردہ اند

جام مے کش نام مے بر ملک مے پرور از آنکہ

۶۶	ذات تو از بہر این معنی پدید آوردہ اند	۹

خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد
جان اسلام معزز دل و دین کہ مدام
خان ما را مدد از دولت سلطانی شد
خان چو شد خانۂ انصاف و کرم را بانی
خسروا روئے چو در راہ شہ آوردستی
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد
روح روح تو چو از بادشہ عالم شد
دل پاکت کہ امان بخش مسلمانانست

سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
مدد دولت او سایۂ سلطانی باد
ہر دو را پشت و پنہ نصرت سبحانی باد
کرم شاہ جہاں ہم مدد بانی باد
روئے بختت ہم از آں آئینہ نورانی باد
شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد
مدد جاں شہ از عالم روحانی باد
چوں دل شہ پنہ دین مسلمانی باد

۶۷	روز گار شہ و خاں غیرت خاقاں آمد گفتۂ بندہ حسن غیرت خاقانی باد	۱۳

خدا یگانا فضل خدا معین تو باد
بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ
شدہ غلام تو خاقان چیں و میگوید
عنایت ازلی چوں نگین دولت تست
جہاں شبے است بصبح سعادت آبستن

فتوح ہمدم و اقبال ہمنشین تو باد
خدائے عز و جل حافظ و معین تو باد
کہ دوست و دشمن در حکم مہر و کین تو باد
کہ صد چو خاقاں ہر روز ریزہ چین تو باد
کفایت ابدی نقش آں نگین تو باد
طلوع صبح وے از مطلع جبین تو باد

هلال فتح کزاوج ظفر نماید روے
برفع دشمن دیں چوں کنی تو اندیشہ
رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضاست
توئی ہمین خلافت حسن دعاگویت
خہے ہمین چو خورشید شہسوار جہاں
زہے زمین زقدوم تو آسماں گشتہ

ہمیشہ در نظر رائے دوربین تو باد
فلک موافق اندیشۂ کمین تو باد
رضائے آں ملک بے قریں قرین تو باد
کہ اعتضاد ممالک ہم ازین تو باد
بحکم تو کرہ چرخ زیر زین تو باد
چو عزم گوئے کنی آسمان زمین تو باد

(۶۸)
چو فتح باب ممالک بآستانِ تو شد
کلید جملہ مقاصد در آستین تو باد
(۴)

شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد
تاکہ سیر آفتاب از شرق باشد سوئے غرب
بخت عالی رائے او بر اوج چرخ چنبرست

فتح داعی بخت چاکر چرخ دولتخواہ باد
شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد
تخت فرقد سائے او بر فرق مہر و ماہ باد

(۶۹)
سعد اکبر کز سعادتہا ست بر فرقش کلاہ
ہیچو جوزا از کمر بندان ایں درگاہ باد
(۵)

شاہا بقائے دولتِ تو بر مزید باد
حصنے کہ عاجز ست جہاں در کشادنش
صوفی خانقاہ ششم ایں مراد کن
اکنونکہ دین حق ز در تو مدد گرفت

دشمن بہ قہر و قوت تو مستزید باد
تیغ جہاں کشائے تو او را کلید باد
درپیش رائے تیز تو دایم مرید باد
چوں دور چرخ مدت ملکت مدید باد

۷۰

باوات عید فرخ و اندر دیار ملک
از ماہ رایت تو ہمہ عمر عید باد

۵

شاہا بنائے دولتِ تو استوار باد
طفلِ امید تو کہ دو عالم طفیلِ اوست
گر طاقِ چرخ روئے بہ پستی نہد چہ باک
از جامِ انتقام تو شد خصم بیقرار

ہر آرزو کہ ہست ترا در کنار باد
پروردۂ عنایتِ پروردگار باد
تختِ بلند پایۂ تو استوار باد
یارب کہ روز دولت تو برقرار باد

۷۱

ہر صبحدم کہ گفت زبان حسن دعات
آمین جبرئیل بران گفتہ یار باد

۶

سلطاں جہاں ستانِ باد
اسکندرِ روزگارِ مارا
بر خلق چو صبح مہربانست
فتحش ہمہ سالہ در رکابست
زیں پیش ہر آنچہ خواست آں شد

بر جملہ مراد کامرانِ باد
چوں خضر بقائے جاودانِ باد
بر خصم چو چرخ قہرمانِ باد
خضر رشش ہمدم زہرمانِ باد
دیگر چہ طلب کند ہمان باد

۷۲

یارب قلم حسن بہدحش
پیوستہ چو تیغ او روان باد

۵

طرۂ رخشانِ فتح چترِ سپاہ تو باد
سرمۂ چشم ظفر گردِ سپاہ تو باد

عقدہ نہ آفتاب طاق کمند تو شد میکنی از فضل حق ملک اقالیم ملک تازہ ہوا بر زمیں سایہ ابر او فتد	نور دہ صبحدم طرف کلاہ تو باد تا باید ہمچنیں فتح گواہ تو باد بر سر ہفت آسماں پایہ جاہ تو باد

۷۳	اے تو شہ دیں پناہ دیں بتو افزودہ است عصمت پروردگار پشت و پناہ تو باد	۵

خسروا فالت ہمہ مسعود باد تو محمد اسمی و محمود رسم نیک خواہاز از رویت عید شد نقد عمرے کز خدا خواہد خضر	خلق راضی از تو حق خوشنود باد ہر چہ خواہی عاقبت محمود باد بد سگالت سوختہ چوں عود باد در مبارک ذات تو موجود باد

۷۴	اے ز حق ہر روز شادی یافتہ طالعت چوں طلعتت مسعود باد	۵

شمع اقبالت جہاں افروز باد بزم تو بستان و شاخ دولتت طفل بختت کو ست پیوستہ جواں اے مبارک غرہ ات خوشتر ز عید	دولت تو در جہاں فیروز باد ہمچو نخل بوستاں فیروز باد پیر گردونش فتوح آموز باد روز تو ہر روز چوں نوروز باد

۷۵	عالمے خوش از نسیم خلق تو دشمنت چوں مجمر اندر سوز باد	۵

شاه را روز نو مبارک باد
شاه عالم علای دنیا و دین
خسرو طارم چهارم را
بر در او نثار گردد فتح

حافظش فضل حق تبارک باد
گز همه فال تو مبارک باد
گرد میدانش تاج تارک باد
بر سر دشمنش پلارک باد

(۷۶)

همه احوال او همایون شد
همه ایام او مبارک باد

(۶)

هوا خوشست و مرا جام باده می باید
بنام شاه در آسمان چو بگشادند
علای دینی و شاه جهان محمد شاه
گهی که باشد یوزان شاه را عرضی
بیاد فتح شهنشاه ای حسن امروز

شراب رنگین در جام ساده می باید
بیار می که در دل گشاده می باید
بشکر نعمت او داد باده می باید
نخست شیر فلک را قلاده می باید
خوشست باده ولی وجه باده می باید

(۷۷)

هزار سال دگر عمر شاه خواهد بود
بران سعادت دیده نهاده می باید

(۱۶)

بتم چو سلسلهٔ مشکبار بر بندد
برخ همی فگند تار زلف و می ترسم
رقیب بر در خود نصب کرد و عیبی نیست
میان سنبله جوزا نهان شود از بیم

بخرمن گل ازان مشکبار بر بندد
که راه روز بشبهای تار بر بندد
که باغبان ره بلبل بخار بر بندد
چو شیر کمر ز برای شکار بر بندد

علائے دولت و دیں آنکه باد برخوردار
شهنشها همه از مایه شمائل تست
چو سوسن آنکه زبان در ثنات بگشاید
ز بخشش تو گرا سپے طلب کند مادح
و گر شتر طلبد سایل از در تو حالی
بمدح همچو تو شاهے کشاده دست کسے
ولے چو فرمان باشد برائے بندهٔ تو
دل حسن که چو دریا کشادهٔ ز ابرو
سخن اگرچه بکام دلست لیک زبانش
هزار گرچه لقب کرده اند بلبل را
بجوه تا نهد ایام نعل بر آتش

بهرچه از کرم کردگار بر بندد
بضاعتے که صبا از بهار بر بندد
گره گره زده از غنچه وار بر بندد
نخست ابلق لیل و نهار بر بندد
ز هفت چرخ فلک یکقطار بر بندد
چنیں ردیف ز بهرچه کار بر بندد
بدست فضل حسن چوں نگار بر بندد
بسلک نظم در شاهوار بر بندد
مهابت تو شه کامگار بر بندد
حضور شاه نفس بر هزار بر بندد
به بحر هم گهر آبدار بر بندد

(۷۸)

تو گنج پاش گهر بخش تا ز شرم کفت
دل معاون و دست بحار بر بندد

(۸)

بخدمت چو تو یارے سلام ما که رساند
ز دستگیرئ زلفت برگ وصل بتانم
مراز خویش برون برده است فرقت تو
تراز غیب رسیدست بادشاهی خوبان
خدایگان سلاطیں که هرچه در دلش آید

سلام مرغ بگلزار جز صبا که رساند
ولیک آں سر رشته بدست ما که رساند
بروں زچوں تو کریمے چنیں صلا که رساند
حدیث بندهٔ مفلس بپادشا که رساند
همه خداش رسانید و جز خدا که رساند

مدار دهر سلاطین علای دین که عدو را | رسیده باد خدنگش بهر کجا که رساند
حدیث مفلسی من که نیست حد و قیاسش | بجمله شهر رسید و بشاه ما که رساند
نوال او چو دعای حسن رسید بگردون | بسمع شاه جهان از من این دعا که رساند

(۷۹) ردیف (ر) (۲۶)

تازه کردم باز در نفس سخن جان دگر | ملک معنی را بخط غیب فرمان دگر
گوهر نطقم ورای لامکان دارد دکان | وین زر کان کن فکان دارم نه از کان دگر
طبعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر | آفتاب دیگرست این و آن دُر افشان دگر
هر قلم کز کار و باریکش کنم چون نوک خار | دم بدم زان خار بر روید گلستان دگر
بوستان هر سال در یک فصل گیرد رنگ و بوی | نظم و نثر من نگر هر فصل بستان دگر
عندلیب ار بشنود یک داستانم از هزار | روز و شب این داستان خواند نه دستان دگر
گر کسی امروز از معنی من بهره نیافت | دورها نوشند بر یادم بدوران دگر
ای بسا منزل شد آیات سخن در شان من | وین کرامت هست در شان سخن شان دگر
ای بسا کس کو سخن دانی کند در روی صدق | او همین سودا پزد در خشتش زد کآن دگر
ناقلان را در سخن دانی نباشد حجتی | عاقلان گویند بر هر نکته برهان دگر
راستی حال دانا دان از نادان مپرس | کو ز نادانی شنید او هم ز نادان دگر
آه دعوی کمالیت برون بردم ز حد | اهل دعوی را چو دعوی نیست نقصان دگر
ای حسن در سر گریبان گشت مکن این سرکشی | سر مکش بر کش سر وقت از گریبان دگر

چند باشی میزبان همّان بوالفضول
چونکه آمد خواجهٔ الفقر فخری درمیان
دستگیر ما و تسکین بخش درویشئ ما
مصطفےٰ کالطاف غیبی را جهان دیگر ست
کفهٔ مهر و مه ارا فتند در کف هلاک
چشم دشمن گر شبے در خواب بیند تیر او
کئے توان زد در صفات نفس پاک او نفس
شمهٔ از خلق او گر بر زمین خواهد صبا
دُر فشاندم در ثنایت و ز خدا خواهم کنم
گوهر جاں آورم بر دُر دندانت نثار
چوں ز دیوان قبولت یافتم پروانهٔ
اے رسول هفت کشور بعد هفصد سال و هفت

خوشتر از عزلت نخواهی یافت مهمان دگر
پیش نتوان کرد دست عهد بر خوان دگر
هست درویشے دگر هیهات سلطان دگر
بل جهان دین و دنیا را جهانبان دگر
او بعدل خود تواند کرد میزان دگر
روز دیگر هر مژه بینش پیکان دگر
هست نقش دیگر و نقشش ز ایوان دگر
بر دمد از هر سفالے تازه ریحان دگر
بر سر روضهٔ دیده گوهر افشان دگر
چوں اُو نسیم نیست جانے مژده دندان دگر
مدح خاصت را نخواهم ساخت دیوان دگر
خاست بر نعتت حسن امروز حسان دگر

(۸۰)

بر حسن گر بیگنی یک روز حسن التفات
بیسند از دور فلک امروز احسان دگر

(۲۵)

رسید کوکبهٔ عید و کاروان بهار
سپهر زیب گرفت از هلال فرخ عید
هلال عید درم ریز کرد از کوکب
نثار عید کند شاه را ز دامن

بهار کرد علامات خرمی اظهار
جهان بهشت شد از اعتدال لیل و نهار
گل اُنچه هائے زر و سیم آوریده نثار
سپیده دم چو زند ابر خیمه در گلزار

بفوج انجم بگرفت ماه و عرصهٔ شام
به تیغ سوسن بکشاد غنچه ملک بهار

زمین نام شهست انتظام خطبه عید　　چنانکه سکه گل راز خلق اوست عیار
علای دولت و دین کز بهار دانش او　　چو عید تازه شود عیش بر صغار و کبار
شگوفه چمن مملکت محمد شاه　　بهار عدل وی آورده عید عزت بار
گل از خزانه تشریف او بهاری پوش　　مه اندر انجمن موکبش عماری وار
مه نواز کرشش مهر مغربی در جیب　　گل از مکارم او آستین پر از دینار
ز فتح شاه دگر عید شد گلستان را　　که دستهای گل از هر سوات بسته نگار
بسان قوس قزح وسمه کرده ابروی ماه　　بشکل دسته گل نقش بسته دست چنار
بهار از مه رایات اوست عیدی خواه　　چنانکه عید ز عید سخاش اجرا خوار
به پیش رایت گلگون و عکس لاله او　　شدست عید چو تصحیف عبد خدمتگار
زمین عاطفت اوست عید را رونق　　ز فر معدلت او بهار را مقدار
اگر عنایت او نیست عید چیست و عید　　وگر رعایت او نیست گل چه باشد خار
مرا بپادشش هر روز عید و نوروزست　　چو عید روزی او باد عید نو بسیار
شها ملوک پناها مبارکت بادا　　چو در رسید مه عید و مهد گل یکبار
تو عید عالم و چتر سیاه تو شب قدر　　رخت بهار کرم چتر لعل تو گلنار
خجسته عید تو آن نوبهار را ماند　　که باشد آمده ایام عید او با یار
حسن نگر که بهر بیت شرح داد دو فصل　　بهار فصل و را به ز فصل عید انگار
همیشه تا که بعیدست وقت مردم خوش　　همیشه تا بهارست زیر مرغان زار
بهار باد نوا ساز مجلس عیدت　　بقا ز برگ درختان برون ز حد شمار
بساز بر صفت عید جشن سیر نشاط　　بباشش در چمن ملک سرو دیر قرار

چو ماه در شب غره ز برج فستیح برآیے	چو ابر وقت بهاران اوج فصل ببار

(۸۱)

هزار باره به بین فصل عید و موسم گل
هزار بار چه باشد هزار بار هزار

(۱۶)

بساط سبز نوتر گشت و کار سرو بالاتر	ز شبنم طرهٔ شمشاد هر ساعت مطراتر
دل بلبل بگل آسود کو را دوست میداراد	ز روی دوستان چیزے کجا باشد دل آساتر
یکے در خوبی گل بین و خط سبز شش از سبزه	خط زیباش تر گشتے ز سبزه هرچه زیباتر
نگر گل همچو من اخلاص دارد درون دل	که هر صبحش ز طبع صبح می بینیم مصفاتر
علاء الدین و الدنیا محمد شاه دریاکف	گزین کرسی آمد پایهٔ تختش معلاتر
محمد آشکارا کرد دین حق بنام ایزد	کنون در عهد هم نامش شد این دین آشکاراتر
گر از ابر کفش یک قطره در بحر او فتد بینی	بشکرش ماهیان بی زبان از مرغ گویاتر
کواکب هر یکے اندر صفات بندگی شه	چو خورشید ست یکتا بلکه از خورشید یکتاتر
فلک در هفت دفتر مینوشت اوصاف شه گفتم	مدائح مجید ست از نسخه خواهی کرد گنجاتر
جهان بخشا توان شاهی که دست فتح بهر تو	کند هر روز اسباب جهانداری مهیاتر
مخالف خواست تا چون کج گردون سر به افرازد	ولے آن سر نشد از کنگر دروازه بالاتر
خدایت یار خواهم تا به بینم در جهان هر دم	علمهائے جهانگیر ترا بازو توانا تر
بدانائے که او دانائے اسرار ست از شاهان	نیاید در امور ملک و ملت از تو داناتر
همیشه تا بهار نو پے نظاره در بستان	کشاید دیدهٔ نرگس ز چشم یار رعناتر
بهارت باد فرخنده سران پشت سر افگنده	جهانت کمترین بنده فلک از بنده مولاتر

۸۲	حسن هر سال هر روز نوت گفتست شعر نو باقبال تو هر شعرے ز دیگر شعر غرّا تر	۱۳

چو صبح عید ز مشرق کشید رایت نور ‌ ‌ ‌ کشیم زود ر قدح گرد دل سراچهٔ نور

چرا بے نکشد دل که گوشهٔ جگر است ‌ ‌ ‌ میان جانش که پرورده خوشهٔ انگور

مے خمار شکن پیش و ساقی استاده ‌ ‌ ‌ ز خویشتن نپسندم که شسته ام مخمور

جهان ز عید بهشت ست ساقیا بشتاب ‌ ‌ ‌ که در کشیم مے چوں کوثر از کف چو تو حور

بیاد دولت سلطان علاء دنیا و دیں ‌ ‌ ‌ که هست دنیا و دیں از وجود او معمور

محمدے که محمد صفت بقوت عدل ‌ ‌ ‌ فرو نشاند غرور ز زمانهٔ مغرور

مخالف ارچه که فغفور چیں بود فگند ‌ ‌ ‌ کمینه بنده او چیں در ابروے فغفور

بحق حق که ندیدم بهمتش شاهے ‌ ‌ ‌ نه در سریر سلاطیں نه در کتب مسطور

درم که خواست کند از جبین شه زربخش ‌ ‌ ‌ به نزد من ز طریق ادب نماید دور

بر آفتاب تقاضائے نور حاجت نیست ‌ ‌ ‌ که خود بخاصیت خویش می فشاند نور

همیشه تا بسپر آفتاب هر صبحے ‌ ‌ ‌ بسان تیغ بود در بر آمدن مشهور

ز تیغ شاه که هست آفتاب عالمگیر ‌ ‌ ‌ گشاده باد جهان دشمن از جهان مقهور

۸۳	سپهر بنده و اعدائے حضرتش در بند خدائے ناصر و ارکان دولتش منصور	۲۳

یکے در حسن جاناں بیں که جا ها تازه کرد از سر ‌ ‌ ‌ رخش ماهست و خطش مشک قدش سرو لبش شکر

برفت از دیدن آن ماه و مشک و شکر و سرو وش
غلام آن همه و آن مشک و سرو و شکر هم آمد
زهے تقدیر کو یک حقه نوشین خوبان را
بدستش بین و انگشتش گرفته شیشه پر مے
غزل رسم قدیمست از پے آن میگنم رنگین
وگرنه با وجود مدح شه نتوان ستودن خود
سر شاهان مدار دهر و روے ملک و پشت دین
مبارک روی و فرخ رای و گردون بخت و دریا کف
جوان سال و جوان بخت جوان فر و جوان دولت
بوقت جام صد جمشید و در فرمان صد افریدون
کهینه بنده اش فغفور و کمتر چاکرش خاقان
نیامد در وفا و عدل و احسان و کرم مثلش
زعدل اوست امروز امن و قهرش روز نشر الحق
کشد تیرش زند تیغش درد سهمش برد قهرش
اگر نه فیض فضل و عین عدل او بود نارد
نشاط آورد و چتر دور باش ترش دستش را
زهے شاهے که دارد خاطر و طبع دل روشن
حسن را از غم و اندیشه و رنج و محن بودے
کنون می منیمت از جاه و جود و بذل و عدل شه

قرار از نفس و نفس از هوش و هوش از عقل و عقل از سر
یکے جنت یکے روضه یکے طوبے یکے کوثر
دهد لعل و نهد لولو دمد سبزه کشد عنبر
بلور صاف و سیم صرف و در ناب و لعل تر
لب خاص رخ کاغذ دل دیوان سر دفتر
سر سرو و بر سوسن لب غنچه قد عرعر
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور
مخالف سوز و شرع اندوز و دین افروز و دین گستر
جهانگیر و جهان بخش و جهان آر و جهان داور
بدار و گیر صد دارا ببستن صد اسکندر
کهینه پاسبان محمود و کهتر نوبتی سنجر
مگر بوبکر یا فاروق یا عثمان و یا حیدر
بهفت اقلیم و هفت اعضا و هفت افلاک و هفت اختر
رگ ملحد پے مرتد دل مشرک سر کافر
چمن لاله هوا لولو فلک اختر صدف گوهر
ثوابت دیده انجم دل ممالک جان ملائک پر
رضا بر دین سخط بر کان کرم بر ما ستم بر زر
زبان ساکت قلم ساکن معانی کم سخن کمتر
سخن بیا و فضل افزون و شعر آسان سخن از بر

ہمیشہ تا گل و گلزار و ابر و لالہ ہر سالے شہ آفاق ما در سال و ماہ روز و شب بادا	کنہ جلوہ شود خنداں بود ساقی کشد ساغر قدر بر کف طرب در دل شفا در تن غرض در بر

۸۴	قضا خادم قدر خاضع جہاں مخلص ظفر ممدد فلک بندہ ملک داعی خدا یار و خرد یاور	۹

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار چو آفتاب صفت بادشاہ ریز د دُور علائے دولت و دیں شاہ کامراں دولت ابو المظفر و شاہ جہاں محمد شاہ کشادہ ہر نفسے فضل ایزدی دیدہ زمانہ راشدہ با عیش و خرمی الفت ز اہل عشق سماع و ز اہل طبع سخن بداں خدائے کہ ہر بندگان مخلص را	ہمہ نظر ہا روشن شود ازاں دیدار نمایدش ہمہ مانند آسماں دیدار نمودہ ہر نفسش بخت کامراں دیدار مبارک آمدہ از وے ہمہ جہاں دیدار نمودہ ہر نفسے فتح جاوداں دیدار بہار راشدہ با باغ و بوستاں دیدار ز ساقیاں مے ناب و ز دوستاں دیدار بہشت میکند از وعدہ بعد ازاں دیدار

۸۵	کہ باد دولت سلطان علائے دیں باقی ہمیشہ ذات ورا باد و جود جہاں دیدار	۱۳

فتوح غیب نگر پیش تخت شاہ نثار ز فر نام شہست ابتدائے فتح و ظفر خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں	بہار فتح شگفتہ در ابتدائے بہار ز عدل معدلتش اعتدال لیل و نہار خداش داشتہ از ملک و ملک برخوردار

ابوالمظفر خاص خدا محمد شاه	پناه ملت و پشت ہدی محمد دار
سپہر بندہ و سعد سپہر چاکر او	زمانہ داعی و اہل زمانہ خدمتگار
ز تیغ آب و غا صاف کرد در اسلام	ز تیر روز بقا تار کرد در تاتار
ز ہند و یش نجہد ہیچ ہندوئے گرچہ	زحل صفت رود اندر فراز ہفت حصار
رسید سجدہ کناں رائے و ہرچہ بود ہمہ	بنام خسرو کشور کشائے کرد ایثار
زہے مقدمہ دست برد نصرت شاہ	کہ بر بساط ممالک خدائش قایم دار
پیادگاں درش تعبیہ داں گردند	ہمہ بدولت شہ باز گشتہ فیل سوار
بشاہ باد ہمہ سال تخت و بخت بلند	بہر طرف کہ نہد رخ شہ ملایک بار

۸۶

ہزار سال بقا خواہم از خدا شہ را
ہزار فیل چہ چیز ست فیل خانہ ہزار

۷

دُر سعادت از صدف فضل کردگار	گرد آسماں بفرق شہ کامراں نثار
شہزادہ معظم و شمع دیار دیں	خورشید اوج عزت و جمشید روزگار
امید ہائے ہر دو سرائش بر آمدہ	مقصود ہائے ہر دو جہانیش در کنار
یارب بپائے دل پیراں صبح خیز	یارب بحرمت دل مردان روزگار
بادا ہمیشہ رونق ایں خاندان ملک	اقبال در یمین و فتوحات در یسار
شہ را دوام دولت شہزادہ اش باد	سال بقا ہزار نگویم کہ صد ہزار

تائید غیب یار خضر شاہ خاں شدہ
از فضل حق بحق خداوند کامگار

۸۷	ردیف (ز)	۷

ای ملک منعم مفلس نواز / نامه بنام تو روان گشت باز
از تو پدیدار شده عرش و فرش / هم تو از ان و همه از وی بی نیاز
قطرهٔ از ابر عنایت بریز / تو که نسازی شودم یک نماز
زان خودم کن نفسی تا کنم / از خود و از هر دو جهان احتراز
رحمت خود رهبر ما کن که هست / مرحله بس دور و رهی بس دراز
با کرم تو دل ما نشکند / زانکه کریمی و شکسته نواز
بنده حسن را که امیدش تویی / کار بسازش که تویی کارساز

۸۸	ردیف (ش)	۵

شاهی که برگزید خدا ایش بفضل خویش / از هر چه گفته ایم و بگوئیم هست بیش
ای خسروی که از دم لطف عنایتت / رونق گرفت عالم و شد راست دین و کیش
سلطان علاء دولت و دین کز علو او / اسلام و شرع آمده هر روز بیش بیش
سر تا بسر گرفت جهان را بنور عدل / زان سان که باهم اند شب و روز گرگ و میش

۸۹	در خلق چون محمد و حیدر بروز رزم مداح او حسن شده سلطان یار خویش	۱۳

شاهی که فضل ایزد از خلق برگزیدش / فرخنده باد یارب نوروز و روز عیدش

نوروز بزم شه را افزود رونق نو
سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد
هست آفتاب سیرت شاه یگانه ایرا
حتی که نیست مثلش در عالم آفریدن
بینی درم خریدش هر دم هزار بنده
چون شب کسے که با او زد از سیه دلے دم
زین رو که خط نویسد تیرست یک دبیرش
خود چرخ گرده شد تا شاه گوے بازد
بنده حسن بمدحش وقت شکر فشانی
تا عید باشد و گل بادا شه جهان را
روزے حسن بسازد نوروز عالم آنجا

بهر طرب فزائی عید از عقب رسیدش
کایزد محمد آسا از خلق برگزیدش
در آفتاب گردش گیتی دوم ندیدش
از خسروان عالم هیشل آفریدش
بل صد هزار چون من بینی درم خریدش
پیراهن سلامت چون صبح بر دریدش
زین رو که زور دارد چرخست یک بریدش
در نوبت همایون الحق نکو دویدش
بکشاد قفل دلها بے پاره کلیدش
عیشے چو عید فرخ فتحے چو گل جدیدش
چون نقش عید بادا از کمترین عبیدش

۹۰

دوران چرخ رامش شاه فلک غلامش
هم ملک بر دوامش هم عمر بر مزیدش

۱۹

شہے کاسلام را سکه منور میکند نامش
ظفر چون تیر در شستش جهان چون قبضه در دستش
علاء الدین والدنیا محمد آن که دین حق
جهاندارے که از تیغ زبانش در جهانگیری
مخالف تا نگه کرد آتش شمشیر شاهی را

مبارکباد دور دولت همه ایام و اعوامش
فلک چون مهو در حکمش عدو چون مرغ در دامش
تمامیت گرفت اکنون به دور دولت تمامش
دهان فتح خندان کرد این بود از جهان کامش
نماند اندر تن لرزنده چون سیماب آرامش

نگردد پاک خصم او چو سایه از سپیده روئے
اگر از گنبد خورشید بردارند حمامش

بہ گفتم تو نعل مرکب شاہنشہی گفتا
سمش بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش

کہ یارد قصر شاہش را صفت کردن بہ گردون
کہ نہ طاق فلک یک نردبانے باشد از بامش

ہر آن کارے کہ آغاز و بخیر و خوبی انجامد
بہ فضل خدا یارست در آغاز و در انجامش

زہے شاہے کہ ہم بر فضل و بر مش ختم شد اکنون
خطا پوشیدن خاصش عطا پاشیدن عامش

مواجب داون شاہان بمیزان دگر بودے
کنون یکجو نمی سنجد آن میزان در ایامش

درین میزان کہ عدل شاہ آنرا راست میدارد
بیک پلہ مواجب بین بدیگر پلہ انعامش

الٰہی تاکہ میزان است خصم خانہ ناہید ش
الٰہی تا کہ عقرب ہست بیت البیت بہرامش

چو بہرامش فلک تا ہفت گنبد تختگہ بادا
بہ نسبت پاسبان در ہفت گنبد ہفت اندامش

کسے کین شاہ ہفت اقلیم را سوئے کرم اندیشد
عذاب ہفت دوزخ باد اندر ہفت اندامش

حسن را از ثنائے او شرف حاصل کرم واصل
مشرف ہم بہ تشریف و بکرم ہم باکرامش

چو جان خود ہمہ جا ہا فدائے جان او خواہم
حیات نوح در جانش شراب خضر در جامش

شہنشاہت اسکندر ثانی کہ دائم باد ارزانی
مرا و را خضر ہم جام و خضر را عمر ہم نامش

٩١

ظفر مقدور رکیرانش عدو مقہور پیکانش
ملک مامور فرمانش فلک محکوم احکامش

٨

شاہے کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش
تخت از سپہر ہفتم سازد بجائے خویش

آن آفتاب ملک کہ چون کوکب یمین
آفاق تازہ کرد ز ابر عطائے خویش

زان راست آورد ہمہ تدبیر ہا خدائے
کو راست ست در ہمہ جا با خدائے خویش

سلطان علاء دنیا و دیں آنکه دین حق
گوهر بتافتند خسیسان نا سزا
بنده حسن چو از کرم شاه قایم ست
شه باد تا ابد چمن ملک را نهال

در سایهٔ سرادق او کرد جای خویش
دیدند از سیاست شاهی سرای خویش
اول دعای شاه کند پس دعای خویش
تا بر خورد ز دولت بی منتهای خویش

۹۲

چندان بقاش باد که شاهان خویش را
بینند چو خضر دیر بقا در بقای خویش

۶

زلفت که باد بر رخ رخشان ساندش
دل پیش وار داز سر زلفش شبی دراز
عاشق امید بر خط سبز تو بسته ست
بستم بآه خود دل خاکی خویش را
بر دست دل نهم پس ازین قصهٔ حسن

ابریست آنکه بر مه تابان ساندش
آن طاقت ازکجا که بپایان رساندش
تا آن خضر به چشمهٔ حیوان ساندش
هم آه من بگنبد گردان رساندش
باشد ببارگاه الغخان رساندش

۹۳

اعظم معز دولت و دیں آنکه روزگار
هر آرزو که او طلبد آن رساندش

۵

شهی که باد همایون عزیمت سفرش
علای دنیا و دیں آنکه بود و خواهد بود
بهر طرف که روان گشت عالمی بگشاد
فلک جنیبه کش آستان حضرت او ست

در آمدن ظفری در برون شدن ظفرش
چو دولت از حضرش بل سعادت از سفرش
نگر ز آیت فتحست رایت ظفرش
چنانکه بود فلک یک قطار از نفرش

(۹۴) حسنؔ ز جور جہاں در پناہ شاہ گریخت / چو آستانہ شہ نیست ہیچ جا مفرش (۱۰)

شب برات بر آمد ز ہر مکاں آتش
ہر آتشے کہ بود عکس عارض تو بود
تو میروی و من سوختہ بداں شکلم
کسے کہ نام تو امروز در زبان آرد
خلیل عہد منی اے در تو کعبۂ من
بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور
کشم بیاد شہے کو بدہ ستی خدا
شہ زمین و زمانہ علائے دولت و دیں
حسود را ز تف تیغ تیز او در رزم
حسنؔ ز فرط ثنایش چنیں نوشت ایں سطر

مراز عشق تو افتد دروں جاں آتش
مرا چو آب حیاتے نماید آں آتش
کہ جائے خار بماند ز کارواں آتش
گذر ندارو فرو ابر آں زباں آتش
ز روئے تو شدہ تازہ چو گلستاں آتش
پیالہ کہ چو آبست و در میاں آتش
زدہ است دشمن دیں را نہاں آتش
گرو گرفت خجالت بہر زباں آتش
عجب کہ بجہدش از مغز استخواں آتش
کہ ہم چو آب شدش وقت امتحاں آتش

(۹۵) ردیف (ل) (۷)

خط تو رہبر خطیست بر گل
جز بر دل من نیست بار ہجرت
بس طرفہ طریقیست عشقبازی
بسیار نوشتم حدیث خوباں

اے خادم خط گشتہ سنبل
بنگر چہ باشد ایں تحمل
تا چند تواں زیست بر توکل
شستم ہمہ جزو ہا کنوں کل

بارے چو رود نظم سم ز التفکر سلطان سلاطین علاء دنیا	در مدح شہنشہ کنم تا مل از خاک درش چرخ را تجمل

۹۶	سرو چمن ملک باد سلطان تا برگ گلست و نوائے بلبل	۱۸

خجستہ باد بتائید ایزد متعال
وصول رایت سلطان بستقر جلال

خدایگان سلاطین علائے دنیا و دیں
یگانہ دو جہاں ہم بحسن و ہم بخصال

محمد ست محمد صفت بنام ایزد
چو خضر از رخ شادی ورا مبارک فال

چو مشتری و مہ چہاردہ است دولت او
در آمدے بسعادت بر آمدے بکمال

اگر بطالع مسعود شش التجا باشد
نہ ماہ نقصان بیند نہ آفتاب زوال

چنیں کہ ملک عجم را از و فزود بہا
چنیں کہ دین عرب را از و گرفت جلال

عجب نباشد اگر چتر سازد از پر خویش
ہمائے چتر ہمایونش را بسا زد بال

فرشتگان بچپ و راست شاہ عالم را
برند غاشیہ در پیش و چتر در دنبال

ہلو شاہ کہ ہست از خیال و وہم بروں
مرا ہوس کہ بشعر اندر آرم اینست خیال

ہلال رایت تو دست چرخ را یارہ
کمند قدر تو پائے عروس را خلخال

اگر فلک را یک روز گوئے خود سازی
فلک برقص در آید ازیں ہوس در حال

مخالف تو شفق وار غرق خوں گردد
شہاب ثاقب تو گر رواں شود چو ہلال

عناں دال مراد ایں زماں بدست گسے
کہ بار کاب تو دارد تعلقے چو دوال

دلت بنور فراست چو میکند روشن
مراد صاحب حاجت چہ حاجتست سوال

نگر تو دادۂ از آفتاب بدرۂ زر	سپہر را کہ بود کوز پشت چوں حمال
حسن دعا تو گوید در انتہائے ثنا	چو ابتدائے دعا در رہ اجابت دال
ہزار سال بقائے تو باد در دولت	ہزار گونہ ظفر دست داوہ در ہر سال
بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی	معین و حافظ تو باد ایزد متعال

۹۶	ردیف (م)	۹

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم	از خویش دور میکنیم تا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرمان حسن تست	اے ماہ روے ہم تو بفرما کجا روم
یاراں ہمی روند تماشائے باغ گل	من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم
گہ گہ بطنز گوئی کز پیش من برو	جان و جہان تو داری تنہا کجا روم
راہے دراز و منزل مقصود ناپدید	نے رہبر و نہ قافلہ پیدا کجا روم
خلقے برائے حاجت خود کعبہ میروند	من ہم ہوس ہمی کنم اما کجا روم
سلطان علاء دنیا و دین کعبہ منست	اینجا سرے ہمی نہم اما کجا روم
دست مبارکش بسخا گنج گوہر است	گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم

۹۸	گوید حسن کہ من در سلطان گرفتہ ام آساں ازیں ستانہ والا کجا روم	۵

از درد دنیا چہ دم زنم کہ ندارم	از جہت دل چہ جاں کنم کہ ندارم

خلق بکشت امید تخم تمنا نقد مراد اندر آستین خسانست شاد نشسته شاید آنچه که دارید	می فگند من چه افگنم که ندارم خیره چه گیرد دامنم که ندارم شاد ترا ز هر همه منم که ندارم

۹۹	دزد و چه گردد بگرد من که حسن دار شب همه شب نعره میزنم که ندارم	۷

اگرچه از گردش گردون شب تاریک شد روزم فضای فضل را بازم سرو صدق را سازم مرا با خاتم همت فلک فیروزه آمد کمر بسته ز جوزا چشم آمد تیر خدمت را مرا امروز چون باغ خزان دریافت منگر ز سلطان سنجر بخت ار امید یک نظر باشد	ولے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم بنای عشق را ارزم شب عشاق را روزم بدان فیروزه در وصف صفا پیوسته فیروزم دگر ناید به تیر آه تا جوزاش بر دوزم اگر بختم کند یاری بود هر روز نوروزم نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم

۱۰۰	حسن گوید چه باک از سوختن شمع جهانم من جهان تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم	۱۹

زهے روز مبارک طالع و وقت خوش خرم شهنشاهے که میباز و شهان را قهر او عاجز علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور مه عید از هولے رمح او شد حلقه زریں	نظر کردن بروے عالم آرائے شه عالم جهانداری که میدارد جهان را افضل افخم که سلطان سلاطین است و برهان بنی آدم شب قدر از برائے نیزهٔ او طره پرچم

بزم از بخشش او شش جهت آسوده را حیث — برزم از نیزهٔ او تیغ حس بیکار بر ضیغم

دگر خود بزم و رزمش دیده بودی کے گرفتے کس — بروز رزم نام جنگ روز بزم جام جم

چه زینت میدهد یارب نگین ملک را نامش — چنان چون دست را انگشت چون انگشت را خاتم

نهال غم بر افتاد از نهاد و دل بیکباره — درخت دولتش با بیخ کرد اندر جهان محکم

ز سیمرغ از نشانے نیست نامے هست در گیتی — بعهد او نیابی نام را جائے نشان غم

فلک در طاعتش حاضر دگر با او کواکب هیں — خجستن در مدح او حیران او تنها ملائک هم

چه گوید معجز ذاتش تو پنداری اثر دارد — کفش از موسی عمران دمش از عیسی مریم

چه گوید هفت کشور در خط فرمان او ماند — کنون کین هشت چتر آمد بدو رو دولتش مدغم

خدا راضی قضا خاضع فلک داعی ملک ممدد — جهان بنده زمان چاکر ظفر همره وفا همدم

صفا و صدق او احرام گاه فتح را محرم — ضمیر پاک او خلوت سرائے غیب را محرم

مروح از گل اخلاق او بینی دل پاکان — شرف در موسم نوروز یابد نیر اعظم

تو گویا آمد اینجا موسم نوروز و فصل گل — که نوروز سعادت باد روز دولتش را هم

اگر ذکر بهار اندر ثنا نفتاد در مطلع — بهارستان غیبی و دعائے اوست در مختم

همیشه تا که باغ از باد و از نم میشود تازه — ز فیض فضل یزدان باد باغ ملک او را نم

۷	کشید جامهائے عیش چون فرش چمن نو نو رسید نامهائے فتح چون اوراق گل هر دم	۱۰۱

معز الحق الغ خان معظم شدش نصر من الله نقش خاتم	بدار الملک کشورگیر اعظم گرامی گوهر الماس کوکب

زبذلش خلق چون گل گشته خندان — زعدلش ملک چون غنچه فراهم
فلک تا تیز رو می باشد از دور — زمین تا تازه رو می باشد از نم
فلک داعی او باد و ملک نیز — زمین در حکم او باد و زمان هم
من و جمله جهان در سایهٔ او — وے اندر سایهٔ سلطان عالم

(۱۰۲)

خداش از عمر برخوردار دارد
من این دانم دعا والله اعلم

(۱۴۳)

اے حاکم جهان و جهان داور حکیم — محدث همه بدایع و تو مبدع قدیم
جز تو که داد مفرش لیل و نهار را — از آفتاب شمع زر از ماه طشت سیم
نقشم یکیست با تو از آن دورم از دوئی — فارغ ز انس جنت و از وحشت جحیم
میم محمد آئینهٔ چشم عالم است — خود مردم دو چشم جهانند آن دو میم
هر کاورید خاتم اخلاص تو بدست — یا چون نگینه بر سر گنجش بود مقیم
آخر نه جاه تاج لعمرک هم از تو یافت — آن دُر که بود چند گهے در عرب یتیم
انصاف بود نه بدو نیمه نهادنش — انصاف چیست از ره معنی همین دو نیم
اے مالکے که ملک بقا از تو شد کبیر — وے خالقے که خُلق رسول از تو شد عظیم
این نعمت اندکست کز انعام داده‌ام — طبعے چنین لطیف و ضمیرے چنین فهیم
انشاے این قصیده که دال سعادتست — در سال دال بود در و در فزوده میم
از راه شکر حامل صد بکر معنیم — لیک از عزب عواقب یکبارگی عقیم
مارا ز دار ضرب قناعت عطیه کن — نقدے چنان سره که بود سکه‌اش سلیم

مرغان خوشنوا کہ درآری درون باغ
در تنگنائے بیم و امید او فتادہ ایم
چوں راست گفتہ اند کہ کار تو شد کرم

ہم بخششے بکن بدرون ماندگاں تیم[1]
چوں کار بر امید تو افتاد بیں چہ بیم
ایں ہم دروغ نیست کہ میخوانمت کریم

۱۰۴	گر از حسن نیاید فعلے چو نام او حرفے ز رحمت تو بسند است یا رحیم	۵

الٰہی رحم کن کالودہ ایم
ہدایت راہ و روئے پدید آر
رواجے نیست اندر سکہ ما
بفیض فضل نقش ما فرو شوئے

بخون دل جگر پالودہ ایم
کہ ما در کار خود گم بودہ ایم
کہ ہشتے سر بسیم اندودہ ایم
کہ از سر تا قدم آلودہ ایم

۱۰۴	یکے بر روز کار ما بخشائے کہ ما بر خویش نابخشودہ ایم	۷

ایں نامہ را بنام خدا باز میکنیم
از جنبش قلم کہ کلید معانیست
آں بلبلم کہ شہر پر آوازہ منست
مست سماع قول نغند اہل ایں دیار
یارب تو بخش آں قدمم کاندریں سماع
شاہاں اگر بشاہئی خود میکنند ناز

سر نامۂ سخن ز سر آغاز میکنیم
در ہائے ذکر رحمت حق باز میکنیم
کز اوج کنگرہ فلک آواز میکنیم
اینک ہماں طریق غزل ساز میکنیم
رقصے چو عاشقاں سر انداز میکنیم
من چوں حسن بہ بندگیت ناز میکنیم

[1] گوسفند مذبوح در گرسنگی

۱۰۵

هرچند ایں حدیث خوش آیندہ قصہ ایست
انصاف را گذاشتہ ایجاز میکنیم

۷

روئے خوب تو والضحیٰ گفتم
زلف واللیل اذا سجیٰ گفتم

سرو خواندم قدت غلط خواندم
مشک گفتم خطت خطا گفتم

خواستم گفت نعت تو بسیار
ہمہ گفتم چو مصطفیٰ گفتم

اے سزاوار صد چنیں مدحت
عفو کن ہر چہ ناسزا گفتم

آستان تو آسمانِ دعاست
ہم از اینجا منش دعا گفتم

خون چشم شد از فراق رواں
حکم فرمائے ماجرا گفتم

۱۰۶

حسن از پا ور آمدست عظیم
اے سرِ سروراں ترا گفتم

۵

کے بود یارب کہ دل را سوئے رحمت رہ کنم
جاں نثار روضۂ پاک رسول اللہ کنم

خاک راہ او بہر میلے بگیرم سرمہ دار
پس بہ میل ہر مژہ اندر دو دیدہ رہ کنم

ہر زماں بر عقل خوانم داستانِ حسنِ او
آں بداں ماند کہ مہ را جلوہ بر اکمہ کنم

ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند
کلک را راس و ذنب سازم سزائے آمہ کنم

گرچہ گہ گہ کج رود پایم چو فرزیں زیں بساط
عاقبت سرور سر ہمراہی آں شہ کنم

وہ کہ بے او زیستن نزدیکم از اسلام نیست
گر بہ پیش شہ کشندم کافرم گردہ کنم

نیست جز گیسوئے او پیش حسن حبل المتین

۱۰۷ بس درازست این سخن بہ کیں سخن کوتہ کنم ۷۲

دوش دردے کہ خاست از جگرم
گوی از دوش باز کرد سرم

آتش جاں ازاں جگر سوزست
کاب نگذاشت چرخ در جگرم

جگرم دردے خورد شب و روز
بخت این بار پخت ما حضرم

جگر از تنگنائے پہلوئے خشک
نمک از شورہ زار چشم ترم

تا مرا برگ گندنائے ہست
ہشت بستاں بتّرہ نخرم

کوہ بر فرق مردمک صد بار
ببرم بار منتے نبرم

این نمک وین جگر مقرر شد
راتب توشہ خانۂ سفرم

گفتی از آسماں طلب روزی
آسماں سفلہ روزی از کہ برم

در روزیم تنگ بستہ چہ سود
آسماں فراخ در نظرم

چیست حاصل کہ آسماں شب و روز
می نویسد برات خیر و شرم

در روزی چو آسماں وارد
بر در عمرو و زید چوں گذرم

کاشکے نام ہم نبودی ثبت
در نسب نامہ ابو البشرم

چوں حسن مر مرا امیر شدست
چہ گلہ از گرانئ سفرم

شحنۂ حکم چند خواہد داشت
شہر بند حظیرۂ خطرم

دولتم را ستارہ مانع نیست
از قضا دید باید این قدرم

بشکنم بند گر خدا خواہد
چکنم بند بستۂ اگرم

صد فم خورد بشکن اے غواص
تا بہ بینی بزرگی گہرم

من که از حلم گشته ام پامال — بلکه با کوه دست در کمرم
گرچه گوشه نشین شدم ز شفق — چون مه نو بفصل مشتهرم
واجب آید زکات فضلم ازانک — صاحب گنج خانهٔ فکرم
مالک الملک این عطا کردست — از قناعت ممالک بکرم
بوریائے بس است و سر پیچے — تخت بر زیر و تاج بر زبرم
نیست وردم ز تیر سخت انداز — لیک سخت است منت سپرم
آتش خانه سوز بهتر ازانک — نور در روزن افگند قمرم
گر فرو خفت مرغ بے مایه — جبرئیلست موذن سحرم
روح علوی و دیو نفسی را — مایهٔ عمر و سایهٔ خضرم
گر نه این خرقه از خدا باشد — بخدا تا بدامنش بدرم
پدرم آنکه زاده ایم ازو — وانکه از من بزاید او پسرم
حلم حق اعتبار کلی یافت — حکمت خلق نیست معتبرم
حکمتے کان زره چنان برگشت — من چنان راه کمتر ک سپرم
تا بدانی که هم بدین یک نفی — من ازین ثابتات بیخبرم
می رسد زین دوازده هر سال — هم چو یوسف زیازده ضررم
هفت سیاره بر سر این چاه — یوسفے در میان نمی نگرم
هفت سیاره هفت دوزخ دان — کافتد از شر هر یکے شررم
هندوی چرخ زهر داد مرا — همه هندوستان پر از شکرم
مشتری هم بطالعم مقرست — بهبوط سقر کند مقرم

ترک گردم سوار بره شکار — گه زند شاخ و گاه نیشترم
آفتاب ارچه خور همی خوانند — نیست یکروز خور ز خواب و خورم
خاک در کاسه ام زند ناهید — چه نوازد بقول کاسه سرم
آنکه سوی عطاردش بحیوست — از دو رنگیش سخت پر حذرم
از جنوبی نساخت جانب من — نه شمالی شمایل نظرم
از حکیم این عطیه حاصل بود — بر بروج و کواکب صورم
گفتمی بر فلک غبار انگیخت — هم فلک توتیا وهد مگرم
خاک بر توتیائی او که نبود — سنگ بصره بگوهر بصرم
روز دولت بلند شد همه را — من همه شب ستاره می شمرم
تا بدیدم ز عقل کل آثار — عقل جزوی نمید هد اثرم
سستی روزگار بین که فگند — بچنین عقدهای سخت درم
طیرانم بر اوج معرفت است — زین همه بشکنند بال و پرم
من همی فرق دارم از دو دوام — خواه عیسیم خوان و خواه خرم
با همه راستی سیرت خود — در لگد کوب چرخ گرد سرم
خوار چون خاکم از پس دیوار — چه توان کرد آب پیش درم
تا بعقرب شوم بقربانے — همه تن گه کمان و گه سپرم
راست در حق من بگو که کجم — پنبه از گوش من ببر که کرم
گه گهے خاص میهمان بهشت — گاه تنها مجاور سقرم
از حضیض و بال و اوج شرف — فرد ازانم که آفتاب فرم

از وجودم ہمه رگے و ر پوست
آفتابے که خاور سخنست
من گرفتم جہاں بلطف سخن
بحر را مایه از چو من ابریست
از سخن آبم از تواضع خاک
شکم از غصه پاره کرد صدف
منع ہیچند چه میکنی خواجه
باز بعضے خساں و بدوہناں
طعن ایں در سخن کنند و مباد
چار مادر کنند و ہفت پدر
دست در شاخ من زنند و مباد
در دنیا سرائے بولہبیست
خانۂ بولہب چه جائے قرار
قرشی الاصل و ہاشمی نسبم
شجر نثر و شاخ نظم امروز
نعت او بر دہد رضائے خدا

سر و پائے بشکل پا و سرم
ورق چند بیذق ظفرم
زائے "ارض تموت" باخبرم
بہتریں دُرّ و کہترین مطرم
لاجرم مہرباں و مہرورم
چوں شنید آب داری دُرم
که من از حد منع راست ترم
زیں در رہ نکرند و زیں عذرم
ضرب شاں چیست یکشبه سپرم
من زنیک مادر زنیک پدرم
که به ہیچ کسے رسد بترم
من بغیرت ازیں سرا بدرم
چوں در مصطفاست مستقرم
کز ہوایش بر آمد ایں شجرم
بے ثنایش نمی دہد اثرم
حسبی الله ہمه بس است برم

۱۰۸	نظم چوں مرمرا محرم شد چه غمست از گرانی صفرم	۱۳

سعادتے که جہانراست ز آستان کرم
کرامت قدم محرمان بیت حرم

نثار بارگہ بادشاہ عالم باد
خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں
مدار ملت و پشت و پناہ محمد شاہ
شہے فرشتہ وشے کز میامن نامش
زعدل او خلفائے عرب شدہ حیراں
زہے معدلتش تازہ راہ ہا ایمن
ز فر دولت او کار ہفت کشور راست
چو صبح گشتہ بدعوے طاعتش صادق
صفات قدر شہنشہ بروں از اندازہ ست
ہمیشہ تا کہ برسم قدیم در ہر سال
چو کعبہ باد در شاہ قبلۂ حاجات

کہ ختم گشت برو پادشاہی عالم
شہ ستارہ سپہ قطب آفتاب عالم
کہ ہست ہمچو محمد پناہ اہل امم
طراز یافت نسب نامۂ بنی آدم
چو از کمال جہانگیریش ملوک عجم
جہاں بدولت او چوں جہانیاں خرم
ز بار منت او پشت ہفت گردوں خم
نگر چگونہ جہاں را گرفت دریک دم
ہے قدر بود اندازہ زبان قلم
مسافراں سوئے کعبہ رواں کنند قدم
ضمیر او حرم ستر غیب را محرم

۱۰۹

چنانکہ حاجت جملہ جہاں بر آورد دست
بر آورد ز کرم حاجت حسن را ہم

۱۶

خجستہ باد و مبارک وجود رایت اعظم
رسد بنہ گرہ اکنوں عنان شہرت شادی
پناہ جملۂ اسلام و پشت زمرۂ ایماں
خدایگان سلاطین علائے دین محمد
ز ابر رحمت او گشت روئے ہفت زمیں تر

ز دارو گیر ممالک بدست ملک معظم
چو در رسید بدولت رکاب خسرو اعظم
مدار ملت احمد مراد خلقت آدم
کشیدہ دائرہ عدل گرد مرکز عالم
ز بار منت او یافت پشت ہفت فلک خم

محمدیست که دارد بفیض فضل الهی
بدان امید که بوسه زند بنقش نگینش
ازان رسد بقدومش نثار غیب پیاپی
رساند مژده فتحش صبا بملک ریاحین
بروز و شب مه و مهرش ندا کنند ز بالا
حدیث ملک جم اینجا چه نسبت است که آید
ازان طواف کند فتح گرد بارگه او
زهی بکعبه شاهی صفات ذات تو رهبر
بدولت تو نداند حسن که غم چه بود
زمانه یار تو بادا بهر مقام که باشی

کفی چو موسی عمران دمی چو عیسی مریم
خمیده اند همیشه فلک چو حلقه خاتم
که میکنند ملایک دعای صبح دمادم
ازین نشاط نیاید دهان غنچه فراهم
که ای جهان بتو قایم جهان تراست مسلم
فدای جرعه جامش تمام مملکت جم
که یافت از دل روشن نشان کعبه و زمزم
خهی طراز الهی ضمیر پاک تو محرم
مگر برای قوافی کیش یاد دهد غم
سپاهیانت بفرماندهی گرفته زمین هم

۱۱۰

چو بخشش تو هزارست هم خدای به بخشد
هزار سال بقایت هزار سال بر وضم

۱۷

ای چرخ یار من شو کام روز یار یابم
زحمت بسی نمودی از روی برف و باران
روی مبارک شه دیدن ثواب باشد
سلطان علای دنیا شاه جهان محمد
از اوج بخت شاهی گرگس کند سوالم
از فضل دستگیرش بیدار گشت بختم

بگشا در سعادت خوش خوان بفتح بابم
امروز تربیت کن روی چو آفتابم
یارب تو تا قیامت روزی کن این ثوابم
صد روح داده هر دم از فتح این کتابم
هم فر دولت او تلقین کند جوابم
وز عدل پایدارش آباد شد خرابم

چوگان چو در کف آرد تا گرد گوی گردد
خواهم که گوی گردم پیشش بسر شتابم

این روز خوش که دارم در دور شاه حقا
هرگز شبی زمانه نه نمود جز بخوابم

نقل مراد گشته از دولتش نصیبم
وز هر مراد داده اقبال او نصابم

تا خیمه نصب کردم در عرصه گاه مدحش
خورشید سائبان شد حبل المتین طنابم

اوج سپهر مجلس، فوج فلک حریفم
طاس قمر پیاله، کاس فلک ربابم

یک شکر نعمت حق بهتر ز صد تنعم
یک بوی جرعه شه بهتر ز صد شرابم

چون هر طرف کشیدم رخش سخن بجولان
اکنون سوی دعا هم لختی عنان بتابم

بادا عزیمت شه در هر خطا مسلم
اول همین نماید از هر دعا ثوابم

بادا همیشه رویم بر خاک آستانش
تا چون حسن بدین در هم نان بود هم آبم

بادا هزار سالش این جاه با جلالش
انعام عام روزی هر روز زین جنابم

١١١	دوش این دعا که کردم بر شد با آسمانها از عرش بر گذشته میگشت مستجابم	٦

ساقی بیار می که دمی خوش بر آوریم
جانی دگر ز جام تو در تن در آوریم

عرض استدیم یکدمه را در صلاحیت
اکنون علم ز عالم عشرت بر آوریم

زان می که او بدور قدح قبها کند
وودران چو قبه فلک اخضر بر آوریم

شادی ما همه قدم شهریار ماست
ما هم نثار مقدم او گوهر آوریم

١١٢	سلطان علاء دین که چو ساغر کند طلب ای بس مئے مراد که در ساغر آوریم	١٢

دولتے از حق تعالیٰ یافتم — دست بوس خان والا یافتم

خسرو اعظم معزّ دین حق — کش ز حد مدح بالا یافتم

قدر او را با فلک کردم قیاس — پایهٔ قدرش معلّا یافتم

ذات او را در صفا و در صفت — راست چون خورشید یکتا یافتم

بزم او فرخنده تر از هشت باغ — جرعهٔ دانشش جام مینا یافتم

شد کف دُر بخش او دریائے جود — من دُرِ دولت ز دریا یافتم

چشم بد دور از چنان دریا کزو — چشمهٔ خاطر مصفّا یافتم

از خیالات مدیحش در ضمیر — هر چه می جستم مهیّا یافتم

در بهارستان مدّاحی او — بلبل هر طبع گویا یافتم

در سواد خط معانی ثناش — در شبه لولوے لالا یافتم

در تمنّا داشتم دیدار او — شکر حق را کان تمنّا یافتم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد
این مراد از حق تعالیٰ یافتم

۱۳

چون چشم نیم مست تو اندر جفا تمام — دست تو شد بریختن خون ما تمام

میخواست صبر در دل تنگم گذر کند — غم نیست زانکه عشق تو بگرفت جا تمام

اے لاف پسته با لب شیرینت نادرست — دعوے سرو با قد زیبات ناتمام

آوازه از قد تو شده نخل را بلند — اسباب از رخ تو شده ماه را تمام

چندان ز رشک رفتن تو خون گریست کبک — کاندر میان خونش فرو رفت پا تمام

حسن ترا حسن چه روایت کند که هست	چون دولت شهنشه فرمانروا تمام
سلطان علائے دولت و دین خاصۂ خدا	هر چه از خدائے خواسته داده خدا تمام
نام محمدست و بنام ایزد آمداست	بر خلق و خلق بر صفت مصطفے تمام
خصم تو خواست خرقه بپوشید و هم نیافت	اندر همه تمام خانه یکے بوریا تمام
شاها قصیدۂ که مرا در ثنائے تست	نیمے ردیف کرده ولے در ثنا تمام
من هم تمام میکنم این نامه را جواب	کز فضل او مرا است همه نیمها تمام
در آخر مدیح ثنائے شنو زمن	کاندر مدیح طاقم و اندر ثنا تمام
اسکندر زمانه توئی دور رو در تست	مانند خضر در کشش جام بقا تمام

(۱۱۴) ردیف (ن) (۴۹)

اے بصف صنع تو پویان شده چرخ برین	این کره جز داغ تسلیمت ندارد بر سرین
پایۂ قدرت تو منزه از سما و از سمک	دفتر فضلت مبرا از شهور و از سنین
قدرت تو از بساتین نقشبندے در جنان	حکمت تو از مشیمه پرده پوشے بر جنین
اے فلک چون حلقۂ خاتم مدور ساخته	نیست بر نه خاتمش جز نام تو نقش نگین
حکم تو چون ریخت در دریانم صلب سحاب	شد شکمهاے صدف آبستن در ثمین
کیست جز تو تا کشد در جلوه گاه کن برون	از پس هر پرده چندین لعبتان نازنین
روح حکم کاملت را هم متابع هم مطیع	عقل و فضل وافرت را هم رهی و هم رهین
شوق تو در سینه سر دفتران روح و عقل	طوق تو در گردن گردن کشان شرع و دین

اے خوش آن دیوانگان کز یاد نامت ماندہ اند | خارج از ناز و نعیم و فارغ از مار معین

لشکر نمرود صف صف لشکر تو پشۂ | اے تو سلطان ازل با تو کہ یارد کرد کین

با چو تو قہار مائی و منی محض خطاست | خاصہ از چون ما ضعیفے چند از ماء مہین

اے بفرق ہر سر از تاج تو دولتہا عیان | وے بکنج ہر دل از تو گنج دانشہا دفین

روز پرسش ہم برون آور مرا از خوف و حزن | گر ز عقوبت خائفم ور عاقبت گشتم حزین

بر درت آلودہ چون آیم کہ نتوان آمدن | در بہشت پاک با داماں تر از پا رگین

پاک آویزم مبادا گر نبخشی تو اماں | وہ کجا باشم مبادا گر نباشی تو معین

غرق بحر غفلتم در ماندہ در گناہ | از کرم درمان من فرما چو درماندم چنین

جز شفیع آوردنی در من نہ بینی ہیچ گما | این چہ آوردم بر رحمت یکنظر در وے ببین

اول آدم آخرین انبیا را عذر خواہ | نور خلقت را نخستین دور دعوت را پسین

آنکہ می آویختے در ذیل او روح القدس | وانکہ می بگریختے از ظل او دیو لعین

وان سر افشاندہ بہنگام سجود از آسمان | وان زرہ کوہ افشان بہنگام رکوع از آستین

وان چو سبزہ سر بخاک از شربت زہر آزمائے | وان چو لالہ رخ بخون از خنجر خوبان سمین

وان بلالے کو چو بو ریخت اشک از دیدہ صاف | وان ہلالے کو شفق سان داشت دل در حورین

وان یمانی کو کبے با کوکب فقرش قرآن | مطلع زہدش ز اقران در زہادت بیقرین

بو حنیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر | شافعی کو بود مر دین حنیفہ را امین

پس شفیع آرم ربیع بن خثیم ہم رابعہ | خلوت خدام ایشان باغ خلد و حور عین

آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل | حرمت داؤد طائی آنکہ طیب داشت دین

آن حسن کو بود بصری دیدہ دین را بصر | وان حسن کو بود نوری نور طاعت را جبین

آن حسینی کو بتعریف عجم بستی مگر
پیر بسطام آنکه بحر عشق بسطامیش بود
مالک دینار از صدیق بل گنج صفا
بوسلیمان آن شه آثار تسلیمش سمر
آن سعید رازی از راز دلش ناگشته تنگ
سهل عبدالله صیتش رفته در سهل و جبل
خیر نساج آنکه با غیرے نشد در بافته
احمد حضرویه آن آفاق را خضر دگر
ذکر ذوالنون و حدیث صفوت سفیان بکن
رافت رزاق و سرو سرور خواجه اجل
شیخ عبدالله انصاری ز یاران بزرگ
در دبستان سهر یعنی سهروردی که داشت
آن یگانه در صف بحر بشر مولانا فرید
پیر ابدال صفا یافته قاضی حمید
حق دین پنجه که بخشش از پنجه نفسم خلاص
می طپد چون ماهی اندر شست از سودائے چاه
سین سودایش بشین شکر خود گرداں بدل
اربعینے ساخت هر کس او هم این خمسین نوشت
گر ز کلک لاغرش حرفے به تحریر آمدست

وان جنودی کز جنید صدق بگشادی کمین
پور ادهم کادهم اخلاص بودش زیر زین
شبلی آن شیر صف عشاق بل شیر عرین
بوسعید آن بوده آیات سعادتش رزین
وان شقیق بلخی از بلخی رخش نگرفته چین
صالح مری صلاحش حاقی اهل یقین
پور حلاج آنکه خود را پنبه کرد واز
احمد غزالی آن اسلام را حبل المتین
باز عرفان دل معروف شمس العارفین
خلوت خواص و قرب حاتم خلوت نشین
خواجه عبدالله مرد آن پیر مردان گزین
هم جلالے در تصوف هم نهانی نصر دین
عین علمش آفریده فر عالم آفرین
میر او تاد مبارک روے سید نور دین
بو که یکبار از سر این سگ بر آرم پوستین
شست او آن سین سودا شد بلے با شست بین
حرمت سینی که بودست آن نزدیک تو شین
چون عدد تفضیل ده خمسینش را اربعین
هم تو از عیبش ساحت شوئے آں عیب ثمین

اے ہمہ شاہان عصر از خوان فضلت زلہ خواہ در قبائے اعتقادم نیست چینے از صفا	وائے ہمہ مستان عشق از جام جودت جرعہ چیں از توام تشریف آں یک چیں بہ از صد ملک چیں

۱۱۵	دائمت یا حی یا قیوم تا جان در تن ست ور تو رحم آری بگویم وقت جاں دادن ہمیں	۵

زہے مبارک ساعت زہے خجستہ زماں ظفر جنیبہ کش و فتح غاشیہ بر دوش ابوالمظفر سلطان علاؤ دنیا و دیں کشادہ قلعۂ کفار کردہ قطع عدو	کہ می در آید در شہر شہریار جہاں زمانہ خدمتے آرد فلک نثار افشاں کہ باد تا بابد بر ہمہ جہاں سلطاں بہ تیغ ہندی بگرفتہ ملک ہندستاں

۱۱۶	خداش در سفر و در حضر نگہبان باد کہ عدل اوست نگہبان عرصۂ گیہاں	۱۴

طلوع کوکب فتحست زافسر سلطاں تبارک اللہ دین ہدی چہ نور گرفت سر سلاطین سلطان علاؤ دنیا و دیں ابوالمظفر شاہ جہاں محمد شاہ سکندریست کہ در ملک مشرق و مغرب بدفع تعبیہ گردنان ملک امروز عدو ز خشم ہماں چشم بد نگاہ کند	سعادتے ہمہ آفاق ز اختر سلطاں ز روئے انور و روئے منور سلطاں مدار کعبہ ملک و ملک در سلطاں ظفر بتاقی فوج مظفر سلطاں شہے نبود و نہ باشد برابر سلطاں نگر چہ حجت قطعیت خنجر سلطاں ز دور چوں نگرد گرد لشکر سلطاں

همه ز زرگری آفتاب حیرانند — چو آفتاب ز پاشیدن زر سلطان

سرشک باری ابر از کف شهنشه هست — چو شور کردن دریا ز گوهر سلطان

هزار شکر که می پروریم جان در ناز — بزیر رایت اسلام پرور سلطان

ز بعد بندگی حق همین تفاخر بس — که امتثال رسولیم و چاکر سلطان

همیشه فضل الٰهی رفیق سلطان باد — حسن ز فکرت غیبی ثناگر سلطان

۱۱۷

ضلای سلطان سایه فگند بر سر خلق
همای چتر جهانگیر بر سر سلطان

۴۰

موسم عید می نهد خوانچه عید در میان — غره ماه می دهد مژده عمر جاودان

عید چو نقش بندگی بسته نطاق بندگی — خوان و سرای شاه را حمد سرا و مدح خوان

منبر عید شد فلک خطبه نام شاه را — خنجر مهر تیغ زر طره صبح طیلسان

فر خطاب خسروی وش بتافت بر افق — از اثر علو او عین هلاک شد عیان

شاه جهان علاء دین خاص خدا اعلی الیقین — حافظ نقد و ملک دین اهب گنج بحر و کان

پشت مهی محمدان کوست ز روی معدلت — همچو محمد امین کافه ملک را امان

تیغ جهان کشاش را صیت برون شش جهت — چتر جهان نماش را سایه ورای لامکان

چتر سیاه او چو شب رونق عید عید از او — یمن سواد او بس است از شب قدر شد نهان

خنجر تیز طبع او حرف بحرف داشته — سوره ملک در ضمیر آیت فتح بر زبان

شه چو کمان ملک را گرو بعدل چاشنی — چرخ که بر بریده زه گوشه گرفت چون کمان

جهد و جهاد کو نمود از پی سد خنها — صد یک از آن صفت گنم گر بتوان نمیتوان

انچه که کرد میکند بهر بقای دین حق   هم بخدا اگر کند جز کرم خدایگان

حصن قوی که برکشید از پی حضرت ای عجب   عاشق مشکل او ست و دل عاجز شرح او بیان

خلد ز منظرش خجل چرخ ز کنگرش زبون   از سر رفعت اینچنین از در صولت آنچنان

وهم بشر کجا رسد در حد ارتفاع او   هست فرو د خندقش هفت حصار آسمان

ذات جهان گشای شه باد مسلم از فتن   زانکه بدور دولتش دار سلام شد جهان

شاه جهان که مثل او چشم جهان ندید هم   شاه جهان چنین سزد داد ده و جهانستان

همچو سکندر آمده طالع شاهیش قوی   آئینهٔ مقاصدش طلعت شاهزادوان

داعی شاهزاده ام خود بعنایت ازل   در نظر مبارکش خضر لقاست خضرخان

عهد شهان دیگرش باد ز قرنها فزون   در همه وصف بهترین در همه صاحب قران

ای فلک آنچه دیده از خلفای ماضیه   بر در شاه ما گذر وصف گذشتها بهان

مجلس عیدگاه بین رونق بارگاه بین   فرش ز اطلس فلک پرده ز سندس جنان

خاتم جم در آستین باغ خلیل در نظر   شربت خضر در قدح خوان مسیح در میان

صفهٔ بار چون فلک صف ملوک چون ملک   شاه دو چترش از دو سو ماه میان فرقدان

چتر سفید بر سرش باز چه زیب میدهد   راست چو صبح روی شه آمده آفتاب آن

بر شه مصطفی سیر چتر سفید گوئیا   ز ابر سفید مصطفی ساخته اند سائبان

ای بزمان دولتت گرگ مربی رمه   وی بزمان رحمتت ماه رفوگر کتان

دست تو ابر مجلس است اینت عطای ایزدی   تیغ تو برق معرکه اینت بلای ناگهان

شاه مبارک اختری اختر اوج سلطنت   بحر بلند گوهری گوهر کان کن فکان

عید ز عدل تست خوش نز خوشی که میشود   عقل بخشت او گرو سر بخمار او گران

می چه بود چو مست شد خلق ز جام جود تو
یاد تو بر لب آنگهی باده کشم خطا بود
جز به بشارت صبا داز همه آب کے خورم
گوهر شادیت کرم از پے آنکه میرسد
فکرت تو چو جام جم آئینه جهاں نمائے
اے شده بار جائے تو غیرت هفت منظره
خاست بعهد تو حسن از دو جهاں یگانه
تا بهوائے مجلست از پے نقل روز ها
جشن تو باد نو بنو عید فتوح دمبدم

دشمن تو خراب باد از مے محنت زماں
خون عنب چرا خورم آبحیات در دهاں
کاب هم از تو یافتم و زور دولت تو ناں
از کرم تو به زمے اُنس ورائے انس و جاں
خلق تو چوں می بهشت آب فزائے جوے جاں
وے شده بزمگاه تو حیرت هفت بوستاں
هم ببدیهه تر سخن هم بمدیح درفشاں
عید در آید و شود جشن زمانه راز ماں
شادی دل نفس نفس نصرت حق زماں زماں

118

تخت چو بخت دیرپا تاج چو عمرش چتر سا
عیش چو عیش بعید عمر چو ملک بیکراں

21

عهد صبا بساحت گلزار شد رواں
بلبل بیاد غنچه نو خیز خوش نواست
اوراق غنچه بیں که چیساں نو بنو رسید
سلطاں علاء دنیی و دیں شاه بحر کف
سد هدی محمد اسکندر دوم
آثار فضل او شرف اول البشر
تیغ جهاں کشائے و کف گنج بخش اوست

عالم چو بخت خسرو عالم نگر جواں
سوسن بشکر فتح شهنشاه تر زباں
چوں عرضه داشت فتح سپاه خدایگاں
عالم فروز گوهرے از کان کن فکاں
عمرش چو عمر خواجه خضر باد جاوداں
امداد عدل او مدد آخر الزماں
چشمه که در میانه دریا بود رواں

خصمش بجان رسید بدار غم فلک نهاد — از گرزنش بگردن او منتی گران
گفتم بعقل خویش رو آستان شاه — اول ببوس پس صفتی کن اگر توان
عقلم ز نردبان نهم چرخ بازگشت — گفتم چرا تو گفت بلند است آسمان
چرخ آخور مراکب خاص شهنشه است — ورنه دران محل چه کند راه کهکشان
نوروز می کنند جهانی ولیک کرد — نوروز فتح لشکر شاهنشه جهان
از تیغ بندگان شه و خوان اهل کفر — صحرای جنگ سوسن تر بود ارغوان
کفار کشته گشت که روز شمار هم — فهم فرشته باز نیارد شمار آن
آنکس کز استخوان بزرگ آورید فخر — یارب چگونه خورد شکستند استخوان
این از کمال دولت سلطان عالم است — وزرای کامگار وی و بخت کامران
تا آسمان نشانه تقدیر ایزدی است — گیتی ز نقش بندی او یافته نشان
گیتیش بنده باد همه عمر بنده وار — سر بر زمین طاعتش آورده آسمان
تابنده همنشین وی و بخت همنفس — اقبال همرکاب وی و بخت همعنان
تا روز هست نصرت غیبی ندیم او — چون شب رسید دولت بیدار پاسبان

(۱۱۹)

دم در کش ای حسن که نگهبان او بس است
ستار عیب پوش و جهاندار غیب دان

(۲۰)

زهی اسلام را حجت خهی آفاق را سلطان — جهان را آفتاب دین زمین را سایهٔ یزدان
امور ملک را ضابط رموز غیب را واقف — عباد الله را راعی بلاد الله را سلطان
علاء الدنیا والدین محمد شاه دریا کف — گشاده کشور روم و گرفته ملک هندستان

بنام ایزد زہے چتر شہ دین دار کز عظمت
برخ نور سواد چتر و چترش دیدهٔ دولت
به برهان اطیعوا الله همه عالم مطیع او
پناه شش جهات گیتی و مقصود نه گردون
مدار دار دنیا و مراد خلقت عالم
کمند قدرتش افگنده در جرم قمر عقده
ملک با عزم او محرم فلک با حزم او همدم
کفش همچو کف موسی و حاسد گشته مشت گل
جهان از عدل او بنعیم چمن از خلق او خرم
حشم از جاهش افزوده خدم از جودش آسوده
جهان را فرش بزمش گیر با آن نزهت و افر
بساط جشن او را خلد از هر سو گل افگنده
زبس داده صد چاکر چو افریدونش صد مولا
ثنای بی بدل گفتم دعای بی ریا بشنو
همه اندیشه ها صائب همه تدبیر ها فرخ
سه جان در نفس سلطانی چو تخت و تاج چتر شه

پر جبریل را مانند سواد اوش چون خط فرمان
بتن پشت پناه ملک و ملکش داده سبحان
بفرمان رسول الله همه گیتیش در فرمان
خراج استان هفت اقلیم و نوبت بخشش چار ارکان
امین ملت احمد امان زمرهٔ ایمان
سمند دولتش آورده در صحن فلک جولان
وفا در طبع او ساکن ظفر در قلب او مهمان
حیاتش چون حیات نوح دشمن غرق در طوفان
مه از خاک درش روشن خور از فر رخش رخشان
ستم در عهدش آواره جهان از عدلش آبادان
فلک را کشتک سیرش گوی نخ با آن وسعت میدان
نثار فتح او را ابر در از هر طرف باران
چو خاقانیش صد مادح هزارش بنده چون خاقان
بقایش باد بی حد و کمالش باد بی نقصان
همه امید ها حاصل همه دشوار ها آسان
دو چشم اندر سر دولت خضر خان و مبارک خان

(۱۲۰)

علی کردار دین گستر جهان در خدمتش قنبر
محمد وار دین پرور حسن در خدمتش حسان

(۶)

ای درت منزلگه روح الامین : آسمان در پیش تو سر بر زمین

ذات پاکت آیتے از رحمت
نام تو تعویذ اصحاب مرض
زمرهٔ دیں را بجاه تو یسار
دستگیر اوّل و آخر توئی

من چہ گویم رحمۃ اللعالمیں
یاد تو شادی لہائے غمیں
حضرت حق را بجان تو یمیں
اوّل و آخر ہمیں گویم ہمیں

(۱۲۱)
یک نظر گر در حسن داری شود
ایں ہمہ خرمہرہ اش دُرِ ثمیں
(۷)

زہے محراب شرع و قبلۂ دیں
تو بر تخت نبوت شاہ بودی
ترا آں روز شد بنیاد ایں کار
ز درویشاں کہ سلطانان فقرند
خدایت لشکرے دادہ ز قرآں
الا اے مردم چشم دو عالم

نبوت راز تو امکان و تمکیں
دریں عرصہ نہ شہ بودے نہ فرزیں
کہ آدم بود بین الماء و الطیں
توئی امروز سلطان السلاطیں
پس آنکہ قلب آں لشکر چہ یاسیں
یکے در حال ما بیچارہ ہا بیں

(۱۲۲)
دعاہائے حسن در دین و دنیا
بآمین تو مقروں باد آمیں
(۹)

دل اسلام شد خرم دل اسلامیاں خنداں
حصارے فتح شد اکنوں ہر دندانہ از روے
نگر تا ظفر شہ آورد بر قومے کہ بود آنجا

فتوحات فلک صد نوع و فتح شاہ صد چنداں
بشارت میدہد فتحے دگر از ہر بن دنداں
بجائے گل ہمہ سنگ و بجائے دل ہمہ سنداں

بلے ایں معجزات فتح شاہنشاہ دیں پرور
شہ عالم علاء الدین محمد شاہ دریا کف
فلک را گنبدے پندارد ار گر بابہ خاصش
جہاں گر خورد سوگندے سر شاہاں گہے اکنوں
درے کز سلک کلک امروز در ترتیب نظم آورد

نہ در وہم خرد گنجد نہ در فہم خردمنداں
کہ از باد سناں او چو گل شد عالمے خنداں
مہ نو طاق و خوضش آئینہ خورشید روشنداں
بود خاک کف پایت سر آں جملہ سوگنداں
حسن جائے نثار اندر رکاب خسرو افگنداں

۱۲۳

جہاں تا ہست او باشد خداوند ہمہ عالم
معین جاہ و ملک او خداوند خداونداں

۱۲

روا بود کہ کنند اہل آسمان و زمیں
سر ہمہ خلفائے امم محمد شاہ
ز فرق تا بقدم تاج و تخت و دولت دید
ہمہ بہ بندگی شاہ راست روشدہ اند
خدا سکندر ثانیش خواند ہم اول
چو او سکندر ثانیست سیں تحسیں حرف
مرا کہ طوطی باغ لطافت است لقب
ہزار فال حسن بر من اینچناں نبود
نفس کہ میزنم از فر دولت شاہ است
چو دین و دنیا در حفظ و در معونت اوست
ہمیشہ قاعدۂ دیں بہ و قوی بادا

دعائے دولت سلطان علاء دنیا و دیں
گدائگان فلک چتر آفتاب نگیں
جہاں ندیدہ چو او تاج بخش تخت نشیں
نماند کج روی امروز جز کہ در فرزیں
پس ایں خطاب نمایند تا بروز پسیں
بلے چگونہ شود دور سیں ز صحبت شیں
شدہ زیادہ شکر دوست شکر چیں
کہ بشنوم ز شہ شرق و غرب یک تحسیں
وگرنہ حد من مختصر بود چندیں
خدائے عزوجل خواہمش حفیظ و معیں
بنور روح محمد بحق روح امیں

۱۲۴	ز هفت چرخ ثنا و ز ستارگاں احسنت ز چار پیر دعا و ز فرشتها آمیں	۹

اے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں
جاوداں در ملک فرماں دہ کہ بہر دین حق
ہر نفس فرعون گرگی می نمود ناچہ باک
یاد می آید مرا از بیت استاد قدیم
آسماں ہا صد ہزاراں دیدہ آخر کور نیست
زہے مبارک ساعت زہے خجستہ مکاں
ابو المظفر سلطاں علائے دولت و دیں
کشاد قلعۂ آفاق و کرد قطع عدد

وله

تا جہاں باشد تو بر تخت جہانبانی بماں
مالک الملک ببخشیدست ملک جاوداں
چوں ز موسیٰ خواست بر دیں، دین و دولت را اماں
شاہ ہم بہ پسندش زیرا پسندیدہ است آں
تا ترا ہیند بدست دیگرے ندہد عناں
کہ می در آید در شہر شہریار جہاں
کہ باد تا بابد بر ہمہ جہاں سلطاں
بہ تیغ ہندی بگرفت ملک ہندوستاں

۱۲۵	خدا اش در سفر و در حضر نگہباں باد کہ عدل اوست نگہبان عرصۂ گیہاں	۷

امروز وقت صبحدم آمد مہ من سوئے من
دور از تو حالے داشتم تیرہ تر از گیسوئے تو
آہوئے صبح آراستہ مغرب ز مہ پیراستہ
با من اسد در آسماں گر پنجہ انداز د چہ غم
سلطاں علاء الدیں کہ باد از حق نظر ہا سوئے او

زیبائی مہ از چہ بود از ماہ زیبا روئے من
حالا چو شمعے در رسید آں ماہ شب گیسوئے من
صبح ایں طرف ماہ آں طرف خورشید ہم زانوئے من
اکنوں کہ ہست از نام شہ تعویذ بر بازوئے من
الحق ز چشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من

چوناکہ من بندہ شدم درگاہ شاہنشاہ را	گیتی غلامم میشود ترک فلک ہندوئے من

۱۲۶	از شب گزشتہ چار پاس از مہ گذشتہ چار مہ مہ در گذشتن یار شب شب یار ہم پہلوئے من	۴

شاہ عالم باد دایم این دعا بر کار کن نظم پروین یار کن انگاہ از بہر نثار شہ علاء الدین والدین کہ در نزد ویست	فاتحہ بر خوان و پس اخلاص با آن یار کن نثر این شاہ فلک قدر ملک مقدار کن فتح موسیٰ کار فرما فیض عیسیٰ کار کن

۱۲۷	اے حسن گر ہست چیزے از برائے تہنیت نیم جانے ہست باصدق تمام ایثار کن	۷

اے دولت تو مدار دوراں زر بخش معز دولت و دیں سہم سپر تو در عراقین از روئے تو چشم ملک را نور تا خشک و تری بہر و بحر ہست با دوست بصد سرور بنشیں	عدل تو پناہ اہل ایماں جان عرب و عجم الغیاں صیت کرم تو در خراساں وز راے تو جسم عدل را جاں بادات بہر و بحر فرماں وز دشمن خود غم و ربنشاں

۱۲۸	جامے بکف نشاط می گیر رخشے بصف مراد میراں	۲۴

امروز چہ خوش پردہ کشیدند بر ایواں	ایواں کہ نہد پائے شرف بر سر کیواں

تا کنگرهٔ عرش شد افراشته منظر … از جملهٔ فردوس شد آراسته ایوان

بر صحن و طبق میوه و مجلس فرح انگیز … از بام فلک اختر دولت گهر افشان

پیلان عماری کش ازیں راه در آیند … تا شاه نظاره کند آں کوه خرامان

هر هفت ستاره گهر افشاند بانواع … هر هفت فلک نیز تتق بسته بهر سان

بر بسته به پیلاں جرسے از زر و یاقوت … بر گرد عماری کمرے از دُر و مرجان

برجیس چو زهره است ازیں تعبیه رقاص … اقبال چو بخت است بایں مایده مهمان

هم مجلس فرخنده یکے تازه بهارست … هم بادهٔ گلرنگ یکے تازه گلستان

باده چه تواں گفت یکے شربت کوثر … مجلس چه تواں گفت یکے روضهٔ رضوان

رضوان نگرید آمده در صورت خانان … از جوے بهشت آب زده بر در میدان

میدان شهنشه نه زمیں ساحت گردوں … خورشید شده گوے و مه نو شده چوگان

بر آتش خورشید سپند آمده کوکب … گردوں شده چوں کنگرهٔ گنبد دوران

مریخ براں شد که فرود آورد او را … پا کوفتن ترکی در مجلس ایں سلطان

زر بخش علاء الدین سلطان جهانگیر … سلطان جهانگیر و شهنشاه جهانبان

اے پشت و پناه امم و بازوے خلقت … اے دیدهٔ اسلام و پسندیدهٔ سبحان

خواهم همه ساله همه اقلیم مطیعت … خواهم همه عمرت همه آفاق بفرمان

چشمت سوئے شهزاده و دستت سوئے باده … هم خضر تو ارزانی و همه چشمهٔ حیوان

آں شاه مبارک که ازو چشم بداں دور … خاک قدمش روشنی دیدهٔ دوران

یک شاه دگر نیز مبارک قدم آمد … هم بر تو و هم بر خود و هم بر همه ارکان

شاها تو نگه داشتهٔ قاعدهٔ دیں … دیں را تو نگهبان و نگهبان تو یزدان

اے کشتی عدل از قدمت ماندہ بیک حال
باد ذات خدا یار بہر کار کہ باشی
ہر روز شدہ کار باقبال تو روشن
دولت بدعا و بہ ثنایت شدہ حاضر

چوں نوح حیاتت طلبم بلکہ دو چنداں
دشوار ترین کار باقبال تو آساں
ہر لحظہ زدہ اشہب میدان تو جولاں
من بندہ حسن بر تو دعاگوی و ثنا خواں

۱۲۹	ردیف (و)	۱۰

فرخندہ باد بر شہ آفاق سال نو
سلطان علاء دولت و دیں آنکہ چوں ہما
روئے عروس دین محمد جمال یافت
بازیست تیر شہ کہ ہم از دست شہ پرد
تیر از دبیر شاہ خجل ماند چوں بدید
نقش نجوم راز پے فتح زادنش
از ثور بر کشد اسد از حاجت او فتد
طبع حسن شدہ آئینہ چوں ہر نفس درو
تا می شود پدید ز تقویم کن فکاں

اسلام را زرویش ہر روز فال نو
داد از کمال عدل جہاں را جمال نو
از چتر شہ خدایش بر افزود حال نو
بکشادہ در ہوائے ظفر پر و بال نو
ہر روز ضبط عرصہ نور امتثال نو
اعدا و فق دان و بہ نوبہ سفال نو
بہر رکاب دولت اورا دوال نو
رو مید ہد ز بکر معانی خیال نو
حرفے بروز نامہ ایام سال نو

۱۳۰	شہ سرو بوستان بقا باد آمدہ ہر بار باغ دولت او را نہال نو	۷

گل خواہم از جہان مے چوں گلاب تو
در دُر ناب ریختہ یاقوت ناب تو

روزے بہ بینیم این شب اندوہ خویش را
جائے دو کبک بر سر آتش بداشتہ
امشب بدیدہ و دلم از میہماں شوی
گفتے حسن خوش ست کہ گویاش کردہ اند
گفتی جواب خوش و ہمت بے تو خود بیا

صبحے دمیدہ دمے چوں آفتاب تو
خرگہ تہی و یک بطکے بر شراب تو
تا وقت صبح ما و شراب و کباب تو
درمدح و در غزل شہ مالک رقاب تو
دانی چہ فرق ہاست میان جواب تو

۱۳۱

خواہم کہ در خرابہ من سر درون کنی
من باشم و دلے کہ تو کردی خراب تو

۷

اے سر ہر نامہ نقش نام تو
ما چرا در کنج محنت ماندہ ایم
عاجزے چندیم ولافے از فضول
آنکہ کرمنا بنی آدم شنود
اے خوش آں گوشہ نشیں کارا ست
ہست مالامال جام رحمت

نام ما در دفتر انعام تو
اے کلید گنج دولت نام تو
دست در فتراک فضل عام تو
ملک عالم زادۂ اکرام تو
گوش او را حلقۂ پیغام تو
بندہ را یک جرعہ بخش از جام تو

۱۳۲

سر نہد بر نقش نام تو حسن
اے سر ہر نامہ نقش نام تو

۷

اے بسرا پردۂ جان راہ تو
روح قدس مژدہ دہ مقدمت

بام فلک پایۂ از جاہ تو
روح آمیں پایۂ گرش راہ تو

معنی واللیل شب گیسویت
واضح طاہا رخ چوں ماہ تو

ز آمدہ و رفتہ رسانیدہ حق
آگہیٔ در دل آگاہ تو

پر سپہر آمدہ چوں کودکاں
در پئے دولت برناہ تو

ذرہ از نور نگردد جدا
ہر کہ چو ذرہ است ہواخواہ تو

(۱۲۳) اے سگ درگاہ تو مسکیں حسن
سگ شہ کہ خاک سگ درگاہ تو (۸)

شاہ رسید و میرسد کوکبہ شکار او
ماہ رکاب دولتش چرخ رکابدار او

رایت فتح رہبرش فوج فتوح کشورش
اختر سعد یاورش فضل خدائے یار او

خاتم ملک در بناں مہر دوام نقش او
ابلق چرخ زیرراں گنج ظفر نثار او

شاہ جہاں علائے دیں ملکستان روم و چیں
بر ہمہ غالب آمدہ دولت کامگار او

شرع نبی و دین حق نشو و نما ز کرد و فر
یافت بعہد مصطفےٰ باز بروزگار او

از اثر سعادتش عمر زحد زیادتش
عدل چو دعادتش بذل چو فضل کار او

باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمرہش
باز چو در حضر بود حفظ خدائے یار او

(۱۲۴) بندہ حسن بصد زباں داعی دولت تو شد
خسرو اختراں بود مادح روزگار او (۵)

فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو
چوں ماہ نور فضل خدایش جاہ نو

سلطان علائے دنیا و دیں آفتاب ملک
عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو

تاج شهی تبارک او باد تا بهند
هردم درین سرادق اقبال نصب باد
هر روز در رکاب سعادت رسیده باد

گل بر سر بر شاه ز غنچه کلاه نو
از کارگاه فتح و ظفر بارگاه نو
از فوج فتح و لشکر نصرت سپاه نو

۱۳۵	ردیف (ه)	۷

کمال معرفت آرزوست بال بده
عروس ستی آسان جمال نه نماید
منال دنیا چند یاد خواهی کرد
چو دیو با تو سگالد گر جمع کن زر و سیم
جواب سخت مده سائلان مسکین را
زهی خجالت وقت آبروی درویشے

شرف همی طلبی مایه و بال بده
هر آنچه هست فدای چنان جمال بده
برین منال ازین بیشتر منال بده
بنام نیکو و کوری بد سگال بده
حصول هر دو جهان هم بیک سوال بده
یکے بگوید خواجه زکوة مال بده

۱۳۶	نگار زر طلبد از تو ای حسن زر کو سرے که داری در پای او بمال بده[عله]	۱۳

کے باشد آنکه بوسه زنم آستان شاه
پیوند جان من نظر رحمت شه است
سلطان علاء دنیی و دین شاه بحر و بر
شاه جهان محمد شرع محمدیست

سجده بر هم مجلس راحت رسان شاه
اے هر کجا که جانے پیوند جان شاه
از شرق تا به غرب همه ملک از آن شاه
اندر پناه مملکت جاودان شاه

عله بظاہر کسی قصیده کی تشبیب معلوم ہوتی ہے۔ مولف

بے ہیچ شبہ شہ بود اندر پناہ حق
زیرا کہ ہست دین حق اندر امان شاہ

ملک دوام را کمرے ساخت است بخت
وان چیست نامدست مگر در میان شاہ

گرچہ کمان ماہ کشد چرخ بس بلند
ہم سر فگندہ گردد و پیش کمان شاہ

از جام شاہ چشمہ ہر ہشت خلد را
یک جرعہ دان و ہفت فلک جرعہ دان شاہ

دریا اگر بجیب عدم سر فرو برد
ما ئیم و دامن کف گوہر فشان شاہ

پر دُر شود چو کام صدف گوش من تمام
گر نیم آفرین شنوم از زبان شاہ

ہر روز از فلک ہمہ آفاق راست خور
قرصے کہ ہست رابطہ او ز خوان شاہ

در بزم شاہ خوان دعا ئیں کہ چوں کشید
بندہ حسن کہ ہست یکے مدح خوان شاہ

۱۴۷	چوں خلق شاہ خلق خدا راست پاسباں بادا خدائے عز و جل پاسبان شاہ	۹

دولت ببین کہ بوسم پائے شاہ
عرضہ دارم حال خود برائے شاہ

دیدہ امید خود روشن کنم
از چہ از روئے جہاں آرائے شاہ

شہ علاء الدین والدنیا کہ ہست
کاسمان سر می نہد بر پائے شاہ

آفتابے تافت بر گردوں دگر
از شعاع تاج گردوں سائے شاہ

تاج دولت بر سر شہ چست ہیں
چوں قبائے ملک بر بالائے شاہ

قلعہا بکشاد و کشورہا گرفت
رائے فتح انگیز و نصرت زائے شاہ

بر درش نظم حسن بالا گرفت
راست چوں صیت فلک پیمائے شاہ

تا کہ تخت چرخ را شہ ہست مہر
باد بر تخت ممالک جائے شاہ

۸۶	شاہ قائم بر بساط مملکت مات گشتہ ہمچو پیل اعدائے شاہ	۱۳۸

عید است و بساط طرب یک یک مہیا داشتہ — مے از طراوت کردہ گل مجلس مطرا داشتہ
ساقی دران کشتئ زر دریاے مے دارد بخور — کشتئ ماہ نونگر بر روئے دریا داشتہ
در روے خور دیدی کہ چوں شد ہمچو امتق زرد گوں — روئے فلک را ہیں کنوں ابروئے عذرا داشتہ
خورشید در کشت زماں چوں خربزہ بد بیگماں — زاں خربزہ ہیں آسماں یک شاخ پیدا داشتہ
از سختی روزہ مگر تا داشت از گرمی اثر — چندانکہ می لرزید خور بالرزہ صفرا داشتہ
یکسو شد اینک ناگہاں مہر از افق مہر از دہاں — می عقد بستہ با جہاں رو از تبرا داشتہ
عید آمد و زد بر زمیں قندیل طاق چار میں — بر جائے آں قندیل ہیں جام آشکارا داشتہ
برداشت ماہ روزہ پے اکنوں سہ سالہ خواہ مے — سی روز شہرے بہر وے دل را شکیبا داشتہ
جاں را ز جام مے نوی دل از نوائے خوش قوی — بستان بزم خسروی مرغان خوش آوا داشتہ
چنگ ست شکل قالبش آداب مجلس حاصلش — در خدمت اہل دلش مطرب بیکپا داشتہ
بر وہ رباب اندر نغم از ہر دل اندوہ ستم — از بہر دستاویز غم پنجہ مہیا داشتہ
نے زن بتحریک بیاں دارد ید بیضا عیاں — طرفہ ید بیضاست آں ثعبان گویا داشتہ
دف از ورق کردہ سلب بر حاشیہ نقشے عجب — چوں نسخۂ اہل ادب جلدے محشا داشتہ
ساقی ہمہ جاں چوں پری شاہ بتان آذری — خطش مثال دلبری ابروش طغرا داشتہ
لعلش لبالب نوش ہیں ریحان و سنبل پوش ہیں — صوت بہ از مے نوش ہیں مغنئ مینا داشتہ
بزمیست خوش خوش ہیں درو مے آب آتش ہیں درو — ساغر منقش ہیں درو میوہ منقا داشتہ

فوج افاضل تاخته اشعار نو پرداخته — بعضے مردف ساخته بعضے مقفا داشته

شه در مقام بار خود با دولت بید از خود — در دست لولو بار خود یاقوت حمرا داشته

سلطان علاء الدین که او بادا همیشه در علو — از حضرت اعلام او القاب علیا داشته

گردون بر آن القاب بر الحمد میخواند زبر — تشریف هر نامے نگر از صدر طاها داشته

عید از سحر تا چاشتگه زله خورست از خوان شه — در حرف اول کن نگه اینک هان وا داشته

شعر حسن شعر متین خاصه غزل سحر مبین — این شرح و بسط عید بین هم پے غزل نا داشته

ترک سمن ساقی نگر چون سرو بالا داشته — اندر میان لعل تر لولوئے لالا داشته

این سرو نوپیراسته نو فتنه دان خاسته — رویش چو عید آراسته لب شیر و خرما داشته

این ماه پیش یک دگر آرند حلوا ماحضر — او در دو ماه نو نگر صد گونه حلوا داشته

سودائے مے چون من بجان گر جست حلوا ازان — صد ماه نورا در زمان زیر ثریا داشته

رویش بهائے هیچو دین بر هر دلها یقین — بر گرد دین پاک بین کفرست عمدا داشته

اے بر دو زلف تافته در حسن موشگافته — خوبی یوسف یافته نطق مسیحا داشته

زلف اژدها و جبه سرخ چهره بو بهتر ز گل — خط شام و عارض صبحگه هر شش بیکجا داشته

من چون تو کے یابم دگر طوطی لبے طاؤس فر — طاؤس کرده جلوه گر طوطی شکرخا داشته

در عاشق خود بین بیا دلداده و دلبرستان — گرچه بتن گشته دو تا دل با تو یکتا داشته

تو آفتاب نیکوان دل با تو چون سایه دوان — اے از هلال ابروان یک شهر شیدا داشته

صبح از دلت نقش ستم اشکم نگر اے ماه کم — شسته کجا گرد در قم بر سنگ خارا داشته

چشم تو در هر چشم زد دستے کند بیرون ز حد — اے چشم تو مست ابد لب رنگ صهبا داشته

کز چشم شوخت دمبدم غوغا کند ما را چه غم — تا عدل سلطان امم بر دفع غوغا داشته

سلطان علاء الدین کو وے با ملک او شد همنشین	ملک سکندروار بین شرقا و غربا داشته
خورشید بهر جاه را اخلاص آں درگاه را	نام محمد شاه را بر چشم بینا داشته
پا بوسیش تا نام زد از تاجداران بیحد	او پایه کرسی خودش از تاج دارا داشته

(۱۳۹)

چترش ورائے فرقداں زوبا دگر دہا فرق داں
بختش بسر چوں فرقداں عرش معلا داشته

(۴۶)

اے پائے همت از فلک صد پایه بالا داشته	افلاک انجم یک بیک بر تو تولا داشته
اے رایتو خورشید زا اندر علو خورشید سا	خورشید آں خورشید را طاعت تو حرزا داشته
درگاه تو چوں آسماں شد قبله اہل زماں	من جا ہماں دارم که آں حاجب مسیحا داشته
آنجاست دولت تاخته سجده گہے پرداخته	بختش اہل جا ساخته اقبال ملجا داشته
ذات جہانگیر تو شه بخت ممالک را پنه	مانده عدو در مانگه چوں رخ هیجا داشته
اے بنده خلقت سمن تازه بعدل تو چمن	گل در ثنائے تو چو من ترتیب اجزا داشته
شمشیر تو آتش نشاں چوں اژدہا آتش فشاں	در جوئے جائے سرکشاں آب مجرا داشته
غنچه بعہد خود نگر در ایمنی بسته کمر	حقه پر از یاقوت و زر روئے سحرا داشته
عـه خشتی که از وے لالها بستد اگرچه سالها	اصداف ابر از ژالها لولوے بیضا داشته
هم ز آب حیوان کرم روے هوا را داده نم	هم زیر چوگان حکم گوئے زمین را داشته
اے داده ملکت بنحیطا چوں دور گردوں را پا	خاصه معانی را خدا افضلیت برپا داشته
ارقام ایں لوح کہن دانسته سر تا پا به بیں	رائے تو در اسرار کن حل معما داشته
طفلیست بخت نام جو پیش فلک قدرت دو تو	پیران چار ارکان از و خاطر مصفا داشته

عـه هکذا فی الاصل

چو خلق باغ خوش لقا کوثر مے و رضوان صفا
هر مست بستان بقا در وے تماشا داشته

طفلیست کو نیش بکف زو چار مادر را شرف
دست تفاخر این خلف بر هفت آبا داشته

بل دیده ام باغ جنان در بزم تو سجده کنان
همچو نماز مومنان سجده مثنا داشته

ادریس در بزم تو شه حوض جنان را داده ره
جاروب صحن بارگه از زلف حورا داشته

میدان سلم بنمیت گو از فلک هم بنمیت
از شام ادهم بنمیت از صبح شهبا داشته

خنگست اگر بینی ز جا خیزد معلق زین فضا
عرشیست پنداری قضا بر فرق غبرا داشته

نعلش مه و میخ انجمش از گیسوئے هر دمش
خورشید گردے از سمش بر آسمان سا داشته

دیدم نشانت دمبدم هم در عرب هم در عجم
در ملک گیری چون علم بازو توانا داشته

ترکانت بینم بیگمان نصرت بقبضه چون کمان
آهنگ یغما هر زمان بر چین و یغما داشته

پوید فلک شام و سحر خاک درت بوسد مگر
طمعے بدین خانه نگر آن باد پیما داشته

خصم بد اختر را ببین بر مهر تو بگزیده کین
بگذاشته حبل المتین زنار ترسا داشته

اے دوست بدخواهت قلم درمانده در دست الم
کشورکشا کردی علم پس عالم آرا داشته

بنده حسن بین سال و مه در طاعت این بارگه
از همت والاے شه صد گونه آلا داشته

پرورده فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش
بوده بدایون مولدش دهلیست منشا داشته

هست اندرین دولت سرا خدمتگر و مدحت سرا
شکرا بیادی ترا دائم هویدا داشته

از دولت شاه جهان آسوده پیدا و نهان
نز خود شکایت نز جهان نز جور خضرا داشته

چرخست اگرچه سرکشے عاقل ازو در سرکشی
در حق همسر یوسفے وشے گیتی بیهودا داشته

اما بعهدت این زمن در بندگی در داده تن
از کل اوصاف فتن خود را مبرا داشته

من زانچه بربستم ز تو دل شاد بنشستم ز تو
اینک به هر بستم ز تو عیشے مهیا داشته

داون بدرویشان نعم اقبال شاہا زاچہ کم — بہرام ہم بود از کرم میلے بسقا داشتہ
اے ہر کہ دانستہ سپر بر خاک پایت سود سر — چشم رضائے تو نظر بر جان دانا داشتہ
چوں حرز بر خود بستہ داں مدح تراہفت آسماں — اہل زمیں تعویذ ساں بر ہفت اعضا داشتہ
اے باکفت دریا چوخس مہر در ظلمت ہوس — عین عنایت ہر نفس بر اہل انشا داشتہ
نظم حسن بیں بر محل نظمے ببیں مثلے مثل — ہم وصف عید و ہم غزل ہم مدح غرا داشتہ
کردم بمدح خسروی بر حکم فرمان سروری — تا ہم ردیف و ہم روی خاقانی آسا داشتہ
از شعر ادبی مایگاں مایہ گرفتہ رایگاں — شعرش نہ داغ شایگاں نے عیب ایطا داشتہ
منصف شہے در بحر و بر انصاف بندہ می نگر — اینک سخن از خشک و تر پیش تو شاہا داشتہ
تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راہ میں — ہم تاجور ہم تخت شیں ملکے بہ تنہا داشتہ
صد سال ذاتت پادشہ چوں تاج بر ہر تخت گہ — بر تخت خود بر تاج سر از بخت برنا داشتہ
صد سال اگرچہ شد رقم صد سال بروے باد ضم — صد سال دیگر آں رقم گیتی تمنا داشتہ
روحانیاں اندر نہاں در دعایت در دہاں — تیغ جہاں سوزت جہاں بر فرق اعدا داشتہ
کروبیاں از جاہ تو راضی برسم راہ تو — تا حشر دولت خواہ تو سر بر مصلا داشتہ

۱۴۰
بادا ور تو دیر ماں از دور ہفت ایں آسماں
ذات تو در عین اماں ایزد تعالا داشتہ
۱۱

دوشش از درم درآمد زیبا رخے یگانہ — بر ماہ بستہ زیور بر مشک راندہ شانہ
در روشنان شادی در لب نشاط خندہ — در دل ہوائے عشرت در سر می شبانہ
روئے چگونہ روے زلفے چگونہ زلفے — ایں عمر را بشارت وآں عشق را بہانہ

در جمع نازنیناں ہمچوں مہ منور
گفتم بگو چہ نامی وز نیکواں کدامی
خندید گفت گر من چوں باز پرس کردی
من بخت کامگارم کز عالم عنایت
سلطان علاء دنیا شاہ جہاں محمد
امسال چونکہ شہ را فتح ہزار بلیت
یارب بدار باقی سلطان عہد ما را

در صف خوبرویاں ہمچوں علم نشانہ
کز فر طلعت تو فردوس گشتہ خانہ
از نام و نسبت خود گویم تمام یانہ
پیوستہ ہم عنانم با غرور زمانہ
کو راست گنج نصرت بیحد و بیکرانہ
ہر روز واجب آمد طبل ہزار گانہ
با مملکت مخلد با عمر جاودانہ

(۱۴۰)

قصر جلالت او برتر ز ہفت کیواں
بندہ حسن بریں در مداح آستانہ

(۱۱)

اے قلم راندہ بر سفید و سیاہ
دست لطف تو نقش بند امید
نیست جز خدائے حکم اینست
اے خجل ماندہ از تو حجت گوے
بخت آیت خلافت آنکہ
و آنکہ تکلیم یافت بر سر کوہ
سر روشندلے کہ چوں خورشید
روز بازار شب روے کہ نکرد
کہ حسن را ز خاک درگہ خویش

وز درون و برون ما آگاہ
فیض فضل تو تختہ شوے گناہ
شہد اللہ بریں حدیث گواہ
وے غنی رفتہ از تو حاجت خواہ
یافت از سجدۂ ملایک جاہ
و آنکہ تسلیم یافت در بن چاہ
برو بر طارم چہارم راہ
بر نہ ایوان و ہشت خلد نگاہ
سر بلندی تازہ دہ چو گیاہ

اولش چوں ز شہر بند عدم		رہنمائے تو کردہ ناگاہ	
۱۴۱	آخرین روز ہم ببدرقہ بخش شحنۂ لا الٰہ الا اللہ		۶
مطلع دیوان بنور غیب بیں آراستہ نیست این دیوان کہ ہست از فیض عقل عالمے خالقے کو آسمان را وزمین را صانع است دست لطفش بستہ اندر طرۂ شمشاد چیں دیدۂ مہ را بکحل شب منور داشتہ		یک بیک ابوابش از فتح مبیں آراستہ عالمے از نام رب العالمیں آراستہ صنع او ہم آسمان و ہم زمیں آراستہ طرہ چوں زلف نکورویاں چیں آراستہ گوش ماہی را بدرہائے ثمیں آراستہ	
۱۴۲	مرحسن را تا ہمہ بار ہمتش افتاد کار کار دنیا راست گشت و کار دیں آراستہ		۱۲
ہزار شکر کہ از یمن فیض فضل الٰہ بدیں جلالت و فتح آسمان مقر آمد سر یر شہ را ز ال میبرد سپہر سجود ملوک ماضیہ را پیش ازیں ستارہ فتح ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر خدایگان سلاطین علائے دولت و دین سرہمہ خلفائے امم محمد آنک		جہاں جوان شد ز آثار فتح شاہنشاہ زہے ہر بدہ جلالت ہزار موسی و جاہ کہ شہ سپہر سریرست و ہم ستارہ سپاہ بر آمدے بسعادت بر آسمان گہ گاہ طلوع میکند از سائبان ظل الٰہ کہ ہست رائے وے از چرخ نار وا آگاہ کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ	

همه سواحل بحر محیط و دهلو شد
زفیل تو چه توان گفت در بسیط زمین
عجب نباشد اگر فیل آسمان را نیز
همیشه تا که بملک بهار غنچهٔ نو

کشاده روٴ زچه از رفع دشمنان تباه
تو گوئی آن همه فیلیست رسته جائے گیاه
به بندگی شه آرند با عماری گاه
بفتح گل بود از ناز کج نهاده کلاه

۴۳

قبائے فتح همه ساله در بر شه باد
ز دور دامن او دست فتنها کوتاه

۱۱

کلید فتح شه بنگر جهان را کار بکشاده
علاء الدین و الدنیا محمد شاه دیں پرور
فلک در طاعت درگاه او احرام در بسته
شهنشاهے که می بینم حواریان عیسی را
خدنگ او کلاه خسرو افلاک بر بوده
زفیلان جوان زنجیر در زنجیر در بسته
بدست عدل جائز اودر تن اسلامیان کرده
یکے از بندگان حضرت اعلائے شه بنگر
بیک حمله بفر شاه چندیں قلعه بگرفته
همیشه تا که بکشایند هر شب چشم اختر را

به تیغ همچو دریا کار و دریا بار بکشاده
که هست از روئے درایش عالمے را کار بکشاده
زحل از هیبت شمشیر او زنار بکشاده
سراسر در قدمگاه فتوحش کار بکشاده
سنان او کمر از گنبد دوار بکشاده
ز در ها ئے ثمیں انبار در انبار بکشاده
به تیغ قهر خوں از دیدهٔ کفار بکشاده
همه بحر محیط از تیغ گوهر بار بکشاده
که از خیره سران چرخ فرزیں وار بکشاده
وزاں هر چشم باشد چشمه انوار بکشاده

۱۴۳

سعادت پاسبان آستانِ شاه باد این
در هر آرزو از دیده بیدار بکشاده

۱۳

اے برحمت گرد کفر از روئے دین برداشتہ
آیت نصر من اللہ ورو جانم یافتہ
صبح ساں در یک نفس از شش جہت را کردہ ضبط
شہ علاء الدین والدنیا محمد کز ازل
در ثنا اسکندر ثانیت میگویند لیک
عالمے گشتہ ز کافر عالمے کردہ اسیر
چرخ گرداں بہر گردانیدن بدخواہ را
باز خواہم گفت مصراع کز اول گفتہ ام
ہر کجا رو آوری یاری دہد فتح و ظفر
از دعائے او علو درگہ شاہیت باد
آسمان و صبحدم بہر نثار مقدمت
قصہ ضربت بہ تیغ آسمان گون خضر را

دیدلہ ملک را تیغ تو ہم بحر و ہم بر داشتہ
سورۂ انا فتحنا نقش افسر داشتہ
آفتاب آسا بیک تن ہفت کشور داشتہ
بر تو شد ہم دین و ہم دنیا مقرر داشتہ
سد اسلامی ولیکن کے سکندر داشتہ
ہر دو عالم زیں ظفر عیش موفر داشتہ
تا قیامت بیخ و شاخ از دو پیکر داشتہ
اے برحمت گرد کفر از روئے دین برداشتہ
از فتوحات خدا ایں یار و یاور داشتہ
آنکہ شہر علم بود ست از علی در داشتہ
ایں طبق پر گوہر و آں طشت پر زر داشتہ
آب در چشمش فگند برق در بر داشتہ

(۱۴۵)

بندگانت ہر کجا رہ بردہ بہر دین حق
حق تعالیٰ شاں بفرمودہ مظفر داشتہ

(۱۰)

اے ز فیض فضل یزداں ملک عالم یافتہ
ہم ممالک تا ابد نسل محمد داشتہ
راست ہمچوں نام خود ہستی پناہ ہر جہت
شہ علائے دین و دنیا شہسوار شرق و غرب

ملک از آسیب ہر فتنہ مسلم یافتہ
ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ
بل سکندروار ہفت اقلیم عالم یافتہ
از ازل ختم سلاطین مہر خاتم یافتہ

اے زمین صحت کامل تقاضاے خویشتن	خلق عالم را از شرق و غرب خرم یافته
نور صحت چون کف موسی عمران داشته	نوش دارو چون لب عیسی مریم یافته
آب حیوان یافته از عین عون کردگار	عمر خضر و ملک ذو القرنین را ضم یافته
طبل شادی بین ورای گنبد گردان چرخ	این بشارت هفت چرخ و عرشیان هم یافته
هم بساط از موج دُر چون بحر پر گوهر شده	پایهٔ آن تخت جابر تا رک جم یافته
خاطر بنده حسن افروخته از مدح شاه	صبح وار این روشنائیها دمادم یافته

۱۴۶ ردیف (ی) ۱۷

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی	جهانبانی که چست آمد بر و تاج جهانبانی
مدار عالم و دارای دور و داور دوران	پناه ملک و پشت ملت و سند مسلمانی
علاء الدین والدنیا محمد شاه دریا کف	که دریا را و هم باز است پیش او بحیرانی
چو دریا بارش را دید از رنگی به رنگی شد	چنانک از رشک جودش قطره قطره کرد بارانی
زرے کز کان برون آید بدشواری خلایق را	بنام ایزد چگویم تا چه می بخشد بآسانی
اگر فردا زمین از نقره خواهد بود شاه ما	زمین فرش زرین بست امروز از زرافشانی
زهی شاه جهان بخش و جهاندار و جهان داور	که در رسم جهانداری ندارد در جهان ثانی
یگانه خسروی کز روی عدل و بذل و داد و دین	مدار هفت اقلیمی مُراد چار ارکانی
خدایت عمر تو بخشاد نو نو تا که پیوسته	جهان را داد بخشی و ز ستمگر داد بستانی
به زر دادن سپاسے بر سر هر کس نهادی تو	بجان بخشی ترا بر هر تنی شد منت جانی
کسے را گر گناه خود پشیمان شد گنه بخشی	و گر هر دم دهی صد گنج از آن ناید پشیمانی

ز خاک آستانت نقش شد پیشانی مرا زحل ہمچو ترا زور است شد با بندگان شہ بعہد تو ہر آن نعمت کہ میخواہیم ارزانست خدارا صد ہزاران شکر آمد اندرین حضرت درین شش طاق شش روزہ پناہ مقصد لفضل حق	خود آن نقش سعادت در ازل بودش بہ پیشانی نگر او را بحکم این شرف گویند میزانی زہے لطف الٰہی تا قیامت باد ارزانی ترا صد بندہ چون خاقان و بندہ صد چو خاقانی ترا خلق محمد شد حسن را شغل حسانی

۱۴۷	ہمیشہ تا جہان را شش جہت باشد ترا خواہم کہ در دولت بہفت اقلیم ملک جاودان رانی	۶

اے کہ لاف از عالم من میزنی دین و دل دادی بدنیا آے دریغ عربدہ با چرخ داری اے عجب ناکشیدہ تیزن خود را ز چاہ یک سر سوزن نداری شیر نے	ترک عالم گو گر این فن میزنی دوستان را کفش دشمن میزنی کوہ را سنگ فلاخن میزنی پس چرا لاف تہمتن میزنی شیر با روبہ چہ سوزن میزنی

۱۴۸	اے بدعوی صد تنت ہمچو حسن چون بمعنی میرسی تن میزنی	۱۳

احسنت زہے ختم بتو آیت شاہی گرد سپہت غالیہ گیسوئے نصرت جان بخش علاء الدین سلطان جہانگیر	مخصوص ز فر ازل و حکم الٰہی چتر سیہت مردمک دیدۂ شاہی الحق شہ دین پرور و اسلام پناہی

سلطان جہانگیر جہاں بخش محمد
گرز افسر و از گاہ بدے رونق شاہاں
زر بخشی تو ابر صفت نے ز تامل
تیغ ز پے ضبط جہاں حجت قاطع
دریا بازل چوں صفت شست تو بستند
اے چتر سپید تو درایات سیاہت
بادا بجہاں قاعدہ ملک تو محکم
چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو یکتا
اندر کنف فضل تو افلاک و ستارہ

اے دین محمد بوجود تو مباہی
تو زیب دہ افسر و رونق دہ گاہی
زر داون تو صبح صفت ہم زنگاہی
تیر تو بدیں حرف ز ہر راست گواہی
تا حشر زرہ دور نہ کرو از تن ماہی
بگرفت جہاں جملہ سپیدی و سیاہی
حکم تو بر احوال جہاں آمر و ناہی
نار و فلک اندر تن او پیش دوتاہی
اندر پنہ عدل تو شہری و سپاہی

(۱۴۹)

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہند
عمر تو فراواں تر ازاں باد کہ خواہی

(۱۳)

مرا تلقین دولت بہ کہ الہام سحرگاہی
شہنشاہے کہ اندر پنج وقت آوازہ فتحش
علاء الدین والدنیا محمد شاہ کو دارد
ظفر را راہبر ہستیم بہر راہے کہ شہ خواہد
فلک گرچہ ہم از روز ازل پستیش دوتا آمد
ہمی خواہد کہ بوسد پائے بختش آسماں اما
ہلال از بخشش شاہست روشن ورنہ از چرخش

صفائے غیب بخشد از ثنائے حضرت شاہی
ہمی خیزد ز نوبت خانہ نصر من اللہی
ز سر شش جہات و سیر ہفت افلاک آگاہی
سعادت در رکاب او عناں دادہ بہمراہی
ولیکن تا ابد در طاعتش ورزید یکتاہی
نمی یارد بداں پایہ رسید از دست کوتاہی
ہماں مہر شکستہ میرسد ہر ماہ سر ماہی

همی لرزد عدو و مے چیند از ماه رایات شش
جهان پیر حیران در جوانیهای تخت شه
عیاذا بالله از قهرش کشاید پنجه گردون
حسن امید مال و جاه داری مدح سلطان گو
شهنشاها رعیت ایزدا را نیست میخواهم

چو بر آب روان ماه و چو بر روی زمین ماهی
جوانی تخت این است بل آغاز برناهی
اسد با آن همه شیری مقر آید برو باهی
بحمد الله که آن امید هم ما بیست هم جاهی
بخواهشهای صبحی و دعاهای سحرگاهی

۱۵۰

طرب چندانکه میرانی ظفر چندانکه میدانی
جهان چندانکه میگیری بقا چندانکه میخواهی

۱۲

بیا ساقی دلم بکشا چو مهر از شیشه بکشادی
وگر سرو نو اندر بوستان ملک پیدا شد
بده جامے بنام شاه هفت اقلیم آن شاهے
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور
خدا هادی خلق و شاه مهدی خلق پیوسته
جهاندارا برائے رزم و بزم تو همه ساله
سر دین محمد شد ز هفتم آسمان برتر
چگویم وصف زر بخشیدن ذات کریم تو
همیشه باد عمرت هر که در عالم فدائے تو
ز هر میوه که اندر باغ دولت میرسد برخور

که از اقبال شه ما را همه شادیست بر شادی
کزان سرو است اهل شرق و مغرب بازادی
که نارد کردو پیشش هفت دریا دعوی رادی
که از عدلش اساس شرع دارد سخت بنیادی
ظفر بنیاد فیروزی و فتح از مهدی هادی
کند خورشید گردون زرگری مریخ زرّادی
چو تو پاے مبارک بر سر ملک بنهادی
که والله از تو انصافست انصاف کرم دادی
تو همچو خضر برخوردار عمر خویشتن بادی
که دلها از نسیم مرحمت چون غنچه بکشادی

حسن ار گشت شاگرد عطایت در ثنائے تو

۱۵۱	باقبالت رسد روزے زشاگردی باستادی	۷

فروغ روے گل بنگر چو شمع از باد نوروزی
چو رائے خسرو عالم شدہ در عالم افروزی

گل سوری ز فتح نو خبر آورد بر سلطاں
نبی بینیش پوشیدہ قبائے لعل زر دوزی

دعائے شہ کند تلقین بر اہل بوستاں بلبل
نگر چوں خاست سوسن تر زباں ہم در نو آموزی

علاء الدین والدنیا محمد شاہ دین پرور
کہ خلقش عین نوروز ست و دستش ابر نوروزی

اگر در آب و در آتش نبودے لطف و قہر تو
نبودے آب را جاں بخشی آتش را جہاں سوزی

نگین خاتم ملکش نگر فیروزہ دولت
بر آں فیروزہ نقشے کردہ بخت از فتح فیروزی

۱۵۲	حسن از صبح دولت را ہمہ روز ایں دعا گوید کہ نوروزش مبارک باد و فتح نو نوش روزی	۷

بیا ساقی کہ قوت جان تو داری
بالماس اندران مرجان تیغ داری

قدح میدان دمے رنگین کمیتے
بعیاری در آمیداں تو داری

سر از چوگان زلفت ہر کہ برتافت
سرش را گوے کن چوگاں تو داری

دلم جان نواز تو چشم دارد
مے چوں چشمۂ حیواں تو داری

چو می دادی بگو نقل از کہ خواہم
شکر در پستۂ خنداں تو داری

نمک را صوفیاں آں نام کردند
بحمد اللہ کہ امروز آں تو داری

۱۵۳	حسن دور سخن بر یاد شہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری	۷

درستم راستم یک رائے ویک روئے	گرٹ در من نہ بینی یک سر موے
عروس دہر تا در جلوہ آمد	دلم ہرگز نظر نندا خت آں سوے
کہ خواہ ایں عروس بیوفا را	کہ ہر روزے چو نوشد نوکند شوے
یکے چوں بگذرد دیگر در آید	نیابد شد عمارت یافت ایں کوے
ہمہ بر طبع خود کم می تواں یافت	طبائع را اتفاق تہاست در خوے
نہ در ہر روے بینی رنگ توسیف	نہ ہر پیراہنے را یابی آں بوے

۱۵۴

نباشد حاسداں را با حسن خوش
نباشد زنگیاں را ز آئینہ روے

۱۱

سفیدہ دم چو زباد معطر سحری	سمن بخندہ در آمد چمن بجلوہ گری
مرا بمژدہ فتح اندروں گلے بشگفت	چو غنچۂ گل سیراب از دم سحری
چہ مژدہ مژدہ فتح ممالک مشرق	رسیدہ گشت چنیں دم بہ خشکی و بہ تری
بفر دولت سلطاں علائے دولت و دیں	کہ برترست خیالش ز فکرت بشری
جہانکشائے بفتح ابد محمد شاہ	عنایت ازلش راہ رو براہبری
شکستہ تعبیۂ خصم فیل بردن او	چہ بردہمت شہ خواست بر دچوں نگری
نہ حد آدمیت از کمال فضل خداست	حدیث تیغ علائی و دولت زہری
خدائے عز و جل ہر زمانش فتح و ہا	خجستہ دست وے از فتنۂ زمانہ بری
سپہر بادیساقی در گہش تا حشر	ستارہ در سپہ بیکران او حشری
ہمہ جہاں شدہ در دست او سلیماں وار	بحکم نقش نگینش رواں دیو و پری

۱۵۵

حسن بحضرت او خدمتے کند جاں را
چہ باشد از چو منے آنچہ ہست ماحضری

۱۳

خجستہ باد بر آفاق فر یزدانی
بفرّ دولت سلطان مشرق و مغرب
ابو المظفر سلطاں علائے دولت و دیں
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ
بجان جملۂ اسلامیاں خورم سوگند
بزر دہی ہمہ روز آفتاب را ماند
ہزار سال کہ ہم ملک گرد و دولت شاہ
بکوہ بر شدہ خورشید از صلابت تو
چو ابر دیدہ باں نوع تیر بارانست
ہمیشہ تا کہ کند ابر در ہمہ عالم
در سعادت و دولت نثار صدر تو باد

عجب نباشد اگر در پناہ دولت او
نبات نقش شوند ایمن از پریشانی

قوام مملکت و قوت مسلمانی
چہ پایہ از قدمش یافت تخت سلطانی
کہ ہست او بخلافت سکندر ثانی
کہ ختم گشت بر او آیت جہانبانی
کز وست بر ہمہ اسلام منت جانی
کہ گنج بخشد و باشد کشادہ پیشانی
ہزار سال و گر باد ملکش ارزانی
بزخم تیر بر آوردہ لعل پیکانی
ز اشک کردہ رواں قطرہ قطرہ بارانی
بشکل دست در افشانت گوہر افشانی
کہ صدر ملت و پشت و پناہ ایمانی

۱۵۶

کمینہ بندہ جاہ تو بہ کہ صد خاقان
حسن بفرّ ثنائے تو صد چو خاقانی

۷

مبارک باد فتح آسمانی
تو آں شاہی کہ ہستی چشم شاہاں

ثبات مملکت و عمر جوانی
بفرّ طالع صاحب قرانی

علاء الدین والدین کہ دولت	کند بر آستانت پاسبانی
چو دستت ہمچو خورشیدست و دریا	بزر پاشیدن و صاحب قرانی
چناں قلعہ کہ گوئی آسماں است	تو بکشادی بفتح آسمانی
ہمی خواہم کہ برخوردار باشی	ز تخت و بخت و اقبال و جوانی

۱۵۷

بنام نیک کشور بر کشائی
بکام خویش دولتہا برانی

۱۳

بیا کہ از لب جاں بخش سر بسر جانی	مرا بفرقت خود بیش ازیں چہ رنجانی
مپرس تا بفراق تو حال من چونست	بیا کز آمدنت سفتے بود جانی
برونیاں اگر از حال من نمیدانند	تو گز درونہ برون نیستی نمیدانی
ہمہ جہاں را گرد سر تو گردانم	اگر عنان وصال ایں طرف بگردانی
بخوانمت مہ نو یا ستارہ یا خورشید	کہ ہر چہ وصف کنم صد ہزار چندانی
اگر بماند برگے ز شاخ گل ہشلاً	تو دیر مان کہ بخوبی بہشت را مانی
گرہ کہ بر سر گیسو زدی نکو کردی	بعدل شہ نتواں ایں قدر پریشانی
خدایگان سلاطین علائے دنیا و دیں	مدار مملکت و بازوئے مسلمانی
سر صحیفۂ ملک و ملل محمد شاہ	نشان سنج مثالے سکندر ثانی
چو آفتاب درافشانی آنچناں فرہود	کہ ماند دیدہ بیچارگاں بحیرانی
بخاک پائے ہمایوں تو کہ بندہ حسن	بغیبت و بحضورست در ثنا خوانی
دعائے دولت سلطان شرق و غرب کند	کہ باد دولت او تا بحشر ارزانی

(۱۵۸) جهان چو در پهنش با هزار ایمنی ست
هزار سال بماناد در جهان بانی (۱۴)

بیا ساقی مے در ده که شب رفت از میان نیمے
حریفان شبانه هم نماندند از میان نیمے

غلط گفتم طلوع روز نزدیک است نور خور
رخ مشرق همه بگرفت و روی آسمان نیمے

نظاره کن که اینک بعضے از خورشید شد طالع
تو گوئی بو العجب مهره بر آورد از میان نیمے

من از جام طبیعت مستم بده یک جرعه روشن
بجان تو که اندر تن نخواهد ماند جان نیمے

مرا یک بوسه گفتی چه خوابے بود آن وعده
هم آخر راست کن آن خواب اے نامهربان نیمے

ببین تا شب چه خوش بودیم باده خوار از عشرت
سر شیشه همه بگشاے و در خانه ممان نیمے

اگر سرو است بالاے تمام تست در عالم
ندارد شکل بالاے تو سرو بوستان نیمے

چه خونریز ست اندر نیم غمزه چشم ترکانت
چو آن ترکے که او بیرون نهد تیر از کمان نیمے

دو نیمه کردم از عشق میانت چون حسن خود را
چه میری نماند اے دوست بر من زان میانت نیمے

اگر گیرم یکے را از دو زلف تو فلک گوید
که بگرفتی تو از اقبال شه هندوستان نیمے

علاء الدین والدنیا محمد شاه دریا کف
که چون جمله جهان بگرفت بخشید از جهان نیمے

ز بام عرش بر شد قدر او تا که رسید آنجا
که خورشید فلک را بگذرد بر نردبان نیمے

زبان خلق او در هر زبان صد داستان دارم
که در صد سال نتوان گفت از آن یک داستان نیمے

(۱۵۹) خداوندا تو شاه کامران را عمر چندان ده
که باشد عمر نوح از عمر شاه کامران نیمے (۷)

مکن ناز ارچه ترک نازنینی
چرا با بندگان در بند کینی

ز خاموشیت عیش بنده تلخ است	دهن بگشا که جمله انگبینی
ز رشک روی تو ای ماه بت رو	شود روی بتان روم و چینی
به پیش تو کمر بندد ستاره	کله کج نه که ماه راستینی
مرنج ار خوانمت ماه زمانه	زمان داند که خورشید زمینی
ترا خوبی چو ملک کیقباد است	به نزد هر گدائی کی نشینی
علاء الدین والدنیا که هست است	سلیمان وار در خاتم نگینی

۱۶۰

حسن را در همه حال آفرین گوی
که گردت در ثنا سحر آفرینی

۹

از تو گشاد جسم و جان خالق جسم و جان توئی	ای بتو انس جان ما رازق انس و جان توئی
نیست حد ضمیر ما کز تو نشانه دهد	هستی تست بی نشان هست بدین نشان توئی
شیشهٔ چرخ بر هوا بیضهٔ خاک پی سپر	هیچ خلل نمی رسد زانکه نگاهبان توئی
این سخنم بفضل تو حجت قاطع آمده	تیغ زبان بنده را آب ده بیان توئی
هر چه ز غم فرو برم هر چه بدل نهان کنم	منعم عیب پوش تو کرم غیب دان توئی
گرچه نظر برحمتست از غضب تو خائفم	خسته دلان خوف را جلوه ده امان توئی
روز بروز نفس را شربت وعظ میدهم	کار طبیب این بود جان ده و جانستان توئی
چون حسن آنکه از گنه درنگذشت آن منم	آنکه گناه بندگان درگذراند آن توئی

۱۶۱

هیچ وجود دگر هم بر سر ره نمی رود
مرحله نجات را رهبر ما توئی

۸

چو از شبهائے من آگاه بودی
چرا روزم مرا بد خواه بودی

نه روزے در دل من عهر کردی
نه یک شب منزلم را ماه بودی

من از تو چون شفق در طشت خونم
تو مه بنشسته در خرگاه بودی

ز ملک حسن میشد در ازل ذکر
دران بیعت تو شاهنشاه بودی

مرا گفتی سفر کن یا بدل کن
مگر کز عشق من آگاه بودی

بدل جستم کسے چون تو ندیدم
سفر کردم تو ام همراه بودی

علاء الدین و الدین اکه دایم
تو حاجت بخش حاجت خواه بودی

حسن این راه صاحب همتان بود
تو بارے فی امان الله بودی

فی المثنویات مدح سلطان اعظم و شهنشاه معظم سلطان السلاطین علاء الدنیا والدین خلد الله ملکه و سلطانه انچه دیوگیر فتح کرده بدهلی آمد

بیا اے گهر جوے دریائے غیب
ز دُرها چه داری برون کن ز جیب

چو آئی دریں بندگی بنده وش
به از دُر چه باشد ترا پیش کش

طبق از ورق کن در از نظم خواه
درے در طبق نه بیا پیش شاه

شهنشاه دریا دلے ابر دست
فلک وار تاج سر هر که هست

خداوند عالم که عالم خدا اے
هماوں ترش دارد از صد همائے

علاء دین آن خسرو گنج بخش
ز هفتم کره بگذرانیده رخش

محمد شه شاه همه عالم است | بیک تن پناه همه عالم است

فلک گرچه دور است از انصاف وداد | چو انصاف او دید انصاف داد

شهی کاسمانها زمین بوسدش | فرشته سر آستین بوسدش

مبارک جهان بخش آفاق گیر | سکندر سریر بل سلیمان سریر

کمانش چنان سخت ویدم بلند | که وهم هرا در کشاکش فگند

کمندش که گیتی بدام ویست | سررشتهٔ فتح نام ویست

سمندش یکی برق در زیر زین | بجسته ز چرخ آمده بر زمین

خهی گلبن ملک را نونهال | برآورده حضرت ذوالجلال

روان کرده از بهر میدان خویش | روان کرده از بهر احسان خویش

ز خورشید بر آسمان گوی زر | ز زر داده اندر زمین جوی زر

برای وبرایت برافراشتن | تراختم شد مملکت داشتن

توئی در خلافت بحق دستیاب | یمین الخلافت ازین شد خطاب

ز هر پادشاهی تو والاتری | ز بالاتران نیز بالاتری

کیومرث اول جهان خور و سیر | پلنگینه پوشی نبد چون تو شیر

فریدون اگر کین کشید از دو مار | تو از صد فریدون برآری دمار

سکندر یکی آئینه کرد راست | صد آئینه در رای روشن تراست

چه پرسی که کیخسرو و نام او | که هر جرعه است بهتر از جام او

ز رستم ز طهمورث دیو بند | نمی شاید اینجا سخن در فگند

اگر رستم از بندگان تو شاه | بدیدی که چون میکشد این سپاه

نگردے دگر ز گردستان خویش — نشستے چو زالے در ایوان خویش

شنیدم ز طہمورث دیو بند — گرفتست دیوے نجم در کمند

دلیران خود ہیں بہ تیغ و بہ تیر — گرفتہ ہمہ عرصۂ دیوگیر

ازاں پیل زوراں حکایت مخواہ — کہ ہریک از ارکان ایں بارگاہ

ہمہ پیل زورند در تاختن — ز خود و پس گیرند ہر تاختن

زہے آفتاب ستارہ سپاہ — فلک جستہ در سایہ تو پناہ

ازاں فتح ہر گہ کہ یاد آیدم — ز ہر فتح بابے کشاد آیدم

بہ تیغ چو سیماب در روز جنگ — نمودہ ہمہ خاک شنگرف رنگ

ز تیغ تو خوں سیل زد بر زمیں — ازاں برق باراں چہ باشد ہمیں

سپاہ تو نگذاشت ازاں بوم گرد — ز شمشیر ہندی ز ہندو اثر

وز انجا بفرخندہ تدبیریت — شدہ اتفاق جہانگیریت

رسیدی چو ابرے ز ہندوستاں — ور افشاندہ بر تارک دوستاں

زدی خیمہ ملک چوں آفتاب — ز شرق بمغرب کشیدی طناب

دریں کارہا کت ہمیں کار باد — خدایار بودست ہمو یار باد

زہے بخت ایں تخت گاہ قدیم — کہ از حضرت یافت جاہی عظیم

رکاب تو اورا اگر سایہ کرد — چو تو آفتابے برو سایہ کرد

مرا ایں زمانہ چو بر مید ہد — بدریائے دولت گذر مید ہد

کہ دریافتم عزت پائے بوس — ز شادی زدم بر نہم چرخ کوس

منم ایں کہ کردم بصد گونہ ناز — بر دوے ہمایوں تو دیدہ باز

همی هنیت یک جہانے زنور
کزاں نور چشم بداں باد دور

نشستہ بہ از صد سکندر بذات
خضر ساقی و بادہ آب حیات

فلک خوانچہ کش دریں بزمگاہ
ملک آفریں خوان ایں بزمگاہ

چنیں مجلسے را کہ شد لانظیر
زمن چوں ندیہے بود ناگزیر

زمن باید ایں بزم را غلغلے
چنیں باغ را ایں چنیں بلبلے

جہاں بخت شاہا سخن خاک تست
چو اقبال دستش بفتراک تست

اگر غیبتش باشد و گر حضور
نباشد دمے از دعائے تو دور

دعاہائے روشن تر از آفتاب
بہ آمیں روشن دلاں مستجاب

سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
دعائے تو دارم مراد از سخن

سخن گوہرست اے گہر بخش شاہ
گہر جز ز گوہر فروشاں مخواہ

گہرہا کہ سفتست نظم ترم
نثار تو زیبند ایں گوہرم

ترا خود چناں داد طالع شرف
کہ گوہر ہمی یابی از ہر طرف

اگر آں گہرہا ز کان میکشند
بہ بیں کیں جواہر ز جاں میکشند

زہے جوہر جاں زیادت قوی
بہیں جائے آں قالب خسروی

تن ملک را تا ابد جاں تو باش
جہاں را ہمیشہ جہانباں تو باش

ز ہفت اخترت باد آں یاوری
کہ ہر ہفت کشور بدست آوری

سکندر صفت ملک عالم براں
خضر وار تا دور عالم بماں

سعادت طراز قبائے تو باد
سر سروراں زیر پائے تو باد

تو شاہ جہان و جہاں یار تو
جہاندار مطلق نگہدار تو

این نیز در مدح دار السلام

چو پیدا شد کلید فتح از دور | فلک را فتح شد معمورهٔ نور
ز بانگ کوس نوبت خانهٔ شاه | برآمد آیت نصرٌ من الله
من از بالین غم سر برگرفتم | سعادت را سپاس از سر گرفتم
بحق حق روان کردم نفس را | که بی نامش روانی نیست کس را
کریمی کوست روزی بخش هر روز | شب امید ها را مشعل افروز
کس او را شکر گفتن کی تواند | که پیش روز روزی می رساند
خدائی غیب دان از عیب خالی | عمل فرمای ملک لایزالی
بقدرت گوشمال خود پرستان | برحمت دستگیر زیر دستان
گذشوی ضعیفان فیض جودش | بساط عفو قائم از وجودش
سکون و جنبش این شیب و بالا | که یارد داشتن جز حق تعالی
بساط چرخ و چندان مهر و نور | همه صنعت ز صنع اوست معمور
چو خواهد تا جهان بر پای دارد | جهانداران عادل را سپارد
چنانک امروز از این عنایت | بشه بخشید ملک بی نهایت
شه اسلام شاهنشاه آفاق | بدانائی و دانا پروری طاق
علاء الدین والدنیا که پیوست | خدایش داد بر دنیا و دین دست
محمد نام و انگه صبح تا شام | بنام ایزد پناه دین و هم نام
خهی سلطان جان بخش و جهانگیر | همایون باد چتر آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید | بزر مغربی دادن چو خورشید
جهاں کردی بزر مغربی مست | بسنگ مغربی بدخواه را پست
مبارک باد بر تو فتح ایں ذر | که شکلش شرح نتواں داد هرگز
حصارے با فلک همراز گشته | فلک نیمے ره از وے باز گشته
گرفتی نے حصارے بل جهانے | به فتح آسمانی آسمانے
شهاشاهنشها کشورکشایا | فریدوں رائیا فرخنده رایا
ترا طالع قوی و بخت فیروز | کرا سر کز تو تابد گردن امروز
خدا چوں با تو خواهد یار بودن | که یارد با خدا خصمی نمودن
غلوے بندگان دولت شاه | فروشاند ایں غبار وحشت از راه
بسال هفت صد فتح دل افروز | سه شنبه بد ز ذوالقعده سیوم روز
پس از اخلاص چندیں بنده خاص | فلک شد بر سماع کوس رقاص
عدوے بے سروپا را دریں کار | به پائے پیل دیدیم وسردار
برآمد از جهاں مقصود شاهی | جهاں از آں تو چندانکه خواهی
جهاں تا هست تو شاه جهاں باش | شه فرمان ده کشورستاں باش
که یارد اینچنیں کشورگشادن | حسن حیراں شده ست از شرح دادن
چگونه مختصر عقلی چو من چند | ثنائے همچو تو گیتی خداوند
ثنائے تو نه کار یک زبانست | که هر موجود را جودت ضمانست
نگر خلق تو در گلزار ره کرد | که سوسن یک زباں خویش ده کرد
بنه پایه سپهر از منبری ساخت | بروج خطبه ملکت نه پرداخت

فلک چون پیش تخت تست کرسی — حدیث سعد و نحس او چه پرسی

اگر کوکب کند با هم قرانی — نه بیند طالع میمون زمانی

نباشد تا بباشد دور افلاک — چو تو صاحب قران از قران پاک

ترا از غیبهٔ غیب است جوشن — ازین آئینه انجم را چه روشن

درین عالی حصار سخت بنیاد — که مثل او ندارد آدمی یاد

دو گونه قوم یکدل بوده بودند — بکفران و بکفر آلوده بودند

دو رنگی می نمودند آن دو دونان — زحل پروردگان مریخ خونان

ز قوست یک عطارد آتش افروخت — دل مریخ با جان زحل سوخت

ترا گردون گردان چون غلام است — ستاره کیست سیر او کدام است

چراغ تو چنان افروختنند — که مهر و مه ز نورش سوختنند

کلاهت را ره از حفظ الهی — زهی سر کین کلاهش پادشاهی

بود نامه کلاه چرخ گردان — سر موئی ازان سر کژ مگردان

سرت پاینده باد و ملک باقی — شرابت آب حیوان خضر ساقی

سعادت قرنها با تو قرین باد — ظفر همدست و نصرت همنشین باد

بزور بازوان عالم کشادی — ازین اقبال برخوردار بادی

مقرر بر تو هر چه از بازوت خاست — الغخان معظم بازوی راست

خضر خان و مبارک شمع گلشن — دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمرے که میخواهد دل تو
مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاهزاده

اینک در درج شهریاری	پیرایهٔ ملک تاجداری
روشن گهرے چو چشمهٔ نور	اے چشم بدان ز روے او دور
هم روح فزائے چشم بینش	هم چشم و چراغ آفرینش
سیارهٔ آسمان دولت	در جبهه او نشان دولت
دیباچهٔ رحمتِ الٰهی	گل دستهٔ باغ بادشاهی
شهزادهٔ از نژاد شاهاں	در صدفِ جهاں پناهاں
آورده بصد سعادت و جاه	فتح ابدی بحضرت شاه
سلطان جهاں علاے دنیا	از دولت او بقاے دنیا
تا باشد دین و دنیا آباد	بر دنیا و دینش دستگه باد
سرمایه عیش خضر خانش	جان دگرے مزید جانش
شهزاده فرید خاں همیشه	انصاف طراز عدل پیشه
هر یک بهزار ناز و شادی	با کام و نشاط کیقبادی
در حضرت شاه پادشاهاں	چوں گل بهواے صبحگاهاں
این جمله دعا که کرده شد یاد	از فضل خداے اینچنیں باد

مدح الغ خان معظم رحمه الله بغفرانه در انچه فتح سومنات کرد

چو خواهد جهاں خالق بے نیاز	که خلق جهاں را شود کارساز

ز عالم یکے را بر آرد علم
که بر لوح انصاف راند قلم

چنانک آن عجائب بخت را برکشید
که بر کافر کفر خنجر کشید

سر خسروان خسرو پیل زور
به پنجه ز شیران بر آورده شور

جهانگیر لشکرکش کامگار
خراسان و هندوستان را مدار

معز دول عز اسلام ازو
منور شده هفت اقلام ازو

شده دیده دشمنان تنگ رنگ
ز الماس پیکان الماس سنگ

الغ خان اعظم ممالک پناه
قوی دولت از دولت پادشاه

جهان دیده این بخت فیروزه رنگ
نه دیده چنون خان فیروزه جنگ

بلند اخترے خاست روشن ضمیر
چو خورشید زر بخش آفاق گیر

فریدون فرے بل تهمتن تنے
منات افگنے سومنات اشکنے

صنم خانه ها بر زمین کرد پست
شکسته بت و سوخته بت پرست

خو و اسال آن کرد بر اهل هند
که افتد پسندیدگان را پسند

چنان راند بر قلعه بدخواه تند
که شد باد پا باد پیمایش کند

ز حضرت بر آن گونه لشکر کشید
که موج سپاهش بدریا رسید

بسر سبز انجا چو زد بارگاه
جهان دید یکسر ز هندو سیاه

به تیغ آن سیاهی چنان شست پاک
که نگذاشت یک خال بر روی خاک

قوی پایه تر معبد کفر گاه
که هر گمرهے را بدو بود راه

برافگند و برکند و بشکست و سوخت
چنین شاید از مشرکان کینه دوخت

همان بت که معبودشان بود خاص
بدر کرده تر صیع و زر خلاص

خداوند خان شهریار دلیر ‌ ‌ ‌ چو خاکش بصد خواری افگند زیر

چو گردون برآورد شمشیر قهر ‌ ‌ ‌ بگردون کشان می برد سوی شهر

که تا مسجد جمعه بر هر رهش ‌ ‌ ‌ رود پای اسلامیان بر سرش

زهی پاک دین خسرو نامجوی ‌ ‌ ‌ بنام نکو از جهان برده گوی

ز گجرات تا عرصهٔ سومنات ‌ ‌ ‌ جهان ضبط کرد از چه از زور ذات

همی جست هندو ز هند و پناه ‌ ‌ ‌ ولی خان اعظم ز اقبال شاه

چو اسپ اندران تعبیه درفگند ‌ ‌ ‌ قره کرد و بشکست شان پیل بند

بیاورد چون بخت بدخوش ذلیل ‌ ‌ ‌ بیک پیل پال از عدو مال پیل

چه پیلان جهان دیده در روز جنگ ‌ ‌ ‌ جهان کرده در دیدهٔ خصم تنگ

قیامت نموده بشکل شکوه ‌ ‌ ‌ قیامت نباشد روان گشته کوه

بدین فتح شد روح محمود شاد ‌ ‌ ‌ همه عاقبتهاش محمود باد

زر پیل بالا که این خان کشید ‌ ‌ ‌ بصد پیل محمود نتوان کشید

زر بی عدد گوهر بیکران ‌ ‌ ‌ نه غشّے درین نے غبارے دران

جواهر ز هر جنس چندان گرفت ‌ ‌ ‌ که دُر چون صدف لب بدندان گرفت

چنان در کف آورد درها بزور ‌ ‌ ‌ که در هفت دریا در افتاد شور

غنیمت چه پرسی چگویم که چند ‌ ‌ ‌ نه اندازهٔ دانش هوشمند

هم از بابت عطر و خرواره‌ها ‌ ‌ ‌ شتر خود چه باشد شتر بارها

گله بر گله اسپ تازی نژاد ‌ ‌ ‌ گه جوش آتش گه پویه باد

شنیده که خال شان کنند زیر زین ‌ ‌ ‌ بدین مژده نهاده پا بر زمین

همه خیمه زر برزده خوب چهر | مزین چنانک از ستاره سپهر
بیک رشته یک رشتهٔ از غلام | بیک جام صد لعبت از سیم خام
منقش همه جا بهاسئے ثقال | نگنجیده در کارگاه خیال
سپاه از سر و پائے زیبا شده | پلاس اطلس و خیمه دیبا شده
پے یک گلیم آنکه میخورد سنگ | نخپید مگر بر سریر دو رنگ
بحق خدائے که بر حق خداست | که این فتح کز خان اسلام خاست
ندیدم نخواندم وگر خوانده ام | ز تحقیق آں بدگماں مانده ام
جوان دولتا شاه کشور سرورا | خردمند خانا هنر پرورا
چه دانم ثنا گفت زیں مایه بیش | بدیں مختصر عقل بشلنگ خویش
همان به که از بحر گفتار خود | بشرط دعا افگنم بار خود
دعا را برون آورم سر ز جیب | دعا را ز من آید اجابت ز غیب
دعایت مرا فرض شد ماه و سال | که فیروزه بختی و فیروزه فال
حسن فال خود میزنی این سخن | بفال حسن بر دعا ختم کن
الهی پناه الغیاث تو باش | بهر جا که باشد نگهبان تو باش
ازو یافت چون چشم اسلام نور | ازاں نور چشم بداں باد دور
سراتیش بر جهان سایه وار | برو سایهٔ سایهٔ کردگار

حکایت

از غریبے شنیدم این غم دل | علیے برزده ز عالم دل

وقت خوش داشت با خیال یکے　　زاں ہمی ریخت بر جگر نمکے

این معانی بدرد دل میگفت　　گوہرے از درون جاں میسفت

کاے چراغ شب سیہ روزاں　　مرہم سینۂ جگر سوزاں

حال من بین نظام حالے بخش　　بر در خویشم اتصالے بخش

تو کجا من کجا چہ میگویم　　گنج نایاب راہی جویم

از دو چشمت یک التفات نظر　　کارہا خاکیاں کند چوں زر

پادشاہاں گدائے کوے تواند　　عرشیاں در دعائے روے تواند

من کہ باشم کہ لاف عشق زنم　　یا بکوے غمت بود وطنم

با چنیں ہستی گسستۂ خویش　　بجنابت کجا رسد درویش

بارہا آرزو برد دل من　　کہ بجائے دو دیدۂ روشن

کاشکے حاجتم روا باشد　　چشم جملہ جہاں مرا باشد

وین تمنا ہم اندرون ضمیر　　خاطر خستہ را سبب می گیر

کز زبانہا کہ مردماں دارند　　ہر یکے از درے گرفتارند

این ہمہ گر مرا بود چہ کنم　　نبود جز بیاد تو سخنم

بلکہ جملہ زمان اہل نفس　　بگدائی تو کشایم و بس

در سرم نیز گہ این سوداست　　کایں قدر جاں کہ جملہ عالم راست

گر مرا باشد از ہمہ جاہا　　بنمائم بعشق رہ ہاہا

یک یک اندر رہ تو در بازم　　ہیچو سر زیر پایت اندازم

چکنم چوں کنم چہ تدبیر است　　دست از اندوہ تو گلوگیر است

به نفس میتوان زدن نه نفیر
هم توئی دستگیر و ستم گیر

آنچنان دار گاه و بیگاهم
کز تو جز تو نخواهم ار خواهم

مونس شادی و غم من باش
تا دمے ہست ہمدم من باش

جان بندہ حسن کہ شد خاکت
خاص گرداں بہ بند فتراکت

درانچه رایات شاه عالم بیروں آمد

مبارکباد عزم شهریاری
بحق یار دولت سازداری

ظفر آویزش چتر سیاہت
فلک در سایہ گرد سپاہت

مبارک طالع تو یاور تو
ہمایوں ہمت تو رہبر تو

بحکم تو امور بادشاہی
بدست تو کلید ہرچہ خواہی

زہے شاہی کہ ہستی ختم شاہاں
در تو قبلۂ مقصود خواہاں

علاء الدین والدنیا کہ عالم
شدش از شرق تا مغرب مسلم

محمد شاہ گیتی دار جان بخش
جہان جوئے و جہاں گیر و جہاں بخش

شہا اقلیم گیرا تاج دارا
درت رکن قوی دین خدارا

خدایت یار بادا بخت ہمرہ
صدائے کوس تو نصرٌ من اللہ

ازانجا کار تفاع طالع تست
کواکب پیش تو بستہ کمر چست

حسن را بر دعا گویانت تفضیل
دعا او گفتہ آمین کرد جبرئیل

در تهنیت نوروز

مبارک باد بر سلطانِ اعظم
بہار فرخ و نوروز عالم

مبارک باد بر شه جشن شاهی	مبارک باد گفته مرغ و ماهی
مبارک باد بزم خسروانی	مروح از نشاط جاودانی
بحمد الله همایون مجلس شاه	یکے باغیست بشگفته من الله
شه آنجا دست چوں دریا کشاده	نهال ملک و ملت بار داده
بر در کل موجودات امروز	نگر از تهنیت گویان نوروز
بخششیں صبح کز مشرق رسیده	دعاے خوانده و بر شه دمیده
فلک بیں دامن از خورشید پُر زر	رواں بهر نثار افشان ایں در
صبائے از بوئے خوش در مشک بیزی	هوا از ابر در کافور ریزی
گل سوری طبق پر زر و یاقوت	که جاں را قوتست و دیده را قوت
سمن سیم خود و نرگس زر خویش	در آورده برسم خدمتے پیش
برسم مال و جان خاص بلبل	بر آورده بمدح شاه غلغل
شهے کو باغ دولت را بهار است	سنانش بر دل بدخواه خار است
علاء الدین و الدنیا که عالم	ز فر اوست چوں فردوس خرم
محمد شاه جان بخش و جهاں گیر	که از بخشش جوانست عالم پیر
خدایش عمر بے اندازه بخشاد	چو گل نو نو فتوح تازه بخشاد
حسن هر دم چو مرغان خوش آواز	بر آهنگ دعا گوئی نوا ساز
سپهرش بر جهاں فیروزه کرده	جهاں هر روز از نوروز کرده

بر شمشیر شاهی نبشته اند

زهے تیغے که فتحش برفرید ست	در هر هفت کشور را کلید ست

زمانہ در دعاے دولت شاہ
ہمیشہ ورد او نصرٌ من اللہ
چو دریا موج گوہر زائے دارد
مگر در دست سلطاں جائے دارد
علاء الدین والدنیا کہ عالم
ہمہ شمشیر او راشد مسلم
محمد شاہ تاج تارک بخت
بہ تیغ تاجداراں بندہ تخت
جہاں مضبوط تیغش طول با عرض
ہو السلطان ظل اللہ فی الارض
ہمے تا تیغ رافیض است بنیاد
جہاں در قبضۂ فرمان او باد
سر ریش پا نہادہ بر سر تیغ
جد اندیش ورا سر در سرِ تیغ

ہم دراں معنی

امروز کہ دل کشادہ داریم
از دولت شاہزادہ داریم
بنگر کہ چہ خرمی است امروز
عیشے بہ بہار کی دل افروز
سر یافتنی بصد سعادت
اسباب طرب شدہ زیادت
فتح آیت ناز خواندہ از بر
تازہ شدہ نو نشاطی از سر
سر یافتنی بصد ایادیست
بر ہر ہوئے ہزار شادی ست
والاسیَر از بزرگواراں
الحق ز نژاد تاجداراں
فخر نسب جہاں پناہاں
روشن گہرے ز نسل شاہاں
خورشید سپہر کامگاری
از آل و تبار شہریاری
ستارۂ سعد بندہ وارش
عزِ ابدی کند نثارش
تا ہست سرے بر آدمی زاد
شہ تاج سر ہمہ جہاں باد
ہر شخص کہ سر کشد ز رایش
بادا ہمہ سالہ زیرِ پایش

در تہنیت تزویج

امروز دریں سعادت آباد
از غیب سعادت دگر زاد

امروز دریں سراچۂ سور
نوبست ستارۂ کلہ نور

امروز دریں سرائے شادی
بکشاد فلک در ایادی

خیزید و تتق بہ تخت بندید
قبہ بطناب بخت بندید

از نقرہ کشید فرش میداں
از زر خلاصہ نقش ایواں

مہماں کہ ہمی رسد زہر باب
در پیش برید نقل و جلاب

از لطف زبان شکر فشانید
وز سلک سخن گہر فشانید

چوں ابر شوید گوہر افشاں
چوں گل بہمہ طرف زر افشاں

ترتیب کنید بزم جمشید
با مجمر صبح شمع خورشید

موجود کنید از پے شاہ
طشت از فلک آفتابہ از ماہ

نزدیک شد آں کہ شہ در آید
نظارہ بہ بام و در بر آید

اینک علمے بر آمد از نور
آواز روا رو آمد از دور

آں کوکب مشتریست یا ماہ
یا کوکبۂ سعادت شاہ

شاہ آمد و ماہ زیر مفتول
چوں سرو سہی قبول و مقبول

شاہ آمد و ماہ در بنا گوش
شکر بدہان و گل در آگوش

شاہ آمد و شاہیاں برابر
گلرنگ شدہ جہاں سراسر

شہ را نگرید چشمۂ نور
اے چشم بد از جمال او دور

یاراں ہمہ ہمرکاب باشاہ — چوں انجمن ستارہ باماہ
یارب بوفائے نیک مرداں — زیں خانہ بلائے بد بگرداں
با او دلِ دوستاں دریں کار — بشگفتہ چو گل میان گلزار
با خاطر جمع اہل ایں سُور — زیں جمع نشان فتنہ ہا دُور
اقبال چو بخت یارشاں باد — شادی و نشاط کارشاں باد
فالے کہ زنند باد مسعود — ختم ہمہ کار باد محمود
ایں فال نکو نہال بادا — ویں عیش ہزار سال بادا

در تہنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز — کز اختر سعد و بخت پیروز
نوگشت سپہر کہنہ در سیر — ز زاد سعادتے دریں دیر
از زادن ایں خلاصۂ عہد — نوگشت نشاط ایں کہن عہد
امروز بوقت بامداداں — زیں مژدہ چہ شد زمانہ شاداں
برداشت زمانہ باصد امید — زریں دُہلے ز جرم خورشید
صبح آمد و کرد گوہر افشاں — از مہر بہر طرف زر افشاں
احسنت زہے لطیفۂ غیب — بخشیدۂ غیب دان بے عیب
خورشید وشے چو ماہ منظور — طفلے وچہ طفل آیتِ نور
اقبال چو بخت دادک او — تائید خدا اتابک او
از دایۂ زہرہ پیشکارہ — وز چنبر چرخ گاہوارہ

گهواره نگر چو کلبهٔ نور — بند از سر زلف و طرهٔ حور
بروے بسعادتی حالت — افگنده جلالے از جلالت
پرداخته با هزار اعزاز — بالشت نعیم و اشتک ناز
یارب تو بصد هزار نازش — عمرے چو زمانه ده درازش
کار همهٔ جهانیاں طاق — فرخنده قدم بر اهلِ آفاق
خود هست بفضل حق تبارک — بر مادر و بر پدر مبارک
هر روز دریں سرائے شادی — افزوده نشاطِ کیقبادی
تا هست زمین و آسماں هم — ایں وقف دعاش باد و آں هم
هر روز دریں سراچهٔ ناز — گرده در دولت آسماں باز
هر روز دریں مقام محمود — از کوکب سعد و فال مسعود
ارزانی باد تا بمحشر — ایں شادیٔ صد هزار دیگر

در شهر شدن شاهزاده

صبح دولت جمال داد امروز — در مقصود ها گشاد امروز
مشتری کرد از یمین و یسار — گهر سعد بر زمانه نثار
آسماں بر سبیل شادی عام — دہل آفتاب بر و ببام
زهره اندر سرود شادی شد — ملک اندر حصار بادی شد
هیچ دانی که ایں نشاط از چیست — ایں همه عیش و عشرت از پے چیست
هست از روئے بهتریں میثاق — شهیٔ شاهزادهٔ آفاق

این فلک قدر آفتاب تقا — خضرخاں ہمچو خضر دیر بقا

نور چشم شہ زمان و زمین — شاہ عالم علاء دنیا و دیں

شاہ اقلیم گیر ملک پناہ — خسرو خسرواں محمد شاہ

کنم اکنوں دعائے شہ آغاز — شاہ کشور کشائے بندہ نواز

اے فلک آں چناں کہ میخواہی — بشنو از من حسرارۂ شاہی

شد دریں عرصۂ بہشت نشاں — ابر ز آب حیات قطرہ فشاں

بخت را ایں بموئے پیشانی — رفتہ گرد از بساز مہمانی

فتح بنگر کہ خادمان سرائے — دست بر دست ایستادہ بہ پائے

چرخ با ہفت قبہ گرداں — یکے از بندگان ایں دوراں

برکشیدہ مغنیاں ہر دم — لحن داؤد در سراچہ جسم

شاد باش اے مراتب شاہی — رونقے آں چناں کہ می خواہی

ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر — یک جہاں پیل از عماری زر

مرکبانی ز چرخ بردہ گرو — ہر یکے با چہارگاں مہ نو

تتق زرنگار ز اوج سپہر — نصب کردہ ورائے کلۂ مہر

وقت آں شد زشہ در آید شاہ[1] — تا چنانست شادی شہ باد

اینک اینک رسید موکب شاہ — ماہی از آفتاب کردہ کلاہ

نزل شاہانہ پیش شاہ برید — میوہ در طشت مہر و ماہ برید

گوہر افشاں کنید چوں باراں — بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں

تخت کسری و کرسی جمشید — عود از صبح و مجمر از خورشید

۱؎ آواز یکہ از چند ساز و چند حلق یکمرتبہ بر آید

تا در آید شہ مبارک فال ‏ ‏ شاہ پاک اعتقاد خوب خصال
یارب ایں شادئے کہ ہست اکنوں ‏ ‏ باد ہر روز ہر زماں افزوں
یارب ایں کام و ناز سلطانی ‏ ‏ باد تا روز حشر ارزانی
شاہ در عیش و کامرانی باد ‏ ‏ ملک بر شاہ جاودانی باد
جاوداں باد روز دولت شاہ ‏ ‏ حسن از ما وحاں ایں درگاہ
ایں گہر ہائے ترکہ او سفتہ است ‏ ‏ ایں دعاہائے خوش کہ او گفتہ است
نسخہ بر روئے ماہ باید کرد ‏ ‏ ختم بر نام شاہ باید کرد
شاہ شاہاں علاء دنیا و دین ‏ ‏ خلد اللہ ملکہ آمین

ہم دران معنی

اے سعادت درائے خرم و شاد ‏ ‏ شاہ ما را بکن مبارک باد
کہ ز فضل خدائے بخشش غیب ‏ ‏ وز فتوحات عالم لاریب
عیش آمادہ می شود امروز ‏ ‏ عقد شہزادہ می شود امروز
شہ خضر خاں کہ ہست چشمۂ نور ‏ ‏ ایں ازاں چشمہ چشم بدبیں دور
اے شہ شش جہات ہفت اقلیم ‏ ‏ شادیٔ تست شادی اسلام
بعد ازیں ہم بریں طریق نگر ‏ ‏ شادیٔ شاہزادگاں دگر

حکایت

شیر مردے چہ خوب گفت امروز ‏ ‏ بارے از سگ طریق فقر آموز

سگ کہ بر خاک خوار غلطید است
اولیں آنکہ مسکنش نبود
کنج ادبار باشد ایوانش
دومیں آنکہ آشکار و نہاں
عمر او چوں کسے نکو نگذرد
سومیں رسمش آں بود کا غلب
ہست گوئی محب زلف ظلام
چارمیں آنکہ وقت شیون و سور
خصم اگرچہ براندش از پیش
پنجم آں دم کہ رخ بخاک آرد
پوستینی کہ دارد اندر پوست
اے حسن خفتہ ماندہ خطر است
وہ اگر نیست در سرت سرئی
چوں سگ اندر رہ نیاز بپوئے
کاے وظیفہ دہ گرسنہ و سیر
شیر را حملہ دادہ سگ را تگ
گز در فضل کم فضولم کن

پنج خصلت در و پسندیدست
خان و ملّہ نے معینش نبود
ہر کجا شب رود شبستانش
نان شبیرینش کم رسد بجہاں
پیش تو در گرسنگی گزرد
شب بہ بیداریش رود ہمہ شب
"عجبًا للمحب کیف ینام"
از خداوند خود نباشد دور
او بدم لابہ اندر آید پیش
چیزے از خود زچیز نگزارد
ایں جہاں واں جہاں برابر اوست
سگ نفست زنفس سگ بتر است
از سگ آموز آدمی گرئی
با خداوند بے نیاز بگوئے
سگ کوئے تو پنجہ برد ز شیر
حرمت شیر و حرمت آں سگ
بسگئی درت قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار
دولت داغ خود دریغ مدار

ولہ

دلے گم کردہ ام باز از کہ جویم؟ — چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟
نہ از دل آگہم نز دلبر خویش — چہ روز آمد مرا امروز درپیش
رسیدہ سیل و رہ کردہ بہ بنیاد — کسے فریاد خواہم نیست فریاد
زما سیمرغِ رحمت کیمیا شد — مسلمانان مسلمانی کجا شد
دل من خستہ و از ہجراں بجانم — کہ رہ داد ایں بلاہا را ندانم
ندانم کیں خدنگ از ترکش کیست — تفے کاندر دلت از آتش کیست
چہ کردم تا بدیں روز افتادم — چہ افتاد اینک از خود نیست یادم
دل من کاختر بختش نگوں شد — بپاداش کدامیں جرم خوں شد
نہ ہرگز من سوالے کردہ ام بد — نہ من باہیچ نیکے بودہ ام بد
نہ من پروانہ را راندم از نور — نہ من یاری زیارے داشتم دور
نہ من نقشے فروشستم ز کاخے — نہ من برگے جدا کردم زشاخے
نہ من آزاد نفسے بندہ کردم — نہ من بر گریۂ کس خندہ کردم
نہ بر بادی طمع کردم ہوئے — نہ بر مورے ستم کردم بموئے
نہ از جام جفا یک جرعہ خوردم — زہر افتادۂ افسوس کردم
چہ گفتم ہرچہ گفتم از کم و بیش — ہمہ از خویش دیدم آفت خویش
ندانستم چہ قدر وصلت یار — شدم لابد بدیں محنت گرفتار
کسے کش با فراغے اتصالست — بہ ناشکری ایام وصالست
الٰہی ہرچہ رفت از ناپسندم — مگیری کاں ہمہ از خوں فگندم

چو بر جانم در نعمت گشادی — مزیدی کن بدیں نعمت کہ دادی
می کان یافتم از دست مردان — ز ورد و ناسپاسی صاف گرداں
حسن را راہ بر از فضل گہ گہ — بخلوت گاہ خاص لی مع اللہ

حکایت

شنیدم کشتئ در موج گاہے — ہمی شد غرقہ نے روونہ راہے
دراں کشتی در اغلب اہل ایماں — یکے گبرو نود نہ تن مسلمان
مسلماناں بر آشفتند کایں کار — ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار
چو نور آشنائی ہست برما — بلا زیں مرد بیگانست برما
بدریا افگنیم ایں گبر را زود — خلاص ما نخواہد جز چنیں بود
چو بشنید ایں سخن آں مرد گمراہ — برآورد از دل نومید خود آہ
پس آنگہ با مسلماناں چنیں گفت — کہ خار از راہ خود نے خود تواں رفت
گر از تاثیر شومئ یکے گبر — بلا خیزد چہ تدبیر است جز صبر
چرا صدق نود نہ مومن پاک — اثر نہ دہد دریں حال خطرناک
درانجا پیر دانا بود مردے — رسید اندر دلش زیں حرف دردے
بیاراں گفت بگذارید ایں رائے — بیفشارید در راہ رضا پائے
مبیں در جود دست ناکس و کس — دریں جا دستگیری خدا بس
دریں بودند کا وازے برآ — کہ اینک روز محنت ہا سر آمد
زغرقاب آمد ایں کشتی بپایاب — علامت را ہمیا گشت اسباب

حسن چوں ملک ملک بے نیاز ست / سرانداز ی دریں رہ سرفراز ست
صلاح خود ببین و فسق غیرے / بہر حال از خدا می خواہ خیرے
خداوندا بحال ما نظر کن / دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
زما خود جز لئیمی مے نزاید / تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علو ہمت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کریماں / درو نور سخا چوں نور ایماں
زر و سیم و متاع و اسپ و اشتر / جواہر سلک و سلک از لعل و از دُر
بر و خواہندگاں بشتافتندے / عرضہا خواستندے یافتندے
نگر مسکینے از افلاس در ماند / ز شہر خویش سوئے شہر او راند
نشاں پرسید آمد بر سر او / کہ تا وجہے برد از دفتر او
بدو گفتند کو در حرب گاہ ست / از اینجا تا بدو یک میل راہ ست
تو بنشیں کو چہ باز آید زپیکار / بزر دادن ترا چوں زر کند کار
توقف در توقف داد درویش / گرفت آں راہ جولاں گاہ او پیش
بمیداں آمد و ہر سو طلب کرد / جوانی گفت اینک آں جوانمرد
فتاد است آں طرف پہلو دریدہ / چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ
بسے آئین زر بخشش بود است / کنوں آہنگ جاں بخشی نمود ست
ببر دنداں خرابش کردہ ساقی / ہنوزش نیم جانی ہست باقی
چو آمد بر سر او مرد محروم / دعائش کرد کردش قصد معلوم

که چندیں ده بامیدے دویدم — چو دیدم از خودت نومید دیدم
سوالے داشتم هنگام آں نیست — دریں هنگامه جز تاراج جاں نیست
چو آں نامه بگوش خسته افتاد — بجبله چشم خوں آلوده بکشاد
درو دید آهے از سینه برآورد — دم مهر از صف کینه برآورد
بگفته بس اشارت کردش از دست — که زیر سر مرا یک سنگکے هست
بیار آں سنگ دندانم بروں گیر — زهاب نوش را در موج خوں گیر
مسافر زیں سخن دنداں بلب ماند — وزاں دنداں شکستن در عجب ماند
بگفتش دل ترا بس نیست خسته — دگر دنداں چه میخواهی شکسته
دگر آں مرد دنیا بخش بے دیں — فغانے برکشید از جاں مسکیں
بگفتا وقتے از جور جهانم — همی جنبید دنداں در دهانم
بدارو چوں نه پیوست ای برادر — مرا دنداں بزر بربست مادر
در دنداں سر زر رشتهٔ چند — چو جاں کندیده شد دنداں تو اکند
تو زر بستاں مگر نامے برآید — ز دنداں منت کامے برآید
دریغ آنگه کشادی لب دعا را — گزیں نه چرخ دنداں خاے مارا
بدرد مرگ دنداں برزمیں بود — چه شاید کرد دنداں قسمت ایں بود
هزاراں آفریں بر جان پاکے — نیرزد نزد او ملکے بخاکے
سخن در همت است و زر فشانی — حساب کفر و ایماں را تو دانی
اگر فاسق سخائے ورزد اے دوست — حبیب الله طراز دولت اوست
وگر زاهد کند با بخل پیوند — خدایش دشمن او خلق صد چند

بدہ اے خواجہ ورنہ ہی باعزاز — بصد خواری جہاں بستاندت باز

درم دادہ بدرویش و دعا کرد — خدایت در حریم قدس جا کرد

چو خواب آید عواقب باز دیدن — بمردادی بہشتے را خریدن

حسن جاں بر جوانمرداں فدا کرد — جوانمردی ہمین است اے جوانمرد

چو اہل ہمت مادرد خواسنے — بجوبی خواند از ایشاں و استانی

حکایت مغ و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے رے — با مغے اندر رمضان خوردمے

محتسب آمد بصلابت بروں — گفت بریزند ازیں مرد خوں

مغ زمیاں گفت کہ ایں عدل نیست — جانب من روزہ و روزی یکیست

جزیہ و ہم تلخ چہ رانی سخن — آنکہ بدین است برو حکم کن

حکم براں شد کہ ز مغ بگزرید — دست سیاست بہ مسلماں برید

دید مسلماں کہ چنیں بے ہشند — مغ بگزارند و مسلماں کشند

گفت ظریفانہ کہ اے انجمن — علت من شد مگر اسلام من

گز پئے اسلام بخواہید کشت — من مغم و مغ بچہ ہفتاد پشت

گرچہ کہ ایں بے ادبی طرف نیست — بے ادب آنکس کہ دریں حرف نیست

خالی ازاں یک سخن خندہ ناک — گردن او جست ز تیغ ہلاک

محتسب آں جرأت ازو عفو کرد — سر بہ چنیں جائے کشد عقل مرد

مرد ہماں بہ کہ در امید و بیم — برکشد از آب حوادث گلیم

رکن دلت گر بخداوندراست	اگر بلوا ہر خلل افتد رواست
بار خدا یا بخدائی خویش	یک نظرے بر دل صد جائے ریش
عفو کن از بندہ حسن ہر چہ گفت	از ہمہ بتواں زتو نتواں نہفت
بر من و بر ہر کہ چو من زیست خام	فضل کن اے فضل تو دریائے عام

ایضاً

مبر ہر سخن تا سپہر بریں	بری پیش سحر آفریں آفریں
نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن	لقب چوں نہی ہر سخن را سخن
گہر بایدت بر حسن .... نمیست	کہ حبہ اگر لعل شد لعل نیست
بہ از خندہ روشن نماید زدُور	چو دریا زند شب ہمہ موج نور
چہ باشد چو طالع شود آفتاب	صدف پارۂ خشک بر روئے آب
بیک صنعت طرفہ چندیں پیچ	کہ در جنب بہزاد ہیچست ہیچ

متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سر تا بہ بن	یکے میگزار و دگر جمع کُن
بہ میزاں بہ آید دریں شیوہ رفت	زدہ نہ ز نہ ہشت، از ہشت ہفت
بریں تا شود جمع ہر خانہ راست	زیادت چہ می بایدت آن تراست

میزان جہان

زیک سیر تا یک منش بے درنگ	بہ یک بار برکش دریں چار سنگ

بہ میزاں بہ آید دریں وزن رفت	یکے و سہ و نہ دگر نیست ہفت

بستہ حسابی است

از یکے تضعیف کن تا نہ رقم	واں دہ باقی نہ افزوں کن نہ کم
ثبت کن گر از حساب ای سنہ	بعد نہ چار و چار صد ہشتاد و نہ

در استخراج جمیع حسبت

گر جمع شوند اہل حسبت	تا جمع کنند کل نسبت
آں خوب کہ ضرب ہفتہ فی الحال	در ماہ کنند ماہ در سال
گویم بصریح ہفت در سی	سی را بہ دوازدہ چہ ترسی
ور ایں دو سہ بیت بایدت یاد	ایں بیت ہمیشہ بر دلت باد
گفتم کہ تمام نسبت از چیست	گفت از دو ہزار و پانصد و بیست

لطیفہ در حساب جمل

دو ستے از جمل چہ گفت بہ میں	جفت طاقست طاق جفت نہ میں
راست گفتم دریں مدار اندہ	پنج در یازدہ چہ باشد سہ
خود مرا خاطرے ہنر سنج است	پنج در یازدہ ہماں پنج است

ایں چند مثنوی در صفت بالبت

ایں در کہ بنائے شادمانیست	باب البرکات آسمانیست

این در همه ازاں صحیفه باقی
ارباب صلاح را مآبی

این در درے از مزید لاریب
دار الکتب معانی غیب

این در بفتوح بخت مفتوح
سرمایۂ روح راحت روح

این در همه عمر باد معمور
هر کنج چو پنج گنج مشهور

این نیز دراں معنی

ز دولت ها رسد گوئی بشارت
چو مردم را شود عزم عمارت

عمارت ها که در آفاق باشد
چناں به گز لطافت طاق باشد

اگر خانه به نزهت بوستانست
غرض در وے حضور دوستانست

دل یار از حضور یار جاں یافت
زہے دولت گراین دولت تواں یافت

دگر عزمے پے دولت همین است
دلے را شاد کن دولت همین است

نکوئی کن به هر راہے که پوئی
نکوئی را چه آید جز نکوئی

جهاں بین گر جهانے یادگار است
هنوزش بیقراری برقرار است

جهاں را چوں وفائے نیست حاصل
مبندید از جهانِ بے وفا دل

کریمانے که از ما پیش راندند
کرم را یادگار خویش ماندند

نگر خود تا چه ماندست اندر ایام
ازاں نام آوراں رفته بجز نام

عزیزے کیں نصایح را کند گوش
مراد هر دو کون آرد در آغوش

نکو روشن ضمیرے کز دلِ پاک
صفا ورزد دریں معمورۂ خاک

قوی مقبل کسے کز بُرد باری
ضعیفے را تواند کرد یاری

زجام جود آرد دہر را مست   بخلق نیک گیرد خلق را دست
چو در نیک و بد عالم بہ بیند   بدی بگزارد و نیکی گزیند
زنیکی گل برآید وز بدی گرد   ہرانکو ایں بداند او بود مرد
زآزار دل مردم بہ پرہیز   دلا بازار رعنائی مکن تیز
مگو بر روئے حاجت خواہ سردے   منہ بر جان حاجت مند دردے
برآور حاجت محتاج پیوست   دراں درگہ ترا ہم حاجتے ہست
ترا گر صدق رغبت ہست در بند   تمامست ایں کہ خواندی نکتہ چند
ہمیشہ ایں بنا معمور بادا   درا و از شمع دولت نور بادا
برفعت راست چوں کاشانۂ ماہ   ہمیشہ راستاں را اندراو راہ
سعادت بخش یارب راستاں را   خصوصاً صاحب ایں آستاں را

ایں نیز در آں معنی

علم بیروں براز میدان ہستی   بروں آ از خودی و خود پرستی
طلب کن صحبت بیدار بختے   دل صاحب دلاں دریاب لختے
خدارا شو خلاف از ہر دو عالم   ازاں عالم بزن گر میزنی دم
بخدمت کوش گر ہستت میسر   بپابوسی تواں شد بر سراں سر
تواضع کن براں رفعت تواں یافت   ہرآنکس ایں عمل ورزید آں یافت
اساس کار خود بر مردمی نہ   دریں دنیائے نامردم ہمیں بہ
طریق مردمی در ہر دو معنی است   کہ مردم نیست آں کش مردمی نیست

ترا خود آں نکوئی در جہاں بس — کہ یک نیکی تو یاد آورد کس
دلت آں بہ کہ در نیکی گراید — کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید
خصوصاً آں کسے آید بر تو — گشادے چشم دارد از در تو
غنیمت دار دیدار قرینان — بطبع خوش نشیں باہم نشینان
چو نزدیک تو آید میہمانے — نخست از خوے خوش پیش آر خوانے
چہ بہ کاسباب مہمانان بسازی — کہ دولت ہاست در مہمان نوازی
کرم کردن زر افشانیست زہیچ — کرم کن کز تو آں آید دگر ہیچ
سخاوت ورز و از طبع گرامی — برآور نامے اندر نیک نامی
خدایت ایں مقام آباد داراد — دلت را در مقام شاد داراد

ایں نیز در آں معنی

زہے پرداختہ چوں کاردانان — چنیں راحت سرائے میہمانان
بدولت خوش نشیں اینجا و خوش باش — کہ دل داری خطا پوش و عطا پاش
نکو دانی کہ ایں گردندہ گردوں — چہ بازی ہا کشد از پردہ بیروں
ستارہ مہربانی چوں رہا کرد — جہاں ہم با جہاں داراں چہا کرد
ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی — بنام ہر بزرگی جام خواہی
بہ مجلس شاد بنشینی و پرنور — چو گردوں عیش را گرداں کنی دور
قدح کوری دشمن می ستانی — دہی ہر دوستاں را دوستگانی
بجاں پیوستہ خرم تا قیامت — تو و پیوستگان تو سلامت

در دولت کشادہ خصم در بند | بیابی ہر چہ خواہی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد | کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
فلک کردار عالی بارگاہے | ستارہ کیست اینجا بار خواہے
مروح منظرے فرخ مقامے | در استحکام و زیبائی تمامے
عطارد دید سقفے آسماں گیر | چہ گفتہ کاش اینجا بودمے تیر
بگونہ گونہ نقش روح پرور | ہمیشہ با ارم قلب و ژم کرد
سعادت ہاست در روے رخ نہاد | جہاں بروے در دولت کشادہ
چو ایوانِ قمر از روشنائی | چو دوران فلک در دیر پائی
ظرافت بخش اوقات قریناں | مقام ہمدمان و ہم نشیناں
ہمہ نور ست از نزدیک و از دُور | حضور دوستاں نورٌ علے نور
چہ خوشتر زانچہ اینجا خوش نشینیم | زمانے روئے یک دیگر بہ بینیم
حضور دوستاں فتح مبین است | سر جملہ غنیمت ہا ہمین است
خداوندا زمین ایں مکاں را | بدہ قدرے کہ دادی آسماں را
مبارک فال کن بر یار و بر دوست | خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

دلا تا چند ایں آسایش خاک | بیا کی یاد کن از حضرتِ پاک
خدا را یاد کُن تا شادمانی | درش را بندہ شو کازادمانی

خدائے بے نیاز از رنگ و از بو | ہمہ او را طلب گار اے ہمہ او
اگر خشم آورد کونین خاکست | چو رحم آرد زنا پاکی چہ باکست
بلے خورشید فضلش چوں دہد تاب | گناہ آنجا چہ گویم چیست سیماب
خداوندا کریما دستگیرا | گنہ بخشا پشیمانی پذیرا
توئی روزی رساں از روز تا شب | تو داری رایت ہر یک مرتب
تو اندازہ نہی ہر پایۂ را | تو بخشی مایہ ہر بے مایۂ را
محمد را تو دادی تاج لولاک | کہ شد کیخسرو نہ تخت افلاک
شب افروزی کہ طاہا داشت از نور | زخوان والضحیٰ ہم چاشت از نور
بدو دادی کلید خانۂ دیں | درو دندانہا از سین یاسین
کہ آرد کو رساند جز تو داور | بروح او سلام روح پرور
درود مایہ زلف مشکبارش | بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش
جزاو اتق کہ ایں حاجت بر آری | مرا در سلک ایں دولت در آری
دل از تو ہر چہ حاجت خواست آں یافت | چو تو حاجت روائے کے تواں یافت
گیاہے بردہ از تو بوے طیبے | ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے
ز دل بیدار سر گنجے کشادی | بہر سر سرے از حکمت نہادی
حسن را طبع بخشیدی و تمیز | سخن دادی و عشقے بر سخن نیز
سخن کز عشق خیزد مایہ دار است | جہاں عشقست و دیگر خاک و خوار است

سبب نظم کردن قصہ

مرا ہم داستاں شد دوستے دوش | سخن بینے زبانش حلقہ در گوش

چوگل رو تازه چوں سوسن زباں تر || میان جمع چوں شمعے زبان ور

حکایت کرد از عشق جوانے || کہ در ہر کالبد نور بخت جانے

حدیث عشق خود جاں می نوازد || نبازد عشق ہر کو جاں نبازد

شراب عشق از ہر نیشکر نیست || نہ بینی درد او بے درد سر نیست

نہالے کاں ز جوے عشق نم یافت || درخت سدرہ باہم خود قدم یافت

گلے کو را نسیم عشق دادند || بہار غیب در جنبش نہادند

عجب راہیست راہ عشق بازی || چہ بے سازی اگر با ئے نسازی

غرض را باشم اکنوں زیں مثل چند || در مقصود باید ز جدل چند

مرا تقریر آں مرد خوش آزاد || بہ نظم ایں حکایت رغبتے داد

حدیث خوش مقام خوش گزیند || چو از دل خیزد اندر جاں نشیند

حسن گوش تو بر گفتار نغز ست || سماع نغز نیرو بخش مغز ست

چو بزم عشق را ترتیب دادی || ازیں ترتیب برخوردار بادی

بیا مطرب سماع گرم در دہ || ز صوت جاں فزا جاں را خبر دہ

بہ رقص آرا ایں دل پر درد ما را || بجنباں طبع غم پرورد ما را

بیا اے شعر خواں شعرے فروخواں || بساط عشق را بیذق فروزاں

چہ داری از غزل ہاے حسن یاد || ہماں خواں کت ہماں فرمود استاد

بیا ساقی بیار آں چشمۂ نور || بدار ایں چشم را از چشم بد دور

کہ آں چشمہ ز جوے آشنائیست || صفائیش چشم و جاں را روشنائیست

دعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دو عالم را یکے حرز لیست اعظم
دعائے حضرتِ شاہ معظم

شہنشاہ جہاں گیر و جہاں بخش
یگینہ جاں ستان در مہر جان بخش

علاء الدین والدنیا کہ افلاک
ہمی بوسند بر درگاہ او خاک

محمد نام اسکندر خطابے
درش اسلام را حسن المآبے

صلاح تخت دہلی بین کہ بروے
چناں شاہ مبارک می نہد پے

بقائے تخت گیتی بیں کہ ناگاہ
جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ

جہاں جان خود آں شب پیش کش کرد
کہ در وے جان سلطاں جائے خوش کرد

فلک روئے خود آندم بر زمیں یافت
کہ آں خورشید بر روئے زمیں تافت

بنام ایزد مبارک بادشاہے
جہاں را در جہاں گیری پناہے

چو روز رزم تیغ کیں برآرد
سر آں سیل کوہ افگن کہ دارد

زماہ نو کماں بینی بہ پشتش
عطارد کمتریں تیرے بمشتش

ہراسے در دل زہرہ گز شتہ
زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ

شہ چارم زرہ پوشید از میغ
شجاع تیغ زن لرزان تراز تیغ

شہ برجیس بر خود مدح خوانے
زحل ہم جان خود را پاسبانے

چو گفتم نکتۂ از رزم گاہش
کنوں بشنو صفاتِ بزم گاہش

خجستہ مجلس چوں باغ آدم
رواں خوں خضر در وے دمادم

در آں مجلس کف دریا عطا جوئے
زحل از لولیاں ہندوی گوئے

بخدمت مشتری از خانۂ خویش
گہے ماہی کشد خود گہ کمان پیش

ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام
نہادہ خنجر و برداشتہ جام

فلک کردہ دف خورشید را گرم
سرود زہرہ گاہے تیز و گہ نرم

عطارد تیرئے از مہر رزمش
کمینہ تیرے از ایوان بزمش

مہِ نو جرعہ دان مجلس اوست
نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست

حسن بنیاد صنعت نو نہادی
بہر صنعت سخن را داد دادی

چو جام عیش پیشت میکشد بخت
بعشرت خانۂ مقصود کش رخت

بیا مطرب طریق باز نو ساز
کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز

بیاد خسروِ کش نیست ثانی
نوائے کُن نوائے خسروانی

بیا اے شعر خوانِ مدحت شاہ
کہ بنوشتش عطارد بر رخ ماہ

بخوان تا اہل مجلس شاد گردند
حریفان خراب آباد گردند

بیا ساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز
چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز

کمیں نوشے کہ من از جام بر جوش
کنم بر یاد شاہے نامور نوش

آغاز قصہ

شنیدم والئے در عہد شاہے
عمارت کرد در ناگور چاہے

فلک با سخت بنیادی او سست
تکلف ہا ہمہ موزون او جست

سوادش چوں خطِ معشوق دلکش
درو آبے چو اشک عاشقاں وش

زنان سیم سیمائے سمن ساق
نہ چوں مہ بل چو خورشید از بتان طاق

همه ساله بران چاه آمدندے   خرد آشوب دلخواه آمدندے
چو آب از چاه بیروں برکشیدند   چو سروے سوے خانہ می چمیدند
جوانے کاں گروه آبکشش دید   دو چشم از آب رفتن چشمہ وش دید
رسیدندے غریبان ہوسناک   نہادہ چشم بر سر چشمہ خاک
بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاه   زدہ چندیں دل یعقوب را راہ
فلک آں چاه و آں یوسف چو دیدے   بد لو خور رسن ہا در کشیدے
گرفتہ دلو را سیارہ در چنگ   بہ جست جوئے یوسف کردہ آہنگ
حسن افسانہ را باش این چہ راز است   نہ دانی قصۂ یوسف دراز است

عاشق شدن جوانے بر یکے از خوباں

ہمانا نو خطے بود از دبیراں   جوانے زندہ دل مقبول پیراں
زحل در پیش او چوں پیشکارے   میان اہل ہندش اعتبارے
ازاں سو طوف میکرد ست یک روز   کہ دل بردش دلارام دل افروز
در آمد چوں بگرد چشمہا حوت   بسوئے آں چہ ہاروت و چہ ماروت
ستادہ دید جادو دخترے چست   کہ از وے خون و از وے آب می جست
بت ہندو نسب چوں ترک خس ریز   بلب شکر بہ غمزہ شورش انگیز
بہ یک رشتہ کہ اندر چہ فرو کرد   طناب عاشقی در حلق او کرد
بہ یک دلوے کہ برد از چاه بیروں   کشید از جوئے چشمش دلو ہا خوں
جواں آہے بر آورد از دل تنگ   چناں کاتش بروں زد از دل سنگ

نگار سنگدل در تنگدل دید ‏— یکے سرگشتۂ را پا بگل دید
غریبے دید گشتہ شہر بندے ‏— ز زلف خود گرفتار کمندے
بخود نزدیک شد ہر سو نظر کرد ‏— ہراسے در دل پاکش گزر کرد
خطر ہائے ملامت را خبر داشت ‏— بزودی زاں خطر گہ گام برداشت
بماند آں زخم خوردہ بر سرِ چاہ ‏— چو ماہی می طپید از رفتن ماہ
ہمہ روز از غم آں ماہ تا شب ‏— ز دیدہ بر زمیں می ریخت کوکب
چو شب شد با ستارہ راز می گفت ‏— غم مہ با ستارہ باز می گفت
چو رایات سحر گہ سر بر آورد ‏— حبش را شاہ چیں از پا در آورد
رسید آں شمس خوبانِ ختن باز ‏— حبش در چین زلف او فتن باز
جوانے بیدل از دیدار آں حور ‏— دگر رہ زندہ شد چوں شمع از نور
دراو دیدہ بہ سجدہ سر فرو کرد ‏— نمازِ عاشقاں آں بود کو کرد
دراں سجدہ دعائے خواند بر دوست ‏— دعا در سجدہ گہ خواندن چہ نیکوست
پس آنگہ برزد از سینہ خروشے ‏— کہ اے در جانِ من افگندہ جوشے
مرا کشتی نگوئی مذہبت چیست ‏— چنیں بیچارہ کشتن مذہب کیست
مرا دیدی کہ بیخود چوں فتادم ‏— ز دستِ دل بموج خوں فتادم
بخوں درآشنا کردی تو بارے ‏— گزشتی از سرم بیگانہ وارے
چہ دلداری چہ دلداری تو اے ماہ ‏— چہ خون خلق می ریزی دریں چاہ
چہ ریزی خون مسکیناں بافسوں ‏— ازیں چہ آب خواہی خورد یا خوں
بدیں چہ خوں چہ می ریزی بریں سال ‏— چو خونریزی دگر در زنخداں

یکے چاہے بکن نامش بنہ گور مپرسی کاب ئے شیر نیست یا شور
مرا آنجا بدست خود در افگن چو از خاکم بمن خاکے در افگن
زیارت خانه کن آں خوابگه را چو جوئے خضر ساز آں پیرچه را
چه میگویم ترا با من چه کارست گہر با خاک نام ایزد که عارست
نخواہی برد دانم اے دلارام مرا در زندگی و مردگی نام
گرفتم کز مزاج ناز نینت بداں ارزم که باشم ہم نشینت
نمی گوئی سخن جاناں نسب چیست قدے چوں نخل بر نخل رطب چیست
زہر دم مردماں دم ساز گیرند سخن از دیو مردم باز گیرند
نه من دیوے نه دیوے می پرستم اگر دیوانه ام خواہم که ہستم
سخن کو ته کنم آخر سلامے ازاں لعل شکر بیما پیامے
پیامے گر فرستی نام یابم دریں آشفتگی آرام یابم
بجنباں طرہ چوں زلف شمشاد مگر بوئے به تحفه آورد باد
برآور دستے از عاشق نوازی بکن بیچارهٔ را چاره سازی
بسے زیں گونه بروے داستاں خواند برافسوں گر فسانه کے تواں خواند
بتے عاشق فریبے رایگاں کش که برد از آدمی صبرے پری وش
زچنداں نقش کاں صاحب نظر بست نظر ننداخت کاں جانب کسے ہست
رواں شد چوں مہے در منزل خویش جراحت تازه کرده بر دل ریش
جوان مست کار از دست رفته دلش بر یار و یار از دست رفته
ہمانجا سر نہاده زار بگریست بجز گریه سبیل عاشقاں چیست

بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی
تو خنداں کن دراں صوت صباحی

سرم را از سرودے افسرے بخش
ز زنجیرے کہ داری گوہرے بخش

بیا اے شعر خواں آہنگ ہشدار
چو چنگی زخمہائے چنگ ہشدار

ہمانجا گر فرو آرد تو برگیر
سماع نغز دیدی نغز تر گیر

بیا ساقی مے جوشیدہ پیش آر
عروس تاک را پوشیدہ پیش آر

مگر با او بر آرم خلوتے خوش
غمے بیروں کنم زیں جان غم کش

زاری کردن عاشق در نظرِ معشوق

چو دیگر روز ایں دولابۂ بید
کشید از چاہ مشرق دلوِ خورشید

چو خورشیدے کہ جوید در حمل راہ
ببرج دلو طالع گشت آں ماہ

رسیدہ گرد گردش دخترے چند
چو گرد ماہ روشن اخترے چند

نکو روئے میان نیک ناماں
ہمی آمد چو سروے نو خراماں

چو سروے از ہمہ آلائش آزاد
بروکس نازدہ آسیب جز باد

دو چشمش چوں دو ترک تیر در شست
دو طرہ چوں دو ہندو تیغ در دست

گرہ بستہ برابروئے کمانش
بنزع افگندہ عاشق را کماں وش

رخے چوں ہنگویم کافتابے
از و در ہر دلے تاریک تابے

لبے دادہ بہ صاحب دولتاں رنگ
دہن چوں روزئ محنت کشاں تنگ

چو آمد سوئے جان چشمۂ نور
بریں شکلے کہ گفتم چشم بد دور

جوانِ دل شدہ از جائے برجست
زد اندر دامنِ دلدار خود دست

بنالید از غمش نالیدن زار ‌ ‌ ‌ چو از جاں دست شستہ شخص بیمار
پس از صد نالہ گفت اے من علامت ‌ ‌ ‌ سر نام تو گردم چیست نامت
چہ نامی از کدامی آسمانی ‌ ‌ ‌ کہ آں شب گرد ناقص را نمانی
چہ کبکی از کدامیں کوہساری ‌ ‌ ‌ کہ چوں رفتار خوش گفتار داری
بہشتت یا ہمہ حوراں غلامست ‌ ‌ ‌ اگر حوری، بہشت تو کدامست
فدایت ہستیٔ من ہرچہ ہستی ‌ ‌ ‌ چہ بودست آنکہ دل بردی و بستی
نہ صلحے عرض کردی و نہ جنگم ‌ ‌ ‌ نہ نامم باز پرسیدی نہ ننگم
سرت گشتم نپرسیدی غرض چیست ‌ ‌ ‌ زدی سنگم نگفتی کیں سگ کیست
نمی شاید در انصاف بستن ‌ ‌ ‌ بدیں بے اتفاقی بر شکستن
رہا کردی مرا در خون و در خاک ‌ ‌ ‌ نہ از من شرمت و نہ از خدا باک
شکارے وار برخونم زدی رائے ‌ ‌ ‌ بکشتی و رہا کردیم برجائے
مرا بردار کافتادم بخواری ‌ ‌ ‌ کہ بردارد اگر تو بر نداری
شبے طالع نگشتی بر من اے ماہ ‌ ‌ ‌ نہ دانم بر چہ طالع زادۂ آہ
نہ از خانہ خبر دارم نہ از خویش ‌ ‌ ‌ زمحنت مایہ دار از صبر درویش
رہے گم کردہ در صحرائے اندوہ ‌ ‌ ‌ نہ در صحراست آرامم نہ در کوہ
قرار سینہ ام صحرا گرفتہ ‌ ‌ ‌ غمے چوں کوہ در دل جا گرفتہ
باندک جنبش زلف چو زنجیر ‌ ‌ ‌ بمجنونی سمر گشتم چہ تدبیر
منم مجنوں مطیع لیلیٔ خویش ‌ ‌ ‌ اگر لیلی توئی مجنوں مکن بیش
چہ دل بستی دریں جاں دادن من ‌ ‌ ‌ چہ خواہد خواست از افتادن من

غریبے کشتۂ گیرو خاک گشتہ
خطے از روئے لوحے پاک گشتہ
برافگن پردہ باز از رُخ خوب
چہ داری ماہ را در میغ محجوب
خجے پوشیدہ ماہ از ترس مادر
یکے خوں ریز خالے زیر چادر
مرا خال تو میدارد دریں حال
تو از مادر ہمی ترسی من از خال
اگر صد سال با تو راز گویم
ملامت ہا رسد از تو بر ویم
دلت زاں گفت وگو آزاد باشد
مرا نیز آں ملامت یاد باشد
نہ دریا را بود از ہیچ سگ باک
نہ سگ از ہیچ دریائے شود پاک
برآورند پیش از ما شمارے
بقسمت در ازل رفتست کارے
بتو خرما سپردند و بمن خار
ترا مہرہ بدست آمد مرا مار
کسے کاں روئے آتشناک افروخت
تواند صد چو من خاشاک را سوخت
توانی از پس صد زخم کاری
کہ کار ناتوانے را برآری
یکے رخش رعایت گرم گرداں
دل سنگست نختے نرم گرداں
امیدم تازہ کن مانند رویت
دلم را چند پیچانی چو مویت
مپیچاں چوں دل نامرد دل ریش
یکے از دفتر فردا بیندیش
عملہا را جزائے ہست آخر
مکن چندیں خدائے ہست آخر
بگفت اوفتاد پس از پائے چوں مست
دل و دلدار ہر دو رفت از دست
براں بے دستگہ کز پا در افتاد
ہمہ نظارگی را گریہ بکشاد
برآمد ہائے ہائے از چپ و راست
ازیں سو نالہ زاں سو نعرہ ہا خاست
بتان آبکش را دیدہ پر آب
جگر پر تاب و جاں را رشتہ بر تاب

همه جانسوز دل دمساز گشتند | بصد حسرت از آنجا باز گشتند
شکر لب آں سماع خوشتر از نوش | ازاں گوشه نشیں چوں کرد در گوش
زنازے کان بود در نازنیناں | نه در وے دید نے در ہم نشیناں
رواں شد درج لولو مہره کرده | شکر در بند و مه در زہره کرده
دگر خوباں همه تا خانه با او | پری می شد دل دیوانه با او
فلک ہر روز ایں صنعت ہمی ساخت | بد و نیک از پئے نظاره می باخت
شد ایں قصه میان شہر مشہور | که پروانه سرے در باخت با نور
بوقت صبح کیں دریائے اخضر | کشادے چشمه خورشید از سر
شدے طالع برسم خویش ناگاه | چو ماه نخشب آں مه بر سر چاه
غریب خانماں کرده فراموش | برآوردے دگر بار از جگر جوش
ہماں شور و شغف آغاز کردے | ہماں سوز گزشته ساز کردے
جگر می خوردے و می کوفتے دل | زمیں می کندے و می بیختے گل
ازیں دیوانه شکلے دیو دیده | نه شبها خفته نے روز آرمیده
دو چشمش باز مانده در رخ یار | زبانِ کامگارش بر سر کار
نظاره مرد ماں از ہر قبیله | چو راز از پرده پیدا شد چه حیله
بحیله عشق نتواں داشت مستور | میان سایه پنہاں کے بود نور
حسن را نیز عشقے بود در سر | که کرد ایں حرف را بر روئے دفتر
بیا مطرب ز بربط حال بر رس | ز دفترها مرا آں یک ورق بس
ہماں باز و که در وے ہست کل خاست | بیک نبض آں مفاصل میشود راست

بیا اے شعر خواں بکشا سفینہ
دُرے در گوش ماکن زاں خزینہ

فرو ریز انچہ نزدت ہست معلوم
در منثور یا لُولُوے منظوم

بیا ساقی بیار آں کان یاقوت
کہ جاں را قوتست و چشم را قوت

بمن دہ تا بداں یاقوت حمرا
بگر دانم وفائے درد و غم را

آمدن جماعتے از برہمنان و پند دادن مر عاشق را

کسے کز عاشقی بربست بارے
نصائح را ندارد اعتبارے

نہ بیند فال نے تقویم خواند
بدو نیک از نگار خویش داند

بود فالش جمال فرخ یار
شب نیکش سر گیسوئے دلدار

غریبے بے دل از جاں سیر گشتہ
رہ غم را بصد محنت نوشتہ

نظر میکرد روزے از سر چاہ
از اہل خویش قومے دید ناگاہ

برہمن اصل افسوں خواں بتے چند
کشادہ از در ہر دانشے پند

در ایشاں بود کار آگاہ پیرے
رسانیدہ بہر پر خاش تیرے

وقوفش بر مزاج چرخ و اختر
در انگشتنش حساب ہفت دفتر

شد آہستہ بہ پیش خستہ بنشست
سخن را از عبارت کلہا بست

نصیحت ہائے پیرانہ فرو ریخت
غبار غم ز صحن دل فرو ریخت

رطب را از شکر خائی خجل کرد
پس آنگہ رُخ بداں شوریدہ دل کرد

کہ اے غافل ز شمشیر زمانہ
خبرداری ز خونریزیش یا نہ

جہاں تیغے بکف در ترک تازی
تو در بازی بہانہ عشق بازی

ولکن بازی بعقل خویش باز آئے | اگر گردی براں دیگر میفزایے
جوانی تیز طبعی ہوشداری | مدہ از کف زمام ہوشیاری
ورای عقل سر را افسرے نیست | سعادت بخش زو تر اختری نیست
چرا باید کہ آں گنجینۂ پاک | شود از دست چوں تو گوہرے خاک
مزن در شیوۂ صفرائیاں دست | مشو از بادۂ سودائیاں مست
دریں میخانہ مستی ناصوابست | نہ آخر آخر مستی خرابست
ولکن کیں کار تو روئے ندارد | گل پندار تو بوئے ندارد
ہماں یارے کہ اورا دوست داری | نہ در روے دوستی بینیم نہ یاری
نہ فرمان تو وقتے کار بندد | نہ در روئے تو روزے باز خندد
دریں مدت کہ جانِ تو بسفتہ است | شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است
چنیں بت را چرا تو می پرستی | ازیں صورت نظر بردار رستی
چو بشنید آں جواں ایں پند از پیر | نفیر انگیخت چوں مرغان شبگیر
بنالید از دلِ نالندہ چوں چنگ | وراں نالش گری برداشت آہنگ
کہ آہ اے ناصحاں اے پند گویاں | ز معجون فساد اصلاح جویاں
چہ چندی سرزنش کردن ز مستی | نہ مستم از شراب خود پرستی
مرا میگوں لبے کردست سرمست | ہمو مینای صبرم پست کردست
من ایں مستی نہ از ہر جام دارم | ز چشم آہوانش وام دارم
ازاں آہو کہ چشم شیر دارد | بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد
چناں شمشیر ہا دیدم بخوں تیز | چہ ترسانیدم از شمشیر خوں ریز

من و جائے بہ بند عشق بندی — چہ خوانیدم بصد رہوشمندی

شما دانید و اوج عزت و جاہ — مرا با من گزارید اندر ایں چاہ

مرا گر روز من مسعود بودے — براں بندے کہ دارم عود بودے

تو اے فرزانہ پیر مصلحت بیں — غم دنیا کہ خواہی خورد یادیں

ہمہ را راست خواہی کرد یا پائے — خرد راہوشش یا تدبیر یا رائے

من ایں آشفتگی تنہا ندارم — نحوست ہاست اندر روزگارم

مریخ از گردن اشتر کہ ناخاست — کدامی جائے می بینی درو راست

مرا کاریست افتادہ خدائی — تو بے حاجت مکن کار آزمائی

دگر بارہ حکیم خوب تشبیب — سخن را نوع دیگر داد ترکیب

ملامت کرد لیکن راحت آمیز — غمے آوردش اما شادی انگیز

بدو گفت اے جواں آہستہ تر باش — ز دور آسماں صاحب خبر باش

ترا گرچہ موافق نیست بندم — ولے بپذیر ہر نقشے کہ بندم

اگرچہ داروئے من تلخ ناکست — بہ صحت چاشنی دادن چہ باکست؟

حذر کن چند روزے از خطرہا — کہ شاخ بخت خواہد داد برہا

سعادتہا برآرد آں بر تو — شمارے کردہ ام در اختر تو

ازآں روزے کہ زادی تا بہ امروز — بدیدم از ضمیر حکمت اندوز

بشد دور تعب زیں پس طربہاست — غم و شادی عالم را سبب ہاست

ہم اکنوں مشتری آید فلاں جائے — ہم آنجا زہرہ یاد عشرت افزائے

ورا خاطر ز طالع ہیں برآشفت — درآں آشفتگی ایں حرف میگفت

که با من از ستاره کمتر که جو ‌‌ ‌ که آگاهیم از آگاهی تو
چه دانند اختران دورِ عالم ‌ ‌ ‌ نگین را هم چه علم از دور خاتم
بگویم سعد و نحس آسمان باز ‌ ‌ ‌ بنقش کعبتین می ماند این راز
نه ششش داند که آمد نام من شش ‌ ‌ ‌ تو خواهی خوش بیار و خواه ناخوش
نه خود را پنج میداند که پنجم ‌ ‌ ‌ بدین منوال می دان نقش انجم
نه کیوان سر خود داند کم و بیش ‌ ‌ ‌ نه برجیس آگه از خیریت خویش
ازین ها باز برتر کار را نیست ‌ ‌ ‌ که بر هر کارخانه کار را نیست
تو اے افسانه خوانِ داستان گوے ‌ ‌ ‌ نداری از گل این باغ ها بوے
چه گردی گرد علمی کان ندانی ‌ ‌ ‌ حروف کان نخواندستی چه خوانی
چه حاجت بحث از خورشید و از ماه ‌ ‌ ‌ بیا تخته فرو شو اندرین چاه
چو آب از روے ظاهر بے گناه ست ‌ ‌ ‌ همه ساله چرا موقوف چاه ست
وگر آب از گناهے ماند در بند ‌ ‌ ‌ رسن در گردن چنبر که افگند
گنه کار این و حلق او رسن یاب ‌ ‌ ‌ برو پستر چه شاگرد رسن تاب
ازین دیوانه گانه نکته چند ‌ ‌ ‌ چو دُر در جمع آن گوش اندر افگند
چو دیدند آن رسن بندان آن حرف ‌ ‌ ‌ ز دیگر روز نامه می شود صرف
همه یکباره راحت ساز گشتند ‌ ‌ ‌ سر افگنده از آنجا باز گشتند
حسن عاشق ز انجم هر چه پرسد ‌ ‌ ‌ ز ماهِ خویش پرسد هر چه پرسد
چو اهل عشق بر تقویم خندند ‌ ‌ ‌ که در روے احسن تقویم بندند
بیا مطرب چو طبع زهره داری ‌ ‌ ‌ مکن در دورِ مجلس هرزه کاری

ندیم است و توئی ساقیست ما را — سعادتہاست زین تنگیست ما را

بیا اے شعرخواں یا شعرخور سند — تو طالع بیں نہ از شعربیت پرسند

چو من حرفے بخواں زین تختہ خاک — کہ از غم تختۂ دل را کنی پاک

بیا مطرب طرب را وقت دریاب — منجم خورشید کش ساقی سطرلاب

مرا با وقت و با ساعت چہ کار است — چو می آید ہمہ وقت اختیار است

خبر یافتن شحنہ از عشق و بند نہادن

چو عشق بیدلے باد لستانے — شد اندر ہر دیارے داستانے

زن و مرد از حدیث آں زن و مرد — بہر جائے کہ بیشد قصہ میکرد

اگر مردے ز نزدیکان آں زن — شدہ تیرہ ز طعن دوست دشمن

بہ پیش شحنہ آمد خاک بر سر — کہ ریزم خون خود با خاک ایں در

بدہ دادے کہ بیدادی بسے رفت — ہمہ آب کساں از ناکسی رفت

جوانے نام ما را خاک کردست — دل از شرمے کہ باید پاک کردست

ز نخلستان ما گشتہ رطب جوئے — کزاں نے رنگ خواہد یافت نے بوئے

پس آنگہ کرد از آں سرگرہ باز — بہ پیش شحنہ از انجام و آغاز

بد و نیکے کہ پیش شحنہ بودند — بر آں دعویش اشہاد می نمودند

بخواندش شحنہ زنجیرے در و بست — بدگیر بند پالیش کرد و ہم دست

اسیرے بند محنت ہا کشیدہ — ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ

بہ بندش درکشید آں چرخ قتال — ہمی گفت از سر حالت در آں حال

اگر اے چرخ کماں پشتِ کمیں ساز
سر انداز جوانمرداں سر انداز

گرت بد کردہ ام با من بدی کن
وگر کیں میکنی با خود خودی کن

پسندد ہیچکس با ذرہ زور
بزیر پائے پیل انداختن مور

مگس را سوختن ہر چار سو پر
ملخ را در سیاست خار در سر

چنیں عاجز کشی تا چند کردن
چو من ناچیز را در بند کردن

دو دستم بر فلک از شور تن بخت
دو بند آہنی در پائے ہا سخت

کجا رفت آنکہ می دید اختر من
سعادت کردہ نقش دفتر من

نہ زہرہ دیدم و نے مشتری را
ببد روز اں چہ جانیک اختری را

ہمیں با ایں دو عقدہ بایدم زیست
ندانم راس کہ یا خو ذنب کیست

ہمیں نالید روز و شب بریں حال
بماند آں بند بر وے تا بہ یک سال

خلاص یافتن عاشق از بند

چو نو شد سال سلطان السلاطین
مغیث الحق غیاث دنیا و دیں

بہ تخت ملک دہلی پادشا شد
بسے محتاج را حاجت روا شد

اشارت داد آں گیتی خداوند
کہ بردارید از ہر بندئے بند

چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق
ہمہ محبوس را فرمودہ اطلاق

چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور
بحکم ایں اشارت شحنہ بر فور

بیامد بند از آں بیچارہ برداشت
زکاہِ خشک کوہ خارہ برداشت

چو دیوانہ بروں آمد ز زنجیر
رواں شد چوں ز دامے جستہ نخچیر

چو تشنه کو بسوئے چه خرامد
پس از سالے بچاه خود برآمد

همانجا دید سرو سیم تن را
بت شکر لب و شیریں دهن را

همی گفت آب در دیده که ایماه
نبودم قانع از عشقت بدیں چاه

قضا بر چاه من بندے برافزود
غم ایں جائے و ایں بندے کرا بود

دریں بندم نه پرسیدی تو یک روز
غلط کردم ترا کے باشد ایں سوز

دریں بند ار گسستے بند بندم
نبودے ایں تمنا سود مندم

ندانم کز چه سنگ آمد دل تو
کدامیں آب تر کرد آن رگ گل تو

که نے زاں سنگ امید گوهرم شد
نه زاں آب آتش دل کمترم شد

شبم تاریک و روز تیره چندیں
چه جانے میکنم بر خیره چندیں

چو هرگز دل نخواهی بست با من
چه درخوں میکشم پیش تو دامن

برآنم کافگنم خود را دریں چاه
تو از من وارهی من از خود ایماه

چو ایں گفت و گرفتندش چپ و راست
نمودندش که ایں ره راست سود است

صبوری کن صبوری روز کے چند
منال از بندها دل در خدا بند

گره از کار هر یک او کشاید
کشاید از تو هم چوں وقت آید

غمت بسیار شد امید شادی است
چنیں امید ملک کیقبادی است

نظیرے چند ازیں ساں یاد کردند
بدیں لابه دلش را شاد کردند

دل عاشق بلابه کے شود نرم
تنور از برف و باراں کے شود گرم

حسن تا روئے یار خود نه بیند
سر و سامان کار خود نه بیند

بیا مطرب رباب را بکف کن
طرب را حلقه در گوش دف کن

به نی زن گو که ای همرنگ و همراز ‌ ‌ ‌ بدمسازی دمی باهمدمان ساز
بیا ای شعر خوان شعری که خواندی ‌ ‌ ‌ گلی بود آن که بر مستان فشاندی
گلستان دگر را باز کن در ‌ ‌ ‌ دگر ره تازه گردان مجلس از سر
بیا ساقی به یاران جام جان بخش ‌ ‌ ‌ بجان درمانده دلها را امان بخش
بمن ده تا غمی از دل برآرم ‌ ‌ ‌ وزو جان نو اندر تن درآرم

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و وعده دادن بوصال

چنین گویند دانایان این دیر ‌ ‌ ‌ که چون یکچند شد سیاره را سیر
بزرگ و خورد را روشن شد این حال ‌ ‌ ‌ بدین حالت برآمد چارده سال
شبی افشانده ماه چارده نور ‌ ‌ ‌ غبار ظلمت از آفاق شد دور
تو گفتی مه ز انجم مایه انگیخت ‌ ‌ ‌ ز بهر چارده بازی درم ریخت
برآمد صبح ناگه وان درم خواند ‌ ‌ ‌ نگر شش روز پردین کان درم ماند
بت هندو نژاد آن شب ببازی ‌ ‌ ‌ چو ترکان غمزها در ترک تازی
همه شب با پری رویان شب یا ‌ ‌ ‌ چه چشم یار خود بود دست بیدار
چو وقت صبحدم شد یاد کردش ‌ ‌ ‌ که یاد آمد ازان دلهای سردش
پشیمان گشت آن معشوق زیبا ‌ ‌ ‌ که بود از عاشقی چندین شکیبا
شکیبائی برون آمد ز پرده ‌ ‌ ‌ کلید رحمت اندر دست کرده
در دل بر کشاد آن سنگدل را ‌ ‌ ‌ بشست از سکه او غش و غل را
بیاران گفت ماه کبک رفتار ‌ ‌ ‌ که فردا یار خواهم برد بایار

روم دستش بگیرم زاں اسیری | چه خوب آید ز خوباں دستگیری
سخن گویم وزو هم راز پرسم | فراق چند ساله باز پرسم
گهے مرهم نهم بر سینۂ ریش | گهش طوقے دهم از بازوئے خویش
ز لب راحت ز رخ ریحانش بخشم | کشم وانگه ببوسه جانش بخشم
دریں اندیشه بود آں ماه تا روز | که سر بر کرد صبح عالم افروز
چو زیں مینا بروں زد لعل گلرنگ | برآورد آں فرو مانده سر از سنگ
سر از سودائے لعل دلستاں پر | گهے لعل از مژه میریخت گه دُر
فسونے بر وصال دوست میخورد | عتابے بر خیال بخت میکرد
که اے بخت ایں چه سختی می نمائی | دل تنگے بجاں آمد کجائی
نیامد وقت آں کز من کنی یاد | بر اندازی بنائے غم ز بنیاد
چه نازست آں ز من افزوں کنی ناز | چه خشمست ایں بیا با آشتی ساز
فن خود ساز آں یار فسونے | فنم بردم دل جادو فسونے؟
سوار مرا عناں دل بگرداں | مه خود کاسه را منزل بگرداں
یکے آں سخت دل را در دل افگن | که رحم آرد بدیں درد دل من
دریں بود ست کز ره گرد برخاست | ز روئے دل غبار درد برخاست
بروں آمد ازاں گرد آفتابے | چو گنجے رخ نهاده در خرابے
هماں هر روزه سرو گلشن افروز | شگفته چوں گل نو رو ز نو روز
در آمد شاد پیش یار بنشست | گرفتش دست و بوسے داد بر دست
بپرسیدش که چونی حال چونست | حساب پار رفت امسال چونست

دلت چوں بود چندیں سال در تاب ‏— جگر چوں خورد چندیں گاہ خوں ناب
چہ خوں ہا خوردی اندر اشتیاقم ‏— چہ محنت ہا کشیدی در فراقم
چو خاکے خوار ماندہ بر سرِ راہ ‏— چو سنگے سر نہادہ بر سرِ چاہ
چو عیش خود چشیدہ تلخی از بند ‏— کشیدہ چوں دل من سختی از بند
رہائی را رہ و روئے نجستہ ‏— بخون دیدہ از جاں دست شستہ
خدا داناست اے دیرینہ یارم ‏— کہ من از شوخیٔ خود شرمسارم
بتقصیرے کہ کردم عذر بپذیر ‏— گناہ از من مگیر از بخت خود گیر
کنوں چون بخت عہد کہنہ نو کرد ‏— فلک رخش وفا را گرم رو کرد
تو ہم دل شو کزیں پس حال نیکوست ‏— دلیل حال نیکو فال نیکوست
بفال نیک روز خویش خوش کن ‏— شب اندوہ را داغ حبش کن
دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ ‏— فتور خویش خواہی دید رفتہ
من و تو جام خوش خواہیم خوردن ‏— بخلوت جائے خود خواہیم کردن
مرا جفتے است بازرگاں کہ ہر سال ‏— برو اشتر خریدن را بسے مال
رود در بادیہ اشتر ستاند ‏— فروشد پیل وارے زر بماند
ہم اکنوں با شریکاں سفر ساز ‏— سفر را عزم مطلق میکند باز
چو او از خانہ شد تو جا بمانی ‏— درون دل قدم در نہ کہ جانی
ہمیں کو پائے بیروں آرد از کوئے ‏— شود خارے کہ در راہ است یکسوئے
ترا در بزم گاہ وصل خوانم ‏— نثار چوں تو جاناں جاں فشانم
چو آں زنجیر کعبہ را ندیدہ ‏— رہ غم را بپایانہا بریدہ

شنید آں زمزمہ بر چاہ زمزم
بلا پرورد آں مہجور مسکیں
بہر جانب نظر افگند بختے
سرے در پائے او آوردہ میگفت
توئی یا خواب دیدم یا خیالست
کدامیں آوریدت اے گل اینجا
چہ دولت بود کز من یاد کردی
چہ رحم آمد دل کافر وشت را
من اندر خورد چوں تو میہمانے
چہ آرم پیش کش از ہر چہ خوشتر
زجاں بایستہ تر باشد نثارے
بوصلم وعدہ دادی راست یارا
سخن ہائے کہ گفتی اے پری رو
تو خود با بے بیاری می نہی پیش
بوعدت روشنائی تمامست
چہ خوش باغیست روشن چشمہ سارے
رسید ابرو بر آمد گشت محتاج
شباں ہم از برہ گوید بشارت
بخندید آں گل از گفتار یارش

حضور کعبہ برد از حاجیاں غم
نہ دل با او دراں نظارہ نے دیں
نگوں بختے شدہ بیدار بختے
کہ اے کس با تو زطاق ایزداں جفت
کہ صلح آب در آتش محالست
گل اینجا بہ کہ باشد بلبل اینجا
خرابی را بہ لطف آباد کردی
کہ نرمی داد طبع سرکشت را
مہیا کے توانم کرد خوانے
چہ دارم جان خشک و دیدۂ تر
بمقدار قدوم چوں تو یارے
زتو بخشش زمن درخواست یارا
ببالائے تو ماند یاسمیں بو
ولے ترسم زبخت بد کم و بیش
ولیکن اختر من تیرہ فامست
اگر باد خزاں نارد غبارے
اگر فوج ملخ ناید بتاراج
اگر گرگش نخواہد کرد غارت
گرفت از دلنوازی در کنارش

چو بزم وعده در طبعش بیاراست
بجام بوسه مستش کرد و برخاست

ازاں خلوت چو آمد سوئے خانه
همی جست آں تمنا را بهانه

جہاں کو آرزو ہا را کند خاک
زد اندر دامن مقصود شاں خاک

حدیث آں جگر ہائے کہ خوں شد
بدیگر داستاں گویم کہ چوں شد

بیا مطرب بگو مارا سرودے
اگر گوئی دہم از دیدہ رودے

سرودت را بود از رود ما آب
تو قدر ایں سرود و رود دریاب

بیا ای شعر خواں تو کار خود کن
دل سرگشتۂ ما را مدد کن

بخواں نقشے کہ ما را نور بخشد
شفائے در تن رنجور بخشد

بیا ساقی بیار آں میوہ روح
پئے راحت دہ دل ہائے مجروح

بیا تا در صف مستاں نشینیم
جدائی ہائے عالم را نہ بینیم

وفات یافتن معشوق و سوختن او و خبر رسیدن بعاشق و سوختن او بر موافقت معشوق

چو ترک رومی از روز شب تار
برآورد آتشے روشن عجب وار

تو گفتی شب چو صبح آتش افروخت
برسم ہندواں خود را دراں سوخت

بت ہندو سرشت از خواب برخاست
نقاب ابر از مہتاب برخاست

بشوہر دید عزم راہ کردہ
بسیج کوچ منزل گاہ کردہ

بیاد برگ رہ ترتیب کردش
براں زادے کہ بود از گرم و سردش

از آلاتے کہ اندر راہ شاید
بدادش ہر متاعے کاں بباید

چو ہم خانہ زخانہ سر بروں کرد
تو گوئی خاناں را سرنگوں کرد

همان دم تب گرفت آں دلستان را / نه دل را بلکه کار افتادگاں را

تپ سوزنده تر از آتش تیز / گدازاں شد تن شمع شکر ریز

سه روزاں نازنیں افتاد در تاب / بیکباره بماند از خورد و از خواب

چهارم روزش آں تب تیز تر شد / گل سیراب را گونه دگر شد

چو جان او ز سینه قصد لب کرد / بجاں درمانده مادر را طلب کرد

بمادر گفت اے تاج سر من / صدف ساں بردبارا گوهر من

مرا درده که جانم باربربست / گل من رخت ازایں داربربست

بگو تا ز آتش و هیزم در آرند / وگر زیں سوخته دودے برآرند

مرا خود آتش دل هست بسیار / تنے چوں هیزم خشک از غم یار

همیں اسباب من با من پسند است / کسے کو اینچنیں مرده است زنده است

زبانم با که خواهد گفت ایں راز / براں پیرانه ساز خانه پرداز

که یارد دیده جانش را دراں سوز / که بیند طالع او را بداں سوز

منش وعده دهم بس رخت بندم / کند بر خویش یا بر بخت بندم

چه گویم با که گویم چیست تدبیر / که در دل نشست ناوک در جگر تیر

جگر بشکافم و بیروں کشم دل / کنم هر دو بیک جا در ته گل

گر آید آں مخالف بخت بدروز / خبر پرسد ز دل بند دل افروز

بگو بندش که رفت او دل همیں جاست / همیں ره رفتن منزل همیں جاست

بگفت ایں و بهم پیوست دیده / قفس بر جا و مرغ از وے پریده

خروشے زار از اں خانه برآمد / بهر دل زاں خبر دودے برآمد

هر آنکس کو شنید آن درد جانکاہ   برآورد از جگر جوش و زجاں آہ
برآئینے کہ باشد ہندواں را   بروں بردند آں سرو جواں را
زنا خویشاں واز خویشاں گروہے   برآوردند ہیزم ہا چو کوہے
نہال نوبراں خاشاک بردند   گلستانے بخارستاں سپردند
برآتش در زدند آں خوابگہ را   بمریخے قراں دادند مہ را
یکے از دوستان آں سیہ روز   چو زاں آتش رسید اندر دلش سوز
درآمد نزد آں کار اوفتادہ   سہم از دل ہم زد لبر اوفتادہ
بگفتش چند پرسی از سر چاہ   کہ دریا موج برزد آہ کن آہ
سفینہ غرق کن گوہر فروریخت   سعادت خشم کرد اقبال بگریخت
بمرد آں مہ کہ وصلت وعدہ میداد   کنوں شہریست از مرگش بفریاد
چو ایں شربت بدیں بیمار دادند   تو گفتی بند بندش بر کشادند
برآورد از دل شوریدہ شورے   کہ بازاری چہ یابد ہیچ روزے
چو سگ جانم بچندیں داغ دیدن   زہے غم کش بچندیں غم کشیدن
کرا زہرہ کہ او برتابد ایں کار   کرا طاقت کہ او برآرد ایں بار
بدیں غمہا کہ او را پاے و سرنے   ہمیں من نامزد باشم دگرنے
مژہ پر آبم و سینہ پر آذر   مرا از بہر ایں می زاد مادر
گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس   مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں بس
بدیں سیرت بسے فریاد ہا کرد   ازیں ساغر بسے خونابہا خورد
نشانے جست ازاں مہ چوں نشاں یافت   بصحرا راند و رو از شہر برتافت

برون آمد چو افیون خوردہ مستے　　صف امید را دیدہ شکستے
چو آں آتش بر او پیدا شد از دور　　فغانے برکشید آں جان رنجور
کہ احسنت اے دلارام وفادار　　چنیں میعاد سازد یار با یار
بگفتی با تو رو در رو نشینم　　تو رو پنہاں کنی من در کہ بینم
مبیم وعدہ دہی خونم کشائی　　بہشتم گفتہ دوزخ می نمائی
تو حوری حور در آتش نباشد　　رہ اندر کام اژدر خوش نباشد
مرا گفتی بخواہم ساخت بزمے　　کہ دادم با حریفے تو عزمے
برائے دوستاں ایں بزم سازند　　حریفاں را بدیں مجلس نوازند
ز تو یاری چنیں آمد زہے یار　　چنیں باشد سر و کارت زہی کار
روا باشد اگر مقصودت اینست　　دلم با جان پاکت ہمنشین است
من اینک رہ بتو خواہم کشادن　　بہم خوابیست سر خواہم نہادن
دریں منزل نشد گر وصل را ساز　　دراں عالم بہم خواہیم شد باز
بگفت این و بجائے خود رواں شد　　چو بادے جانب آتش دواں شد
رسیدند اقربا و اولیایش　　گرفتند از تلطف دست و پایش
بزد دست و بجست از پیش ایشاں　　سرے چوں روزگار خود پریشاں
دروں آتش آمد یار خود دید　　بکار عاشقی ہم کار خود دید
شرر زیں سو رسید و شعلہ زاں سو　　ہماں جا تکیہ زد پہلو بہ پہلو
ورا پوشش گرفت و زار می سوخت　　فلک بیں یار را با یار می سوخت
نظارہ گر بگرد او زن و مرد　　سراسیمہ شدہ زاں داغ و زاں درد

پس از بر خاک غلطیدن بخواری — پس از صد نوع نالیدن بزاری
رواں گشتند آب از دیدہ ریزاں — تف آتش ز صحن سینہ خیزاں
کہ ایں دیدہ کہ اینجا خوں نگرید — چنیں خوننابہ بیند چوں نگرید
جواناں ہر یک از سودائی یار — ہمہ انگشت در دنداں دراں کار
یکے در سوز ماندہ کیں چہ سازیست — یکے در عین حیرت ایں چہ بازیست
یکے در وجد پیراہن زدہ چاک — یکے در چرخ چوں دوران افلاک
یکے بر یاد مجنوں مست میراند — یکے افسانۂ فرہاد میخواند
ہمہ جا منتشر گشت ایں حکایت — خبر شد شہرہ در شہر و ولایت
کہ بر روئے بتے چوں بت پرستے — ....
چو وقت آمد فلک قرابہ بشکست — نہ آں می ماند در مجلس نہ آں مست
علی رغم جہاں خوش بو و جمعی — ....
جہاں آں باد قہر آں آتش افروخت — کہ ہم پروانہ را ہم شمع را سوخت
جہاں ظالم ادا و ناپشیماں — بہ خون ریز من و تو بستہ پیماں
بیا تا دامن از وے باز چینیم — حساب کار خود را باز بینیم
دراں کوشیم ایں جان خطرناک — بر آید زیں تن ناپاک یا پاک
بر ما انچہ دل را میکند خوش — ہمیں جان است آں ہم در کشاکش
چو جاں رفت از تن نالاں چہ خیزد — چو خر افتاد از پالاں چہ خیزد
دریں رہ خاک باید بود نے خاک — کہ تا راحت رسد از تو نہ آزار
بدنیا انچہ در وے دل چہ بستی — در حق گیر از دہا برستی

جوانمرد او ست کو مرد خدا شد | تو او را شو ہمہ عالم ترا شد

حکایت

سوئے نخچیر شد محمود غازی | کہ تا بازش کند با کبک بازی

لب جوئے و مرغے چند را دید | دراں صید افگنی خوش گشت خندید

چنیں گویند کاں جانب ہمائے | ہمانا روئے خود بنمود جائے

ملک پائے طلب بر جا فشردہ | سپاہش را طمع از جائے بردہ

چو سر پس کرد ایاز خویش را یافت | کہ چوں خورشید رو از سایہ می تافت

ملک گفت از چہ ایشاں رہ نوردی | تو ہم ہمسایۂ اقبال گردی

بگفت اقبال از آں سایہ چہ خواہم | من اندر سایۂ اقبال شاہم

غرض چوں بندہ شد خاص خداوند | دو عالم پیش او بینی کمر بند

کسے کو کام دل را از خدا راند | مبادا گر از او ماند از خدا ماند

کجائی اے گرفتار گل و مال | بدستِ خویش گوش خویش میمال

امین خویش دانستی جہاں را | بدو دادی امانت نقد جاں را

ہمہ در بند غارت کردن تست | سر دستش طناب گردن تست

امیں گر رہ زند مشکل شمارے | شباں گرگی کند دشوار کارے

برہے در پیش با چندیں درازی | تو با عذر آوران شیشہ ببازی

قدم بر گیر و رہ می بین و مے رو | بگیر از خرمن این کشت یک جو

بخوبی خوش ز عمر خویش برخور | کہ بر خوبی ببدمہری کشی سر

گکند مرگ ازیں کوتہ گلو گیر　　چہ بندی مروے را در بہ زنجیر
یکے در دوستاں بیں چند راندند　　ازایشاں سہل باشد چند ماندند
چو ایشاں را طلب کردن شتابی　　اگر آں گنج در خلوت بیابی
گلے را کز زمیں بر روید امسال　　بگو پارینہ یارا نرا چہ شد حال
مرا لایق ترے پرسید امروز　　کہ در دل داغہا دارم دریں سوز
حسن گر باتو دردے ہم نفس بود　　ورق بشکن ہمیں یک حرف بس بود
اگر رفتند یارانت رہ خویش　　ترا ہم ہست آں رہ رفتنی پیش
بیا مطرب تو راہ خویش را باش　　علاج ایں درونِ ریش را باش
برار از چنگ نالاں نالہ زار　　منم با نالہ و زاری و با یار
بیا اے شعر خواں بنشیں زمانے　　ازیں مجموعہ برخواں داستانے
برآہنگے کہ مرغ صبح زارد　　بہر لحن از ہوا مرغان در آرد
بیا ساقی بیاراں خون جوشاں　　بداں خون خویش خوانم را فروشاں
بدہ تا مست گردم بے خبر نیز　　کہ مستاں فارغند از چیز و ناچیز

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید　　مزید روزگار خویش جوید
عیاذاً باللہ ا ۔۔۔۔ بپیچید　　ز پیچاں کارئ دوراں نہ پیچید
مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد　　بباید کرد شکر نعمتش یاد
بنام او کنم ایں نامہ را خاص　　ازو نام آوری از بندہ اخلاص

یکے کز برج گردونش سزد قصر — سر جمله ملوک سرور عصر
ستوده سیرت و فرخنده آئیں — کریم الخلق الحق عز والدیں
محمد اسم و رسمش جمله محمود — وجودش خاص بهر جود موجود
چراغ دود اعظم نقاخاں ؟ — ملک خوانچه کش بزمش فلک خوان
بدانش همنشین عقل والا — بهمت از مقام وهم بالا
کرم در عهد او نامے گرفته — جهاں از عدلش آرامے گرفته
گر بخشش فقیر از کاں برآرد — ز کام هر صدف دنداں برآرد
بدر دادن کم از دریا نکو شد — وے خوش بخشد او دریا بجوشد
گر از زر تنگ بر تنگست در پیش — نشسته تنگها بخشد به درویش
بمرکب یافتن شهرے از و شاد — سخائے باد پایاں نزد او باد
اگر دستش رسد بر قرصهٔ خور — رواں بخشد بجائے تنگهٔ زر
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے — همیں یک ذات او ماندست برجائے
خدایش بر صلاح کار دارد — ز شاخ عمر برخوردار دارد
بزرگا، کرما، عالی نژادا — سرت در سروری پاینده بادا
چه گویم مدحت چوں تو کریمے — صفائے غازی خلقے عظیمے
کرم فرمودن خود خود بیندیش — خصوصاً در حق بیچارهٔ خویش
مرا زاں ژرف دریائے خطرناک — تو آوردی بروں چوں گوهر پاک
پس اندر صدر دولت راه دادی — محل دست بوس شاه دادی
ز سلطاں گنجم آوردی و تشریف — عطائے خود درانجا کرده تضعیف

سر بختم تو بگرفتی ز خفتن | من ایں را کے توانم شکر گفتن

چو بیمار او فتادم آنچناں مست | ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تست

نوازش ہائے بے اندازہ کردی | بشربت ہائے خاصم تازہ کردی

ز زر بخشی و جاں بخشی نمودن | نکردی کم بدیں نتواں فزودن

حسن اینجا رسیدی در دعا ہیچ | بدست تو چہ باشد جز دعا ہیچ

الٰہی شاہ را بر تختگہ دار | ملک را از ہمہ آفت نگہدار

شہنشہ قرنہا با ملک مقروں | ملک را ہر دم از وے دولت افزوں

ملک را دہ ملک را نور دیدہ | بدیشاں چشم بدبیں تا رسیدہ

بیا مطرب نوا را بر کش آہنگ | بزن در کاسۂ طنبور خود چنگ

بیا اے شعر خواہنا در چہ کاری | نثار وقت ما کن ہر چہ داری

بخواں ہر گفتۂ خوش کایدت یاد | کہ بر خوش گوئی و خوش خواں آفریں باد

بیا ساقی بیاراں جام گلرنگ | مے رخشاں درو چوں لعل در سنگ

بمن دہ تا بنوشم مست گردم | خرد گو نیست شو من ہست گردم

تمت

الا اے قصہ پرداز سخن ساز | ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز

حکایت ختم شد دیگر چہ داری | بروں آر از خریطہ ہر چہ داری

ہنوزت ہست ازاں افسانہ ہا یاد | دل ویرانت از گنجینہ آباد

ہنوزت لب پر از نظم خوشابست | ہنوزت حقہ پر لولوئے ناسبت

سپہر سر بلند و بخت فیروز ترا داد ست ملک معنی امروز
چو تو نامد دریں روز زمانہ دوگانے گوئے جادوئے یگانہ
نباید از خساں ایں جہرہ سفتن نکو گویاں نکو دانند گفتن
بدیں طرز انچہ می ماند تمامی بنام ایزد چہ خوش گوید نظامی
زہے خوش گفتن آں پارسا پیر لطافت در سخن چوں شہد در شیر
مرا بنگر زبے انصافیٔ خویش گرفتہ از فضول ایں پیشہ را پیش
چہ بے شرمم کہ ایں در می کشایم چناں گل دیدہ ایں گل مینمایم
زمن بے شرم تر ہم مرد مانند کہ ایں خواندہ از آں خویش خوانند
چہ گفتم کیں سخن ناگفتنی بود رہ از خار خصومت رفتنی بود
ہمی خواہم زیزداں تو ہر دم نہ از ناگفتنی از گفتنی ہم
چہ کارست ایں ہوس را کارستن زتو نقشے بہر دیوار بستن
اگر خاطر نہ عشق ایں در کشادے کجا طبعم سخن را سر کشادے
حدیث عشق کز سر تازہ شد باز بعشق آرایم انجامش چو آغاز
بخواہم کرد ترتیب شگرفی دریں نامہ نبشتم چند حرفی
محبت لوح بود و عشق خانہ ازاں نامش نہادم عشق نامہ
نمودم اندریں چنداں تفکر سواد یکشبہ بود ایں ہمہ در
بسال ہفصد ایں در شد نمودہ دوشنبہ غرۂ ذوالحجہ بودہ
چو در نظم آمد ایں ابیات دلکش شمردم حاصل آمد شش صد و شش
نہ از خود کردم ایں افسانہ منظوم کہ مشہور است ایں قصہ دراں بوم

اگر گوئی کہ ایں گفتن چرا بود
بیان عشق کارِ ہر زباں نیست
تواں کردن بصد چشمہ زباں تر
کہ کار عاشقی کاریست جانی
بیا مطرب مکن از خویش یادے
زخود تولے کہ من گفتم بدل کن
بیا اے شعر خواں ایں نامہ برگیر
تو برخواں ایں مثال مہربانے
بیا ساقی سر قرابہ بکشائے

بیان عشق بے دیناں خطا بود
چو قائل زندہ دل باشد زیاں نیست
ولیکن عشق دریائیست دیگر
ز کفر و دیں برونست آں معانی
دریں آتش کدہ در کبر بادے
بیک قولم ہمہ اشکال حل کن
فسونے نو دریں ہنگامہ برگیر
بتوقیع قبول جاودانے
چو دیدی بیشۂ ماچیست پیش آئے

بدہ آں می کہ عشقش مہر کردست
کزاں مے جز حسنؔ دیگر نخوردست

تمام شد کلیّات حسنؔ

اغلاط نامہ

کلیات امیر حسن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۹	از	ار	۶۲	۵	ر	تر
۱۸	۵	دل	دلے	۷۹	۷	ازاں	زاں
"	۷	جو	چو	۸۴	۷	تو	چو
۱۹	۶	از	ار	۸۵	۶	گو	کو
۲۱	۲	خواندم	خواہدم	۹۲	۱۰	گو	کو
۲۷	۷	تذکبر	تذکیر	"	۱۵	مایم	مائیم
۲۹	۶	پیراہن	پیرہن	۹۶	۱۱	زو	رُو
۳۲	۳	کامے	گامے	۹۷	۱۴	زارہا	تارہا
۳۴	۱۲	رسید	رسد	۱۰۳	۳	چوں	چو
"	۱۵	پیش	بیش	۱۰۴	۷	بیدل بیک	بیدل کہ بیک
۳۶	۱۵	پُز	پُر	۱۰۶	۱۱	طبیباں	طبیبا
۴۰	۵	پر	چو	۱۰۷	۱۴	چوں	چو
۴۳	۱۵	چہ بخت	زبخت	۱۱۱	۹	ہچوں	ہچو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۸	افتاد	اوفتاد	۱۶۲	۱	شُستہ	شَستہ
۱۱۹	۱۴	سجاد	سجادہ	〃	۵	چیں	چنیں
۱۲۳	۱	توتے	توئی	۱۶۵	۶	سگے	سگ
۱۲۴	۱۴	توتے	توئی	〃	۱۰	با	یا
۱۲۵	۳	کہ در	کہ زدر	۱۶۷	۱۳	تو	نَو
۱۲۶	۱۵	کر	کز	۱۷۰	۵	دید	دیدہ
۱۳۱	۲	کہ چہ	چہ	۱۷۲	۷	کوش و	گوشَو
۱۳۷	۹	مے جنبدہی	مے جنبیدومی	〃	۱۱	گورے	گورِ
۱۳۹	۱	فشافی	فشانی	۱۷۴	۱۰	بیا	بنیاد
۱۴۰	۵	و	وار	۱۷۵	۱۰	گو	کو
۱۴۳	۲	تو	نَو	〃	۱۳	سور	سوز
〃	۱۳	چول	چوں	〃	۱۵	دل بتاں	دل بہ بتاں
〃	〃	توشیں	نوشیں	۱۷۶	۵	بجمن	بچمن
۱۴۴	۹	گر	اگر	〃	۱۲	جنگ	چنگ
۱۴۶	۱۲	از	ار	۱۷۷	۱۱	ریز	زیر
۱۵۰	۱۱	امالکاتبیں	کراماً کاتبیں	۱۸۰	۲	دشنام	دشنّام
۱۵۴	۱۶	از	ار	۱۸۰	۳	ہیہدہ	بیہدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٨٠	٥	جنبدے	جنبیدے	٢٠٥	٤	پیش	بیش
"	١٥	بعمرے	بعمرِ	"	١٣	میہمانم	میہمانیم
١٨١	٣	جو	چو	٢٠٧	٦	داد	دادہ
١٨٣	٢	دیدم	دیدیم	٢٠٨	٥	ملک و دل	ملکِ دل
"	٤	خوانی	خوانیم	٢٠٩	٣	کم	گم
١٨٤	٢	زیر	ریز	٢١٠	٩	رلف	زلف
١٨٥	٦	جو	چو	٢١١	٩	کردمد	کردند
١٨٧	٢	افتد	او فتد	"	١٣	جست	چست
١٩٠	١	اے	اے کہ	٢١٧	٥	نوارش	نوازش
"	"	چوں	خوں	"	٨	زنگ	رنگ
١٩١	٥	بز	بر	٢٢٠	٣	چو	چوں
١٩٤	١٢	بگنج	بکنج	٢٢١	١	حال	خال
١٩٧	١	یا	با	٢٢٢	١١	توکیے	توکہ کیے
١٩٨	٨	از	ار	"	١٣	حبّار	جبّار
٢٠٠	٨	اے	اے کہ	٢٢٥	١	بناں	بنال
٢٠٤	٦	اے توز	اے زتو	٢٣٣	٥	کند	کنند
٢٠٥	٣	ست	دست	"	٧	خق من	حق کہ من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۵	۷	بنجیرش	بنجبرش	۲۹۵	۲	قبوے	قبول
۲۳۸	۱	مبکاشتم	میکاشتم	۳۰۹	۳	زیاں	ژیاں
۲۵۰	۳	کویت	کوبُت	۳۱۴	۳	مکنوں	اکنوں
۲۵۱	۳	زحمت	رحمت	۳۱۶	۹	نہند	نہم
۲۵۳	۱۱	بجانب	بجانبے	〃	۱۵	دار	وار
۲۵۵	۲	بہت	جہت	۳۱۷	۲	نیدیشی	نیندیشی
۲۵۸	۱۰	موے	مو	۳۱۸	۷	بند	مبند
〃	۱۴	فصل	فضل	۳۲۲	۱۰	حرقہ	خرقہ
۲۶۰	۱	ازوباراں	ازباراں	۳۲۳	۶	ا	ماہ
〃	〃	مست	سست	۳۲۶	۶	حاناں	جاناں
۲۷۲	۵	نورصحر	نورسحر	۳۲۷	۶	ازاز	از
۲۷۳	۲	گوہر	گوہرم	〃	۱۰	قزعاں	قزغاں
۲۸۳	۱	ناں	ماں	۳۴۲	۳	ہر	بر
۲۸۷	۴	شاں	نشاں	۳۴۳	۷	از	ار
〃	۱۴	زواں	رواں	۳۵۳	۱۳	یا	با
۲۸۹	۹	نا	تا	۳۶۶	۱۴	ویے	وے
۲۹۴	۱۱	تعویز	تعویذ	۳۷۴	۴	دروے	درو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۲	۱۴	زلفت از	ز زلفت ار	۴۴۷	۱۴	سر آمنا فقاں صبرا	سر آمنا فغان خضرا
۳۸۴	۳	بغلان	بفلان	۴۴۸	۴	غیر تت	عزتت
۴۰۲	۵	چه	از	״	۱۲	جهانیانت	جهانیات
۴۰۴	۱۴	کر	اگر	״	۱۴	رهزا	زهرا
۴۰۷	۴	نعل در	نعل و در	۴۴۹	۱۸	سی صدده	سی صد است
۴۱۰	۱۳	تیرے	تیر	۴۵۴	۲	چواز قلعه چه اند	چه از قلعه که اند
۴۱۵	۱	نیکو	نکو	۴۶۵	۶	باکش	پاکش
۴۱۸	۳	النها	النهار	۴۷۱	۲	کل	گل
۴۲۵	۸	ه	نئی	״	۴	صد	خنده
۴۲۷	۹	چوں	چه	۴۷۲	۱۲	خدایش	خداش
۴۳۵	۳	کشروے	کرشوے	۴۷۴	۱۵	کسے	کفے
۴۳۷	۳	قلعه	قلعع	۴۷۶	۱	چرخ	خرج
۴۳۸	۷	بر	به	״	۹	مباده	مبادا
۴۳۹	۱۸	بار گے	تازگی	״	۱۰	صدکاهش	صیدگاهش
۴۴۳	۱۵	عطا	غطا	״	۱۲	گه	که
۴۴۴	۱۴	حماب	حجاب	״	۱۴	زهر	زهره
۴۴۶	۶	بدعا	بدغا	״	״	لعل	نعل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۳	جہاں ستاند	جہاں ستاں باد	۵۲۵	۱۵	تیر	تیز
〃	〃	گل	کل	۵۳۱	۱۴	ہرار	ہزار
〃	۱۲	نہاد	نہال	۵۳۷	۱۱	د	داب و
۴۹۰	۱۱	فیروز	افروز	۵۴۰	۱۶	صوب	صورت
۵۰۰	۳	رور	روز	۵۴۲	۶	تو	چو
۵۰۸	۲	گیرد	گیرند	۵۶۵	۱۵	برخودار	برخوردار
۵۱۱	۹	بخشاے	بہ بخشاے	۵۶۹	۹	زمیں	زیں
〃	۱۵	ساہاں	شاہاں	۵۷۰	۲	ے سیفت	می شُفت
〃	حاشیہ	گوسفندذبوح	مسافرخانہ	۵۸۸	۶	پیوست	بپیوست
۵۱۴	۲	زشفق	چوشفق	〃	۱۰	براستاں	راستاں
〃		بفصل	بفضل	التماس۔ شمارۂ صفحہ ۵۹۸ غلط چھاپ شدہ است تصحیح باید نمود			
۵۱۹	۱۴	ودراں	دراں	۵۸۹	۱۱	ماش	باش
۵۲۱	۱۵	عقل وفضل	عقل فضل	۵۹۶	۱۸	ریاخوں	ویاخوں
۵۲۲	۱۷	وہم رابعہ	ورابعہ	۶۲۱	۳	خاضم	خاصم

دام اقبالہٗ

سر مہاراجہ یمین السّلطنتہ بہادر صدر اعظم باب حکومت

نے

از راہِ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبۂ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے